

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سولہواں پارہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے اللہ! خاص تیرے ہی پاک نام کی برکت سے میں اس (بخاری شریف کے پارہ ۲۷) کو شروع کرتا ہوں تو نہایت ہی بخشش کرنے والا مریان ہے۔ پس تو اپنے فضل سے اس پارے کو بھی خیریت کے ساتھ پورا کرنے والا ہے۔ یا اللہ! یہ وعا قبول کر لے۔ آمين۔

۴۲- کتاب المغاری

غزوات کے بیان میں

١ - باب غزوة العشيرة أو العشيرة .

**وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ أَوْلُ مَا غَرَّ النَّبِيُّ
الْأَبْوَاءَ ثُمَّ بُوَاطَ ثُمَّ الْعَشِيرَةَ.**

غزوہ اس جہاد کو کہتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ اپنی ذات سے خود تشریف لے گئے ہوں اور سریہ وہ جس میں آپ ﷺ

تشریف

خود تشریف نہیں لے گئے۔ حجیفہ سے مہینہ کی جانب ایک گاؤں ابواء ہے اور بواطینوں کے قریب ایک پہاڑی مقام کا نام ہے۔ عشیرہ بھی ایک مقام ہے یا ایک قبیلہ کا نام ہے۔ ان تینوں جہادوں میں آنحضرت ﷺ بدر کی جگ سے پہلے تشریف لے گئے تھے۔

کہتے ہیں ابواء میں مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہوئی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس پر تبریز چالایا۔ یہ پہلا تبریز جو اللہ کی راہ میں مارا گیا۔ یہ تینوں جہاد تبریز سے ایک سال بعد کے گے۔ لفظ مغاریب میں اس پر غزا باغرو کا مصدر ہے یا مرف ہے۔ لکن کونہ مصدر اتعجب

فہنا (قطلانی) بعض راویوں نے غزوہ نبوی کی تعداد ۲۱ بیان کی ہیں جن میں چھوٹے غزوہات کو بھی شامل کیا ہے۔

۳۹۴۹ - حدیثی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب نے حدثنا و قبہ، حدثنا شعبۃ، عن أبي إسحاق، كُنْتُ إلَى جَنْبِ زَيْدٍ بْنِ أَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزَوَةٍ؟ قَالَ: سِتُّ عَشْرَةً قُلْتُ: كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ؟ قَالَ: سِتُّ عَشْرَةً قُلْتُ: فَأَيَّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ؟ قَالَ: الْعَسِيرَةُ أَوِ الْفَشِيرُ فَذَكَرْتُ لِقَادِهَ فَقَالَ: الْمُشِيرَةُ.

[طرفہ فی : ۴۴۰۴ ، ۴۴۷۱]

شین میم سے ہی یہ لفظ صحیح ہے۔

آخرت میں کفار قریش کے ایک قافلہ کی خرس کر تشریف لے گئے تھے مگر قافلہ تو نہیں ملا بل جنگ بدر اس کے نتیجے میں دفعہ میں آئی۔

۲- باب ذِكْرِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ يُقْتَلُ
باب بدر کی لڑائی میں فلاں فلاں مارے جائیں گے۔ اس کے
متعلق آخرت میں کفار کی پیشیں گوئی کا بیان

تشریح اس باب میں امام مسلم نے جو روایت کی ہے وہ زیادہ مناسب ہے کہ آخرت میں جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت عمر بن الخطب کو بتلادیا تھا کہ اس جنگ فلاں کافر مارا جائے گا اور اس جنگ فلاں۔ حضرت عمر بن الخطب کہتے ہیں کہ آپ نے جو جو مقام ہر ہر کافر کے لیے بتلائے تھے وہ کافران ہی جگہوں پر مارے گئے۔ یہ آپ کا ایک کھلا ہوا مجہر تھا اور باب کی حدیث میں جو پیشیں گوئی ہے وہ جنگ بدر سے بت پہلے کی ہے۔

۳۹۵۰ - حدیثی أَخْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، حدثنا شریخ بن مسلمہ، حدثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلَمَةً، حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عن أبيه، عن أبي إسحاق، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مِيمُونٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَعَاذِ بْنِ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ صَدِيقًا لِأَمِيَّةَ بْنِ حَلَّفَ، وَكَانَ أَمِيَّةً إِذَا مَرَ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ، وَكَانَ سَعْدًا إِذَا مَرَ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلَى أَمِيَّةَ، فَلَمَّا قَدِمْ رَسُولُ

بَنْدِرِ

کے ارادے سے گئے اور امیہ کے پاس قیام کیا۔ انہوں نے امیہ سے کہا کہ میرے لیے کوئی تھائی کا وقت بتاؤ تاکہ میں بیت اللہ کا طوف کروں۔ چنانچہ امیہ انہیں دوپر کے وقت ساتھ لے کر نکلا۔ ان سے ابو جمل کی ملاقات ہو گئی۔ اس نے پوچھا، ابو صفوان! یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ امیہ نے بتایا کہ یہ سعد بن معاذ بن شیخ ہیں۔ ابو جمل نے کہا، میں تمہیں مکہ میں امن کے ساتھ طواف کرتا ہوا نہ دیکھوں۔ تم لوگوں نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور اس خیال میں ہو کہ تم لوگ ان کی مدد کرو گے۔ خدا کی قسم! اگر ان وقت تم ابو صفوan! امیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر سلامتی سے نہیں جا سکتے تھے۔ اس پر سعد بن شیخ نے کہا، اس وقت ان کی آواز بلند ہو گئی تھی کہ اللہ کی قسم اگر آج تم نے مجھے طواف سے روکا تو میں بھی مدینہ کی طرف سے تمہارا راستہ بند کر دوں گا اور یہ تمہارے لیے بہت سی مشکلات کا باعث بن جائے گا۔ امیہ کہنے لگا، سعد! ابو الحکم (ابو جمل) کے سامنے بلند آواز سے نہ بولو۔ یہ وادی کا سردار ہے۔ سعد بن شیخ نے کہا، امیہ! اس طرح کی گفتوگوہ کرو۔ اللہ کی قسم کہ میں رسول اللہ بنی اسرائیل سے سن چکا ہوں کہ تو ان کے ہاتھوں سے مارا جائے گا۔ امیہ نے پوچھا۔ کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ اس کا مجھے علم نہیں۔ امیہ یہ سن کر بہت گھبرا گیا اور جب اپنے گھر لوٹا تو (انپی بیوی سے) کہا، ام صفوan! دیکھا نہیں سعد میرے متعلق کیا کہ رہے ہیں۔ اس نے پوچھا، کیا کہ رہے ہیں؟ امیہ نے کہا کہ وہ یہ بتا رہے تھے کہ محمدؐ نے انہیں خردی ہے کہ کسی نہ کسی دن وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ میں نے پوچھا کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کی مجھے خبر نہیں۔ امیہ کہنے لگا خدا کی قسم اب مکہ سے باہر میں کبھی نہیں جاؤں گا۔ پھر درکی لڑائی کے موقع پر جب ابو جمل نے قریش سے لڑائی کی تیاری کے لیے کہا اور کہا کہ اپنے قافلہ کی مدد کو چلو تو امیہ نے لڑائی میں شرکت پسند نہیں کی، لیکن ابو جمل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے ابو صفوan! تم وادی کے سردار ہو۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ تم

الله علی المدینة انطلق سعد مغموماً، فلمَّا نزلَ عَلَى أُمَّةٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ لِأُمَّةَ انظرْ لِي سَاغَةَ حَلْوَةَ لَعْلِيَ أَنْ أَطْوَفَ بِالنَّيْتِ، فَخَرَجَ بِهِ قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَلَقِيْهِمَا أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ : يَا أَبَا صَفْوَانَ مَنْ هَذَا مَعْكَ؟ فَقَالَ هَذَا سَعْدٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ : أَلَا أَرَاكَ تَطْوِفُ بِمَكَّةَ آمِنًا وَقَدْ آوَيْتُم الصُّبَاهَ وَزَعْمَتُمْ أَنْكُمْ تَنْصُرُونَهُمْ وَتُعْيِنُونَهُمْ! أَمَا وَاللَّهِ لَوْلَا أَنْكَ مَعَ أَبِيهِ صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ إِلَى أَهْلِكَ سَالِمًا فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ، وَرَفِعَ صَوْتَهُ عَلَيْهِ : أَمَا وَاللَّهِ لَنْ يَنْمَعَنِي هَذَا لِأَمْتَعْنَكَ مَا هُوَ أَشَدُ عَلَيْكَ مِنْهُ، طَرِيقَكَ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ أُمَّةٌ : لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ يَا سَعْدَ عَلَى أَبِيهِ الْحَكَمِ سَيِّدَ أَهْلِ الْوَادِي فَقَالَ سَعْدٌ : دُعَا عَنِّي يَا أُمَّةَ فَوَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ : ((إِنَّهُمْ قَاتِلُوكُمْ)) قَالَ : بِمَكَّةَ قَالَ : لَا أَدْرِي، فَفَرَغَ لِذِلِّكَ أُمَّةَ فَرَعَا شَدِيدًا فَلَمَّا رَجَعَ أُمَّةَ إِلَى أَهْلِهِ قَالَ : يَا أَمَّ صَفْوَانَ أَلَمْ تَرَيْ مَا قَالَ لِي سَعْدٌ؟ قَالَ وَمَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ زَعْمَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ قَاتِلُي فَقُلْتُ لَهُ : بِمَكَّةَ؟ قَالَ : لَا أَدْرِي فَقَالَ أُمَّةَ : وَاللَّهِ لَا أَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بَذْرٍ اسْتَفَرَ أَبُو جَهْلُ النَّاسَ قَالَ : أَدْرِكُوا عِيرَكُمْ فَكَرِهَ أُمَّةَ أَنْ يَخْرُجَ فَأَتَاهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَا صَفْوَانَ إِنَّكَ مَتَّى يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ

ہی لڑائی میں نہیں نکلتے ہو تو دوسرے لوگ بھی نہیں نکلیں گے۔ ابو جمل یوں ہی برابر اس کو سمجھاتا رہا۔ آخر مجبور ہو کر امیہ نے کما جب نہیں مانتا تو خدا کی قسم (اس لڑائی کے لیے) میں ایسا تیز رفتار اونٹ خریدیوں گا جس کا ٹانی مکہ میں نہ ہو۔ پھر امیہ نے (اپنی یوں سے) کما، ام صفوان! میرا سلامان تیار کر دے۔ اس نے کما، ابو صفوان! اپنے شیلی بھائی کی بات بھول گئے؟ امیہ بولا، میں بھولا نہیں ہوں۔ ان کے ساتھ صرف تھوڑی دور تک جاؤں گا۔ جب امیہ نکلا تو راستے میں جس منزل پر بھی ٹھہرنا ہوتا، یہ اپنا اونٹ (اپنے پاس ہی) باندھ رکھتا۔ وہ برابر ایسا ہی اختیاط کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کرا دیا۔

وَأَنْتَ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِيِ تَخْلُقُوا مَعْكَ
فَلَمْ يَزَلْ بِهِ أَبُو جَهْلٍ حَتَّى قَالَ : أَمَا إِذْ
عَلَّمْتَنِي فَوَاللهِ لَا يَشْرِيكَنِي أَجْزُؤُ بِعِنْكَةً،
ثُمَّ قَالَ أَمَّيَّةً : يَا أُمَّ صَفْوَانَ جَهْرِيَّيِ
فَقَالَ لَهُ : يَا أَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيْتَ مَا
قَالَ لَكَ أَخْوَكَ الْيَقْرِبِيُّ ! قَالَ : لَا مَا أَرِيدُ
أَنْ أَجْزُؤَ مَعْهُمْ إِلَّا قَرِيبًا، فَلَمَّا حَرَّ أَمَّيَّةً
أَخْدَلَ لَا يَنْزَلُ مَنْزَلًا إِلَّا عَقْلَ بَعِيرَةً فَلَمْ
يَزَلْ بِذَلِكَ حَتَّى قُتِلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِيَدِهِ۔

[راجح: ۳۶۳۲]

تشریح ترجمہ باب اس سے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امیہ کے مارے جانے سے پہلے ہی اس کے قتل کی خبر دے دی تھی۔ کمانی نے الفاظ انہم قاتلوں کی تفسیریہ کی ہے کہ ابو جمل اور اس کے ساتھی تھوڑے کو قتل کرائیں گے۔ امیہ کو اس وجہ سے تجب ہوا کہ ابو جمل تو میرا دوست ہے وہ مجھ کو کیوں کر قتل کرائے گا۔ اس صورت میں قتل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تیرے قتل کا سبب بنے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ امیہ بدر کی لڑائی میں جانے پر راضی نہ تھا، لیکن ابو جمل زبردستی اس کو پکڑ کر لے گیا۔ امیہ جانتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ جو بات کہہ دیں وہ ہو کر رہے گی۔ اگرچہ اس نے واپس بھاگنے کے لیے تیز رفتار اونٹ ہمراہ لیا مگر وہ اونٹ کچھ کام نہ آیا اور امیہ بھی جنگ بدر میں قتل ہوا۔ خود حضرت بلاں ﷺ نے اسے قتل کیا جسے کسی زبانہ میں یہ سخت سے سخت تکلیف دیا کرتا تھا۔ حضرت سعد بن عبیر نے ابو جمل کو اس سے ڈرایا کہ مکے لوگ شام کی تجارت کے لیے براستہ مدینہ جایا کرتے تھے اور ان کی تجارت کا دراو مر شام ہی کی تجارت پر تھا۔ بعض شارحین نے انہم قاتلوں سے مسلمان مراد یہی ہیں اور کمانی کے قول کو ان کا وہم قرار دیا ہے۔ (قطلانی) بہ حال حضرت سعد بن عبیر نے جو کچھ کہا تھا اللہ نے اسے پورا کیا اور امیہ جنگ بدر میں قتل ہوا۔

۳۔ باب غزوہ بدر کا یہاں

مہینے سے کچھ میل کے فاصلے پر بدر نامی ایک گاؤں تھا جو بدر بن خلدون بن نصر بن کنانہ کے نام سے آباد تھا یا بدر ایک کنویں کا نام تھا۔ ۱۴ میں رمضان میں مسلمانوں اور کافروں کی یہاں مشور جنگ بدر ہوئی۔ جس کا کچھ ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ ۷/۱ رمضان بروز جمعہ جنگ ہوئی جس میں کفار قریش کے ستر اکابر مارے گئے اور اتنے ہی قید ہوئے۔ اس جنگ نے کفار کی کمر توڑ دی اور وعدہ الٰہ ان اللہ علی نصرهم لقدری صحیح ثابت ہوا۔

وَقُولُ اللهِ تَعَالَى :

۱۵ هُوَلَقَدْ نَصَرَكُمْ اللهُ بِيَدِنَ وَأَنْتُمْ أَذْلَلُهُ
فَاتَّقُوا اللهَ لَعْنَكُمْ تَشْكُرُونَ۝۔
۱۶ هُوَإِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَّا يَكْفِيْكُمْ أَنْ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا "اوْرِيقِيْنَا اللَّهُ تَعَالَى" نے تمہاری مدد کی بدر میں جس وفتخار کے تم کمزور تھے۔ تو تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ اے نبی! وہ وقت یاد کریج، جب آپ ایمان والوں سے کہہ رہے تھے، کیا یہ تمہارے لیے کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد

کے لیے تین ہزار فرشتے اتار دے، کیوں نہیں؟ بشرطیہ تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور اگر وہ تم پر فوراً آپسیں تو تمہارا پروردگار تمہاری مدپانچ ہزار نشان کئے ہوئے فرشتوں سے کرے گا اور یہ تو اللہ نے اس لیے کیا کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمیں اس سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ ورنہ فتح تو بس اللہ غالب اور حکمت والے ہی کی طرف سے ہوئی ہے اور یہ نظرت اس غرض سے تھی تاکہ کافروں کے ایک گروہ کو ہلاک کر دے یا انہیں ایسا مغلوب کر دے کہ وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ جائیں۔

وہی بنو شہر نے کہا حضرت حمزہ بن شہر نے طیبہ بن عدی بن خیار کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورہ انفال میں) ”اور وہ وقت یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کر رہا تھا، وہ جماعتوں میں سے ایک کے لیے کہ وہ تمہارے ہاتھ آجائے گی“ آخر تک۔

ترسخ آیات مذکورہ میں جنگ بدر کی کچھ تفصیلات ذکر ہوئی ہیں۔ اسی لیے حضرت امام نے ان کو یہاں نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے خالق ان آیات میں ذکر کئے ہیں جو اہل اسلام کے لیے ہر زمان میں مشعل راہ بننے رہے ہیں۔ عنوان میں حضرت امیر حمزہ بن شہر کا ذکر خیر ہے جنہوں نے اس جنگ میں سمجھ یہ ہے کہ عدی بن نواف بن عبد مناف کو قتل کیا تھا کہتے ہیں کہ جبیر بن مطعم نے جو طیبہ کا بھیجا تھا اپنے غلام وحشی سے کہا اگر تو حمزہ (بن شہر) کو مار ڈالے تو میں تمہ کو آزاد کر دوں گا۔ عنوان میں ذکر ہے کہ حضرت امیر حمزہ بن شہر کے ہاتھ سے طیبہ مارا گیا جس کے بدالے کے لیے وحشی کو مقرر کیا گیا۔ یہی وحشی ہے جس نے جنگ احمد میں حضرت امیر حمزہ بن شہر کو شہید کیا۔

(۳۹۵۱) مجھ سے تیجی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے اہن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب نے، ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے غزوے کئے، میں غزوہ تبوک کے سوا اور سب میں حاضر رہا۔ البتہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکا تھا لیکن جو لوگ اس غزوے میں شریک نہ ہو سکے تھے، ان میں سے کسی پر اللہ نے عتاب نہیں کیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے

یَمْدُدُكُمْ رَبُّكُمْ بِنَادِقَةٍ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ。 بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَقْوَوا وَيَأْتُوكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يَمْدُدُكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةَ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ。 وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشَرَى لَكُمْ، وَلَنَظْمِنَنَّ قُلُوبَكُمْ بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ. لِيقطَعَ طَرَفًا مِّنَ الظِّنَنِ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِثُهُمْ فَيُنَقْلِبُوا خَانِبِينَ ﴿٦٢٣﴾ [آل عمران: ١٢٧-١٢٨]۔

وَقَالَ وَخْشِيٌّ: قَلَّ حَمْزَةُ طُقِيمَةُ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ الْجَيَارِ يَوْمَ بَدْرٍ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: هُوَذَا يَمْدُدُكُمْ اللَّهُ إِلَّا بِهِ الطَّاغِتَيْنِ أَهْنَاهُمْ ﴿٧﴾ [الأنفال: ٧]

٣٩٥١ - حدیثی یتحنی بن بکیر حدثنا الليث عن عفیل عن ابن شہاب عن عبد الرحمن بن عبد الله بن کعب أن عبد الله بن کعب قال: سمعت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: لم تخلف عن رسول اللہ ﷺ في غزوة غراها إلا في غزوة تبوك غیر آنی تخلفت عن غزوة بدر ولم یعاتب أحد تخلف عنها إنما خرج رسول الله

قفلے کو ملاش کرنے کے لیے نکلتے تھے۔ (اللئے کی نیت سے نہیں گئے تھے) مگر اللہ تعالیٰ نے ناگمانی مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھرا دیا۔

يُرِيدُ عَرِقَنِشَ حَتَّى جَمْعَةِ اللَّهِ
بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوَّهُمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ.

[راجع: ۲۷۵۷]

ہرچند حضرت کعب بنثیر جنگ بدرا میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے مگر چونکہ بدرا میں آنحضرت ﷺ کا قصد جنگ کا نام تھا اس لیے سب لوگوں پر آپ نے نکنا واجب نہیں رکھا برخلاف جنگ تبوک کے۔ اس میں سب مسلمانوں کے ساتھ جانے کا حکم تھا جو لوگ نہیں گئے ان پر اس لیے عتاب ہوا۔

۴ - باب قول اللہ تعالیٰ :

إِذَا دَسَّتُمْ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِي
مُمْدُّكُمْ بِأَلْفِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ. وَمَا
جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشَرًا وَلَطَمِينَ بِهِ
قُلُوبَكُمْ. وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، إِنَّ
اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. إِذْ يُغَشِّكُمُ الْعَوَاسِ أَمَّةَ
مِنْهُ. وَيَنْزَلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
لِيَطَهِّرَكُمْ بِهِ. وَيُنْذِهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ
الشَّيْطَانِ، وَلَيُرِيَطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيَثْبَتَ بِهِ
الْأَقْدَامِ، إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَيَّ الْمَلَائِكَةَ أَنِي
مَعَكُمْ فَلَبَّيْتُ الَّذِينَ آمَنُوا، سَأَلْقَيْتُ فِي
قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّغْبَ، فَأَضْرَبُوا
فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرَبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانِ،
ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ
يُشَاقِقَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ
الْعِقَابِ [الأنفال: ۱۲-۹].

باب اور اللہ تعالیٰ کا فرمان

”اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے، پھر اس نے تمہاری فریاد سن لی۔“ اور فرمایا کہ تمہیں لگاتار ایک ہزار فرشتوں سے مددوں گا اور اللہ نے یہ بس اس لیے کیا کہ تمہیں بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ ورنہ فتح تو بس اللہ ہی کے پاس سے ہے۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے اور وہ وقت بھی یاد کرو جب اللہ نے اپنی طرف سے چین دیئے کو تم پر نیند کو بھیج دیا تھا اور آسمان سے تمہارے لیے پانی اتار رہا تھا کہ اس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تاکہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے باعث تمہارے قدم جمادے“ (اور اس وقت کو یاد کرو جب تیرا پروردگار ہو کر رہا تھا فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سو ایمان لانے والوں کو جملے رکھو میں ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں، سو تم کافروں کی گردنوں پر مارو اور ان کے جوڑوں پر ضرب لگاؤ۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے، سو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

(۳۹۵۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، ان سے مخارق بن عبد اللہ بھلی نے، ان سے طارق بن شاہب نے، انہوں نے حضرت ابن مسعود بنثیر سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے مقداد بن اسود بنثیر سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری

حَدَّثَنَا أَبُو نُعِيمَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ
عَنْ مُخَارِقِ عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ قَالَ :
سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ : شَهِدْتُ مِنْ
الْمُقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا لَأَنْ أَكُونَ

زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لیے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی، وہ نبی کرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ان وقت مشرکین پر بدعا کر رہے تھے، انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! ہم وہ نہیں کیسیں گے جو حضرت موسیٰؑ کی قوم نے کما تھا کہ جاؤ، تم اور تمہارا رب ان سے جنگ کرو، بلکہ ہم آپ کے دائیں باشیں، آگے گے اور پہچھے جمع ہو کر لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کرم ﷺ کا چہہ مبارک چکنے کا اور آپ خوش ہو گئے۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ بدر کے دن آخر ضریت ﷺ کی خبر سن کر مدینہ سے لٹکے تھے۔ وہاں قافلہ تو نکل گیا فوج سے لڑائی ٹھنڈی، جس میں خود کفار کے جاریہ کی حیثیت سے تیار ہو کر آئے تھے۔ اس نازک مرحلہ پر رسول کرم ﷺ نے جملہ صحابہ سے جنگ کے متعلق نظریہ معلوم فرمایا۔ اس وقت جملہ مهاجرین و انصار نے آپ کو تسلی دی اور اپنی آنادگی کا اظہار کیا۔ انصار نے تو یہاں تک کہ دیا کہ آپ اگر برک الغدار نامی دور دراز جنگ تک ہم کو جنگ کے لیے لے جائیں گے تو بھی ہم آپ کے ساتھ چلتے اور جان و دل سے لڑنے کو حاضر ہیں۔ اس پر آپؐ بے حد مسرور ہوئے۔ (تشریح)

(۳۹۵۳) مجھ سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا، ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے، ان سے ابن عباس نے کہ نبی کرم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے موقع پر فرمایا تھا، اے اللہ! میں تیرے عهد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں، اگر تو چاہے (کہ یہ کافر غالب ہوں تو مسلمانوں کے ختم ہو جانے کے بعد) تیری عبادت نہ ہو گی۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور عرض کیا، بس سمجھئے، یا رسول اللہ! اس کے بعد حضور رضی اللہ عنہ نے سے باہر تشریف لائے تو آپؐ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی ”جلد ہی کفار کی جماعت کو ہار ہو گی اور یہ پیغہ پھیر کر بھاگ نکلیں گے۔“

تشریح اللہ پاک نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ حرف صحیح ثابت ہوا۔ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے پہلی بار ایک ہزار فرشتوں سے مدد نازل کی۔ پھر بدوحا کرتین ہزار کردیئے پھر پانچ ہزار فرشتوں سے مدد فرمائی۔ اسی لیے آیت کریمہ (آنی میڈکم بائلف بن النلبیتکہ) (الانفال: ۹) سورہ آل عمران کی آیت کے خلاف نہیں ہے جس میں پانچ ہزار کا ذکر ہے۔

باب

(۳۹۵۴) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰؑ نے بیان کیا، ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کما کہ مجھے عبد الکریم نے خبر دی، انہوں نے عبد اللہ بن حارث کے مولیٰ مقسم سے سنائی، وہ حضرت ابن

صَاحِبُ الْأَخْبَرِ إِلَيْهِ مِمَّا عَدَلَ بِهِ، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، وَهُوَ يَذْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ: لَا تَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ مُوسَىٰ هُوَذَهْبَ أَنْتَ وَرَبُّكَ لَقَابِلَهُ وَلَكِنَّا نَقَابِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَائِلِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهَهُ وَسَرَّهُ يَعْنِي قَوْنَةً.

حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا عَنْدُ الْوَهَابِ حَدَّثَنَا خَالِدَةَ عَنْ عِنْكَرَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَذْرٍ: ((اللَّهُمَّ أَنْشِدْتَكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنِّي شَفِتَ لَمْ تُعْبَدَ)) فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ قَالَ: حَسْبُكَ. فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: (سَيِّهِمُ الْجَمْعُ وَتَوْلُونَ الدَّيْرَ).

[راجح: ۲۹۲۵]

۵ - باب

حدیثی إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَىٰ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ أَبْنَ جَرِيْجَ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْدُ الْكَرِيمِ أَنَّهُ سَعَى مُفْسَدًا

عباس بن حیثا سے بیان کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ (سورہ نساء کی اس آیت سے) جماد میں شرکت کرنے والے اور اس میں شریک نہ ہونے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ لوگ مراد ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے اور جو اس میں شریک نہیں ہوئے۔

باب جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کا شمار

(۳۹۵۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے حضرت براء بن عازب بن شٹو نے بیان کیا کہ (بدر کی لڑائی کے موقع پر) مجھے اور ابن عمر بن حیثا کو "تابع" قرار دے دیا گیا تھا۔

(۳۹۵۶) (دوسری سنہ) امام بخاری فرماتے ہیں اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں مجھے اور عبد اللہ بن عمر بن حیثا کو تابع قرار دے دیا گیا تھا اور اس لڑائی میں مهاجرین کی تعداد ساٹھ سے کچھ زیادہ تھی اور انصار دو سو چالیس سے کچھ زیادہ تھے۔

[راجح: ۳۹۵۵]

کل مسلمان تین سو دس اور تین سو انیس کے درمیان تھے۔ تشریح جنگ میں بھرتی کے لیے صرف بالغ ہوان لئے جاتے تھے۔ حضرت براء اور عبد اللہ بن عمر بن حیثا کم سی کی وجہ سے بھرتی میں نہیں لیے گئے۔ ان کی عمر ۲۳۔ ۲۴ سالوں کی تھیں۔ جنگ بدر میں کفار کی تعداد ایک ہزار یا سات سو پچاس تھی اور ان کے پاس تھیار بھی کافی تھے پھر بھی اللہ نے مسلمانوں کو فتح میں عطا فرمائی۔ طالوت اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا جس کی فوج میں حضرت داؤد ﷺ بھی شامل تھے، مقابلہ جالوت نامی کافر سے تباہ کا لٹکر بہت بڑا تھا، مگر اللہ نے طالوت کو فتح عنایت فرمائی۔

(۳۹۵۷) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ہم سے زہیر بن معادیہ نے بیان کیا، ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت براء بن شٹو سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ نے جو بدر میں شریک تھے مجھ سے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی حضرت طالوت ﷺ کے ان اصحاب کی تھی جنہوں نے ان کے ساتھ نہ قلعیں کو پار کیا تھا۔ تقریباً تین سو دس۔ حضرت براء بن شٹو نے کہا، نہیں، خدا کی قسم! حضرت طالوت کے ساتھ نہ

مَوْلَىٰ عَنِ الْهُدَىٰ بِنِ الْحَارِثِ يَحْدُثُ عَنِ
إِنِّي عَيْسَىٰ أَنَّهُ سَمِعَةٌ يَقُولُ: هُلَا يَسْتَوِي
الْفَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ؟ [النساء : ۹۵]
عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ.

۶۔ باب عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ

۳۹۵۵ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنِ
أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: أَسْتَصْفِرُ
أَنَا وَابْنُ عُمَرَ.

۳۹۵۶ - وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا وَهْبٌ
عَنْ شَبَّةٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ
أَسْتَصْفِرُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ
الْمُهَاجِرُونَ يَوْمَ بَدْرٍ يَتَفَاقَّا عَلَى سِتِّينَ
وَالْأَنْصَارُ يَتَفَاقَّا وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ.

[راجح: ۳۹۵۵]

۳۹۵۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَالِبٍ حَدَّثَنَا
رَهْبَرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَيِّفُ
الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: حَدَّثَنِي
أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ شَهِيدَ بَدْرًا
أَنَّهُمْ كَانُوا عِدَّةً أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ
مَفَاهِمُ النَّهَرَ بِضَعْفَةٍ عَشْرَ وَلَاثَمَانَةَ قَالَ
الْبَرَاءُ: لَا وَاللَّهِ مَا جَاوَزَ مَفَاهِمُ النَّهَرَ إِلَّا

مؤمن۔

فلسطین کو صرف وہی لوگ پار کر سکتے تھے جو مومن تھے۔

(۳۹۵۸) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابوحاتم نے، انہوں نے براء بنثیث سے نہ، انہوں نے بیان کیا کہ ہم اصحاب محمد ﷺ آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد بھی اتنی ہی تھی جتنی اصحاب طالوت کی، جنہوں نے آپ کے ساتھ نہ فلسطین پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہ کوپار کرنے والے صرف مومن ہی تھے یعنی تین سو دس پر اور کئی آدمی۔

۳۹۵۸ - حدثنا عبد الله بن رجاء حدثنا إسحاق عن أبي إسحاق عن البراء قال: كنا أصحابَ مُحَمَّدَ ﷺ نَسْخَدُّ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاؤُوا مَعَهُ الْهَمَرَ وَلَمْ يَجَازُ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ بِضَعْفِ عَشْرَ وَثَلَاثِمَائَةٍ.

[راجح: ۳۹۵۷]

(۳۹۵۹) مجھ سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، ہم سے حبیب بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے ابوحاتم نے اور ان سے براء بن عازب بنثیث نے (دوسری سند) اور ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں ابوحاتم نے اور ان سے کہ جنگ بدر میں اصحاب بدر کی تعداد بھی کچھ اور پر تین سو دس تھی، جتنی ان اصحاب طالوت کی تعداد تھی جنہوں نے ان کے ساتھ نہ فلسطین پار کی تھی اور اسے پار کرنے والے صرف ایمان دار ہی تھی۔

۳۹۵۹ - حدثنا عبد الله بن أبي شيبة حدثنا يحيى عن سفيان عن أبي إسحاق عن البراء ح و حدثنا محمد بن كثير أخبرنا سفيان عن أبي إسحاق عن البراء رضي الله عنه قال: كنا نسخد أ أصحاب بدر ثلاثةمائة وبضعة عشر بعدها أصحاب طالوت الذين جاؤوا معه الهمر وما جاؤز معه إلا مؤمن. [راجح: ۳۹۵۷]

باب كفار قريش، شيبة، عتبة، وليد

اور ابو جمل بن ہشام کے لیے نبی کریم ﷺ کا بدعا کرنا

اور ان کی ہلاکت کا بیان

۷ - باب دُعَاء النَّبِيِّ ﷺ عَلَى كُفَّارِ قُرْيَشٍ : شَيْبَةَ وَعَتْبَةَ وَالْوَلَيدِ وَأَبِي جَهْلٍ بْنِ هِشَامٍ وَهَلَالَ كَبِيمٍ

یہ وہ بدجھت لوگ ہیں جنہوں نے آخرت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، ایک دن جب آپ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے ان لوگوں نے آپ کی کرمبارک پر اونٹ کی او جھڑی لا کر دال دی تھی۔ ان حالات سے مجبور ہو کر رسول کرم ﷺ نے ان کے حق میں بد دعا فرمائی۔ جس کا نتیجہ بدر کے دن ظاہر ہو گیا۔ جلد کفار ہلاک ہو گئے۔ اس سے بحالیت مجبوری دشمنوں کے لیے بد دعا کرنے کا جواز ثابت ہوا۔ مومن باللہ کا یہ آخری احتیار ہے نہیں واقعہ استعمال کرنے پر اس کا دار خالی نہیں جاتا۔ اسلئے کہا گیا ہے کہ -

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور ہاڑو کا نکاح مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(۳۹۶۰) مجھ سے عمرو بن خالد حرانی نے بیان کیا، انہوں نے ہم سے زہیر حدثنا أبو إسحاق، عن عمرو بن

رمیز حدثنا أبو إسحاق، عن عمرو بن خالد حدثنا

سے عمرو بن میمون نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف منہ کر کے کفار قریش کے چند لوگوں، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ اور ابو جمل بن بشام کے حق میں بدعماکی تھی، میں اس کے لیے اللہ کو گواہ ہاتا ہوں کہ میں نے (بدر کے میدان میں) ان کی لاشیں پڑی ہوئی پائیں۔ سورج نے ان کی لاشوں کو بدبو دار کر دیا تھا۔ اس دن بڑی گرمی تھی۔

یہ اسی دن کا واقعہ ہے جس دن ان ظالموں نے حضور ﷺ کی کرمبارک پر بحالت نماز اونٹ کی او جھڑی لا کر ڈال دی تھی اور خوش ہو کر ہنس رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جلد ہی ان کے مظالم کا بدله ان کو دے دیا۔

باب (بدر کے دن) ابو جمل کا قتل ہونا

(۳۹۶۱) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمير نے بیان کیا، ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ہم کو قیس بن ابو حازم نے خبر دی اور انہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود بن عثمن نے کہ بدر کی لڑائی میں وہ ابو جمل کے قریب سے گزرے، ابھی اس میں تھوڑی سی جان باقی تھی، اس نے ان سے کہا، اس سے بڑا کوئی اور شخص ہے جس کو تم نے مارا ہے؟

(۳۹۶۲) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تھی نے بیان کیا، ان سے انس بن عثمن نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ (دوسری سند) حضرت امام بخاری ﷺ نے فرمایا، مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان تھی نے اور ان سے حضرت انس بن مالک عثمن نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی ہے جو معلوم کرے کہ ابو جمل کا کیا حشر ہوا؟ حضرت ابن مسعود بن عثمن حقیقت حال معلوم کرنے آئے تو دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں (معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما) نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کا جسم مٹھندا پڑا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کیا تو ہی ابو جمل ہے؟ حضرت انس بن عثمن نے بیان کیا کہ پھر حضرت ابن مسعود بن عثمن نے اس کی داڑھی پکڑ لی، ابو جمل نے کہا، کیا

میمون عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، قال: استقبل النبي ﷺ الكتبة فدعى على نفر من قريش على شيبة بن ربيعة وآلوليد بن عبد الله وآبي جهل بن هشام فأشهد بالله لقد رأيتهم صرخاً قد غيرتهم الشمس وَكَانَ يوْمًا حاراً۔ [راجع: ۲۴۰]

۸- باب قتل آبی جهل

(۳۹۶۲) - حدثنا ابن نمير حدثنا أبوأسامة حدثنا إسماعيل أخينا قيس عن عبد الله رضي الله عنه أنه آتى أبيا جهل ويه رمق يوم بذر فقال أبو جهل: هل أغمد من رجل قتلتموه.

(۳۹۶۲) - حدثنا أحمداً بن يوسف حدثنا زهير حدثنا سليمان التنجي أن أنساً حدثهم قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم ح وحدثني عمرو بن خالد حدثنا زهير عن سليمان التنجي عن أنس رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم ((من ينظر ما صنع أبو جهل؟)) فانطلق ابن مسعود رضي الله عنه فوجده قد ضربه ابنا عفراء حتى برد قال: أنت أبو جهل قال: فأخذ بلحينه قال: وهل فوق

اس سے بھی برا کوئی آدمی ہے جسے تم نے آج قتل کر دا لا ہے؟ یا (اس نے یہ کما کہ کیا اس سے بھی برا کوئی آدمی ہے جسے اس کی قوم نے قتل کر دا لا ہے؟) احمد بن یونس نے (اپنی روایت میں) انت ابا جهل کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ یعنی انہوں نے یہ پوچھا، کیا تو ہی ابو جمل ہے۔ (۳۹۶۲) مجھ سے محمد بن شنی نے بیان کیا، ہم سے این ابی عدی نے بیان کیا، ان سے سلیمان تھی نے اور ان سے حضرت انس بن مالک بن عثیم نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے دن فرمایا، کون دیکھ کر آئے گا کہ ابو جمل کا کیا ہوا؟ حضرت ابن مسعود بن عثیم معلوم کرنے گئے تو دیکھا کہ عفراء کے دونوں لڑکوں نے اسے قتل کر دیا تھا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا، تو ہی ابو جمل ہے؟ اس نے کہا، کیا اس سے بھی برا کوئی آدمی ہے جسے آج اس کی قوم نے قتل کر دا لا ہے، یا (اس نے یوں کما کہ) تم لوگوں نے اسے قتل کر دا لا ہے؟

[راجح: ۳۹۶۲]

تشریح سلیمان تھی کی دوسری روایت میں یوں ہے۔ وہ کہنے لگا، کاش! مجھ کو کسانوں نے نہ مارا ہوتا۔ ان سے انصاد کو مراد لیا۔ ان کو ذیل سمجھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن مسعود بن عثیم اس کا سرکاث کر لائے تو آخر حضرت عثیم نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس امت کا فرعون مارا گیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن عثیم نے اس مردوں کے ہاتھوں کہ میں سخت تکلیف انھائی تھی۔ ایک روایت کے مطابق جب عبد اللہ بن مسعود بن عثیم نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا تو مردود کرنے لگا۔ ارے ذیل بکریاں چانے والے! تو بڑے سخت مقام پر چڑھ گیا۔ پھر انہوں نے اس کا سرکاث لیا۔

مجھ سے ابن شنی نے بیان کیا، ہم کو معاذ بن معاذ نے خبر دی، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا اور انہیں حضرت انس بن مالک بن عثیم نے خبر دی، اسی طرح آگے حدیث بیان کی۔

(۳۹۶۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ میں نے یوسف بن ماجشوں سے یہ حدیث لکھی، انہوں نے صالح بن ابراہیم سے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے صالح کے دادا (عبد الرحمن بن عوف بن عثیم) سے، بدر کے بارے میں عفراء کے دونوں بیٹوں کی حدیث مراد لیتے تھے۔

(۳۹۶۴) مجھ سے محمد بن عبد اللہ رقاشی نے بیان کیا، ہم سے معترنے

رجُلٌ قَتَّلَهُ أَوْ رَجُلٌ قُتِّلَهُ فَوْمَهُ؟ قَالَ: أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ.
[طرفاہ فی: ۳۹۶۳ - ۴۰۲].

- ۳۹۶۳ - حدیثی مُحَمَّدٌ بْنُ الْمُتَشَّنِ
حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَلَيْمَانَ التَّنْبِيِّيِّ
عَنْ أَنْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ
ﷺ يَوْمَ يَوْمَ بَدْرٍ: ((مَنْ يَنْظُرُ مَا فَعَلَ أَبُو
جَهْلٍ؟)) فَانْطَلَقَ أَبْنُ مَسْنَدٍ فَوَجَدَهُ قَذَ
ضَرَبَهُ أَبْنَا عَفْرَاءَ حَتَّىْ بَرَأَ فَأَخْذَ بِلِحْيَتِهِ
قَالَ: أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ؟ قَالَ: وَهُنَّ فَوْقَ
رَجُلٍ قَتَّلَهُ أَوْ قَاتَلَ قَتْلَمُهُ.

[راجح: ۳۹۶۲]

حدیثی ابن المتنی اخیرنا معاذ بن معاذ
حدثنا سليمان اخیرنا أنس بن مالك
نحوه.

- ۳۹۶۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
كَتَبَتْ عَنْ يُوسُفَ بْنِ الْمَاجِشُونَ عَنْ
صَالِحٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ فِي
بَدْرٍ يَعْنِي حَدِيثَ أَبْنَيْ عَفْرَاءَ.

[راجح: ۳۱۴۱]

- ۳۹۶۵ - حدیثی مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

بیان کیا، کما کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو محلز نے، ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہ قیامت کے دن میں سب سے پسلا شخص ہوں گا جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں جھکڑا چکانے کے لیے دوزانو ہو کر بیٹھے گا۔ قیس بن عباد نے بیان کیا کہ انہیں حضرات (حمزہ، علی اور عبیدہ رضی اللہ عنہم) کے بارے میں سورہ حج کی یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ ”یہ دو فرق ہیں جنہوں نے اللہ کے بارے میں لڑائی کی“ بیان کیا کہ یہ وہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں لڑنے کے لیے (تمہارہ) نکلے تھے، مسلمانوں کی طرف سے حمزہ، علی اور عبیدہ یا ابو عبیدہ بن حارث رضوان اللہ علیہم (اور کافروں کی طرف سے) شیبہ بن ربیعہ، عقبہ اور ولید بن عقبہ تھے۔

تشریح ہوا یہ کہ بدر کے دن کافروں کی طرف سے یہ تین شخص میدان میں نکلے تھے اور کتنے لگے اے ہم؟ ہم سے لڑنے کے لیے لوگوں کو بھیجو۔ ادھر سے انصار مقابلہ کو گئے تو کتنے لگے ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ہم تو اپنے برادری والوں سے یعنی قریش والوں سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے حمزہ! ائمہ! اے عبیدہ! ائمہ! حضرت حمزہ شیبہ کے مقابلہ پر اور علی ولید کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے۔ حمزہ نے شیبہ کو، علی نے ولید کو مار لیا اور عبیدہ اور عقبہ دونوں ایک دوسرے پر دار کر رہے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جا کر عقبہ کو خشم کیا اور عبیدہ کو اخراج کیا۔

(۳۹۶۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابو ہاشم نے، ان سے ابو محلز نے، ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے حضرت ابوذر گوثم نے بیان کیا (سورہ حج کی) آیت کریمہ (»هذان خصمون اختلفُوا في زَيْمِهِ«) (الحج: ۱۹) یہ دو فرقیت ہیں جنہوں نے اللہ کے بارے میں مقابلہ کیا۔ قریش کے چھ شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (تین مسلمانوں کی طرف کے یعنی علی، حمزہ اور عبیدہ بن حارث) اور (تین کفار کی طرف کے یعنی) شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ۔

بدر میں کفار اور مسلمانوں کا یہ مقابلہ ہوا تھا جس میں مسلمان کامیاب رہے، جیسا کہ پسلے گز رہا ہے۔

(۳۹۶۷) ہم سے احراق بن ابراہیم صواف نے بیان کیا، ہم سے یوسف بن یعقوب نے بیان کیا، ان کا نبی فیصلہ کے یہاں آنا جانا تھا اور

الرِّفَاعِیُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَدِلٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِی يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَادٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا أَوْلُ مَنْ يَجْعَلُونَ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ عَبَادٍ: وَفِيهِمْ أَنْزَلَتْ: هُذَا خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ قَالَ: هُمُ الَّذِينَ تَبَارَزُوا يَوْمَ بَنْرِ حَمْزَةُ وَعَلِيُّ وَعَبِيدَةُ أَوْ أَبُو عَبِيدَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَعَقبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عَقبَةَ.

[طرا فہ فی: ۳۹۶۷، ۴۷۴۴].

(۳۹۶۶) - حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَزَّلَتْ هُذَا خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فِي سَيْتَةِ مِنْ قُرْيَشٍ: عَلِيُّ وَحَمْزَةُ وَعَبِيدَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَعَقبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عَقبَةَ.

[اطرا فہ فی: ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۴۷۴۳].

بدر میں کفار اور مسلمانوں کا یہ مقابلہ ہوا تھا جس میں مسلمان کامیاب رہے، جیسا کہ پسلے گز رہا ہے۔

(۳۹۶۷) - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّوَافُ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ كَانَ

وہ بنی سدوس کے غلام تھے۔ کماہم سے سلیمان تھی نے بیان کیا، ان سے ابو مجلز نے اور ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے آیت ہمارے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی ॥
هَذَا إِنْ خَصْمُنَ اخْتَصَّمُوا فِي رَبِّهِمْ ॥ (الج: ۱۹)

بَنْزُلٌ فِي بَنَى صَيْعَةَ وَهُوَ مَوْلَى لَنِي
سَدُوشٌ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ التَّمِيُّ عنْ أَبِي
مُجْلِزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَادٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: إِنَّا نَزَّلْنَا هَذِهِ
الآيَةَ: هَذَا إِنْ خَصْمُانِ اخْتَصَّمُوا فِي
رَبِّهِمْ ॥ [راجع: ۳۹۶۵]

تشریح قادة نے کماکر اس آیت سے اہل کتاب اور اہل اسلام مراد ہیں۔ جبکہ وہ دونوں اپنے اپنے لئے اولیت کے مدھی ہوئے۔ مجلہ نے کماکر مومن اور کافر مراد ہیں۔ بقول علامہ ابن حجر، آیت سب کو شال ہے، ”بُو بُھی کفر و اسلام کا مقابلہ ہو نتیجہ یہی ہے جو آگے آیت میں مذکور ہے (فَالَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمْ يَقْتُلُنَّهُمْ بِمَنْ تَأْبِي) (الج: ۱۹) یعنی کافروں کو دوزخ کے کپڑے پہنانے جائیں گے اور ان کے سروں پر دوزخ کا گرم کھوٹا ہوا پالی ڈالا جائے گا۔

(۳۹۶۸) ہم سے سچی بن جعفر نے بیان کیا، ہم کو وکیع نے خبر دی، انسیں سفیان نے، انسیں ابو ہاشم نے، انسیں ابو مجلز نے، انسیں قمیں بن عباد نے اور انہوں نے حضرت ابوذر ہنڈھ سے سنًا، وہ قسمیہ بیان کرتے تھے کہ یہ آیت (جو اور پر گزری) انسیں چھ آدمیوں کے بارے میں، بدر کی لڑائی کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ پہلی حدیث کی طرح راوی نے اسے بھی بیان کیا۔

وَكَيْعٌ عَنْ سُفِيَّانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي
مُجْلِزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَادٍ سَمِعْتُ أَبَا ذَرًّا
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقْسِمُ لَنَزَّلَتْ هُوَ لَاءُ
الآيَاتِ فِي هُوَ لَاءُ الرَّهْطِ السَّتَّةِ يَوْمَ بَذَرٍ
نَخْوَةً. [راجع: ۳۹۶۶]

تشریح ان روایات میں حضرت ابوذر ہنڈھ راوی کا نام بار بار آیا ہے۔ یہ مشور صحابی حضرت ابوذر غفاری ہنڈھ ہیں جن کا نام جذب اور لقب سچ الاسلام ہے۔ قبلہ غفار سے ہیں۔ یہ عمدہ جاہیت ہی میں مودہ تھے۔ اسلام لانے والوں میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ آخرت حضرت ہنڈھ کی خبر لینے کے لیے انہوں نے اپنے بھائی کو بیجا تھا۔ بعد میں خود گئے اور پڑی مشکلات کیے بعد دربار رسالت میں باریابی ہوئی۔ تفصیل سے ان کے حالات بیچھے بیان کئے جا چکے ہیں۔ ۳۱۴ھ میں بقاقم ربذه ان کا انقال ہوا، جملہ یہ تھا رہا کرتے تھے۔ جب یہ قریب المرگ ہوئے تو ان کی زوجہ محترمہ رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ آپ ایک صراحت میں اس حالت میں سزا آترت کر رہے ہیں کہ آپ کے کفن کے لیے ہیاں کوئی کپڑا بھی نہیں ہے۔ فرمایا، ”رونا موقوف کرو اور سنوا رسول کشم ہنڈھ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں صراحت انقال کروں گا۔ میری موت کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت صراحت میرے پاس بیٹھ جائے گی۔ لہذا تم راستے پر کمری ہو کر اب اس جماعت کا انقلاب کرو۔ یہ شبیہ امداد حسب ارشاد نبوی ہنڈھ ضرور آرہی ہو گی۔ چنانچہ ان کی الیہ صاحبہ ہنڈھ گزر گا، پر کمری ہو گئیں۔ تھوڑے ہی انقلاب کے بعد دور سے کچھ سوار آتے ہوئے ان کو دکھائی دیئے۔ انہوں نے اشارہ کیا وہ غسر گئے اور معلوم ہونے پر یہ سب حضرت ابوذر ہنڈھ کی عیادت کو گئے جن کو دیکھ کر حضرت ابوذر ہنڈھ کو بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے ان کو حضور ہنڈھ کی مذکورہ ہلا چیش گوئی سنائی، پھر دستیت کی کہ اگر میری بیوی کے پاس یا میرے پاس کفن کے لئے کپڑا لکھے تو اسی کپڑے میں مجھ کو کفانا اور حتم ولائی کی تم میں جو فتح حکومت کا اونٹی عمدہ پہار بھی ہو وہ مجھ کو نہ کفنا۔ چنانچہ اس جماعت میں صرف ایک انصاری نوجوان ایسا ہی لکلا اور وہ بولا کہ پچا جان! میرے پاس ایک چادر ہے اس کے علاوہ دو کپڑے اور ہیں جو خاص میری والدہ کے ہاتھ کے کتے

ہوئے ہیں۔ ان ہی میں میں آپ کو کفاراں گا۔ حضرت ابوذر ہنفی نے خوش ہو کر فرمایا کہ ہاں تم ہی مجھ کو ان ہی کپڑوں میں کھن پہننا۔ اس دعیت کے بعد ان کی روح پاک علم پلا کو پواز کر گئی۔ اس جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو کفارا و فلیا۔ کفرن اس افساری نوجوان نے پہنلیا اور جنادہ کی نماز حضرت عبداللہ بن مسعود ہنفی نے پڑھائی۔ پھر سب نے مل کر اس صحرائے ایک گوشہ میں ان کو سپرد خاک کر دیا۔

ہنفی (مسدرک حاکم، ج: ۳ ص: ۳۷۶)

(۳۹۶۹) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ہم کو ابوہاشم نے خبر دی، ائمہ ابو محلہ نے، انمیں قیس نے، انہوں نے کماکہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ناؤہ قسمیہ کہتے تھے کہ یہ آئیت ﴿هَذَا نَحْنُ خَصَّنَا إِنَّمَا فِي رَبِّهِمْ﴾ (الج: ۱۹) ان کے بارے میں اتری جو بدر کی لڑائی میں مقابلے کے لیے نکلے تھے یعنی حمزہ، علی اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم مسلمانوں کی طرف سے اور عتبہ، شیبہ، ربیعہ کے بیٹے اور ولید بن عتبہ کافروں کی طرف سے۔

(۳۹۷۰) مجھ سے ابو عبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، ہم سے اسحاق بن منصور سلوی نے بیان کیا، ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ یوسف بن اسحاق نے اور ان سے ان کے دادا ابواسحاق سیعی نے کہ ایک شخص نے حضرت براءؓ سے پوچھا اور میں سن رہا تھا کہ کیا حضرت علی ہنفی بدر کی جنگ میں شریک تھے؟ انہوں نے کماکہ ہل انہوں نے تو مبارزت کی تھی اور غالب رہے تھے۔

(تلے اوپر وہ دو زریں پہنے ہوئے تھے)

تشریح اس شخص کو حضرت علی ہنفی کی کم سنی کی وجہ سے یہ گمان ہوا ہو گا کہ شاید وہ جنگ بدر میں نہ شریک ہوئے ہوں۔ براء نے ان کا غلط گمان رفع کر دیا کہ لڑائی میں لکھنا کیا مقابلہ کے لیے میدان میں نکلے اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔ مبارزت یعنی میدان جنگ میں نکل کر کے دشمن کو الکارنا۔ جن لوگوں نے حضرت علی ہنفی پر خود کیا تھا وہ ان کے کشم کشم کے عیب تلاش کرتے رہتے تھے جن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ براء نے جواب دیا ہے گویا جانشین کے منڈ پر ملنا ناجھ ہے۔

(۳۹۷۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ افسکی نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے یوسف بن ماجشوں نے بیان کیا، ان سے صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف نے، ان سے ان کے والد ابراہیم نے ان کے والد حضرت عبد الرحمن بن عوف ہنفی سے، انہوں نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف سے (تجبرت کے بعد) میرا عمد نامہ ہو گیا تھا۔ پھر بدر کی

۳۹۶۹ - حدثنا يعقوب بن إبراهيم حدثنا هشيم أخبرنا أبو هاشم عن أبي مجلز عن قيس سمفت أبا ذر يقسم قسمًا إن هذه الآية: ﴿هَذَا نَحْنُ خَصَّنَا إِنَّمَا فِي رَبِّهِمْ﴾ نزلت في الذين هرزوا يوم بني حمزة وعلی وعبيدة بن العارث وعتبة وشيبة ابني ربيعة والوليد بن عتبة. [راجع: ۳۹۶۶]

۳۹۷۰ - حدثني أخْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَنْدِ الله حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورِ السُّلْطُولِيِّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَيْيِ بَذَرًا قَالَ: بَارَزَ وَظَاهَرَ.

قال: حدثني يوسف بن الماجشوون عن صالح بن إبراهيم ابن عبد الرحمن بن عوف عن أبيه عن جده عبد الرحمن قال كاتب أمية بن خلفه فلما كان يوم

بذریٰ فذ کر قتلہ و قتل انہی فقان: بلال: لا
نحوتِ این نجاتِ امیة.
لڑائی کے موقع پر انہوں نے اس کے اور اس کے بیٹھ (علی) کے قتل کا ذکر کیا بلال نے (جب اسے دیکھ لیا تو) کہا کہ اگر آج امیہ نے نکال تو میں آخرت میں عذاب سے بچ نہیں سکوں گا۔

[راجح: ۲۳۰۱] تشریح (عبد نامہ یہ تھا) کہ امیہ مکہ میں عبدالرحمٰن کی جائیداد کی مدینہ میں حفاظت کریں گے۔ جنگ بدر میں امیہ کو پھانے کے لیے عبدالرحمٰن ان کے اوپر گرپٹے تھے مگر مسلمانوں نے کواروں سے اسے چھپلی بنا دیا۔

(۳۹۷۲) ہم سے عبدال بن عثمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، اُنہیں شعبہ نے، اُنہیں ابو حاتم نے، اُنہیں اسود نے اور اُنہیں عبد اللہ بن مسود بن خوش نے کہ تمی کرم ملکہ نے (ایک مرتبہ مکہ میں) سورہ والنجم کی تلاوت کی اور سجدہ تلاوت کیا تو جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب سجدہ میں گر گئے۔ سوا ایک بوڑھے کے کہ اس نے ہتھیلی میں مشی لے کر اپنی پیشانی پر اسے لگایا اور کہنے لگا کہ میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن خوش نے کہا کہ پھر میں نے اسے دیکھا کہ فرنگی حالت میں وہ قتل ہوا۔

[راجح: ۱۰۶۷] یعنی امیہ بن خلف جسے جنگ بدر میں خود حضرت بلال بن خوش عی نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا۔

(۳۹۷۳) مجھے ابراہیم بن موئی نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، ان سے معرنے، ان سے ہشام نے، ان سے عروہ نے بیان کیا کہ زبیر بن خوش کے جسم پر تکوار کے تین (گمرے) زخموں کے نشانات تھے، ایک ان کے مویہ میں پر تھا (اور انہا گمراہ تھا کہ) میں بچپن میں اپنی الگیاں ان میں داخل کر دیا کرتا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ ان میں سے دو زخم ان کو بدر کی لڑائی میں آئے تھے اور ایک جنگ بری موک میں۔ عروہ نے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن زبیر میں کشا کو (جان طالم کے ہاتھوں سے) شہید کر دیا گیا تو مجھ سے عبد الملک بن مروان نے کہا، اے عروہ! کیا زبیر بن خوش کی تکوار تم پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں پہچانتا ہوں۔ اس نے پوچھا اس کی کوئی نشانی بتاؤ؟ میں نے کہا کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر اس کی دھار کا ایک حصہ ٹوٹ گیا تھا، جو ابھی تک اس میں باقی ہے۔ عبد الملک نے کہا کہ تم نے بچ کما (اپنے اس نے

۳۹۷۲ - حدثنا عبد الله قال: أخبرني أبي عن شعبة عن أبي إسحاق عن الأسود عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي ﷺ أنه قرأ **﴿وَالنَّجْم﴾** فسجد لها وسبحه من مقامه غير أن شيئاً أخذ كفاه من تراب فرقعه إلى جبهته فقال: يكفيك هذا، فقال عبد الله: فلقد رأيته بعد قيل كافرا.

[راجح: ۱۰۶۷]

حدثنا هشام بن يوسف عن معمراً عن هشام عن غزوة قال: كان في الزبير ثلاثة ضربات بالسيف، أحدهن في عاتقه، قال: إن كنت لأدخل أصحابي فيها، قال: ضرب ثنتين يوم بدر وواحدة يوم اليرموك، قال غزوة وقال لي عبد الملك بن مروان حين قيل عبد الله بن الزبير: يا غزوة هل تعرف سيف الزبير؟ قلت: نعم. قال: فما فيه؟ قلت: فيه فلة، فلها يوم بدر قال: صدقت (بهن فلوان من قراع الكتاب)، ثم ردة على غزوة.

تابغہ شاعر کا یہ مصرع پڑھا) فوجوں کے ساتھ لوتے لوتے ان کی
تکواروں کی دھاریں کنی جگہ سے نوٹ گئی ہیں۔ ”پھر عبد الملک نے وہ
تکوار عروہ کو واپس کر دی، ہشام نے بیان کیا کہ ہمارا اندازہ تھا کہ اس
تکوار کی قیمت تین ہزار درہم تھی۔ وہ تکوار ہمارے ایک عزز (عثمان
بن عروہ) نے قیمت دے کر لے لی تھی۔ میری بڑی آرزو تھی کہ کاش!
وہ تکوار میرے حصے میں آتی۔

تشریح یرموک ملک شام میں ایک گاؤں کا نام تھا۔ وہاں حضرت عمر بن الخطب کی خلافت میڈھلہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ
ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے سردار ابو عبیدہ بن جراح بن الخطب تھے اور عیسائیوں کا سردار بیلان تھا۔ اس جنگ میں عیسائی ستر ہزار
مارے گئے۔ چالیس ہزار قید ہوئے۔ مسلمان بھی چار ہزار شہید ہوئے۔ اس جنگ میں ایک سودبری صحابی شریک تھے (فتح الباری)
(۳۹۷۴) ہم سے فروہ بن ابی المغارب نے بیان کیا، ان سے علی بن
مسر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے
بیان کیا کہ حضرت زبیر بن ٹھہر کی تکوار پر چاندی کا کام تھا۔ ہشام نے کہا
کہ (میرے والد) عروہ کی تکوار پر چاندی کا کام تھا۔

قالَ هِشَامٌ فَلَقَنَاهُ بَيْتًا ثَلَاثَةَ آلَافٍ،
وَأَخْلَدَهُ بَعْضَنَا وَلَوَدَنَا أَنِّي كُنْتُ أَخْدَنَهُ.

[راجح: ۳۷۲۱]

٣٩٧٤ - حَدَثَنَا فَرُوزَةُ عَنْ عَلَيِّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : كَانَ سَيْفُ الزَّبَرِ
مُحْلِّي بِفَضْلَةِ . قَالَ هِشَامٌ : وَكَانَ سَيْفُ
عَرْوَةَ مُحْلِّي بِفَضْلَةِ .

شاید وعی تکوار زبیر بن ٹھہر کی ہو۔

٣٩٧٥ - حَدَثَنَا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَصْنَابِ رَسُولِ اللَّهِ قَالُوا لِلزَّبَرِ
يَوْمَ الْيَرْمُوكِ: أَلَا تَشَدُّ فَنْشُدُ مَعْكَ؟
فَقَالَ: إِنِّي إِنْ شَدَّذْتُ كَدَّبْتُمْ. قَالُوا: لَا
نَفْعُلُ لِحَمْلِ عَلَيْهِمْ حَتَّى شَقَ صُفُوفَهُمْ
لِجَاؤُرُهُمْ وَمَا مَعَهُمْ أَخْذَ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبَلاً
فَأَخْدُوْا بِلِجَامِهِ فَضَرَبُوهُ ضَرَبَتِنَ عَلَى
عَابِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرَبَهَا ضَرَبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ. قَالَ
عَرْوَةُ: كُنْتُ أَذْجِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ
الصَّرَبَاتِ الْعَبُ وَأَنَا ضَفِيرٌ، قَالَ عَرْوَةُ:
وَكَانَ مَعْهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزَّبَرِ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ
إِنْ عَشَرَ مِيزَنَ فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ وَكَلَّ

(۳۹۷۵) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، ہم سے عبد اللہ بن مبارک
نے بیان کیا، انہیں ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے
کہ رسول کرم ﷺ کے صحابہ نے زبیر بن ٹھہر سے یرموک کی جنگ میں
کہا، آپ حملہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کرتے۔ انہوں نے
کہا کہ اگر میں نے ان پر زور کا حملہ کر دیا تو پھر تم لوگ بیچھے رہ جاؤ
گے۔ سب بولے کہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ زبیر بن ٹھہر نے
دشمن (روی فوج) پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے
نکل گئے۔ اس وقت ان کے ساتھ کوئی ایک بھی (مسلمان) نہیں رہا۔
پھر (مسلمان فوج کی طرف) آنے لگے تو رویہوں نے ان کے گھوڑے
کی لگام پکڑ لی اور موڑھے پر دو کاری زخم لگائے، جو زخم بدر کی لڑائی
کے موقع پر ان کو لگا تھا وہ ان دونوں زخموں کے درمیان میں پڑ گیا تھا۔
عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ جب میں چھوٹا تھا تو ان زخموں میں اپنی
انگلیاں ڈال کر کھیلا کر تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ یرموک کی لڑائی کے

بِرَجْلِهِ.

[۳۷۲۱]

موقع پر عبد اللہ بن زید بھی ان کے ساتھ گئے تھے، اس وقت ان کی عمر کل دس سال کی تھی۔ اس لیے ان کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے ایک صاحب کی حفاظت میں دے دیا تھا۔

(۳۹۷۶) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کما انہوں نے روح بن عبادہ سے سنا، کما ہم سے سعید بن ابی عوبہ نے بیان کیا، ان سے قادة نے بیان کیا کہ انس بن مالک بن شہر نے کما ہم سے ابو طلحہ بن شہر نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قریش کے چوبیں مقتول سردار بدر کے ایک بہت سی انہیرے اور گندے کنوں میں پھینک دیئے گئے۔ عادت مبارکہ تھی کہ جب دشمن پر غالب ہوتے تو میدان جنگ میں تین دن تک قیام فرماتے۔ جنگ بدر کے خاتمه کے تیرے دن آپ کے حکم سے آپ کی سواری پر کجاوہ باندھا گیا اور آپ روانہ ہوئے۔ آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ صحابہ نے کہا، غالباً آپ کسی ضرورت کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ آخر آپ اس کنوں کے کنارے آکر کھڑے ہو گئے اور کفار قریش کے مقتولین سرداروں کے نام ان کے باپ کے نام کے ساتھ لے کر آپ انہیں آواز دینے لگے کہ اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا آج تمہارے لیے یہ بات بہتر نہیں تھی کہ تم نے وہیا میں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ ہمیں پوری طرح حاصل ہو گیا۔ تو کیا تمہارے رب کا تمہارے متعلق جو وعدہ (عذاب کا) تھا وہ بھی تمہیں پوری طرح مل گیا؟ ابو طلحہ بن شہر نے بیان کیا کہ اس پر عمر بن شہر بول پڑے۔ یا رسول اللہ! آپ ان لاشوں سے کیوں خطاب فرمائے ہیں؟ جن میں کوئی جان نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو کچھ میں کہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سن رہے ہو۔ قادة نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا تھا (اس وقت) تاکہ حضور ﷺ نہیں اپنی بات سن دیں۔ ان کی توبیخ ذلت ناصرادی اور حسرت و ندامت کے لیے۔

۳۹۷۶ - حدثی عبد اللہ بن محمد
سمع روح بن عبادہ حدثنا سعید بن أبي
عربوبة عن قتادة، قال : ذكر لنا أنس بن
مالك عن أبي طلحة أنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَ يَوْمَ بَنْزِيْرَ بِأَرْبَعَةِ
وَعَشْرِينَ رَجُلًا مِّنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ فَقَدِلُوا
فِي طَوَّيِّ مِنْ أَطْوَاءِ بَنْزِرٍ حَيْثُ مُخْبِثٌ
وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَوْصَةِ
ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَنْزِرِ الْيَوْمِ الْيَالِثُ
أَمْرَ بِرَاحْلَيْهِ فَشَدَّ عَلَيْهَا رَحْلَاهَا ثُمَّ مَشَى
وَتَبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا : مَا نَرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا
لِعَضِ حَاجَتِهِ حَتَّى قَامَ شَفَةُ الرَّكْيِ فَجَعَلَ
يَنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ يَا فَلَانَ
بنَ فَلَانَ وَيَا فَلَانَ بْنَ فَلَانَ أَيْسُرُوكُمْ أَنْكُمْ
أَطَقْتُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ؟ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا
وَعَدْنَا رَبِّنَا حَقًا فَهَلْ وَجَدْنَا مَا وَعَدْنَا
رَبِّكُمْ حَقًا؟ قَالَ : فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا تَكَلَّمُ مِنْ أَخْسَادٍ لَا أَزْوَاجَ لَهَا، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَاعِ
لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ)). قَالَ قَتَادَةُ : أَخْيَاهُمُ اللَّهُ
حَتَّى أَسْمَاهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيَّا وَتَصْفِيرًا
وَنَقْمَةً وَحَسْنَةً وَنَدَمًا.

[۳۰۶۵]

تشریح جو لوگ اس واقعہ سے مائع موقی ثابت کرتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ کیونکہ یہ سنار رسول کرم ﷺ کا ایک مجرمہ تھا۔ دوسری آیت میں صاف موجود ہے وہاں انت بمسمع من فی القبور یعنی تم قبروں اولوں کو سنانے سے قاصر ہو، مرنے کے بعد جلد تعلقات دنیاوی نوئے کے ساتھ دنیاوی زندگی کے لوازانات بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ سنار بھی اسی میں شامل ہے۔ اگر مردے سخت ہوں تو ان پر مردگی کا حکم لگانا ہی غلط ٹھہرتا ہے۔ بہرحال عقل و نقل سے وہی صحیح اور حق ہے کہ مرنے کے بعد انہاں کے جملہ حواس دنیاوی ختم ہو جاتے ہیں۔ نیک مردوں کو اللہ تعالیٰ عالم برخ میں کچھ سادے یہ بالکل علیحدہ چیز ہے۔ اس سے مائع موقی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۳۹۷۶) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، ہم سے سفیان بن عبینہ نے

بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، قرآن مجید کی آیت ﴿الَّذِينَ يَذَّلُوا بِنَعْمَةِ اللَّهِ كُفَّرُوا﴾ (ابراہیم: ۲۸) کے بارے میں آپ نے فرمایا، اللہ کی قسم! یہ کفار قریش تھے۔ عمرو نے کہا کہ اس سے مراد قریش تھے اور رسول اللہ ﷺ کی نعمت تھے۔ کفار قریش نے اپنی قوم کو جنگ بدر کے دن دارالیمار لعنى دوزخ میں جھوک دیا۔

نعمت سے مراد اسلام اور رسول کرم ﷺ کی ذات گرامی اقدس ہے۔ قریش نے اس نعمت کی قدر نہ کی جس کا نتیجہ تباہی اور ہلاکت کی شکل میں ہوا۔ میتہ والوں نے اللہ کی اس نعمت کی قدر کی۔ دونوں جان کی عزت و آبرو سے سرفراز ہوئے۔ رضی اللہ عنہم دروضا عنہ۔

(۳۹۷۸) مجھ سے عبید بن اساعیل نے بیان کیا، ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے هشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی نے اس کا ذکر کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کرم ﷺ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ میت کو قبر میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے بھی عذاب ہوتا ہے۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ عذاب میت پر اس کی بد عملیوں اور گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے گھر والے ہیں کہ اب بھی اس کی جدائی میں روتے رہتے ہیں۔

(۳۹۷۹) وذاک نے کہا کہ اس کی مثل بالکل ایسی ہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے بدر کے اس کنویں پر کھڑے ہو کر جس میں مشرکین کی لاشیں ڈال دی گئیں تھیں، ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، یہ اسے سن رہے ہیں۔ تو آپ کے فرمائے کا مقصد یہ تھا کہ اب انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ان سے میں جو کچھ کہہ

۳۹۷۷ - حدثنا الحميدي حدثنا سفيان
حدثنا عمرٌ عن عطاءً، عن ابن عباسِ
رضي الله عنهمَا ﴿الَّذِينَ يَذَّلُوا بِنَعْمَةِ اللهِ
كُفَّرُوا﴾ قال: هُمْ وَاللهِ كُفَّارٌ فَرِيشٌ. قال
عمرٌ: هُمْ فَرِيشٌ، وَمُحَمَّدٌ ﴿نَعْمَةِ اللهِ﴾
﴿وَأَحَلُوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ قال : النَّارُ
يَوْمَ بَدْرٍ. [طرفة في : ۴۷۰۰].

۳۹۷۸ - حدثني عبيده بن إسماعيل
حدثنا أبو أسامة عن هشام عن أبيه قال:
ذكرا عند عائشة رضي الله عنها أن ابن
عمر رفع إلى النبي ﷺ ((إن الميت
يُعذب في قبره يبكأ أهله)) فقالت: إنما
قال رسول الله ﷺ: ((إنه ليُعذب
بخطيئته وذنبه، وإن أهله ليُنكرون عليه
الآن)). [راجع: ۱۲۸۸]

۳۹۷۹ - قالت: وذاك مثل قوله: إِنَّ
رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلَبِ وَفِيهِ قُتُلَى
بَنِي مَرْيَمَ كَيْنَ لَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ:
((إِنَّهُمْ لَيُسْمَعُونَ مَا أُقْوُلُ إِنَّمَا قَالَ: إِنَّهُمْ
الآن لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أُقْوُلُ لَهُمْ

حق) ثمَّ قَرَأْتُ {إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمُؤْمِنَىٰ
وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مِّنْ فِي الْقُبُورِ} .
تَقُولُ حِينَ تَبُوُّا مَقَاعِدَهُمْ مِّنَ الدَّارِ .
آپ اپنی بات نہیں سن سکتے۔ "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (آپ ان
مردوں کو نہیں سن سکتے) جو اپنا ٹھکانہ کتاب جنم میں بنائے ہیں۔

(۳۹۸۱-۳۹۸۰) مجھ سے عثمان نے بیان کیا، ہم سے عبدہ نے بیان کیا،
ان سے شام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے بدر کے کنویں پر
کھڑے ہو کر فرمایا، کیا جو کچھ تمہارے رب نے تمہارے لیے وعدہ کر
رکھا تھا، اسے تم نے سچا پالا یا؟ پھر آپ نے فرمایا، جو کچھ میں کہ رہا
ہوں یہ اب بھی اسے سن رہے ہیں۔ اس حدیث کا ذکر جب حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ
انہوں نے اب جان لیا ہو گا کہ جو کچھ میں نے ان سے کہا تھا وہ حق
تھا۔ اس کے بعد انہوں نے آیت "بے شک آپ ان مردوں کو نہیں
سن سکتے" پوری پڑھی۔

شرح قرآنی آیت صریح دلیل ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سن سکتے۔ یہی حق ہے۔ مقتولین بدر کو سنانا و قتی طور پر خصوصیات رسالت
میں سے تھا۔ اس پر دوسرے مردوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بلی، اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جس قدر چاہے مردوں کو سنانا
ہے۔ جیسا کہ قبرستان میں الاسلام علیکم اہل الدیار حدیث کی مسنون دعا سے ظاہر ہے۔ بالقی الہ بدر عت کا یہ خیال کہ وہ جب بھی مدفن
بیاؤں کی قبریں پوچھنے جائیں وہ بیان کی فریاد سنتے اور حاجات پوری کرتے ہیں، سراسر باطل اور کافرانہ و مشرکانہ خیال ہے جس کی شرعا
کوئی اصل نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر دو کے خیالات پر مزید تفصیل کے لیے فتح البری کا۔ الحمد للہ کیا جائے۔

باب بدر کی لڑائی میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت کا بیان
(۳۹۸۲) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، ہم سے معاویہ بن عمر و
نے بیان کیا، ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے حمید نے بیان کیا
کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حارث بن
سرaque النصاری بن مالک جو ابھی نو عمر لڑکے تھے، بدر کے دن شہید ہو گئے
تھے (پانی پینے کے لیے حوض پر آئے تھے کہ ایک تیر نے شہید کر دیا)
پھر ان کی والدہ (ربیع بنت التصر، انس بن مالک کی پھوپھی) رسول اللہ ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کو معلوم

حَقٌّ) ثُمَّ قَرَأْتُ {إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمُؤْمِنَىٰ
وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مِّنْ فِي الْقُبُورِ} .
تَقُولُ حِينَ تَبُوُّا مَقَاعِدَهُمْ مِّنَ الدَّارِ .

[راجع: ۱۳۷۱]

۳۹۸۰-۳۹۸۱ - حدیثی غنمہ حديثاً حدثنا
عبدة عن هشام عن أبيه عن ابن عمر
رضي الله عنهما قال: وقف النبي ﷺ
على قليب بذر فقال: ((هل وجدتم ما
وعده ربكم حقاً)) ثم قال: ((إنهم الآن
يسمعون ما أقول)) فذكر لعائشة فقالت
إنما قال النبي ﷺ: ((إنهم الآن يعلمون
أن الذي كنتم تقول لهم هو الحق)) ثم
قرأت {إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمُؤْمِنَىٰ} حتى
قرأت الآية. [راجع: ۱۳۷۱، ۱۳۷۰]

۹- باب فضل من شهد بدراً

۳۹۸۲ - حدیثی عبد الله بن محمد
حدثنا معاوية بن عمرو حدثنا أبو إسحاق
عن حميد قال: سمعت أنساً رضي الله
عنه يقول: أصيبي حارثة يوم بذر وهو
غلام فجاءت أمّة إلى النبي صلّى الله
عليه وسلم فقالت: يا رسول الله قد
عرفت منزلة حارثة مني فإن يكن في

ہے کہ مجھے حارش سے کتاب پا رہا تھا، اگر وہ اب جنت میں ہے تو میں اس پر صبر کروں گی اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھوں گی اور اگر کہیں دوسرا جگہ ہے تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں کس حال میں ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، خدا تم پر رحم کرے، کیا دیوانی ہو رہی ہو، کیا دہل کوئی ایک جنت ہے؟ بہت سی جنتیں میں ہیں اور تمہارا بیٹا جنت الفروع میں ہے۔

الْجَنَّةُ أَصْبَرْ وَأَخْسِبْ وَإِنْ تَكُ الْأُخْرَى
تَرَى مَا أَصْنَعْ؟ فَقَالَ: ((وَتَحْكِ أَوْ
هَبْلَتْ؟ أَوْ جَنَّةُ وَاجِدَةٌ هِيَ؟ إِنَّهَا جَنَّةٌ
كَبِيرَةٌ وَإِنَّهَا فِي جَنَّةِ الْفَرْدَوْسِ)).

[راجح: ۲۸۰۸]

حدیث سے بدر میں شریک ہونے والوں کی فضیلت ثابت ہوئی کہ وہ سب بختی ہیں۔ یہ اللہ کا قطبی فیصلہ ہے۔ یہ حارث بن سراۃ بن حارث بن عدی انصاری بن عدی بن نجاشی ہیں۔ حارث کے پاپ سراۃ محلبی ہوثنگ جنگ تین میں شہید ہوئے تھے۔ (رضی اللہ عنہ) ۳۹۸۳ - حدیثی إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِذْرِيسَ قَالَ: سَيَقُتُّ
حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ
عَبْيَدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلْمَيِّ عَنْ
عَلَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعْثَنِي رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآتَهَا مَرْثَدٌ
وَالْزَبِيرُ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى
تَلْتَوْ رَوْضَةَ خَارِجٍ فَإِنْ بِهَا افْرَأَةً مِنَ
الْمُشْرِكِينَ مَفْهَمًا كِتَابَ مِنْ حَاطِبِ بْنِ
أَبِي بَلْقَاءِ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَلَأَذْكَرَ كَتَابَهَا تَسِيرًا
عَلَى بَعْرِ لَهَا حَيْثُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَقِلَّنَا الْكِتَابَ فَقَالَتْ: مَا
مَعَنَا كِتَابٌ فَانْخَتَاهَا فَالْمَسْنَأَ فَلَمْ نَرِ
كِتَابًا فَلَقِلَّنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ
لَنُجَرَّدَنَّكَ فَلَمَّا رَأَتِ الْجَدَّ أَهْوَتَ إِلَى
حَجَزِهَا وَهِيَ مُحْتَجَزَةٌ بِكَسَابٍ فَأَخْرَجَتْهُ
فَانْظَلَقْنَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَمْرُ: يَا رَسُولَ

لیکن حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟
حاطب بن بشیر بولے اللہ کی قسم! یہ وجہ ہرگز نہیں تھی کہ اللہ اور ان
کے رسول پر میرا ایمان بالق نہیں رہتا۔ میرا مقصد تو صرف اتنا تھا کہ
قریش پر اس طرح میرا ایک احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے وہ
(مکہ میں بالق رہ جانے والے) میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔
آپ کے اصحاب میں جتنے بھی حضرات (مهاجرین) ہیں، ان سب کا
قبیلہ وہاں موجود ہے اور اللہ ان کے ذریعے ان کے اہل و مال کی
حفاظت کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے کچی بات بتادی
ہے اور تم لوگوں کو چاہئے کہ ان کے متعلق اچھی بات ہی کمو۔
حضرت عمر بن بشیر نے پھر عرض کیا کہ اس شخص نے اللہ، اس کے رسول
اور مسلمانوں سے دعا کی ہے۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی
گروں مار دوں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا یہ بدر والوں میں
سے نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اہل بدروں کے حالات کو پہلے ہی
سے جانتا تھا اور وہ خود فرمایا ہے کہ ”تم جو چاہو کرو، تمہیں جنت
ضرور ملے گی۔“ (یا آپ نے یہ فرمایا کہ) میں نے تمہاری مغفرت کر
دی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر بن بشیر کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور
عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

تشریح حضرت عمر بن بشیر کی رائے مکی قانون اور سیاست پر مبنی تھی کہ جو شخص ملک و ملت کے ساتھ ہے وفاکی کر کے جتنی رازدشیں
کو پہنچائے وہ قابل موت مجرم ہے مگر حضرت حاطب بن بشیر کے متعلق آخر فہرست ﷺ نے ان کی صحیح نیت جان کر اور ان کے
بدری ہونے کی بापر حضرت عمر بن بشیر کی ان کے متعلق رائے سے اتفاق نہیں فرمایا بلکہ ان کی اس لفڑش کو معاف فرمادیا۔

(۳۹۸۲) مجھ سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، ہم سے ابو احمد
زیبری نے بیان کیا، ہم سے عبد الرحمن بن غیل نے بیان کیا، ان سے
خمزہ بن ابی اسید اور زیبر بن منذر بن ابی اسید نے اور ان سے حضرت
ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جنگ بدروں کے موقع پر ہمیں ہدایت فرمائی تھی کہ جب کفار
تمہارے قریب آ جائیں تو ان پر تیر چلانا اور (جب تک وہ دور رہیں)
اپنے تیروں کو بچائے رکھنا۔

اللَّهُمَّ فَقْدْ خَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنِينَ
لَدَغْنَيْ فَلَا أَصْرِبْ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا
حَمَلْتَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟)) قَالَ حَاطِبٌ:
وَاللَّهِ مَا يُبَيِّنُ أَنَّ لَا إِكْوَنَ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ
وَرَسُولِهِ ﷺ أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ
الْقَوْمِ يَدْيَدْنِي اللَّهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي
وَلَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا لَهُ هُنَاكَ مِنْ
عَشِيرَتِهِ مَنْ يَدْنِي اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ،
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ وَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا
خَيْرًا)) فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ فَقْدْ خَانَ اللَّهُ
وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ لَدَغْنَيْ فَلَا أَصْرِبْ عَنْهُ
فَقَالَ: ((أَيْنِسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟)) فَقَالَ: لَعْلَهُ
اللَّهُ اطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: ((اغْمُلُوا
مَا شَيْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةَ، أَوْ فَقَدْ
غَفَرْتُ لَكُمْ)) لَدَغْنَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ:
اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ.

[راجع: ۳۰۰۷]

الْجَعْفُوْنِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أَخْمَدَ الرَّبِيعِيُّ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنَ الْفَسِيلِ عَنْ خَمْزَةَ بْنِ
أَبِي أَسِيدٍ وَالرَّبِيعِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ
عَنْ أَبِي أَسِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ
لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((إِذَا
أَكْتَبْتُمْ كُمْ فَأَرْمُوهُمْ وَاسْتَبْقُوا بَنَلَكُمْ)).

[راجع: ۲۹۰۰]

لئے جائے یعنی جلدی جلدی سب تیرنہ چلا دو کہ گئیں یا نہ گئیں یہ تیروں کا ضائع کرنا ہو گا۔ لائق جزو ایسے ہی ہوتے ہیں جو اپنی فوج کا سلان جنگ بہت مخاط طریقہ پر خرچ کرتے ہیں۔ آخر پرست **لئے جائے** اس بارے میں بھی بت بڑے فوجی کمانڈر اور مارہنون حربی تھے **لئے جائے**۔ اکثروں کا معنی اس حدیث میں راوی نے یہ کیا ہے کہ بت سے آجائیں اور ہجوم کی شکل میں آئیں۔ بعضوں نے کما کش کے معنی لفظ میں نزدیک ہونے کے آئے ہیں یعنی جب تک وہ ہمارے نزدیک نہ ہوں اپنے تیروں کو محفوظ رکھنا تاکہ وہ وقت پر کام آئیں، ان کو بیکار ضائع نہ کرنا۔ آج بھی جتنی اصول یہی ہے جو ساری دنیا میں مسلم ہے۔

(۳۹۸۵) مجھ سے محمد بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ہم سے ابو احمد زیری نے بیان کیا، ہم سے عبد الرحمن بن غیل نے، ان سے حمزہ بن ابی اسید اور منذر بن ابی اسید نے اور ان سے حضرت ابو اسید **لئے جائے** نے بیان کیا کہ جنگ بدروں میں رسول اللہ **لئے جائے** نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ جب تمہارے قریب کفار آجائیں یعنی حملہ و ہجوم کریں (انتہ کہ تمہارے نشانے کی زد میں آجائیں) تو پھر ان پر تیر بر سانے شروع کرنا اور (جب تک وہ تم سے قریب نہ ہوں) اپنے تیر کو محفوظ رکھنا۔

(۳۹۸۶) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ہم سے زہیر نے بیان کیا، ہم سے ابو الحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب **لئے جائے** سے نا، وہ بیان کر رہے تھے کہ نبی کرم **لئے جائے** نے احمد کی لڑائی میں تیر اندازوں پر حضرت عبد اللہ بن جبیر **لئے جائے** کو سروار مقرر کیا تھا۔ اس لڑائی میں ہمارے ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ نبی کرم **لئے جائے** اور آپ کے صحابیوں سے بدر کی لڑائی میں ایک سو چالیس مشرکین کو نقصان پہنچا تھا۔ ستر ان میں سے قتل کر دیئے گئے اور ستر قیدی بنا کر لائے گئے۔ اس پر ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی سی ہے۔

لئے جائے جنگ احمد میں آخر پرست **لئے جائے** نے عبد اللہ بن جبیر **لئے جائے** کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ احمد پہاڑ کے ایک ناکے پر اس شرط تو عبد اللہ بن جبیر **لئے جائے** کے ساتھیوں نے وہ ناکہ چھوڑ دیا جس کا نتیجہ جنگ احمد کی نتیجت کی صورت میں سامنے آیا۔

(۳۹۸۷) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، ہم سے ابو اسماعیل نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ان کے دادا نے، ان سے ابو بردہ نے

[راجع: ۲۹۰۰]

(۳۹۸۶) حدیثی عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حدَّثَنَا زَهْرَى حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ **لئے جائے** عَلَى الرَّمَادِ يَوْمَ أَخْدِ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ جَبِيرٍ فَأَصَابُوا مِنَ سَبْعِينَ وَكَانَ النَّبِيُّ **لئے جائے** وَأَصْحَابَهُ أَصَابُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً وَسَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَبِيلًا. قَالَ أَبُو سُفْيَانٍ: يَوْمَ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ. [راجع: ۳۰۳۹]

لئے جائے کے ساتھ مقرر فرمایا کہ ہم ہاریں یا جیتیں ہمارے حکم بغیریہ ناکہ ہرگز نہ چھوڑتا۔ شروع میں جب مسلمانوں کی فتح ہونے لگی انبو انسامہ عن بُریٰ ند عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِيهِ

اور ان سے ابو موسیٰ اشتری رضوی نے، میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا، خیر و بخلانی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں احمد کی لڑائی کے بعد عطا فرمائی اور خلوص عمل کا ثواب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں پدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا۔

حاکی احمد کے بعد بھی مسلمانوں کے حصول میں فرق نہیں آیا اور وہ دوبارہ خیر و بخلانی کے مالک بن گئے۔ اللہ نے بعد میں ان کو فتوحات سے نوازا اور پدر میں اللہ نے جو فتح عنایت کی وہ ان کے خلوص عمل کا شہر تھا۔ مسلمان بہرحال خیر و برکت کا مالک ہوتا ہے اور عازی و شید ہر دو خطاب اس کے لیے صد عزتوں کا مقام رکھتے ہیں۔

(۳۹۸۸) مجھ سے یعقوب نے بیان کیا، ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان کے دادا سے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضوی نے کہا، پدر کی لڑائی کے موقع پر میں صف میں کھڑا ہوا تھا۔ میں نے مژ کے دیکھا تو میری داہنی اور بائیں طرف دو نوجوان کھڑے تھے۔ ابھی میں ان کے متعلق کوئی فیصلہ بھی نہ کر پایا تھا کہ ایک نے مجھ سے پچکے سے پوچھتا کہ اس کا ساتھی سننے نہ پائے، پچا! مجھے ابو جمل کو دکھادو۔ میں نے کہا بھیج! تم اسے دیکھ کر کیا کرو گے؟ اس نے کہا، میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عمد کیا ہے کہ اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو یا اسے قتل کر کے رہوں گایا پھر خود اپنی جان دے دوں گا۔ دوسرے نوجوان نے بھی اپنے ساتھی سے چھپاتے ہوئے مجھ سے یہی بات پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ان دونوں نوجوانوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں نے اشارے سے انہیں ابو جمل کو دکھادیا۔ جسے دیکھتے ہی وہ دونوں باز کی طرح اس پر جھپٹے اور فوراً ہی اسے مار گرا۔ یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔

[راجع: ۳۱۴۱] بعض روایتوں میں ہے کہ یہ دونوں معاذ ابن عفراء بن جموج تھے۔ معاذ اور مرزا کا نام عفراء تھیں۔ ان کے باپ کا نام حارث بن رفاعة تھا۔ ان لڑکوں نے پسلے ہی یہ عمد کیا تھا کہ ابو جمل ہمارے رسول کریم ﷺ کو کالیاں رہتا ہے، ہم اس کو ختم کر کے ہی رہیں گے۔ اللہ نے ان کا عزم پورا کر دکھایا۔ وہ ابو جمل کو معلوم کر کے اس پر ایسے پلے چیزیں شکرہ پر نہ چلدا پر لکھتا ہے۔

(۳۹۸۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، انہیں این شاپ نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمر بن اسید بن جاریہ شفیعی نے خبر دی جو بنی زہرہ کے حلیف تھے اور حضرت ابو ہریرہ

ہر زادہ عن ابی موسیٰ ارأة عن النبی ﷺ
قال : ((وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدَ وَتَوَابَ الصَّدَقِ الَّذِي أَتَانَا بَعْدَ يَوْمَ الْفَلْقِ)). [۳۶۲۲]. [راجع: ۳۶۲۲]

۳۹۸۸ - حدیثی یعقوب حدیثنا ابْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ عَنْدَ الرَّحْمَنَ نَنْ عَوْفٌ إِنِّي لَفِي الصَّفَّ يَوْمَ بَذِيرٍ إِذَا التَّفَتَ فَإِذَا عَنْ يَمِينِي وَعَنْ يَسَارِي فَتَيَانٌ حَدِيثَا السَّنَ فِكَانِي لَمْ آمِنْ بِمَكَانِهِمَا إِذَا قَالَ لِي أَخْدُهُمَا سِرًا مِنْ صَاحِبِهِ يَا عَمْ أَرْنِي أَنَا جَهْلٌ فَقَلَّتْ: يَا ابْنَ أَخْيَرٍ وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: غَاهَذَتِ اللَّهُ إِنْ رَأَيْتُهُ أَنْ أُقْتَلَهُ أَوْ أُمُوتَ ذُونَهُ، فَقَالَ لِي الْآخِرُ سِرًا مِنْ صَاحِبِهِ مَظْلَهُ، قَالَ: فَمَا سَرَّنِي أَنِّي بَيْنَ رَجُلَيْنِ مَكَانَهُمَا فَأَشَرَّتْ لَهُمَا إِلَيْهِ فَشَدَّا عَلَيْهِ مِثْلَ الصُّرْتَيْنِ حَتَّى ضَرَّبَاهُ وَهُمَا ابْنَا عَفْرَاءَ۔

[راجع: ۳۱۴۱]

۳۹۸۹ - حدیثنا موسیٰ بن اسماعیل
حدیثنا ابْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شَهَابٍ قَالَ:
أَخْبَرَنِي عَمَرُ بْنُ أَسْتِيدُ بْنُ جَارِيَةَ الشَّفَعِيِّ

بیٹھ کے شاگردوں میں شامل تھے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیٹھ لے کہا نبی
کریم ﷺ نے دس جاسوس بیسے اور ان کا امیر عاصم بن ٹابت
النصاری بیٹھ کو بنایا جو عاصم بن عمر بن خطابؓ کے ناتا ہوتے ہیں۔
جب یہ لوگ صنان اور مکہ کے درمیان مقام ہدہ پر پہنچے تو انہیں بدیل
کے ایک قبیلہ کو ان کے آئے کی اطلاع مل گئی۔ اس قبیلہ کا نام نبی
لیمان تھا۔ اس کے سو تین اندازان صحابہؓ کی تلاش میں لٹکے اور
ان کے نشان قدم کے اندازے پر چلتے گے۔ آخر اس چکر پہنچ کے
جہاں پہنچ کر ان صحابہؓ کی بکھور کھائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ
بیڑب (لہیہ) کی بکھور (کی گھٹلیاں) ہیں۔ اب پھر وہ ان کے نشان قدم
کے اندازے پر چلتے گے۔ جب حضرت عاصم بن ٹابت بیٹھ اور ان
کے ساتھیوں نے ان کے آئے کو معلوم کر لیا تو ایک (محفوظ) جگہ پہنچ
لی۔ قبیلہ والوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور کہا کہ یونچ اتر
اکو اور ہماری پناہ خود بیول کرو تو تم سے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ
تمہارے کسی آدمی کو بھی ہم قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم بن
ٹابت بیٹھ نے کہا۔ مسلمانوں! میں کسی کافر کی پناہ میں نہیں اتر سکتا۔ پھر
انہوں نے دعا کی، اے اللہ! ہمارے حالات کی خبر اپنے نبی ﷺ کو کر
دے۔ آخر قبیلہ والوں نے مسلمانوں پر تین اندازی کی اور حضرت
عاصم بیٹھ کو شہید کر دیا۔ بعد میں ان کے وعدہ پر تین صحابہ اتر آئے۔
یہ حضرات حضرت خبیبؓ، زید بن دشنہ اور ایک تیرے صحابی تھے۔
قبیلہ والوں نے جب ان تینوں صحابیوں پر قابو پالیا تو ان کی کمان سے
تانت نکال کر اسی سے انہیں باندھ دیا۔ تیرے صحابی نے کہا یہ
تمہاری پہلی دعا بازی ہے میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں جا سکتا۔ میرے
لیے تو انہیں کی زندگی نمودنہ ہے۔ آپ کا اشارہ ان صحابہ کی طرف تھا
جو ابھی شہید کئے جا چکے تھے۔ کفار نے انہیں گھیثنا شروع کیا اور
زبردستی کی لیکن وہ کسی طرح ان کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہوئے۔ (تو
انہوں نے ان کو بھی شہید کر دیا) اور حضرت خبیبؓ بیٹھ اور حضرت
زید بن دشنہ بیٹھ کو ساتھ لے گئے اور (مکہ میں لے جا کر) انہیں پیچ

خلیفہؓ نبی زہرا و سکانہ میں اصحاب اُبی
هریزہ عن ابی هریزہ رضی اللہ عنہ فَقَالَ:
بَعْثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَشْرَةً عَنْهَا وَأَمْرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ قَابِسَةَ
الْأَنْصَارِيَّ جَدَ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدْدَةِ تَهَنَّ
عَسْفَانَ وَمَكَّةَ ذَكَرُوا لِحْيَ مِنْ هَذِينَ
يَقَالُ لَهُمْ يَنْوُ لِحْيَانَ فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ
مِنْ مَالَةِ رَجْلِ رَأْمَ فَاقْصُدُوا آثارَهُمْ حَتَّى
وَجَدُوا مَا كَلَّهُمُ التَّمَرَ فِي مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ
فَقَالُوا: تَمَرُّ يَنْوِبٌ فَانْجُوَوا آثارَهُمْ فَلَمَّا
حَسِنُ بِهِمْ عَاصِمٌ وَاصْحَابُهُ لَجَوَوا إِلَى
مَوْضِعِ فَاحْاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمْ
إِنَّنُوْلًا فَاغْطُوا بِأَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ
وَالْمِيَافِقُ أَنْ لَا تَنْقِلْ مِنْكُمْ أَحَدًا، فَقَالَ
عَاصِمٌ بْنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا الْقَوْمُ إِنَّا فَلَأَ
أَنْزَلُ فِي دَمْمَةٍ كَافِرُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ أَخِرِزْ عَنَّا
نَبِيَّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَوْهُمْ
بِالْبَلْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ نَلَّةً
نَفَرَ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيَافِقِ مِنْهُمْ خَيْبَةٌ
وَرَزِيدٌ بْنُ الدَّيْرَةِ وَرَجْلٌ آخَرُ فَلَمَّا
اسْتَمْكَوْا مِنْهُمْ اطْلَقُوا أَوْتَارَ قَسِيمِهِمْ
فَرَبَطُوهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا
أُولُو الْعَدْنِ وَاللَّهُ لَا اسْبَحْكُمْ إِنْ لَيْ
بِهِؤُلَاءِ أَسْنَةٌ يُرِيدُ الْقَتْلَى فَجَرَرُوهُ
وَعَالَجُوهُ فَلَمَّا بَيَّنَ لَهُمْ فَانْطَلَقُ
بِخَيْبَةٍ وَرَزِيدٌ بْنُ الدَّيْرَةِ حَتَّى بَاعُوهُمَا بَعْدَ

دیا۔ یہ پدر کی لڑائی کے بعد کا واقعہ ہے۔ حارث بن عامر بن نوبل کے لذکوں نے حضرت خبیب بن شٹو کو خرید لیا۔ انہوں نی کے پدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ پکو دونوں تک تو وہ ان کے یہاں قید رہے، آخر انہوں نے ان نے قتل کا ارادہ کیا۔ انہیں دونوں حارث کی کسی لڑکی سے انہوں نے موئے زیر بناں صاف کرنے کے لیے استہ مالگا۔ اس نے دے دیا۔ اس وقت اس کا ایک چھوٹا سا پچھہ ان کے پاس آمیٹا ہوا) اس عورت کی بے خبری میں چلا گیا۔ پھر جب وہ ان کی طرف آئی تو دیکھا کہ پچھے ان کی ران پر بیٹھا ہوا ہے اور استہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ دیکھتے ہی وہ اس درجہ گھبرا گئی کہ حضرت خبیب بن شٹو نے اس کی گھبراہٹ کو دیکھ لیا اور بولے، کیا تمہیں اس کا خوف ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ یقین رکھو کہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ ان خاتون نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! میں نے کبھی کوئی قیدی حضرت خبیب بن شٹو سے انگور کھاتے دیکھا جو ان کے ہاتھ میں تھا حالانکہ وہ لوہے کی زنجروں میں ٹکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں اس وقت کوئی پھل بھی نہیں تھا۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی روزی تھی جو اس نے حضرت خبیب بن شٹو کے لیے بھیجی تھی۔ پھر بہن حارثہ انہیں قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے جانے لگے تو خبیب بن شٹو نے ان سے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو۔ انہوں نے اس کی اجازت دی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا، اللہ کی قسم اگر تمہیں یہ خیال نہ ہونے لگتا کہ میں پریشانی کی وجہ سے (دیر تک نماز پڑھ رہا ہوں) تو اور زیادہ دیر تک پڑھتا۔ پھر انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ ہلاک کر اور ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ اور یہ اشعار پڑھئے ”جب میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ اللہ کی راہ میں مجھے کس پلوپر پچھاڑا جائے گا اور یہ تو صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو میرے جسم

وَلَفْعَةٌ بَنْدِرٌ فَانْتَاعَ بَنْوُ الْخَارِبِتِ بْنُ غَامِرٍ بْنِ
نَوْلَلِ حُبَيْبَةِ وَكَانَ حُبَيْبَةُ هُوَ قَلْلَ الْخَارِبِ
بْنَ غَامِرٍ يَوْمَ بَنْدِرٍ فَلَبِثَ حُبَيْبَةُ عِنْدَهُمْ
أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَلْلَةً فَلَا سَعَارَةً مِنْ يَغْضِي
بَنَاتُ الْخَارِبِتِ مُوسَى يَسْعَجِدُ بِهَا فَأَغَارَتْهُ
لَدْرَجَ بَنْدِرٍ لَهَا وَهِيَ حَالِلَةُ عَنْهُ حَتَّى أَتَاهَا
لَوْجَدَتْهُ مُجْلِسَةً عَلَى فَعْلِيَّهُ وَالْمُوسَى
بِهِدْوَهُ، قَالَتْ: فَفَرَغْتُ فَزَعَةً عَرْفَهَا حُبَيْبَةُ
لَقْلَلَ: أَتَخْشِنَ أَنْ قَلْلَةً؟ مَا كَنْتُ لِأَفْلَلُ
ذَلِكَ؟ قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ
حُبَيْبَةً مِنْ حُبَيْبَةِ، وَاللَّهِ لَقَدْ لَجَدَتْهُ يَوْمًا
يَا كُلُّ قَطْفًا مِنْ عَسَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُؤْتَقَّ
بِالْحَبِيدَ وَمَا بِمُكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ وَكَانَتْ
تَقُولُ إِنَّهُ لِرِزْقٍ رِزْقَهُ اللَّهُ حُبَيْبَةُ فَلَمَّا
خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحَلْلِ
قَالَ لَهُمْ حُبَيْبَةُ: ذَغُونِي أَصْلَى رَكْعَتَيِنِ
فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيِنِ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَوْلَا
أَنْ تَخْسِبُوا أَنَّ مَا بِيْ جُزْعٌ لَرِدَّتْ ثُمَّ
قَالَ: اللَّهُمَّ أَخْصِبْهُمْ عَذَّا، وَاقْتُلْهُمْ بَدَداً
وَلَا تُنْقِبْ مِنْهُمْ أَحَدًا، ثُمَّ أَنْشَأْتَهُمْ
فَلَقْسَتْ أَبِيالِي حِينَ أُفْلِلَ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ جَنْبِرٍ كَانَ اللَّهُ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنَّ يَشَا
يَسْرَارَكَ عَلَى أُونَصَالِ شَلْوَ مَمْزَعَ
ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو سَرْوَعَةَ عَقْبَةَ بْنَ الْخَارِبِ
فَقَتَلَهُ وَكَانَ حُبَيْبَةُ هُوَ سَنْ لِكَلُّ مُسْلِمٍ
فُقِيلَ صَبَرَا الصَّلَاةَ وَأَخْبَرَ يَغْنِي النَّبِيَّ صَلَّى

کے ایک ایک جوڑ پر ثواب حطا فرمائے گا۔" اس کے بعد ابو سرودہ عقبہ بن حارث ان کی طرف بیٹھا اور انہیں شہید کر دیا۔ حضرت خبیب بن نبوث نے اپنے عمل حنے سے ہر اس مسلمان کے لیے ہے قید کر کے قتل کیا جائے (قتل سے پہلے دو رکعت) نماز کی سنت قائم کی ہے۔ ادھر جس دن ان صحابہ رضی اللہ عنہم پر سمیت آئی تھی حضور مسیح موعود نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی دن اس کی خبر دے دی تھی۔ قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ عاصم بن ثابت بن نبوث شہید کر دیئے گئے ہیں تو ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی ایسا حصہ لا سیں جس سے انہیں پچھانا جاسکے۔ کیوں کہ انہوں نے بھی (بدر میں) ان کے ایک سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش پر بادل کی طرح بکھروں کی ایک فوج بھیج دی اور انہوں نے آپ کی لاش کو کفار قریش کے ان آدمیوں سے بچالیا اور وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ کاث کے اور کعب بن مالک بن نبوث نے بیان کیا کہ میرے سامنے لوگوں نے مرارہ بن ربيع عمری بن نبوث اور ہلال بن امیہ واشقی بن نبوث کا ذکر کیا۔ (جو غزوہ تیوک میں نہیں جا سکتے تھے) کہ وہ صالح صحابیوں میں سے ہیں اور بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

لشیخ اس طویل حدیث میں جن دس آدمیوں کا ذکر ہے، ان میں سات کے نام یہ ہیں۔ مرڈ غنوی، خالد بن بکیر، خبیب بن عدی، زید بن دشہ، عبداللہ بن طارق، معتب بن عیید، نبوث، ان کے امیر عاصم بن ثابت، نبوث تھے۔ باقی تینوں کے نام نہ کوئی نہیں ہیں۔ راستے میں کفار بولیمان ان کے بچھے لگ گئے۔ آخر ان کو پالیا اور ان میں سے سردار سمیت سات مسلمانوں کو ان کافروں نے شہید کر دیا اور تین مسلمانوں کو گرفتار کر لیا، جن کے نام یہ ہیں۔ خبیب بن عدی، زید بن دشہ اور عبداللہ بن طارق نبوث۔ راستے میں حضرت عبداللہ کو بھی شہید کر دیا اور بچھلے دو کو کہ میں لے جا کر غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ زید بن دشہ نبوث کو صفوان بن امیہ نے خریدا اور حضرت خبیب نبوث کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے۔ خبیب نبوث نے بدر کے دن حارث مذکور کو قتل کیا تھا۔ اب اس کے بیٹوں نے مفت میں بدل لینے کی غرض سے حضرت خبیب نبوث کو خرید لیا اور حرمت کے مینے کو گزار کر ان کو شہید کر ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔ ان ایام میں حضرت خبیب نبوث کے کرامات کو ان لوگوں نے دیکھا کہ بے موسم کے پھل اللہ تعالیٰ غیب سے ان کو کھلراہے چیزے حضرت مریمؑ کو بے موسم کے پھل ملا کرتے تھے۔ آخری دنوں میں شادوت کی تیاری کے واسطے صفائی سحرائی حاصل کرنے کے لیے حضرت خبیب نبوث نے ان کی ایک لڑکی سے استہ ماگا مگر جب کہ ان کا ایک شیر خوار بچہ حضرت خبیب نبوث کے پاس جا کر کھیلن لگا تو اس عورت کو خطہ ہوا کہ شاید خبیب نبوث اس استہ سے اس مخصوص بچہ کو ذون نہ کرڈاں۔ جس پر حضرت خبیب نبوث نے خود بڑھ کر اس عورت کو اطمینان دلایا کہ ایک بچے مسلمان سے ایسا قتل ناجی ہونا ناممکن ہے۔ آخر میں دو رکعت نماز کے بعد جب ان کو قتل گاہ میں نلایا

الله علیہ وسلم أَصْحَابُهُ يَوْمَ أُمِّيَّةِ
خَبَرُهُمْ، وَبَعْثَ نَاسًا مِّنْ قَرْبَتِهِ إِلَى عَاصِمٍ
بْنِ ثَابَتْ حِينَ حَدَّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُؤْتَوْ
بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُغَرِّفُ وَكَانَ قَتْلُ رَجُلًا عَظِيمًا
مِّنْ عَظَمَائِهِمْ فَبَعَثَ اللَّهُ لِعَاصِمٍ مِّثْلَ الظَّلَّةِ
مِّنَ الدَّنَبِ فَحَمَّتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا
أَنْ يَقْطُعُوا مِنْهُ شَيْئًا. وَقَالَ كَفَّ بْنُ
مَالِكٍ : ذَكَرُوا مُرَادَةً بْنَ الرَّبِيعِ الْعَمْرِيَّ
وَهَلَالَ بْنَ أَمِيَّةَ الْوَاقِفِيَّ رَجَلَيْنِ صَالِحَيْنِ
فَلَذَا شَهِدَا بَدْرًا.

[راجع: ۳۰۴۵]

کیا تو انہوں نے یہ اشعار پر سے جن کا یہی ذکر موجود ہے۔ حضرت مولانا وحید الزہل مرحوم نے ان شعروں کا شعروں میں ترجمہ کیا ہے:-

جب مسلم ہو کے دنیا سے چلوں مجھ کو کیا غم کون سی کوٹ گروں
میرا منا ہے خدا کی ذات میں وہ اگر ہالے نہ ہوں گا میں زیوں
تن جو کھڑے کھڑے اب ہو جائے گا اس کے جزوں پر وہ برکت دے فروں

بیتی نے روایت کی ہے کہ خبیث بن ثابت نے مرتب وقت دعا کی تھی کہ یا اللہ! ہمارے حال کی خرابی پر صیبیت کو پہنچا دے۔ اسی وقت حضرت جبراہیلؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور سارے حالات کی خبر دے دی۔ روایت کے آخر میں وہ بدری صحابیوں کا ذکر ہے جس سے دیا ملی کا رد ہوا۔ جس نے ان ہردو کے بدری ہونے کا انکار کیا ہے۔ اپناتھی پر مقدم ہے۔ یہ مضمون ایک حدیث کا کھلوا ہے جسے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک میں ذکر کیا ہے۔

۳۹۹۰۔ حدیث قتیبه بن حذفی اللہ عنہ (۳۹۹۰) ہم سے قتیہ نے بیان کیا، ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے سمجھی نے، ان سے نافع نے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور سارے حالات کی خبر دے جمعہ کے دن ذکر کیا کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ جو بدری صحابی تھے، یہاں پہنچا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سوار ہو کر ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اتنے میں جمعہ کا وقت قریب ہو گیا اور وہ جمعہ کی نماز (ججوراً) نہ پڑھ سکے۔

عن بیحتی عن نافع أن ابن عمر رضي الله عنهما ذكر له أن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل وكان مريضاً مرض في يوم الجمعة فركب إليه بعد أن تعالي النهار وأقررت الجمعة وترك الجمعة.

۳۹۹۱۔ اس حدیث کو بیان کرنے سے یہی غرض یہ ہے کہ سعید بن زیدؓ کی خدمت میں شرک نہ تھے۔ گویہ جگہ میں شرک نہ تھے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو محلہ جasoی پرداز دیا تھا۔ ان کی واپسی سے پسلے عی لڑائی شروع ہو گئی۔ جب نیہ لوث کر آئے تو آنحضرت ﷺ نے مجہدین کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا، اس وجہ سے یہ بھی بدری ہوئے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمر زاد جمالی اور ان کے بہنوی بھی تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی عیادات ضروری سمجھی، وہ مرنے کے قریب ہو رہے تھے، اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز کو بھی مجبوراً ترک کر دیا۔

۳۹۹۱۔ و قال اللہ عن حذفیہ یونس عن ابن شہاب قال : حدیث عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ ان عبید اللہ ابن عتبہ ان آباء کتب إلى عمر بن عبد اللہ بن الأرقی الزہری يأمره ان يدخل على سیعۃ بنت الحارث الاسلامیۃ فیسأله عن حدیثها وعن ما قال لها رسول اللہ ﷺ، حين استفتة فكتب عمر بن عبد اللہ بن الأرقی إلى عبد اللہ بن عبیدة سیعۃ بنت الحارث

(۳۹۹۱) اور لیٹ بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ان کے والد نے عمر بن عبد اللہ بن ارقہ زہری کو لکھا کہ تم سیعۃ بنت حارث اسلامیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے ان کے واقعہ کے متعلق پوچھو کہ جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تھا تو آپ نے ان کو کیا جواب دیا تھا؟ چنانچہ انہوں نے میرے والد کو اس کے جواب میں لکھا کہ سیعۃ بنت حارث رضی اللہ عنہ نے انسیں خبر دی ہے کہ وہ سعد ابن خولہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھیں۔ ان کا تعلق بنی عامرین لوگی سے تھا اور وہ

بدر کی جگہ میں شرکت کرنے والوں میں تھے۔ پھر جو عوداع کے موقع پر ان کی وفات ہو گئی تھی اور اس وقت وہ حمل سے تھیں۔ حضرت سعد ابن خولہ رضی اللہ عنہما کی وفات کے کچھ ہی دن بعد ان کے یہاں پچھ پیدا ہوا۔ نفاس کے دن جب وہ گزار چکیں تو نکاح کا پیغام بیجینے والوں کے لئے انسوں نے اتحاد کپڑے پہنے۔ اس وقت بنو عبد الدار کے ایک صحابی ابو السنبل بن بعک رضی اللہ عنہ ان کے یہاں گئے اور ان سے کہا، میرا خیال ہے کہ تم نے نکاح کا پیغام بیجینے والوں کے لئے یہ زینت کی ہے۔ کیا نکاح کرنے کا خیال ہے؟ لیکن اللہ کی قسم! جب تک (حضرت سعد) پہنچ کی وفات پر اچار میئے اور دو سو دن نہ گزر جائیں تم نکاح کے قتل نہیں ہو سکتیں۔ سیچہ یعنی انہی نے بیان کیا کہ جب ابوالسان نے مجھ سے یہ بات کی تو میں نے شام ہوتے ہی کپڑے پہنے اور آخر حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے بارے میں میں نے آپ سے مسئلہ معلوم کیا۔ حضور مسیح موعود نے مجھ سے فرمایا کہ میں پچھ پیدا ہونے کے بعد عدت سے نکل چکی ہوں اور اگر میں چاہوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔ اس روایت کی متابعت امنخ نے ابن وهب سے کہا ہے، ان سے یونس نے بیان کیا اور لیث نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شلب نے انسوں نے بیان کیا کہ، ہم نے ان سے پوچھا تو انسوں نے بیان کیا کہ مجھے بنو عامر بن لوئی کے غلام محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان نے خردی کہ محمد بن یاس بن کبیر نے اُنہیں خردی اور ان کے والد ایسا بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

شیخ بن حنبل اس حدیث کا اہب سے تعلق یہ ہے کہ اس میں سعد بن خولہ کا بدری ہونا ذکر ہے۔ لیث بن سعد کے اڑ کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں پورے طور پر بیان کیا ہے۔ یہاں اتنی سند پر اتفاق کیا، کیونکہ یہاں اتنا یہ بیان مقصود ہے کہ ایسا بدر کی بدری تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حملہ عورت وضع حمل کے بعد چاہے تو نکاح کر سکتی ہے۔

باب جنگ بدر میں فرشتوں کا شریک ہونا

(۳۹۹۲) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، ہم کو جریئے خبر دی، اُنہیں یحییٰ بن سعید الفصاری نے، اُنہیں معاذ بن رفاعة بن رافع

اخبرنا تھے اُنہا کائن تخت سعدیو بن حمولة وہو من نبی عاصمی بن لوزی و کان معن شہد بندرًا فرعونی عنہا فی حجۃ الوداع وہی حاصل فلم تشبہ ان وضعت خملہا بعذ و قابیه للہما تغلت من لفاسیها تجملت للخطاب فدخل علیہا ابو السنبل بن بنکلو رجل من نبی عندو الدار فقل لها ما لي ازاکو تجملت للخطاب ترجین النکاح فانکو والله ما انت بناکع حتی تمر علیک اربعة اشہر وعشتر قال مسیحة : فلما قال لي ذلك جمعت علي بنابی حين امسیت وآتیت رسول الله ﷺ فسألته عن ذلك فاقاتی بانی قد حللت حين وضفت خملی وآخرني بالتزوج إن بدأ لي. تابة أصبت عن ان وفی عن یونس وقال اللیث: حدیثی یونس عن ابن شہاب وسائله فقال: اخبرنی محمد بن عبد الرحمن بن نویان مؤلی نبی عاصمی بن لوزی ان محمد بن ایاس بن البکر و کان أبوہ شہد بندرًا آخرہ. [طرفہ فی ۵۳۱۹:]

۱۱ - باب شہود الملائکہ بندرًا

۳۹۹۲ - حدیث انسحاق بن ابراہیم اخبرنا جریئہ عن یحییٰ بن سعید عن

زندگی نے اپنے والد (رفاقہ بن رافع) سے جو بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں تھے، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت جبراہیلؓ نبی کرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے پوچھا کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کا آپ کے یہاں درجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے افضل یا حضور ﷺ نے اسی طرح کا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا۔ حضرت جبراہیلؓ نے کہا کہ جو فرشتے بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی درجہ یکی ہے۔

**مَعَاذُ بْنُ رِفَاعَةَ بْنُ زَالِعِ الْوَزْرَىٰ عَنْ أَبِيهِ
وَكَانَ أَبُوهُهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ
إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
(مَا تَعْلَمُونَ أَهْلُ بَدْرٍ إِلَيْكُمْ قَالَ: مِنْ
الْعَنْتَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً تَخْوَهَا قَالَ:
وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمُلَاجِكَةِ).**

[طرفة فی: ۳۹۹۴].

**لَشَيْخُ
بَهْلَانِ جَاتَ تَحْتِي.** اگرچہ فرشتے اور جنگلوں میں بھی اترے تھے مگر بدر میں فرشتوں نے لڑائی کی۔ یہاں نے روایت کی ہے کہ فرشتوں کی مار میں نے کافروں کی تکلیف سے کالی کالی چوپانیں اترتی دیکھیں۔ یہ فرشتے تھے جن کے اترے کے بعد فوراً کافروں کو تکلیف ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مسلمان بدر کے دن ایک کافر کو مارنے جا رہا تھا اتنے میں آسان سے ایک کوڑے کی آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا اے جیروم! آگے بڑھ، پھر وہ کافر مر کر گرپا۔

(۳۹۹۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ہم سے حادثے بیان کیا، ان سے بھیجی ہے، ان سے معاذ بن رفاص بن رافع نے، حضرت رفاص بن جابر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے اور (ان کے والد) حضرت رافع بن جابر بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے تو آپ اپنے بیٹے (رفاقہ) سے کہا کرتے تھے کہ بیعت عقبہ کے برابر بدر کی شرکت سے مجھے زیادہ خوشی نہیں ہے۔ بیان کیا کہ حضرت جبریلؓ نے نبی کرم ﷺ سے اس باب میں پوچھا تھا۔

۳۹۹۳ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزْبٍ حَدَّثَنَا
حَمَادَةَ عَنْ يَعْقُوبِي عَنْ مَعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ
رِفَاعَهُ وَكَانَ رِفَاعَةُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ
رِفَاعَهُ مِنْ أَهْلِ الْعَقْبَةِ فَكَانَ يَقُولُ لِابْنِهِ مَا
يَسِّرُنِي أَنِّي شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقْبَةِ قَالَ:
سَأَلَ جِبْرِيلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِهَذَا.

۳۹۹۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ
أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبِي يَزِيدُ مَسِيعَ مَعَاذَ
بْنِ رِفَاعَةَ أَنَّ مَلَكًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَعَنْ
يَعْقُوبِي أَنَّ يَزِيدَ بْنَ الْهَادِي أَخْبَرَهُ اللَّهُ كَانَ
مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مَعَاذًا هَذَا الْحَدِيثُ قَالَ
يَزِيدُ فَقَالَ مَعَاذًا: إِنَّ السَّائِلَ هُوَ جِبْرِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ. [راجع: ۳۹۹۲]

(۳۹۹۳) ہم سے ساحق بن منصور نے بیان کیا، ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی، کہا تم کو بھیجیں بن سعید النصاری نے خبر دی اور انہوں نے معاذ بن رفاص سے سنا کہ ایک فرشتے نے نبی کرم ﷺ سے پوچھا اور بھیجی، بن سعید النصاری سے روایت ہے کہ یزید بن ہارون نے انہیں خبر دی کہ جس دن معاذ بن رفاص نے ان سے یہ حدیث بیان کی تھی تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ یزید نے بیان کیا کہ معاذ نے کہا تھا کہ پوچھنے والے حضرت جبراہیلؓ تھے۔

**لَشَيْخُ
تَهْبَطَ مِنْ** یعنی بدر والوں کو جیسا کہ اوپر گزر رہے حضرت رافع بن جابر بیعت عقبہ میں شریک ہونا بدر میں شریک ہونے سے افضل جانتے تھے۔ کیونکہ بیعت عقبہ ہی آخرست ﷺ کی کامیابی اور پھر تباہ بیٹھنے تو اسلام کی بنیاد یہی خمری۔

(۳۹۹۵) مجھ سے ابراہیم بن موسی نے بیان کیا، ہم کو عبد الوہاب ثقیل نے خبر دی، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی لڑائی میں فرمایا تھا، یہ ہیں حضرت جبرائیل "اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور ہتھیار لگائے ہوئے۔

- ۳۹۹۵ حدیثی ابن اہم بن موسی
اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَابٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ
عَكْرَمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ ((هَذَا جِنْدِيلٌ
آجَدٌ بِرَأْسِ فَرَسِيهِ عَلَيْهِ أَدَاءُ الْحَرْبِ)).

[طرفة فی: ۴۰۴۱]

جن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لیے اور بھی بست سے فرشتوں کے ساتھ میدان جنگ میں بھجا ہے۔

لشیخ سعید بن منصور کی روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل سرخ گھوڑے پر سوار تھے۔ اس کی پیشانی کے باہم گندمے ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے ابووالقدیلیش سے لکلاک میں بدر کے دن ایک کافر کو مارنے چلا مگر میرے چکنے سے پہلے ہی اس کا سر خود بخود تن سے جدا ہو کر گرپڑا۔ ابھی میری تکواں کے قریب پہنچی بھی نہ تھی۔ یعنی نے لکلاک کہ بدر کے دن ایک سخت آندھی چلی پھر دوسری مرتبہ ایک سخت آندھی چلی۔ پہلی آندھی حضرت جبرائیل کی آمد پر تھی۔ دوسری حضرت میکائیل کی آمد پر تھی۔ اگرچہ اللہ کا ایک ہی فرشتہ دنیا کے سارے کافروں کو مارنے کے لیے کافی تھا مگر پروردگار کو یہ محفوظ ہوا کہ فرشتوں کو بطور سپاہیوں کے بیجے اور ان سے عادت اور وقت بشری کے موافق کام لے۔

۱۲ - باب

(۳۹۹۶) مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، ہم سے محمد بن عبد اللہ الانصاری نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن مالک بن بشیر نے بیان کیا کہ ابو زید بن بشیر وفات پا گئے اور انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

- ۳۹۹۶ حدیثی خلیفۃ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : مَاتَ أَبُو زَيْدٍ وَلَمْ يَتَرَكْ عَقِبَيَا وَكَانَ بَذَرِيَا.

[راجع: ۳۸۱۰]

(۳۹۹۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تھیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے بھی بن سعید الانصاری نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن خلب بن بشیر نے کہ حضرت ابو سعید بن مالک خدری بن بشیر سفر سے واپس آئے تو ان کے گھر والے قربانی کا گوشت ان کے سامنے لائے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسے اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک اس کا حکم نہ معلوم کروں۔ چنانچہ وہ اپنی والدہ کی طرف سے اپنے ایک بھائی کے پاس معلوم کرنے گئے۔ وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں سے

- ۳۹۹۷ حدیثاً عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْتَنِي عَنْ سَعِيدٍ عَنْ الْفَقَاسِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ خَبَابٍ أَنَّ أَبَاهَا سَعِيدَ بْنَ مَالِكِ الْحَذَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدِمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا مِنْ لَحْومِ الْأَضْحَى قَالَ : مَا أَنَا بِأَكِيلِهِ حَتَّى أَسْأَلَهُ، فَأَنْطَلَقَ إِلَى أَخِيهِ لَأْمَهُ وَكَانَ بَذَرِيَا قَنَادَةَ بْنَ التَّعْمَانِ فَسَأَلَهُ

تھے یعنی حضرت قادہ بن نعمن بیٹھا۔ انہوں نے بتایا کہ بعد میں وہ حکم منسوخ کر دیا گیا تھا جس میں تین دن سے زیادہ قریانی کا گوشت کھانے کی مماثلت کی گئی تھی۔

روایت میں حضرت قادہ بیٹھ کا ذکر ہے جو بدری تھے۔ باب اور حدیث میں کی مانسیت ہے۔

(۳۹۹۸) مجھ سے عیید بن اسماعیل نے بیان کیا، ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے زبیر بیٹھ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں میری مدد بھیز عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہو گئی، اس کا سارا جسم لو ہے میں غرق تھا اور صرف آنکھ دھکائی دے رہی تھی۔ اس کی کہتی ابوذات الکرش تھی۔ کہنے لگا کہ میں ابوذات الکرش ہوں۔ میں نے چھوٹے پرچھ سے اس پر حملہ کیا اور اس کی آنکھ ہی کو نکانہ بیٹایا۔ چنانچہ اس زخم سے وہ مر گیا۔ ہشام نے بیان کیا کہ مجھے خردی گئی ہے کہ زبیر بیٹھ نے کما، پھر میں نے اپنا پاؤں اس کے اوپر رکھ کر پورا زور لگایا اور بڑی دشواری سے وہ برچھا اس کی آنکھ سے نکال سکا۔ اس کے دونوں کنارے مڑ گئے تھے۔ عروہ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے زبیر بیٹھ کا دہ برچھا طلب فرمایا تو انہوں نے وہ پیش کر دیا۔ جب حضور کرم ﷺ کی وفات ہو گئی تو انہوں نے اسے واپس لے لیا۔ پھر ابو بکر بیٹھ نے طلب کیا تو انہوں نے انسیں بھی دے دیا۔ ابو بکر بیٹھ کی وفات کے بعد عمر بیٹھ نے طلب کیا۔ انہوں نے انسیں بھی دے دیا۔ بعد اس کی شہادت کے بعد وہ برچھا علی بیٹھ کے پاس چلا گیا اور ان کے بعد ان کی اولاد کے پاس اور اس کے بعد عبد اللہ بن زبیر بیٹھ نے اسے لے لیا اور ان کے پاس ہی وہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ شہید کر دیا گیا۔

باب کا مطلب اس سے تلاکہ کہ حضرت زبیر بیٹھ نے بدر کے دن کا یہ واقعہ بیان کیا۔ معلوم ہوا وہ بدری تھے۔

(۳۹۹۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، ہم کو شعیب نے خردی انسیں زہری نے کہا کہ مجھے ابوذر لیں عائذ اللہ بن عبد اللہ نے خردی

فقاً : إِنَّهُ حَدَّثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ نَفْضٌ لِمَا كَانُوا يَنْهَا عَنْهُ مِنْ أَكْلِ لَحْومِ الْأَصْنَحِي بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ . [طرفة في : ۵۵۶۸] .

(۳۹۹۸) - حدثني عبيدة بن إسماعيل حدثنا أبوأسامة عن هشام بن عروة عن أبيه قال : قال الربيع لقيت يوم بذر عبيدة بن سعيد بن العاص مذاجع لا يرى منه إلا عباء وهو يكتفي بما ذات الكرش فقال : أنا أبو ذات الكرش فحملت عليه بالعتزة فطعنته في عينيه فمات قال هشام : فأخبرت أن الربيع قال : لقد وضعت رجلي عليه ثم تمطأت فكان الجهد أن ترغاها وقد انشى طرفاها قال عروة : فسألة إياها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاغطاه فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذها ثم طلبها أبو بكر فأغطاه ، فلما قبض أبو بكر سألهما إياها عمر فأغطاهم إياها ، فلما قبض عمر أخذها ثم طلبها عثمان منه ، فأغطاهم إياها ، فلما قتل عثمان وقعت عند آل علي فطلبها عبد الله بن الربيع فكانت عنده حتى قيل .

۳۹۹۹ - حدثنا أبواليمان أخبرنا شعيب عن الزهرى قال : أخبرنى أبوإدريس

اور انہیں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فہد بر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھ سے بیت کرو۔

حدیث میں ایک بدری صحابی حضرت عبادہ بن زید کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں بھی مناسبت ہے۔ (۳۰۰۰) ہم سے سمجھیں بن کبر نے بیان کیا، کما ہم سے لیٹھ بن سحد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے انہیں ابن شاب زہری نے خبر دی، انہیں عروہ بن زید بنت انتہا نے انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطروہ عائشہ بنت انتہا نے کہ ابو عذیفہ بن زید جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں تھے، نے سالم بن زید کو اپنا منہ بولا بیٹھا بیانا تھا اور اپنی بیتھی ہند بنت ولید بن عتبہ سے شادی کرادی تھی۔ سالم بن زید ایک انصاری خاتون کے غلام تھے، جیسے نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ بن زید کو اپنا منہ بولا بیٹھا بیانا تھا۔ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنا منہ بولا بیٹھا بیانا تھا تو لوگ اسی کی طرف اسے منسوب کر کے پکارتے اور منہ بولا بیٹھا اس کی میراث کا بھی وارث ہوتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”انہیں ان کے بارپول کی طرف منسوب کر کے پکارو۔“ تو سہلہ بنت انتہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ پھر تفصیل سے راوی نے حدیث بیان کی۔

لشیخ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے پوری حدیث نقل نہیں کی۔ ابو داؤد میں مزید یوں ہے کہ سہلہ بنت انتہا نے کما یا رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر میراث کی طرح سمجھتے تھے۔ اس سے پرده نہ تھا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، ایسا کرتے سالم بن زید کو دودھ پلا دے۔ اس نے پانچ بار دودھ پلایا، پھر سالم بن زید ان کا راضی بیٹا سمجھا گیا۔ حضرت عائشہ بنت انتہا کا مل اس حدیث پر تھا۔ مذکورہ ولید بن عتبہ جگ بدر میں حضرت علی بن زید کے ہاتھوں سے مارا گیا تھا۔ ابو عذیفہ صحابی بن زید اسی کے بھائی تھے۔ جنوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور یہ صادرین اولین میں سے ہیں۔

(۳۰۰۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کما ہم سے بشربن مغل نے بیان کیا، کما ہم سے خالد بن ذکوان نے، ان سے رجیق بنت معوز بنت انتہا نے بیان کیا کہ جس رات میری شادی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ اس کی صبح کو میرے ہمال شریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے، جیسے اب تم یہاں میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ چند پچیاں دفعہ بخاری

عَلَيْهِ اللَّهُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبَادَةَ بْنَ الصَّابِطِ وَكَانَ شَهِيدَ بَدْرًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((نَبِيُّونِي)). [راجع: ۱۸]

۴۰۰۰ - حدثنا يحيى بن يكثير حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب أخبرني عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ أن آها حذيفة وكان معن شهيد بدرًا مع رسول الله ﷺ ثنا سالم وأنكحة بنت أخيه هندا بنت الوليد بن عبة وهو موئلي لامرأة من الأنصار كمَا ثبَّتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَّأَ رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دُعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرَثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أُنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (إِذْغَوْهُمْ لِأَبَانِهِمْ) فَجَاءَتْ سَهْلَةُ النَّبِيِّ ﷺ لَذِكْرِ الْحَدِيثِ [الأحزاب: ۵۰]. [طرفة في: ۵۰۸۸].

۴۰۰۱ - حدثنا عليٌّ حدثنا بشر بن المفضل حدثنا خالد بن ذكوان عن الربيع بنت موقر قالت: دخل عليًّا النبيُّ ﷺ غدراً بنت عليٍّ فجلس على براشی كمحلسٍ مُنِيَ وجوبريات

تمیں اور وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جن میں ان کے ان خاندان والوں کا ذکر تھا جو بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے، ان میں ایک بڑی نے یہ صرع بھی پڑھا کہ ”ہم میں نبی ﷺ ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں۔“ حضور ﷺ نے فرمایا ہے نہ پڑھو، بلکہ جو پہلے پڑھ رہی تھیں وہی پڑھو۔

يَعْشِنَ بِالدُّفَّ يَنْدَقُ مَنْ قُتِلَ مِنْ أَهْلِهِنَّ
يَوْمَ بَذْرَخْتِي قَاتَ جَارِيَةً: وَلَيْسَ نَبِيٌّ يَقْلُمُ
مَا فِي غَيْبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَقْوِلِي
هَكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتَ تَقْوِلِينَ)).

[طرفة فی: ۱۴۷: ۵۱].

لَشَنْجَنْ اس شعر سے آخرت **لَشَنْجَنْ** کا عالم الغیب ہوتا ظاہر ہو رہا تھا ملائکہ عالم الغیب صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اسی لئے آخرت **لَشَنْجَنْ** نے اس شعر کے گانے سے منع فرمایا جو لوگ آخرت **لَشَنْجَنْ** کو عالم الغیب جانتے ہیں وہ سراسر جوئے ہیں۔ یہ محبت نہیں بلکہ آپ **لَشَنْجَنْ** سے عداوت رکھتا ہے کہ آپ کی حدیث کو جھٹلایا جائے۔ قرآن کو جھٹلایا جائے۔ حدیث میں شدائد بدر کا ذکر ہے۔ باب اور حدیث میں یہی متناسب ہے۔ حدیث سے نعمتیہ اشعار کا شناہیگی جائز ثابت ہوا بشرطیکہ ان میں مبالغہ نہ ہو۔

(۳۰۰۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ رازی نے بیان کیا، کہا ہم کو هشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں معمر بن راشد نے اُنہیں زہری نے۔ (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اولیس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلاں نے، ان سے محمد بن ابی عقیل نے، ان سے اہن شب (زہری) نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ بن مسعود نے اور ان سے حضرت اہن عباس نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو طلحہ رضی اللہ عنہما قال: آخرینی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صاحب الرسول ﷺ، وَكَانَ قَدْ شَهَدَ بِذَرَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةَ بَيْنَأَنَّ فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةً)) یویہد التَّمَاثِيلَ الَّتِي فِيهَا الأَرْوَاحُ۔ [راجع: ۳۲۲۵]

مراد یہ کہ رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں نہیں آتے بلکہ وہ گھر عتاب الہی کا مرکز بن جاتا ہے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہما بدری میں جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ باب اور حدیث میں یہی متناسب ہے۔

(۳۰۰۳) ہم سے عبدال نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے خبر دی۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا ہم کو احمد بن صالح نے خبر دی، ان سے عنبیہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے، انہیں علی بن

٤٠٠٢ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخْيَرُ عَنْ سَلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَقِيقٍ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْتَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبِنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَاحِبُ الرَّسُولِ ﷺ، وَكَانَ قَدْ شَهَدَ بِذَرَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةَ بَيْنَأَنَّ فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةً))

٤٠٠٣ - حَدَّثَنَا عَبْدَاللهِ أَخْبَرَنَا عَنْهُ أَخْبَرَنَا يُونُسَ حَدَّثَنَا أَخْمَدَ بْنَ صَالِحَ أَخْبَرَنَا يُونُسَ حَدَّثَنَا أَخْمَدَ بْنَ حَنْدَلَةَ حَدَّثَنَا يُونُسَ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَسَنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ

حسین (امام زین العابدین) نے خردی، اُنسیں حضرت حسین بن علی بن ابی شہر نے خردی اور ان سے حضرت علی بن ابی طالب نے بیان کیا کہ جنگ بدر کی غیمت میں سے مجھے ایک اور اُنہیں تھی اور اسی جنگ کی غیمت میں سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا جو "خس" کے طور پر حصہ مقرر کیا تھا، اس میں سے بھی حضور مسیح موعود نے مجھے ایک اُنہیں عنایت فرمائی تھی۔ پھر میرا ارادہ ہوا کہ حضور مسیح موعود کی صاحبزادی حضرت فاطمہ بنت ابی طالب کی رخصی کر لاؤں۔ اس لیے میں قیفیع کے ایک سنار سے بات چیت کی کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اس گھاس کو سناروں کے ہاتھ بیج دوں گا اور اس کی قیمت ولیمہ کی دعوت میں لگاؤں گا۔ میں ابھی اپنی اُنہیں کے لیے پالان، نوکرے اور رسیاں جمع کر رہا تھا۔ اُنثیاں ایک انصاری صحابی کے جمروہ کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں جن انتظامات میں تھا جب وہ پورے ہو گئے تو (اوٹیوں کو لینے آیا) دہل دیکھا کہ ان کے کوہاں کسی نے کاٹ دیئے ہیں اور کوکھ چیر کر اندر سے کلیجی نکال لی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا۔ میں نے پوچھا یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب بن ابی طالب نے اور وہ ابھی اسی جمروہ میں انصار کے ساتھ شراب نوشی کی ایک محل میں موجود ہیں۔ ان کے پاس ایک گانے والی ہے اور ان کے دوست احباب ہیں۔ گانے والی نے گاتے ہوئے جب یہ صصرع پڑھا "ہاں" اے حمزہ! یہ عمدہ اور فربہ اُنثیاں ہیں۔ "تو حمزہ بن ابی طالب نے کوڈ کر اپنی تکوار تھا اور ان دونوں اُنثیوں کے کوہاں کاٹ ڈالے اور ان کی کوکھ چیر کر اندر سے کلیجی نکال لی۔ حضرت علی بن ابی طالب نے بیان کیا کہ پھر میں دہل سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ زید بن جاریہ بن ابی طالب بھی حضور مسیح موعود کی خدمت میں موجود تھے۔ حضور مسیح موعود نے میرے غم کو پہلے ہی جان لیا اور فرمایا کہ کیا بات پیش آئی؟ میں بولا، یا رسول اللہ! آج جیسی تکلیف کی بات کبھی پیش نہیں آئی تھی۔ حمزہ بن ابی طالب نے میری دونوں اُنثیوں کو کپڑے کے ان کے کوہاں کاٹ ڈالے اور

آخرۃ انہ علیہما قال: کَانَتْ لِي شَرِيفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنْ الْمَغْتَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخَمْسِ يَوْمَئِنْ: فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَقِي بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ النَّبِيِّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَأَعْدَتْ رَجُلًا صَوَّاغًا فِي بَنِي قَبْنَاقَاعَ أَنْ يَرْتَجِلْ مَعِي فَلَمَّا يَأْذِنَ حِرْ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبْيَعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ فَسَتَعِنَ بِهِ فِي وَلِيَمَةِ عَزِيزِي فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفِي مِنَ الْأَقْبَابِ وَالْغَرَائِبِ وَالْجَبَالِ وَشَارِفَيِ الْمَنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حَجَرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا أَنَا بِشَارِفِي قَدْ أَجْبَتْ أَسْبِمَهُمَا وَبَقَرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأَخْدَدْ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَنِّي حِينَ رَأَيْتُ الْمُنْظَرَ قَلْتُ مِنْ فَعْلَ هَذِهِ^۱ قَالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَنْدُ الْمَطْلَبِ وَهُوَ فِي هَذَا الشَّيْطَنِ فِي شَرْبِ مِنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَهُ قَبَّةٌ وَاصْحَابَهُ فَقَالَتْ لِي غَنَانِهَا: (أَلَا يَا حَمْزَةُ لِلشَّرْفِ الْنَّوَاءِ) فَوَرَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ فَأَجَبَ أَسْبِمَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرُهُمَا وَأَخْدَدَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قَالَ عَلَيْ: فَانْطَلَقْتُ حَتَّى اذْخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارَثَةَ وَعَرَفَ النَّبِيُّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الَّذِي لَقِيَتْ فَقَالَ: ((مَا لَكَ؟)) قَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتَ كَالْيَوْمِ عَدَا حَمْزَةَ عَلَى نَاقَقَيْ فَأَجَبَ أَسْبِمَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرُهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِي

ان کی کوکہ چیڑا لی ہے۔ وہ بھیں ایک گمراہ شراب کی محل جملے پیشے ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک مغلوبی اور اسے اوڑھ کر آپ تشریف لے چلے۔ میں اور حضرت زید بن حارثہ ہمیشہ ساتھ ساتھ ہوتے۔ جب اس گمراہ کے قریب آپ تشریف لے گئے اور حضرت حمزہ بن حوشہ نے جو کچھ کیا تھا اس پر انہیں تعبیر فرمائی۔ حضرت حمزہ بن حوشہ شراب کے نئے میں مست تھے اور ان کی آنکھیں سرخ تھیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی طرف نظر اٹھائی، پھر زرا اور اپر اٹھائی اور آپ کے گھٹنوں پر دیکھنے لگے، پھر اور نظر اٹھائی اور آپ کے چہوڑ پر دیکھنے لگے۔ پھر کہنے لگے، تم سب میرے باپ کے غلام ہو۔ حضور ﷺ سمجھ گئے کہ وہ اس وقت بے ہوش ہے، اس لیے آپ فوراً اٹھے پاؤں اس گمراہ سے باہر نکل آئے، ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔

[راجع: ۲۰۸۹]

لشیخ اس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ حضرت امیر حمزہ بن حوشہ نے حالت مدبوحی میں یہ کام کر دیا اور جو کچھ کمانشہ کی حالت میں کما۔ دوسری روایت میں ہے کہ حمزہ بن حوشہ کاشہ اترنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے انہیں کی قیمت حضرت علی بن ابی طالب کو بدرا کا حصہ ملنے کا ذکر ہے۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ مناسبت ہے۔ (۳۰۰۳) مجھ سے محمد بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کما کہ یہ روایت ہمیں عبدالرحمن بن عبد اللہ اصحابی نے لکھ کر صحیح دی، انہوں نے عبد اللہ بن معقل سے سنا کہ حضرت علی بن ابی طالب نے سل بن حنیف بن ابی طالب کے جنازے پر تکمیریں کیں اور کما کہ وہ بدرا کی لڑائی میں شریک تھے۔

لشیخ تکمیریں تو سب ہی کے جنازوں پر کہی جاتی ہیں، مگر حضرت علی بن ابی طالب نے ان کے جنازے پر زیادہ تکمیریں کیں یعنی پانچ یا چھ جیسا کہ دوسری روایتوں میں ہے۔ گواہ حضرت علی بن ابی طالب نے زیادہ تکمیریں کئے کی وجہ بیان کی کہ وہ بدرا تھے۔ ان کو خاص درجہ حاصل تھا۔ اگرچہ جنازے پر ۵، ۶، ۷ تک تکمیریں کیں کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں اپنے انجام امت ہے۔

(۳۰۰۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سالم بن عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن حنبل سے سنائی اور انہوں نے عمر بن خطاب بن ابی طالب سے بیان کیا کہ جب حضرت بنت عمر بن حنبل کے شوہر خشیس بن حذافہ سمی

بیت معلہ شرب فدغا النبی ﷺ بہزادہ
فارتدی ثم انطلق يمشي واتبعه أنا وزنده
بن حارثة حتى جاء أئمه أئمة النبي
حمزة فاستاذن عليه فأذن له لطفيق النبي
ليل مخمرة علينا فنظر حمزة إلى النبي
ثم صعد النظر فنظر إلى ركبتيه ثم
صعد النظر فنظر إلى وجهه، ثم قال
حمزة: وهل أنت إلا عبد لأبي؟ فعرف
النبي ﷺ أنه ثمل فنكص رسول الله ﷺ
على عقبيه القهقرى فخرج وخرجنا معه۔

[راجع: ۲۰۸۹]

لشیخ ۴۰۰۴ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادٍ أَخْبَرَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ قَالَ : أَنْفَذَهُ لَنَا أَبْنُ الْأَصْبَهَانِيُّ سَمِعَهُ مِنْ أَبْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَبَرَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حَنْيفٍ فَقَالَ : إِنَّ شَهِدَ بَدْرًا .

لشیخ ۴۰۰۵ - حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب عن الزهرى قال: أخبرنى سالم بن عبد الله أنه سمع عبد الله بن عمر رضي الله عنهما يحدث أن عمر بن الخطاب رضي

بُو شَحْشَہ کی وفات ہو گئی، وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں تھے اور بدر کی لڑائی میں انہوں نے شرکت کی تھی اور مدینہ میں ان کی وفات ہو گئی تھی۔ حضرت عمر بُو شَحْشَہ نے بیان کیا کہ میری ملاقات عثمان بن عفان بُو شَحْشَہ سے ہوئی تو میں نے ان سے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کا نکاح میں آپ سے کروں۔ انہوں نے کہا کہ میں سوچوں گا۔ اس لیے میں چند دنوں کے لیے ٹھہر گیا، پھر انہوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہوئی ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر بُو شَحْشَہ نے کہا کہ پھر میری ملاقات حضرت ابو بکر بُو شَحْشَہ سے ہوئی اور ان سے بھی میں نے یہی کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمر بُو شَحْشَہ سے کروں۔ ابو بکر بُو شَحْشَہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کا یہ طریقہ عمل عثمان بن علی سے بھی زیادہ میرے لیے باعث تکلیف ہوا۔ کچھ دنوں میں نے اور توقف کیا تو نبی کریم ﷺ نے خود حفصہ بُو شَحْشَہ کا پیغام بھیجا اور میں نے ان کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔ اس کے بعد ابو بکر بُو شَحْشَہ کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو انہوں نے کہا، شاید آپ کو میرے اس طرز عمل سے تکلیف ہوئی ہو گی کہ جب آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے حفصہ بُو شَحْشَہ کے متعلق مجھ سے بات کی تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ ہاں تکلیف ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ آپ کی بات کا میں نے صرف اس لیے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے (مجھ سے) حفصہ بُو شَحْشَہ کا ذکر کیا تھا (مجھ سے مشورہ لیا تھا کہ کیا میں اس سے نکاح کروں) اور میں آنحضرت ﷺ کا اراذ فاش نہیں کر سکتا تھا۔ اگر آپ حفصہ بُو شَحْشَہ سے نکاح کا ارادہ چھوڑ دیتے تو بے شک میں ان سے نکاح کر لیتا۔

(۲۰۰۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم قصاب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ابان نے، ان سے عبد اللہ بن یزید انصاری نے، انہوں نے ابو مسعود بدربی بُو شَحْشَہ عقبہ بن عمرو انصاری سے تاکہ بنی کرم ﷺ نے فرمایا، انسان کا اپنے بال بچوں پر خرج کرنا

الله عنہ حين قائمت حفصة بنت عمر
من خنسی بن خدابة الشهبي وكان من
اصحاب رسول الله ﷺ فلذ هندة بذرها
تولى بالمدية قال عمر: لقيت عثمان
بن عفان فعرضت عليه حفصة فقلت: إن
شتت انكحت حفصة بنت عمر قال:
سانظر في أمرني لقيت ليالي فقال: فلذ
بذرلي إن لا أترؤج يومي هذا. قال عمر
: لقيت أنا بذر فقلت إن شئت
أنكحت حفصة بنت عمر؟ فصمت
أبو بكر فلم يرجع إليني شيئا فكت علني
أوجد مني على عثمان لقيت ليالي ثم
خطبها رسول الله ﷺ فتحتها إياه فأقيمت
أبو بكر فقال: لعلك وجدت علىي حين
عرضت علىي حفصة فلم أرجع إلينك
قلت: نعم قال: فإنه لم يمنعني أن
أرجع إلينك مما عرضت إلا أنني قد
علمت أن رسول الله ﷺ قد ذكرها، فلم
أكن لأفشي سر رسول الله ﷺ ولأن
تركتها لقتلتها.

[اطرافہ فی: ۵۱۲۹، ۵۱۲۶، ۵۱۴۵]۔

٤٠٠٦ - حدثنا مسلم حدثنا شعبة عن
عديٍّ عن عبد الله بن يزيد سمع آنا
مسعود البذراني عن النبي ﷺ قال: ((نفقه
الرجل على أهله صدقة)).

بھی باعث ثواب ہے۔

روایت میں حضرت ابو مسعود بدرا بن شہر کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

٤٠٧ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ : أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَتْ غُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيرَ يَحْدُثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْغَفِيرِ فِي إِمَارَتِهِ أَخْرَى الْمُعْبَرَةِ بْنَ شَعْبَةَ الْعَفْرَ وَهُوَ أَمِيرُ الْكُوفَةِ فَدَخَلَ أَبُو مَسْعُودَ عَفْتَةَ بْنَ عَمْرُو الْأَنْصَارِيِّ جَدًّا زَيْدُ بْنُ حَسْنٍ شَهِيدًا بَذِرًا فَقَالَ : لَقَدْ عَلِمْتُ نَزْلَ جَرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَصَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ : هَكَذَا أَمْرُتَ كَذَلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ يَحْدُثُ عَنْ أَبِيهِ [راجع: ٥٢١]

لشیخ ابو مسعود بن شہر کی بیٹی ام بشر پلے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو منسوب تھیں۔ بعد میں حضرت حسن بن شہر نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے بطن سے حضرت زید بن حسن بن شہر پیدا ہوئے۔ ابو مسعود بن شہر بدرا ہوتے۔ یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔

٤٠٨ - حدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي مَسْعُودِ الْأَنْذَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الآيَاتِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ قَرَاءَهَا فِي لَيْلَةِ كَفَّتَاهُ)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ : فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطْوُفُ بِالْأَيَّتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي.

(٤٠٩) - حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَلَيْهِ عَنْ عَفَنِ عَنْ أَبِي شَهَابٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ أَنَّ عَبْدَانَ بْنَ مَالِكٍ

بھی اسی طرز پر مذکور ہے۔

٤٠٦ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ : أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَتْ غُرْوَةَ بْنَ عَمْرُو الْأَنْصَارِيِّ جَدًّا زَيْدُ بْنُ حَسْنٍ شَهِيدًا بَذِرًا فَقَالَ : لَقَدْ عَلِمْتُ نَزْلَ جَرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَصَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ : هَكَذَا أَمْرُتَ كَذَلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ يَحْدُثُ عَنْ أَبِيهِ [راجع: ٥٢١]

٤٠٧ - حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَلَيْهِ عَنْ عَفَنِ عَنْ أَبِي شَهَابٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ أَنَّ عَبْدَانَ بْنَ مَالِكٍ

صحابی تھے اور وہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور انصار میں سے تھے، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (دوسری صد)

وَكَانَ مِنْ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ شَهِيدٍ
بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ .

[راجع: ۴۲۴]

(۳۰۱۰) ہم سے احمد نے بیان کیا جو صالح کے بیٹے ہیں، کما ہم سے منہہ این خالد نے بیان کیا، ان سے یونس بن یونیڈ نے بیان کیا اور ان سے این شاہب نے بیان کیا کہ پھر میں نے حسین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم کے شریف لوگوں میں سے تھے، محمود بن رفیع کی حدیث کے متعلق پوچھا جس کی روایت انہوں نے عقبان بن مالک بن بشیر سے کی تھی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس کا ایک نکلا امام بخاری ملکیہ اس لیے لائے کہ عقبان بن مالک بن بشیر کا بدربی ہوتا ثابت ہو۔

(۳۰۱۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کما ہمیں شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کما کہ مجھے عبد اللہ بن عامر بن ربعہ بن بشیر نے خبر دی، وہ قبیلہ بنی عدی کے سب لوگوں میں بڑے تھے اور ان کے والد عامر بن ربعہ بدر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ (انہوں نے بیان کیا کہ) حضرت عمر بن بشیر نے حضرت قدامہ بن مظعون بن بشیر کو بحرن کا عامل بنایا تھا، وہ قدامہ بن بشیر بھی بدر کے معمر کے میں شریک تھے اور عبد اللہ بن عمر اور حفصہ رضی اللہ عنہم کے ماموں تھے۔

لشیخ عبد اللہ بن عامر بن ربعہ گوئی عدی میں سے نہ تھے مگر ان کے حلیف تھے اس لیے انکو بنی عدی کہا دیا۔ بعض نسخوں میں بنی عدی کے بدل بنی عامر بن ربعہ۔ جو صحابی مشور ہیں، اُنکے سب بیٹوں میں عبد اللہ بڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت ﷺ کے عمد مبارک میں پیدا ہو چکے تھے۔ علی نے ان کو لفڑ کہا ہے۔ حدیث میں بدربی بزرگوں کا ذکر ہے یہی باب نے وجہ مناسبت ہے۔

حضرت قدامہ بن مظعون بن بشیر جو روایت میں مذکور ہیں عمد فاروقی میں بھریں کے حاکم تھے، مگر بعد میں حضرت عمر بن بشیر نے ان کو معزول فرمایا کہ حضرت عثمان بن ابی العاص بن بشیر کو بھریں کا عامل بنایا تھا۔ حضرت قدامہ بن بشیر کی یہ شکایت آپ نے سنی تھی کہ وہ نہ آور پیرو استعمال کرتے ہیں۔ یہ جرم ثابت ہونے پر حضرت عمر بن بشیر نے ان پر حد قائم کی اور ان کو معزول کر دیا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ سفرج میں حضرت قدامہ حضرت عمر بن بشیر کے ساتھ ہو گئے۔ ایک شب یہ سو کر عجلت میں اٹھے اور فرمایا کہ فوراً میرے پاس قدامہ کو حاضر کرو۔ میرے پاس خواب میں ایک آئے والا آیا اور کہہ گیا ہے کہ میں قدامہ بن بشیر سے ملچ کر لوں۔ آپ اور وہ اسلامی بھائی بھائی ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر بن بشیر نے ان سے ملچ مصالی کر لی اور وہ پہلی غش دل سے نکال دی۔ (قطلانی)

٤٠١٠ - حَدَّثَنَا أَخْمَدٌ هُوَ أَنْهُ صَالِحٌ
حَدَّثَنَا عَبْنَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَنَّ
شَهَابَ، ثُمَّ سَأَلَتُ الْحُصَيْنُ بْنَ مُحَمَّدٍ
وَهُوَ أَخْذُ بْنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَايِهِمْ عَنْ
حَدِيثِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَبْيَانَ بْنِ
مَالِكٍ فَصَدَّقَهُ. [راجع: ۴۲۴]

٤٠١١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ أَكْبَرِ بَنِي عَدِيٍّ
وَكَانَ أَبُوهُ شَهَدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ
عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قَدَامَةَ بْنَ مَظْعُونٍ عَلَى
الْبَحْرَيْنِ وَكَانَ شَهَدَ بَدْرًا وَهُوَ خَالٌ عَنْ
اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

(۳۰۱۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جو یہی بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے، ان سے زہری نے، انہیں سالم بن عبد اللہ نے خبر دی، بیان کیا کہ حضرت رافع بن خدیج بن خدیج نے حضرت عبد اللہ بن عمر بن حنبل کو خبر دی کہ ان کے دوچاروں (ظہیر اور مظہر رافع بن عدی بن نذیر الانصاری کے بیٹوں) جنوں نے بدرا کی لڑائی میں شرکت کی تھی، نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع کیا تھا۔ میں نے سالم سے کہا لیکن آپ تو کرایہ پر دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں، حضرت رافع بن خدیج نے اپنے اپر زیارتی کی تھی۔

4013 - حدثنا عبد الله بن محمد بن أسماء حدثنا جوتهريه عن مالك عن الزهري أن سالم بن عبد الله أخبره قال: أخبر رافع بن خديج عبد الله بن عمر أن عتبة وكانت شهداً بذلك أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن كراء المزارع فقلت لسالم: فكرتها أنت؟ قال: نعم. أن رافعاً أكثر على نفسه.

[راجح: ۲۲۳۹]

لشیخ کہ انہوں نے زمین کو مطلق کرایہ پر دینا منع کیا۔ حالانکہ آخر ضرر **لشیخ** نے جس سے منع فرمایا تھا وہ زمین ہی کی پیداوار پر کرایہ کو دینے سے یعنی خصوص قطعہ کی بنائی سے منع فرمایا تھا۔ لیکن نقدی صوراً سے آپ نے منع نہیں فرمایا وہ درست ہے۔ اس کی بحث کتاب المزارع میں گزر چکی ہے۔ حدیث میں بدرا میں صحابیوں کا ذکر ہے۔

علامہ قطلانی رحمۃ اللہ علیہ میں وکانوا یکروں الارض بما ینبت فیها علی الاربعاء وهو النهر الصغير او الشی لیستہیہ صاحب الارض من المزارع لاجله فھی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن ذالک لما فیہ من الجھل (قطلانی) یعنی انل عرب زمین کو بایں طور کرایہ پر دینے کے نالیوں کے پاس والی زراعت کو یا خاص خاص قطعات ارضی کو اپنے لیے خاص کر لیتے اس کو رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا۔

(۳۰۱۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حسین بن عبد الرحمن نے، انہوں نے عبد اللہ بن شداد بن ہادی شیخ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رفقاء بن رافع الانصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ بدرا کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

4014 - حدثنا آدم حدثنا شعبة عن حصين بن عبد الرحمن قال: سمعت عبد الله بن شداد بن الهاد الشي قال: رأيته رفاعة بن رابع الانصارى وكان شهداً بذلك.

یہ ایک حدیث کا مکمل ہے جس کو اسماعیل نے پورا کھلاا ہے۔ اس میں یوں ہے کہ رفقاء نے نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہا۔ درسرے طریق میں یوں ہے اللہ اکبر کیا کہا۔ امام بخاری نے پوری حدیث اس لیے بیان نہیں کی کہ وہ اس باب سے غیر متعلق ہے۔ درسرے موقف ہے۔

(۳۰۱۵) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک مروزی نے خبر دی، کہا ہم کو معاشر ایوس دونوں نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں حضرت سور بن مخرمة، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عمرو بن عوف بن شعبہ جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور بدرا کی لڑائی میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک

4015 - حدثنا عبدان أخبرنا عبد الله أخبارنا معمر و يوئس عن الزهري عن عروة بن الزبير أنه أخبره أن المسور بن مخرمة، أخبره أن عمرو بن عوف وهو خليف النبي عامر بن لؤي وكان شهداً

تھے۔ نے بیان کیا کہ) حضور ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو، حرين، وہاں کا جزیہ لانے کے لیے بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرين والوں سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضری بن شہر کو امیر بنا�ا تھا، پھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، حرين سے مال ایک لاکھ درہم لے کر آئے۔ جب انصار کو ابو عبیدہ بن شہر کے آنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے فخر کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ حضور ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو تمام انصار آپ کے سامنے آئے۔ حضور ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا، میرا خیال ہے کہ تمہیں یہ اطلاع مل گئی ہے کہ ابو عبیدہ بن شہر مال لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا، پھر تمہیں خوش خبری ہو اور جس سے تمہیں خوش ہو گئی اس کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق حاجی سے ڈر نہیں لگتا، مجھے تو اس کا خوف ہے کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی۔ جس طرح تم سے پہلوں پر کشادہ کی گئی تھی، پھر پہلوں کی طرح اس کے لئے تم آپس میں ریٹ کرو گے اور جس طرح وہ ہلاک ہو گئے تھے تمہیں بھی یہ چینہ ہلاک کر کے رہے گی۔

یہ حدیث باب الجزیہ میں گزر چکی ہے۔ یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ حضرت عمرو بن عوف بن شہر صحابی بدربی تھے۔ (۴۰۱۶) ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر بن حذیث ہر طرح کے سانپ کو مارڈا کرتے تھے۔

(۴۰۱۷) لیکن جب ابوالبابہ بشیر بن عبد المنذر بن شہر نے جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے، ان سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گھر میں نکلنے والے سانپ کے مارنے سے منع فرمایا تھا تو انہوں نے بھی اسے مارنا چھوڑ دیا تھا۔

گھر میلو سانپوں کی بعض قسمیں بے ضرر ہوتی ہیں۔ فرمان نبوی سے وہی سانپ مراد ہیں۔ ابوالبابہ بدربی صحابی کا ذکر مقصود ہے۔ (۴۰۱۸) حدیثی ابن ابراهیم بن المنذر مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فتح

بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْثَ أَبَا عَيْنَةَ بْنَ الْجَرَاحِ إِلَى الْبَخْرَيْنِ يَأْتِي بِجُزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ صَالِحٌ أَهْلَ الْبَخْرَيْنِ وَأَمْرَ عَلَيْهِمُ الْغَلَاءُ بْنَ الْحَاضِرَيْمِ فَقَدِيمٌ أَبُو عَيْنَةَ بِمَالِ مِنَ الْبَخْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عَيْنَةَ فَوَالَّذَا صَلَةُ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أَنْصَرَهُ تَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ رَأَهُمْ ثُمَّ قَالَ: ((أَظْنَنُكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عَيْنَةَ قَدِيمٌ بِشَيْءٍ؟)) قَالُوا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَلَا يَشْرُوْا وَأَمْلُوْا مَا يَسْرُكُمْ فَوْاللَّهِ مَا الْفَقْرُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكُمْ أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَاسَوْهَا كَمَا تَنَاسُوهَا وَتُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكُتُهُمْ)).

۴۰۱۶ - حدثنا أبو النعمان، حدثنا جرير بن حازم عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما كان يقتل الحيات كلها.

[راجح: ۳۲۹۷]

۴۰۱۷ - حتى حدثنا أبو لبابة البذرلي أن النبي ﷺ نهى عن قتل جنان البيوت فامسكت عنها.

نے بیان کیا، ان سے موی بن عقبہ نے کہ ہم سے اب شاب نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے چند لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ آپ ہمیں اجازت عطا فرمائیں تو ہم اپنے بھائی عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ معاف کر دیں لیکن حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! ان کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑتا۔

لئے جس حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مختصر بھا قبول اسلام سے پہلے بدر کی لڑائی میں قید ہو کر آئے تھے، وہ انصار کے بھائی اس رشتے سے ہوئے کہ ان کی دادی یعنی حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ بونجوار کے قبیلے میں سے تھیں۔ اسی رشتے کی بنا پر انصار نے ان کا فدیہ معاف کرنا چاہا۔ گربہت سے مصالح کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کا فدیہ پورے طور پر وصول کرو۔ آپ نے ان سے یعنی عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ آپ نہ صرف اپنا بلکہ اپنے دونوں بھیجوں عقیل اور نو فل اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ بھی ادا کریں کیونکہ آپ مالدار ہیں۔ انہوں نے کما کہ میں تو مسلمان ہوں گر کہ کے مشرک نہ رہتی مجھ کو بکٹلائے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ بھتر جاتا ہے اگر ایسا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اس نقصان کی تلافی کر دے گا۔ ظاہر میں تو آپ ان کے والوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے آئے۔ کہتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کعب بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے پکڑا اور زور سے ملکیں کس دیں۔ وہ اس تکلیف سے ہائے ہائے کرتے رہے۔ ان کی اواز سن کر آنحضرت ﷺ کو رات نیند نہیں آئی۔ آخر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی ملکیں ڈھیل کر دیں۔ تب آپ آرام سے سوئے، صبح کو انصار نے آپ کو مزید خوش کرنے کے لیے ان کا فدیہ بھی معاف کرنا چاہا اور کما کہ ہم خود اپنے پاس سے ان کا فدیہ ادا کر دیں گے لیکن یہ انصاف کے خلاف تھا اس لیے آپ نے منظور نہیں فرمایا۔ اس حدیث سے باب کی مناسبت یہ ہے کہ اس میں کئی انصاری آدمیوں کا جگ بدر میں شریک ہونا مذکور ہے۔ ان کے نام مذکور نہیں ہیں۔

(۲۰۱۹) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جرجی نے، ان سے زہری نے، ان سے عطاء بن یزید لیشی نے، ان سے عبد اللہ بن عدی نے اور ان سے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے۔ (دوسری سنہ) انام بخاری نے کہا اور مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابرائیم بن سعد نے، ان سے اب شاب کے بختیجے (محمد بن عبد اللہ) نے، اپنے بھا (محمد بن مسلم بن شاب) سے بیان کیا، انہیں عطاء بن یزید لیشی ثم ایمندی نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی اور انہیں مقداد بن عمرو کنڈی رضی اللہ عنہ نے وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اگر کسی

٤٠١٩ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَخْيَرِ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَنَا الْجَنْدِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرُو الْكَنْدِيُّ وَكَانَ حَلِيفًا لِتَبَّاعِي زَهْرَةَ وَكَانَ مِمْنَ شَهِيدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ

موقع پر میری کسی کافر سے لکھ رہا جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں لگ جائیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تکوار مار کر اسے کاٹ ڈالے، پھر وہ مجھ سے بھاگ کر ایک درخت کی پناہ لے کر کنٹے گئے ”میں اللہ پر ایمان لے آیا۔“ تو کیا یا رسول اللہ! اس کے اقرار کے بعد پھر بھی میں اسے قتل کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اسے قتل نہ کرنا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ پہلے میرا ایک ہاتھ بھی کاٹ چکا ہے؟ اور یہ اقرار میرے ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟ آپ نے پھر بھی یہی فرمایا کہ اسے قتل نہ کر، کیوں کہ اگر تو نے اسے قتل کر دا تو اسے قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا مقام تھا اب اس کا وہ مقام ہو گا اور تمہارا مقام وہ ہو گا جو اس کا مقام اس وقت تھا جب اس نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا تھا۔

تو اس کے قتل کرنے سے پہلے تو میے مسلمان مصوم مرحوم تھا ایسے ہی اسلام کا کلمہ کاٹنے سے وہ مسلمان مصوم مرحوم ہو گیا۔ پہلے اس کا مارڈالا نادرست تھا ایسے ہی اب اس کے قصاص میں تیارا مارڈالا نادرست ہو جائے گا۔

(۳۰۲۰) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا تم سے ابن علیہ نے بیان کیا، کہا تم سے سلیمان تنہی نے بیان کیا، کہا تم سے انس بن شتر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بد رکی لڑائی کے دن فرمایا، کون دیکھ کر آئے گا کہ ابو جمل کے ساتھ کیا ہوا؟ عبد اللہ بن مسعود بن شتر اس کے لیے روانہ ہوئے اور دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کی لاش ٹھنڈی ہونے والی ہے۔ انہوں نے پوچھا، ابو جمل تم ہی ہو؟ ابن علیہ نے بیان کیا کہ سلیمان نے اسی طرح بیان کیا اور ان سے انس بن شتر نے بیان کیا کہ ابن مسعود بن شتر نے پوچھا تھا کہ تو ہی ابو جمل ہے؟ اس پر اس نے کہا، کیا اس سے بھی بڑا کوئی ہو گا جسے تم نے آج قتل کر دیا ہے؟ سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ یا اس نے یوں کہا، ”جبے اس کی قوم نے قتل کر دیا ہے؟ کیا اس سے بھی بڑا کوئی ہو گا؟ کہا کہ ابو مجلز نے بیان کیا کہ ابو جمل نے کہا، کاش!

ایک کسان کے سوا کسی اور نے مارا ہوتا۔

تَسْبِيحٌ اس مردود کو یہ رنج ہوا کہ مدینہ کے کاشکاروں کے ہاتھ سے کیوں مارا گیا؟ کاش! کسی رئیس کے ہاتھ سے مارا جاتا۔ یہ قوی

۶۸۶۵۔ [طرفہ فی : ۶۸۶۵].

۴۰۲۰ - حدّثني يعقوب بن إبراهيم
حدّثنا ابن علية حدّثنا سليمان التيمي
حدّثنا أنس رضي الله عنه قال: قال
رسول الله ﷺ يوم بدر ((من ينظر ما
صنع أبو جهل)) فانطلق ابن مسعود
لوجدة قد ضربه أبا عفرا حتى برد
قال أنت أبا جهل؟ قال ابن علية قال:
سليمان: هكذا قالها أنس ، قال: أنت
أبا جهل؟ قال وهل فوق رجل قاتلتموه؟
قال سليمان: أوز قال قاتله قومه. قال:
وقال أبو مجلز قال أبو جهل: فلو غير
أكار قاتلي. [راجع: ۳۹۶۲]

اونچی خیک کا صور ابو جبل کے دفعہ میں آخر وقت تک سلیارہا جو مسلمان آج ایسی قوی اونچی خیک کے تصورات میں گرفتار ہیں ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ ابو جبل کی خرے بد میں گرفتار ہیں۔ اسلام ایسے ہی غلط تصورات کو ثبت کرنے آیا مگر صد افسوس کہ خود مسلمان بھی ایسے غلط تصورات میں گرفتار ہو گئے۔ اکار کا ترجمہ مولانا وحید الزبان رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ کینے سے کیا ہے۔ گواہ ابو جبل نے کاشتکاروں کو لفظ کینے سے یاد کیا۔

(۳۰۲۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے معمربن زہری نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عباس رض نے حضرت عمر بن الخطاب سے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو میں نے ابو بکر بن عبد الرحمن سے کہا آپ ہمیں ساتھ لے کر ہمارے انصاری صحابیوں کے یہاں چلیں، پھر ہماری ملاقات و دنیک تین انصاری صحابیوں سے ہوئی جنوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ عبد اللہ نے کہا، پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عروہ بن زبیر سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں صحابی عویم بن ساعدہ اور عصمن بن عدی بھی رض تھے۔

(۳۰۲۲) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا، انہوں نے اسماعیل ابن ابی خالد سے، انسوں نے قیس بن ابی حازم سے کہ بدری صحابہ کا (سالانہ) وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ میں انہیں (بدری صحابہ کو) ان صحابیوں پر فضیلت دوں گا جو ان کے بعد ایمان لائے۔

لئے سال میں آٹھ ہزار اور ازواج مطہرات کے لئے سال میں ۲۲ ہزار مقرر کے تھے۔ صحیح اسلامی خلافت راشدہ کی برکت تھی اور ان کے بیت المال کا سچ تین مصرف تھا۔ صد افسوس کہ یہ برکات عروج اسلام کے ساتھ خاص ہو کر رہ گئیں۔ آج دور تازل میں یہ سب خواب و خیال کی باش معلوم ہوتی ہیں۔ کچھ اسلامی تنظیمیں بیت المال کا نام لے کر کھڑی ہوتی ہیں۔ یہ تنظیمیں اگر صحیح طور پر قائم ہوں، بہر حال اچھی ہیں مگر وہ بات کمال مولوی مدن کی ہی۔

(۳۰۲۳) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمربن خبودی، انہیں زہری نے، انہیں محمد بن جبیر نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں نے سنا، آپ مغرب کی نمازیں سورہ والطور کی تلاوت کر رہے تھے، یہ پہلا موقع تھا جب میرے دل میں ایمان نے قرار

4021 - حدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَمَّا تَوْفَى النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْرَاجِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلًا صَالِحًا حَشِدَهَا بَدْرًا فَحَدَّثَنَّا عَرْوَةُ بْنُ الْزَّبِيرِ قَالَ : هُمَا عَوْنَمُ بْنُ مَعَادَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ . [راجع: ۲۴۶۲]

4022 - حدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فَضْلِيلَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ كَانَ عَطَاءُ الْبَذْرِيِّ خَمْسَةَ آلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ : لَا فَضَّلَنَّهُمْ عَلَى مَنْ يَغْدِهُمْ .

4023 - حدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبَيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي الْمَغْرِبِ بِالظُّرُورِ وَذَلِكَ اُولُّ مَا وَقَرَ الإِعْانَةُ فِي

پکڑا۔ اور اسی سند سے زہری سے مروی ہے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم بن جبیر) نے کہ نبی کرم شعبیہ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا، اگر مطعم بن عدی بن جبیر زندہ ہوتے اور ان پلید قیدیوں کے لیے سفارش کرتے تو میں انہیں ان کے کہنے سے چھوڑ دتا۔

(۳۰۲۲) اور لیث نے بیکی بن سعید النصاری سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ پلا فساد جب بربا ہوا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تو اس نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا، پھر جب دوسرا فساد بربا ہوا یعنی حرہ کا تو اس نے اصحاب حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا، پھر تیرا فساد بربا ہوا تو وہ اس وقت تک نہیں گیا جب تک لوگوں میں کچھ بھی خوبی یا عقل باقی تھی۔

لشیخ جب حضرت جبیر بن مطعم بن جبیر بدری قیدیوں میں قید ہو کر آئے اور مسجد نبوی کے قریب مقید ہوئے تو انہوں نے مغرب کی نماز میں آنحضرت شعبیہ سے سورہ والطور کی قرأت سنی اور وہ بعد میں اس سے متاثر ہوتے ہوئے مسلمان ہو گئے۔ اسی سے حدیث کی مناسبت باب سے کلآلی۔ مطعم بن عدی بن جبیر نے آنحضرت شعبیہ پر کچھ احسان کیا تھا۔ جب آپ طائف سے لوٹے تو اس کی پناہ میں داخل ہو گئے تھے۔ مطعم بن جبیر نے آپ کی خاکت کے لیے اپنے چار بیٹوں کو مسلح کر کے کعبے کے چاروں کونوں پر کمرہ کر دیا تھا۔ قریش یہ منظر دیکھ کر ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہم مطعم کی پناہ نہیں توڑ سکتے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مطعم بن جبیر نے وہ عمد نامہ ختم کرایا تھا، جو قریش نے بنوہاشم اور بنو مطلب کے خلاف کیا تھا۔ حضرت عثمان غنی بن جبیر کی شہادت کا واقعہ اسلام میں پلا فساد ہے۔ جو جحد کے دن آنھوں ذی الحجہ کو بربا ہوا۔ جس کے متعلق حضرت سعید بن مسیب کا قول بقول علامہ داؤدی صریح خلط ہے اس فساد کے بعد بھی بہت سے بدری صحابہ زندہ تھے۔ بعضوں نے کہا پسلے فساد سے ان کی مراد حضرت حسین بن جبیر کی شہادت ہے اور وہ سرے سے حرہ کا فساد، جس میں یزید کی فوج نے مدینہ پر حملہ کیا تھا۔ تیرے فساد سے ازارہ کا فساد مراد ہے۔ جو عراق میں ہوا تھا۔ بعضوں نے یوں جواب دیا ہے کہ سعید بن مسیب کا مطلب یہ ہے کہ پسلے فساد یعنی قتل عثمان بن جبیر سے لے کر وہ سرے فساد حرہ تک کوئی بدری صحابی باقی نہیں رہا تھا۔ یہ سمجھ ہے کیوں کہ بدریوں کے آخر میں سعد بن ابی و قاص بن جبیر کا انتقال ہوا ہے، وہ بھی حرہ کے واقعہ سے پسلے ہی گزر چکے تھے۔ تیرے فساد سے بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر بن عتبہ کی شہادت مرادی ہے۔ آخری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس فتنے نے تو صحابہ کا وجود بالکل ختم کر دیا جس کے بعد کوئی صحابی دنیا میں باقی نہیں رہا۔

(۳۰۲۵) ہم سے حاج بن منسال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حذثنا عبد اللہ بن عمر نميری نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنائی، کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید

قلبی، وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ جَبَّرٍ
بن مطعم عن أبيه أن النبي ﷺ قال: في
أسارى بذر: ((لَوْ كَانَ الْمُطَعِّمُ بْنُ عَدِيٍّ
حَيَا ثُمَّ كَلَمِنِي فِي هُولَاءِ الْقَتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ
لَهُ)). [راجع: ۷۶۵]

٤٠٤ - وَقَالَ الْيَثُّ عنْ يَحْيَى عَنْ
سعِيدِ بْنِ الْمُسِيبِ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولَى
يَغْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ
بَذْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْثَّانِيَةُ يَغْنِي
الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيْبِيَّةِ
أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ التَّالِثَةُ، فَلَمْ تَرْتَفَعْ وَلَنَّا
طَبَاخُ. [راجع: ۳۱۳۹]

حَدَّثَنَا الحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ السُّمَيْرِيِّ حَدَّثَنَا
يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ

بن مسیب، علقمہ بن وقار اور عبد اللہ بن عبد اللہ سے نبی کشم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تھت کے متعلق سن، ان میں سے ہر ایک نے مجھ سے اس داقعہ کا کوئی حصہ بیان کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تھا کہ میں اور ام مطہر پاہر قفلے حاجت کو جاری ہے تھے کہ ام مطہر رضی اللہ عنہا اپنی چادر میں الجھ کر پھسل پڑیں۔ اس پر ان کی زبان سے لکلاً مطہر کا برا ہو۔ میں نے کہا، آپ نے اچھی بات نہیں کی۔ ایک ایسے شخص کو آپ برا کرتی ہیں جو بدر میں شریک ہو چکا ہے۔ پھر انہوں نے تھت کا واقع بیان کیا۔

قال: سمعتُ عَزْرَةَ بْنَ الرَّبِيعِ وَ سَعِيدَ بْنَ الْمَسِيبِ وَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَاصِ وَ عَيْنَدَ اللَّهِ بْنَ عَنْدَ اللَّهِ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّ حَدِيثٍ طَافِةً مِنْ الْحَدِيثِ قَالَتْ: فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنْطَجَ فَعَرَتْ أُمِّي مِنْطَجَهُ فِي مِرْطَبِهَا قَالَتْ: تَعْسَ مِنْطَجَهُ رَجَلًا بَذَرَا فَذَكَرَ حَدِيثَ الْإِلْفَى. [راجح: ۹۳]

مطہر بن علقمہ بدر میں شریک تھے اس سے ترجیہ باب لکلا حضرت عائشہ بن علقمہ پر منافقین نے جو تھت لگائی تھی اس کی طرف اشارہ ہے۔

(۳۰۳۶) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موی بن عقبہ نے اور ان سے ابن شاہب نے بیان کیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے غزوہ کے بیان تھا۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ جب (بدر کے) کفار مقتولین کنوں میں ڈالے جانے لگے تو رسول کرم ﷺ نے فرمایا، کیا تم نے اس چیز کو پالیا جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا؟ موی نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن حین نے کہ اس پر حضور اکرم ﷺ کے چند صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ؟ آپ ایسے لوگوں کو آواز دے رہے ہیں جو مرپکے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جو کچھ میں نے ان سے کہا ہے اسے خود تم نے بھی ان سے زیادہ بہتر طریقہ پر نہیں سن ہو گا۔ ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری) نے کہا کہ قریش (صحابہ) کے جتنے لوگ بدر میں شریک ہوئے تھے اور جن کا حصہ بھی (اس غیبت میں) لگا تھا، ان کی تعداد اکیسا تھی۔ عروہ بن زبیر بیان کرتے تھے کہ حضرت زبیر بن عثیمین نے کہا، میں نے (ان مهاجرین کے حصے) تقسیم کئے تھے اور ان کی تعداد سو تھی اور زیادہ بہتر علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

٤٠٢٦ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْدِيرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَلْيَحَ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْعَةَ عَنْ أَبِيهِ شِهَابٍ قَالَ : هَذِهِ مُغَازِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَلْقَاهُمْ الْحَدِيثَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدْتُكُمْ رِبْكُمْ حَقًّا؟). قَالَ مُوسَى قَالَ نَافِعٌ : قَالَ عَنْدَ اللَّهِ : قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَنَادَى نَاسًا أَمْوَاتًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَا أَنْتُ بِأَسْمَعَ لِمَا قُلْتَ مِنْهُمْ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَجَمِيعُ مَنْ شَهِدَ بَذَرَا مِنْ قُرْبَتِهِ مِنْ ضَرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ أَحَدٌ وَ ثَمَانُونَ رَجُلًا وَكَانَ عَزْرَةَ بْنَ الرَّبِيعَ يَقُولُ : قَالَ الرَّبِيعُ قَسَمْتُ سُهْمَانَهُمْ فَكَانُوا مِائَةً وَاللهُ أَعْلَمُ. [راجح: ۱۳۷۰]

طریقی اور بزار نے حضرت ابن عباس بن علقمہ سے روایت کی ہے کہ بدر کے دن مهاجرین کا شمار ۷۷ آدمیوں کا تھا۔

(۲۷) ہم سے ابراہیم بن موی لے بیان کیا، کہا تم کو ہشام نے خبر دی، انہیں میرنے، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والدے اور ان سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بد رکے دن مماجرین کے سوچھے لگائے گئے تھے۔

باب ترتیب حروف تہجی، ان اصحاب کرام کے نام جنوں نے جنگ بد ر میں شرکت کی تھی

اور جنیں ابو عبد اللہ (امام بخاری) اپنی اس جامع کتاب میں ذکر کرتے ہیں جس کو انہوں نے مرتب کیا ہے (یعنی یہی صحیح بخاری)

(۱) ابو محمد بن عبد اللہ الماشی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) ایاس بن بکر رضی اللہ عنہ (۳) ابو بکر صدیق القرشی رضی اللہ عنہ کے غلام بلاں بن ریاض رضی اللہ عنہ (۴) حمزہ بن عبد المطلب الماشی رضی اللہ عنہ (۵) قریش کے حلیف حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ (۶) ابو حذیفہ بن عقبہ بن ریاض القرشی رضی اللہ عنہ (۷) حارثہ بن ریاض الانصاری رضی اللہ عنہ، انہوں نے بد ر کی جنگ میں شہادت پائی تھی۔ ان کو حارثہ بن سراقة بھی کہتے ہیں۔ یہ جنگ بد ر کے میدان میں صرف تماثلی کی حیثیت سے آئے تھے (کم عمری کی وجہ سے، لیکن بد ر کے میدان میں ہی ان کو ایک تیر کفار کی طرف سے آگرا کا اور اسی سے انہوں نے شہادت پائی) (۸) خبیب بن عدی الانصاری رضی اللہ عنہ (۹) خیس بن حذافہ الحسکی رضی اللہ عنہ (۱۰) رفاحہ بن رافع الانصاری رضی اللہ عنہ (۱۱) رفاحہ بن عبد المنذر ابو الیابہ الانصاری رضی اللہ عنہ (۱۲) زبیر بن العوام القرشی رضی اللہ عنہ (۱۳) زید بن سلیم ابو طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ (۱۴) ابو زید الانصاری رضی اللہ عنہ (۱۵) سعد بن مالک زہری رضی اللہ عنہ (۱۶) سعد بن خولہ القرشی رضی اللہ عنہ (۱۷) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی رضی اللہ عنہ (۱۸) سلیمان بن حنیف الانصاری رضی اللہ عنہ (۱۹) ظہیر بن رافع الانصاری رضی اللہ عنہ (۲۰) اور ان کے بھائی

۴۰۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى
أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَفْتُوحٍ عَنْ هِشَامٍ بْنِ
عَزْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزَّبِيرِ قَالَ ضَرِبَتْ يَوْمٌ
بَذْرٌ لِلْمُهَاجِرِينَ بِجَانَةِ سَهْمٍ.

۱۳ - باب تسمیۃ من سُمیَّ من أهل بذرٍ.

فِي الْجَامِعِ الَّذِي وَضَعَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَى
حُرُوفِ الْمَعْجمِ السَّبِيلِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الْهَاشِمِيُّ، إِيَّاسُ بْنُ الْبَكَّرِ، بَلَالُ بْنُ رَبَّاحٍ
مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ الْقَرْشِيِّ، حَمْزَةُ بْنُ
عَبْدِ الْمُطَلِّبِ الْهَاشِمِيِّ، حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ
خَلِيفَ الْقَرْشِيِّ، أَبُو حَدِيفَةَ بْنُ عَبْتَةَ بْنِ رَبِيعَةَ
الْقَرْشِيِّ، حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ قُتِلَ يَوْمَ
بَذْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سَرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَارَةِ،
خَيْبَةُ بْنُ عَدَى الْأَنْصَارِيُّ، خَيْبَةُ بْنُ حَذَافَةَ
السَّهْمِيُّ، رَفَاعَةُ بْنُ رَافِعِ الْأَنْصَارِيُّ، رَفَاعَةُ بْنُ
عَبْدِ الْمُنْذِرِ، أَبُو لَيَاهَةَ الْأَنْصَارِيُّ، الزَّبِيرُ بْنُ
الْعَوَامِ الْقَرْشِيِّ، زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ، أَبُو طَلْحَةَ
الْأَنْصَارِيِّ، الْوَزَيْدُ الْأَنْصَارِيُّ، سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ
الْأَنْصَارِيُّ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقَرْشِيِّ، سَعِيدُ بْنُ
زَيْدٍ بْنِ عَمْرُو بْنِ نَفِيلِ الْقَرْشِيِّ، سَهْلٍ بْنُ
خَيْبَةَ الْأَنْصَارِيِّ، ظَهِيرَةُ بْنُ رَافِعِ الْأَنْصَارِيِّ
وَآخِرَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَثْمَانَ أَبُوبَكَرِ الْقَرْشِيِّ،
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودَ الْهَذَلِيِّ، عَبْتَةُ بْنُ مَسْعُودَ

عبداللہ بن مثہن رضی اللہ عنہ (۲۱) ابو مکر صدیق القرشی رضی اللہ عنہ (۲۲) عبداللہ بن مسعود النقی رضی اللہ عنہ (۲۳) لقبہ بن مسعود النقی رضی اللہ عنہ (۲۴) عبد الرحمن بن عوف الزہری رضی اللہ عنہ (۲۵) سبیدہ بن حارث القرشی رضی اللہ عنہ (۲۶) عبادہ بن صامت النصاری رضی اللہ عنہ (۲۷) عمرو بن خطاب العدوی رضی اللہ عنہ (۲۸) عثمان بن عفان القرشی رضی اللہ عنہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی (جو ان کے گھر میں تھیں) کی تیارداری کے لیے مدینہ منورہ ہی میں چھوڑا تھا لیکن بد رکی غیمت میں آپ کا بھی حصہ لگایا تھا۔ (۲۹) علی بن ابی طالب الماشی رضی اللہ عنہ (۳۰) امی عاصم بن لوئی کے حلیف عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ (۳۱) عقبہ بن عمرو النصاری رضی اللہ عنہ (۳۲) عاصم بن ربیع القرشی رضی اللہ عنہ (۳۳) عاصم بن ثابت النصاری رضی اللہ عنہ (۳۴) عویم بن ساعدہ النصاری رضی اللہ عنہ (۳۵) عبان بن مالک النصاری رضی اللہ عنہ (۳۶) قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ (۳۷) قتادہ بن نعمان النصاری رضی اللہ عنہ (۳۸) معاز بن عمرو بن جووح رضی اللہ عنہ (۳۹) معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ (۴۰) اور ان کے بھائی معاز رضی اللہ عنہ (۴۱) مالک بن ربیعہ ابو ایسید النصاری رضی اللہ عنہ (۴۲) مرارہ بن ربیع النصاری رضی اللہ عنہ (۴۳) معن بن عدی النصاری رضی اللہ عنہ (۴۴) سطح بن اخاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہ (۴۵) مقداد بن عمرو الکندي رضی اللہ عنہ۔ بنی زہرا کے حلیف (۴۶) اور هلال بن ابی امیہ النصاری رضی اللہ عنہ

الهذلی، عبد الرحمن بن عوف الزہری، عینیۃ بن الحارث القرشی، عبادۃ بن الصامت الانصاری، عمر بن الخطاب، عثمان بن عفان القرشی، خلقة النبی ﷺ، عائلی انبیاء و پڑربہ لہ پستہمہ، علی بن ابی طالب الہاشمی، عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لؤی، عقبۃ بن عمرو الانصاری، عامر بن ریبعة العنزی، عاصم بن ثابت الانصاری، عویم بن ساعدة الانصاری، عبان بن مالک الانصاری، فدامۃ بن مظعون، قنادة بن التعمان الانصاری، معاذ بن عمرو بن الجموح، معاذ بن عفراء و اخوه، مالک بن ریبعة أبو اسید الانصاری، موارہ بن الریبعة الانصاری، معن بن عدی الانصاری، مستطح بن اثناء بن عباد بن المطلب بن عبد مناف، مقداد بن عمرو الکندي حلیف بنی زہرا، هلال بن امية الانصاری رضی اللہ عنہم۔

لشيخ اس باب کا مطلب یہ ہے کہ اپر کے باب میں یا اس کتاب میں اور کسی مقام پر جن صحابہ کو بد روی کہا گیا ہے ان کے ناموں کی فہرست بہ ترتیب حروف تہجی اس باب میں مذکور ہے کیونکہ ہست نے بد روی صحابیوں کے نام اس فہرست میں نہیں

ہیں نہ یہ غرض ہے کہ اس کتاب میں جن جن بدری صحابہ سے روایت ہے ان کی فہرست اس باب میں بیان کی گئی ہے کیونکہ ابو عبیدہ ابن جراح ہنگلہ ہلالنگلہ بدری ہیں اور اس کتاب میں ان سے روایتیں بھی ہیں۔ مگر ان کا نام فہرست میں شریک نہیں ہے۔ کیونکہ ابو عبیدہ بن ٹھہر کی نسبت اس کتاب میں کہیں یہ صراحت نہیں آتی ہے کہ وہ بھی بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ اب اس فہرست میں آخرست ٹھہر کا نام مبارک قتب سے پہلے بلا رحمات حروف حجی لکھ دیا ہے۔ ہلی نام پر ترتیب حروف حجی مذکور ہیں۔ بعض نسخوں میں آخرست ٹھہر کے نام مبارک کے ساتھ خلافت اربغہ کے نام بھی شروع میں مذکور ہوئے ہیں۔

آخرست ٹھہر سمیت ہمال شب ۳۶۲ آدمیوں کے نام لکھے ہیں۔ حافظ ابوالحق نے تریش میں سے ۹۴ اور خزرخ قبیلے کے ۹۵ اور اوس قبیلے کے ۳۷۳ آدمیوں کے نام لکھے ہیں۔ حضرت امام بخاری نے ترتیب حروف نجم سے آخرست ٹھہر اور خلفاء راشدین کے امامے گرامی ان کے شرف مراتب کے لماط سے لکھ دیئے ہیں بعد میں حروف جواہ کی ترتیب شروع فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ عہداہی الآخرہ۔ مبارک ہیں وہ ایمان والے جو اس پاکیزہ کتاب کا مصد فوق و شوق مطالعہ فرمائتے ہیں۔ حضرت قبہ بن مسعود ہنلی کا نام بدریوں میں نہیں ہے اور بخاری شریف کے اکثر درسرے نسخوں میں بھی نہیں ہے لیکن قسطانی میں ہے جو شاید سو کتاب ہے۔

باب بنو نصیر کے یہودیوں کے واقعہ کا بیان

۱۴ - باب حدیثُ بنی النضیر

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داد مسلمانوں کی دینت کے سلسلے میں ان کے پاس جانا اور آخرست صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا دعایازی کرنا۔ زہری نے عروہ سے بیان کیا کہ غزوہ بنو نصیر، غزوہ بدر کے چھ میئنے بعد اور غزوہ احد سے پہلے ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اللہ ہی وہ ہے جس نے نکلا ان لوگوں کو جو کافر ہوئے اہل کتاب سے ان کے گھروں سے اور یہ (جزیرہ عرب سے) ان کی پہلی جلاوطنی ہے“ ابن احراق کی تحقیق میں یہ غزوہ غزوہ بحر معونة اور غزوہ احد کے بعد ہوا تھا۔

وَمَخْرَجُ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَيْهِمْ فِي دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ وَمَا أَرَادُوا مِنَ الْفَدْرِ بِرَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامِ فَقَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَزْرَةَ كَانَتْ عَلَى رَأْسِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ مِنْ وَقْتِهِ بَدْرُ قَبْلَ أَخْدَبَ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوْلَ الْحَشْرِهِ وَجَعَلَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ بَعْدَ بَنْرِ مَعْوَنَةَ وَأَخْدِيَ.

لئے جائیں قبیلہ بنو نصیر ان کافروں میں سے تھے جن کا آخرست ٹھہر سے عمد بیان تھا کہ نہ خود آپ سے لڑیں گے نہ آپ کے دشمنوں کو مدد دیں گے۔ ایسا ہوا کہ عامر بن طفیل نے جب قاریوں کو پیر مونہ کے قریب فریب و دعا سے مار ڈالا تھا تو عمرو بن امیہ ضمیری کو جو مسلمان تھے اپنی ماں کی منت میں آزاد کر دیا۔ راستے میں ان کو بونعامر کے دو شخص ملے انہوں نے سوتے میں ان کو مار ڈالا اور سمجھے میں نے بونعامر سے جن میں کا ایک عامر بن طفیل تھا بدلہ لیا تھا۔ آخرست ٹھہر کو مدینہ میں اگر خبر کی۔ ان کو یہ خبر نہ تھی کہ آخرست ٹھہر اور ان کے مردوں سے عمد بیان ہے۔ آپ نے عمرو سے فرمایا میں ان دو شخصوں کی دینت دوں گا۔ بنو نصیر بھی بونعامر کے ساتھ عمد رکھتے تھے۔ آپ بن نصیر کے پاس اس دینت میں مدد لینے کو شریف لے گئے۔ ان بد معاشوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بھلایا اور ظاہر میں امداد کا وعدہ کیا لیکن درپرده یہ صلاح کی کہ آپ دیوار کے تنے میشے تھے دیوار پر سے ایک پتھر آپ پر پھینک کر آپ کو شہید کر دیں۔ اللہ نے جبریلؐ کے ذریعے آپ کو آکاہ کر دیا۔ آپ وہاں سے ایک دم اٹھ کر مدینہ روانہ ہو گئے اور دیگر صحابی بھی۔ موقع آئے پر آپ نے ان بد معاشوں پر چھ حائل کرنے کا حکم دے دیا۔ اسی واقعہ کی کچھ تفصیلات یہاں مذکور ہیں۔ یہود کا پہلا اخراج عرب سے شام کے ملک میں ہوا، پھر عمد فاروقی میں دوسرا اخراج خبر سے شام کے ملک کو ہوا۔ بعضوں نے کما

دوسرے اخراج سے قیامت کا حشر مراد ہے۔ یہ آئت نبی نصیر کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۳۰۲۸) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جردن نے خبر دی، اُنس بن عقبہ نے، اُنس بن نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بن نصیر اور بن قریظہ نے نبی کریم ﷺ سے (محابیہ توڑ کر) لڑائی مول لی۔ اس لیے آپ نے قبیلہ بن نصیر کو جلاوطن کر دیا لیکن قبیلہ بن قریظہ کو جلاوطن نہیں کیا اور اس طرح ان پر احسان فرمایا۔ پھر بن قریظہ نے بھی جنگ مول لی۔ اس لیے آپ نے ان کے مروون کو قتل کروادیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ صرف بعض نبی قریظہ اس سے الگ قرار دیئے گئے تھے کیونکہ وہ حضور ﷺ کی پناہ میں آگئے تھے۔ اس لیے آپ نے اُنس بنہ دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔ بن قینقاع کو بھی جو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا، یہودی نبی حارثہ کو اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو۔

لشیخ یہود ایک غدار ہے وفا قوم کا نام ہے جس نے خود اپنے ہی نبیوں اور رسولوں کے ساتھ پیشتر موقعاً پر بے وفائی کی ہے۔ آج کے یہودی جو اسرائیلی حکومت قائم کر کے ارض فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کے پیشے ہیں اپنی فطری غداری و بے وفائی کی زندہ مثال ہیں۔ اسی مصلحت کے تحت اللہ تعالیٰ نے ارض حجاز کو اس غدار قوم سے خال کر دیا۔

(۳۰۲۹) مجھ سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے تیجی بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، اُنس بن ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا، ”سورہ حشر“ تو انہوں نے کہا کہ اسے ”سورہ نصیر“ کو (کیونکہ یہ سورت بن نصیر ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے) اس روایت کی متابعت ہشم نے ابو بشر سے کی ہے۔

(۳۰۳۰) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، ان سے معرنے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سما، انہوں نے بیان کیا کہ النصاری صحابہ نبی کریم ﷺ کے لیے کچھ سمجھو کر درخت مخصوص رکھتے تھے (تاکہ اس کا پھل آپ کی

۴۰۲۸ - حدثنا إسحاق بن نصر حدثنا عبد الرزاق أخبرنا ابن جرير عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: حاربت النصیر وفريطة فأجلت بنى النصیر وأقر فريطة ومن عذبهم حتى حاربت فريطة لقتل رجالهم ولسم نساءهم وأولادهم وأموالهم بين المسلمين إلا بعضهم لجواهيلبي فامتهم وأسلموا وأجلت يهود المدينة كلهم بني قينقاع وهم رهط عبد الله بن سلام وبهود بني حارثة وكل يهود المدينة.

لشیخ کے یہودی جو اسرائیلی حکومت قائم کر کے ارض فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کے پیشے ہیں اپنی فطری غداری و بے وفائی کی زندہ مثال ہیں۔ اسی مصلحت کے تحت اللہ تعالیٰ نے ارض حجاز کو اس غدار قوم سے خال کر دیا۔

۴۰۲۹ - حدثني الحسن بن مذريل حدثنا يحيى بن حماد أخبرنا أبو عوانة عن أبي بشر عن سعيد بن جبير قال: قلت لابن عباس سورة الحشر قال: سورة النصير تابعة هشيم عن أبي بشر.

[أطراfe في : ۴۶۴۵ ، ۴۸۸۲ ، ۴۸۸۳].

۴۰۳۰ - حدثنا عبد الله بن أبي الأسود معمير عن أبيه سمعت أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كان الرجل يجعل للنبي ﷺ التخلات حتى

خدمت میں بیچ دیا جائے) لیکن جب اللہ تعالیٰ نے بنو قریش کو بنو نصری
پر فتح عطا فرمائی تو حضور ﷺ ان کے پھل واپس فرمادیا کرتے تھے۔

(۳۰۳۱) ہم سے آدم نے بیان کیا؟ کما ہم سے یہ سے لیٹے بیان کیا؟ ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی نصری کی سمجھو دوں کے باغات جلوادیے تھے اور ان کے درختوں کو کٹوا دیا تھا۔ یہ باغات مقام بوریہ میں تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”جود رحمت تم نے کاٹ دیے ہیں یا جنین تم نے چھوڑ دیا ہے کہ وہ اپنی جڑوں پر کھڑے رہے تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے۔“
(۳۰۳۲) ہم سے اسحق نے بیان کیا؟ کما ہم کو جان نے خردی، انسیں جو بیریہ بن اسماء نے، انسیں نافع نے، انسیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نصری کے باغات جلوادیے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی کے متعلق یہ

شعر کہا تھا

(ترجمہ) ”بنو لوی (قریش) کے سرداروں نے بڑی آسانی کے ساتھ برداشت کر لیا۔ مقام بوریہ میں اس آگ کو جو پھیل رہی تھی۔“ بیان کیا کہ پھر اس کا جواب ابوسفیان بن حارث نے ان اشعار میں دیا۔ ”خدا کرے کہ مدینہ میں یہیشہ یوں ہی آگ لگتی رہے اور اس کے اطراف میں یوں ہی شعلے اٹھتے رہیں۔ تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون اس مقام بوریہ سے دور ہے اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کی زمین کو نقصان پہنچتا ہے۔“

الْقَسْطُ فِي الْبَيْنَةِ وَالْمُضِيرُ فِي كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَرْدُ عَلَيْهِمْ۔

٤٠٣١ - حدثنا آدم حدثنا الليث عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : حقوق رسول الله ﷺ نخل بنى النمير وقطع وهي البوريرة فنزل - هما قطعatum من لينة او تركتموها قابضة على أصولها فياذن الله . [راجح: ۲۳۲۶]

٤٠٣٢ - حدثني إسحاق أخْبَرَنَا حَبَّانَ أَخْبَرَنَا جُوبِرِيَّةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ بَنْ جُوبِرِيَّةِ بْنِ سَقِيَانَ بْنِ الْحَارِثِ : حَرَقَ نَخْلَ بْنِي النَّمِيرَ قَالَ : وَلَهَا يَقُولُ حَسَانَ بْنَ ثَابِتَ :

وَهَانَ عَلَى سِرَاجِ بَنِي لُؤْيٍ
حَرِيقَ بِالْبُورِيرَةِ مَسْتَطِيرُ
قَالَ فَاجَاهَهُ أَبُو سَقِيَانَ بْنَ الْحَارِثِ :
أَدَمَ اللَّهُ ذَلِكَ مِنْ صَبَّعِ
وَحَرْقَ فِي نَوَاحِيهَا السَّعِيرِ
سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزَوةِ
وَتَعْلَمُ أَيُّ أَرْضِنَا تَضَيِّرُ

[راجح: ۲۳۲۶]

لَبِيجِي بوریہ نبی نصری کے باغ کو کہتے تھے جو مدینہ کے قریب واقع تھا۔ بنی لوی قریش کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ ان میں اور نبی نصری میں کچھ مدد و بیان تھا۔ حضرت حسان بن ثابت کا مطلب قریش کی یہ جو کہتا ہے کہ ان کے دوستوں کے باغ جلتے رہے اور وہ قریش ان کی رہبے۔ ابوسفیان کی بدوعا مردوں ہو گئی اور الحمد للہ مدینہ منورہ آج بھی جنت کی نفاذ کرتا ہے۔ مولانا حیدر الزماں نے ان اشعار کا اردو ترجمہ یوں منظوم کیا ہے۔ حضرت حسان کے شعر کا ترجمہ -

بنی لوی کے شریفوں پر ہو گیا آسیں
گل ہو آگ بوریہ میں سب طرف برال

ابو سفیان بن حارث کے اشعار کا ترجمہ:

خدا کرے کہ بیشہ رہے دہل یہ حال
مہینہ کے چاروں طرف رہے آتش سوزان
یہ جان لو گے تم اب عنقریب کون ہم میں
رہے گا پچا کس کا ملک اٹھائے گا نقصان

یہ ابوسفیان نے مسلمانوں کو اور ان کے شرمندی کو بد دعا دی تھی جو مردوں ہو گئی۔

(۳۰۳۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا تم کو شعیب نے خبر دی،

ان سے ذہری نے بیان کیا، انہیں مالک بن اوس بن حدثان نصری نے خبر دی کہ عمر بن خطاب (علیہ السلام) نے انہیں بلایا تھا۔ (وہ ابھی امیر المؤمنین) کی خدمت میں موجود تھے کہ امیر المؤمنین کے چوکیدار یرقاء آئے اور عرض کیا کہ عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی و قاص (رضی اللہ عنہم) اندر آنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کی طرف سے انہیں اجازت ہے؟ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ ہاں، انہیں اندر بلالو۔ تھوڑی دیر بعد یرقاء پھر آئے اور عرض کیا حضرت عباس اور علی (رضی اللہ عنہم) بھی اجازت چاہتے ہیں کیا انہیں اندر آنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، جب یہ بھی دونوں بزرگ اندر تشریف لے آئے تو عباس (رضی اللہ عنہم) نے کہا، امیر المؤمنین! میرا اور ان (علیہ السلام) کا فیصلہ کر دیجئے۔ وہ دونوں اس جائیداد کے بارے میں جھگڑ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو مال بن نضیر سے فتنے کے طور پر دی تھی۔ اس موقع پر علی اور عباس (رضی اللہ عنہم) نے ایک دوسرے کو سخت ست کما اور ایک دوسرے پر تقيید کی تو حاضرین بولے، امیر المؤمنین! آپ ان دونوں بزرگوں کا فیصلہ کر دیں تاکہ دونوں میں کوئی جھگڑا نہ رہے۔ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہم) نے کہا، جلدی نہ کیجئے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور اس سے حضور ﷺ کی مراد خود اپنی ذات

۴۰۳۴ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ بْنُ الْحَدَّاثَ النَّضْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجَةً يَرْفَأُ فَقَالَ لَهُ : هَلْ لَكَ فِي عَصْمَانَ وَعَنْدِ الرُّخْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ يَسْنَادِنُونَ؟ فَقَالَ : نَعَمْ . فَأَذْخَلَهُمْ فَلَبِثَ قَلِيلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ : هَلْ لَكَ فِي عَبَاسِ وَعَلَى يَسْنَادِنَانِ؟ قَالَ : نَعَمْ . فَلَمَّا دَخَلَهُ قَالَ : عَبَاسٌ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضِلُ بَنِي وَبَنِي هَذَا وَهُمَا يَخْتَصِّمَانِ فِي الَّذِي أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَالِ بَنِي النَّضِيرِ فَاسْتَبَّ عَلَيْهِ وَعَبَاسٌ فَقَالَ الرُّهْطَطُ : يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضِلُ بَنِيهِمَا وَأَرِخْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخِرِ فَقَالَ عُمَرُ : أَتَدُوا أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنَهُ تَقْوَمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةً)) يُرِيدُ بِذَلِكَ نَفْسَهُ فَلَوْلَا : قَدْ قَالَ ذَلِكَ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ

سے تھی؟ حاضرین بولے کہ جی ہاں، حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر بن عباس اور علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا، میں آپ دونوں سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں بزرگوں نے بھی جواب ہاں میں دیا۔ اس کے بعد عمر بن عباس نے کہا، پھر میں آپ لوگوں سے اس معاملے پر گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مال فتنے میں سے (بوبونفسیر سے ملا تھا) آپ کو خاص طور پر عطا فرمادیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ”بوبونفسیر کے مالوں سے جو اللہ نے اپنے رسول کو دیا ہے تو تم نے اس کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ (یعنی جنگ نہیں کی) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”قدیر“ تک۔ تو یہ مال خاص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا لیکن خدا کی قسم کہ حضور ﷺ نے تمہیں نظر انداز کر کے اپنے لیے اسے مخصوص نہیں فرمایا تھا نہ تم پر اپنی ذات کو ترجیح دی تھی۔ پہلے اس مال میں سے تمہیں دیا اور تم میں اس کی تقسیم کی اور آخر اس فتنے میں سے یہ جائیداد فتح گئی۔ بس آپ اپنی ازواج مطہرات کا سالانہ خرچ بھی اسی میں سے نکالتے تھے اور جو کچھ اس میں سے باقی بچتا ہے آپ اللہ تعالیٰ کے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں یہ جائیداد اپنی مصارف میں خرچ کی۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو ابو بکر بن عباس نے کہا کہ مجھے آنحضرت ﷺ کا خلیفہ بنا دیا گیا ہے۔ اس لیے انہوں نے اسے اپنے بغضہ میں لے لیا اور اسے انہیں مصارف میں خرچ کرتے رہے جس میں آنحضرت ﷺ خرچ کیا کرتے تھے اور آپ لوگ یہیں موجود تھے۔ اس کے بعد عمر بن عباس نے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ابو بکر بن عباس نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا جیسا کہ آپ لوگوں کو بھی اس کا اقرار ہے اور اللہ کی قسم کہ وہ اپنے اس طرز عمل میں سچے، مخلص، صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر بن عباس کو بھی اخhalb کیا، اس لیے

وعباس فقلَ : أَنْشَدْتُكُمَا بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ ؟ قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَإِنِّي أَحَدُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللهَ سَبَحَانَهُ كَانَ خَصًّا رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُفْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَقَالَ جَلَّ ذَكْرُهُ : (وَمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ) إِلَى قَوْلِهِ (قَدِيرٌ) فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللهِ مَا اخْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرُهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ اغْطَاكُمُوهَا وَقَسَمُهَا فِيْكُمْ حَتَّى يَقُولَيْ هَذَا الْمَالُ مِنْهُ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفَقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَتِّهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا يَقْيَ بِهِ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ فَعَمِلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ ثُمَّ تُؤْفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنَّا وَلِيُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَضَهُ أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهِ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَنْتُمْ جَيْبِيْ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَقَالَ : تَذَكَّرُانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ عَمِلَ فِيهِ كَمَا تَقُولَانِ وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهِ لَصَادِقٌ بَارِ رَاشِدٌ تَابَعَ لِلْحَقِّ، ثُمَّ تَوْفَى اللهُ عَزَّ

میں نے کہا کہ مجھے رسول کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غلیقہ بنایا گیا ہے۔ چنانچہ میں اس جائیداد پر اپنی خلافت کے دو سالوں سے قابض ہوں اور اسے انہیں مصارف میں صرف کرتا ہوں جس میں آخرت شیخیم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بھی اپنے طرز عمل میں سچا، مخلص، صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے ہیں۔ آپ دونوں ایک ہی ہیں اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ پھر آپ میرے پاس آئے۔ آپ کی مراد عباس رضی اللہ عنہ سے تھی۔ تو میں نے آپ دونوں کے سامنے یہ بات صاف کہ دی تھی کہ رسول کریم ﷺ فرمائے فرمائے تھے کہ ”ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔“ پھر جب وہ جائیداد بطور انتظام میں آپ دونوں کو دوں تو میں نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں یہ جائیداد آپ کو دے سکتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کئے ہوئے عمد کی تمام ذمہ داریوں کو آپ پورا کریں۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آخرت شیخیم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور خود میں نے جب سے میں خلیفہ بنا ہوں، اس جائیداد کے معاملہ میں کس طرز عمل کو اختیار کیا ہوا ہے۔ اگر یہ شرط آپ کو منظور نہ ہو تو پھر مجھ سے اس کے بارے میں آپ لوگ بات نہ کریں۔ آپ لوگوں نے اس پر کہا کہ نہیک ہے۔ آپ اسی شرط پر وہ جائیداد ہمارے حوالے کر دیں۔ چنانچہ میں نے اسے آپ لوگوں کے حوالے کر دیا۔ کیا آپ حضرات اس کے سوا کوئی اور فیصلہ اس سلسلے میں مجھ سے کروانا چاہتے ہیں؟ اس اللہ کی قسم! جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، قیامت تک میں اس کے سوا کوئی اور فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ لوگ (شرط کے مطابق) اس کے انتظام سے عاجز ہیں تو وہ جائیداد مجھے واپس کر دیں۔ میں خود اس کا انتظام کروں گا۔

(۳۰۳۳) زہری نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عروہ بن زہری سے کیا تو انہوں نے کہا کہ مالک بن اوس نے یہ روایت تم

وَجْلَ أَبَا بَكْرٍ، فَقَلَّتْ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضَتْهُ سَتِّينُ مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلَ فِيهِ بِمَا عَمِلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَرَّ بَكْرٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي فِيهِ صَادِقٌ، بَارِزٌ، رَاشِدٌ، تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ جِئْتُمْنَاهُ كَلَّا كَمَا وَكَلَّمُكُمَا وَاحِدَةً وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ فَجَهَّتِي يَعْنِي عَبَاسًا فَقَلَّتْ لَكُمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةً)) فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَذْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قَلَّتْ إِنْ شَيْئَمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلَى أَنْ عَلَيْكُمَا عَهْدُ اللَّهِ وَمِيَافِقَ لَتَعْمَلَانَ فِيهِ بِمَا عَمِلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعَمِلْتُ فِيهِ مُذْلِلًا وَإِلَّا فَلَا تَكْلِمَنِي فَقَلَّتْمَا أَذْفَعَهُ إِلَيْنَا بِذَلِكَ فَدَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا أَفْتَلَمِسَانَ مِنِي قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ؟ فَوَاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنُهُ تَقْوُمُ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ لَا أَقْضِي فِيهِ بِقَضَاءِ غَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقْوُمَ السَّاعَةُ فَبَانَ عَجَزَتِمَا عَنْهُ فَادْفَعْتُهُ إِلَيْيَ فَأَنَا أَكْفِيْكُمَا.

[راجح: ۲۹۰۴]

۴۰۳۴ - قَالَ فَحَدَّثَنَا هَذَا الْحَدِيثُ عَزْرَوَةُ بْنُ الرُّبَيْبَرِ فَقَالَ صَدَقَ مَالِكُ بْنُ

سے صحیح بیان کی ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی پاپ یوہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور ﷺ کی ازواج نے عثمان بن عثیمین کو ابو بکر صدیق بن عثیمین کے پاس بھجا اور ان سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ نے جو فتنے اپنے رسول اللہ ﷺ کو دی تھی اس میں سے ان کے حصے دیے جائیں۔ لیکن میں نے انہیں روکا اور ان سے کاماتم خدا سے نہیں ڈرتی کیا حضور ﷺ نے خود نہیں فرمایا تھا کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا؟ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا اشارہ اس ارشاد میں خود اپنی ذات کی طرف تھا۔ البتہ آل محمد (ﷺ) کو اس جائزیاد میں سے تازندگی (ان کی ضروریات کے لیے) ملتا رہے گا۔ جب میں نے ازواج مطررات کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے بھی اپنا خیال بدل دیا۔ عروہ نے کہا کہ یہی وہ صدقہ ہے جس کا انتظام پسلے علی بن عثیمین کے ہاتھ میں تھا۔ علی بن عثیمین نے عباس بن عثیمین کو اس کے انتظام میں شریک نہیں کیا تھا بلکہ خود اس کا انتظام کرتے تھے (اور جس طرح آخر حضور ﷺ ابو بکر بن عثیمین اور عمر بن عثیمین نے اسے خرچ کیا تھا، اسی طرح انہیں مصارف میں وہ بھی خرچ کرتے تھے) اس کے بعد وہ صدقہ حسن بن علی بن عثیمین کے انتظام میں آگیا تھا۔ پھر حسین بن علی بن عثیمین کے انتظام میں رہا۔ پھر جناب علی بن حسین اور حسن بن حسن کے انتظام میں آگیا تھا اور یہ حق ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا صدقہ تھا۔

﴿تَسْبِيحٌ﴾ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر بن عثیمین پھر حضرت عمر بن عثیمین نے وراثت نبوی کے بارے میں فرمان نبوی پر پورے طور پر عمل کیا کہ اسے تقسیم نہیں ہونے دیا۔ جن مصارف میں آخر حضور ﷺ نے اسے صرف فرمایا یہ حضرات بھی ان ہی مصارف میں اسے صرف فرماتے رہے۔ حضرت علی بن عثیمین کو بھی اس بارے میں اختلاف تھا۔ اگر کچھ اختلاف بھی تھا تو صرف اس بارے میں کہ اس صدقہ کی گمراہی کون کرے؟ اس کا متولی کون ہو؟ اس بارے میں حضرت عمر بن عثیمین نے تفصیل سے ان حضرات کو معاملہ سمجھا کہ اس ترکہ کو ان کے حوالے کر دیا۔ رضی اللہ عنہم و رضوان علیہ.

(۳۰۳۵) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معرنے خردی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس بن عثیمین حضرت ابو بکر صدیق بن عثیمین کے پاس آئے اور آخر حضور ﷺ کی زمین جو

۴۰۳۵ - حدثنا ابن ابراهيم بن موسى أخبرنا معمراً عن الزهري عن غرزة عن عائشة رضي الله عنها أن فاطمة عليها السلام والعباس أتيا أبو بكر يلتمسان

میراَنَهُمَا أَرْضَنَهُ مِنْ لَدُنْكَ وَسَهْمَةٌ مِنْ
خَيْرٍ۔ [راجع: ۳۰۹۲]

ذکر میں تھی اور جو خیر میں آپ کو حصہ ملا تھا، اس میں سے اپنے
ورش کا مطالبه کیا۔

(۳۰۳۶) اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے خود آنحضرت
لئے ہے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہمارا ترکہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ جو
کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ البتہ آل محمد (لئے ہے) کو اس جائیداد
میں سے خرچ ضرور ملتا رہے گا۔ اور خدا کی قسم! رسول کرم (لئے ہے) کے
قربات داروں کے ساتھ عمدہ معاملہ کرنا مجھے خود اپنے قربات داروں
کے ساتھ حسن معاملت سے زیادہ عزیز ہے۔

[راجع: ۳۰۹۳]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک طرف فرمان رسول اللہ (لئے ہے) کا احترام باقی رکھا تو دوسری طرف حضرات اہل بیت کے بارے میں
صاف فرمادیا کہ ان کا احترام، ان کی خدمت، ان کے ساتھ حسن برداشت مجھ کو خود اپنے عزیزوں کے ساتھ حسن برداشت سے زیادہ عزیز ہے۔
اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت قاطمہ (بیٹا خواہی دل جوئی کرنا) ان کا اہم ترین مقصد تھا اور تھا یہ آپ نے اس کو عملی جامہ پہنالیا اور
اس حال میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو قیامت کے دن فردوس بریں میں جمع کرے گا اور سب ﴿وَتَرْغَبَنَا مَافِنِ
ضَدْرُهِمْ وَنَنْ غَلِبَ﴾ (الاعراف: ۳۳) کے مصادق ہوں گے۔

۱۵ - باب قتلِ کعب بن الأشرف

اس پر تفصیل نوٹ مقدمۃ البخاری پارہ ۲۷ میں گزر چکا ہے۔ مختصر یہ کہ سرمایہ دار یہودی تھا۔ آنحضرت (لئے ہے) اور مسلمانوں کی
بھجو کیا کرتا اور قریش کے کفار کو مسلمانوں کے خلاف ایجاد کرتا۔ اس کی شرارتوں کا خاتمہ کرنے کے لیے مجبوراً ماہ ربیع الاول سنہ ۳ھ میں
یہ قدم اٹھایا گیا ﴿فَقَطَعَ دَابِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْعَنْدَلَلَهُ رَبِّ الْعَلَمِينَ﴾ (الانعام: ۳۵)

(۳۰۳۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا، کہا ہم سے سفیان بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے
حضرت جابر بن عبد اللہ النصاری (بیٹا خواہی سے نہ) وہ بیان کرتے تھے کہ
رسول کرم (لئے ہے) نے فرمایا، کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟
وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت ستارہ رہا ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ
النصاری (بیٹا خواہی کھڑے ہوئے اور عرض کیا) یا رسول اللہ! کیا آپ اجازت
دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ نے فرمایا، ہاں مجھ کو یہ پسند
ہے۔ انہوں نے عرض کیا، پھر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں
اس سے کچھ باتیں کوں۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اب محمد
بن مسلمہ (بیٹا خواہی کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے کہا، یہ
معنی (اشارة حضور اکرم (لئے ہے) کی طرف تھا) ہم سے صدقہ مانگتا رہتا

۴۰۳۶ - فَقَالَ أَبُو هُنَّا: سَمِعْتُ
النَّبِيَّ يَقُولُ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكَتَا
صَدَقَةً)) إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ لِيَ هَذَا
الْمَالِ وَاللَّهُ لِقَرَاهَةِ رَسُولِ اللَّهِ أَحَبُّ
إِلَيْيَ أَنْ أَصِيلَ مِنْ قُرَائِبِي.

[راجع: ۳۰۹۳]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک طرف فرمان رسول اللہ (لئے ہے) کا احترام باقی رکھا تو دوسری طرف حضرات اہل بیت کے بارے میں
صاف فرمادیا کہ ان کا احترام، ان کی خدمت، ان کے ساتھ حسن برداشت مجھ کو خود اپنے عزیزوں کے ساتھ حسن برداشت سے زیادہ عزیز ہے۔
اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت قاطمہ (بیٹا خواہی دل جوئی کرنا) ان کا اہم ترین مقصد تھا اور تھا یہ آپ نے اس کو عملی جامہ پہنالیا اور
اس حال میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو قیامت کے دن فردوس بریں میں جمع کرے گا اور سب ﴿وَتَرْغَبَنَا مَافِنِ
ضَدْرُهِمْ وَنَنْ غَلِبَ﴾ (الاعراف: ۳۳) کے مصادق ہوں گے۔

۴۰۳۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ عَمْرُو : سَمِعْتَ جَابِرَ
بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
((مَنْ لَكَبَّرَ بْنَ الْأَشْرَفِ؟ فَإِنَّهُ قَذَ آذِي
اللَّهِ وَرَسُولِهِ)) فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ
فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟
فَقَالَ : ((نَعَمْ)) قَالَ: فَأَنْذَنَ لِي أَنْ أَقُولَ
شَيْئًا قَالَ : قُلْ فَقَاتَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ
فَقَالَ : إِنَّهُ هَذَا الرِّجُلُ قَذَ سَأَلَنَا صَدَقَةً
وَإِنَّهُ قَذَ عَنَّا. وَإِنَّمَا قَذَ أَنْذِكَ

ہے اور اس نے ہمیں تھکا مارا ہے۔ اس لیے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں۔ اس پر کعب نے کہا، ”بھی آگے دیکھنا خدا کی قسم! بالکل اتنا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ بن شیخ نے کہا، ”چونکہ ہم نے بھی اب ان کی اتباع کر لی ہے۔ اس لیے جب تک یہ نہ کھل جائے کہ ان کا انعام کیا ہوتا ہے، انسیں چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔ میں تم سے ایک وسق یا (راوی نے بیان کیا کہ) دوسروں غلہ قرض لینے آیا ہوں۔ اور ہم سے عمرو بن ریبار نے یہ حدیث کئی دفعہ بیان کی لیکن ایک وسق یا دوسروں غلہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ حدیث میں ایک وسق یا دوسروں کا بھی ذکر ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا بھی خیال ہے کہ حدیث میں ایک یا دوسروں کا ذکر آیا ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا، ”ہاں میرے پاس کچھ گروی رکھ دو انہوں نے پوچھا، ”گروی میں تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا، ”اپنی عورتوں کو رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم عرب کے بہت خوبصورت مرد ہو۔ ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ اس نے کہا، ”پھر اپنے بچوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا، ”ہم بچوں کو کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں پرانے رہن رکھ دیا اسی پر گالیاں دی جائیں گی کہ ایک یا دوسروں غلے پر اسے رہن رکھ دیا گیا تھا یہ تو بڑی بے غیرتی ہو گی۔ البته ہم تمہارے پاس اپنے ”لامہ“ گروی رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے کہا کہ مراد اس سے ہتھیار تھے۔ محمد بن مسلمہ بن شیخ نے اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور رات کے وقت اس کے یہاں آئے۔ ان کے ساتھ ابو نائلہ بھی موجود تھے وہ کعب بن اشرف کے رضائی بھائی تھے۔ پھر اس کے قلعہ کے پاس جا کر انہوں نے آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اس وقت (اتنی رات گئے) کہاں باہر جا رہے ہو؟ اس نے کہا، ”وہ تو محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہے۔“ عمرو کے سوا (دوسرے راوی) نے بیان کیا کہ اس کی بیوی نے اس سے کہا تھا کہ مجھے تو یہ آواز ایسی لگتی ہے جیسے اس سے خون نپک رہا ہو۔ کعب نے جواب دیا کہ میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور میرے رضائی بھائی ابو نائلہ ہیں۔ شریف کو اگر رات میں

انستسلفُکَ قَالَ: وَأَيْضًا وَاللهِ لَعْلَهُ
قَالَ: إِنَّا قَدْ أَتَبْغَاهُ فَلَا تُجِبُّ أَنْ نَدْعُهُ
حَتَّى نَظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَانَهُ
وَلَذَّ أَرْذَلَا إِنْ تُسْلِفَنَا وَسَقَا أَوْ وَسَقِينَ،
وَحَدَّدَنَا عَمْرُو غَيْرَ مَرْءَةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسَقَا
أَوْ وَسَقِينَ فَقَلَّتْ لَهُ فِيهِ وَسَقَا أَوْ
وَسَقِينَ فَقَالَ: أَرَى فِيهِ وَسَقَا أَوْ
وَسَقِينَ فَقَالَ: نَعَمْ إِرْهُنُونِي قَالُوا: أَيِّ
شَيْءٍ تَوَبِّدُ قَالَ: إِرْهُنُونِي نِسَاءَ كُمْ؟
قَالُوا: كَيْفَ تَرْهُنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ
أَجْمَلُ الْعَرَبِ؟ قَالَ: فَأَرْهُنُونِي أَبْنَاءَ كُمْ؟
قَالُوا: كَيْفَ تَرْهُنُكَ أَبْنَاءَنَا فَيُسَبِّ
أَحَدُهُمْ؟ فَيَقَالُ: أَرْهِنَ بُو سَقِيَ أَوْ وَسَقِينَ
هَذَا عَازٌ عَلَيْنَا وَلَكِنَّا تَرْهُنُكَ الْأَمَّةَ قَالَ
سَفِيَانٌ يَعْنِي السَّلَاحَ فَوَاعِدَةً أَنْ يَأْتِيهِ
فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ وَهُوَ أَخُو
كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ إِلَى
الْحِصْنِ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ
إِنِّي تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةِ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ
مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ وَقَالَ
غَيْرُ عَمْرُو: قَالَتْ أَسْمَعْ صَوْنَتَا كَانَهُ
يَقْطُرُ مِنْ الدُّمُّ قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي
مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ إِنَّ
الْكَرِيمَ لَوْ دَعَنِي إِلَى طَغْنَةِ بَلْيَلِ لِأَجَابَ
قَالَ: وَيَدْخُلُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ مَعَهُ
رَجُلَيْنِ قَبْلَ إِسْفِيَانَ: سَمَاهُمْ عَمْرُو
قَالَ: سَمَى بَغْضَهُمْ قَالَ عَمْرُو: جَاءَ

بھی نیزہ بازی کے لیے بلاجای جائے تو وہ نکل پڑتا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب محمد بن مسلمہ اندر گئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ کیا عمرو بن دینار نے ان کے نام بھی لیے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ بعض کا نام لیا تھا۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ آئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے اور عمرو بن دینار کے سوا (راوی نے) ابو عبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر نام بتائے تھے۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ اپنے ساتھ دو آدمیوں کو لائے تھے اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ جب کعب آئے تو میں اس کے (سر کے) بال ہاتھ میں لے لوں گا اور اسے سو گھنٹے لگوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے کہ میں نے اس کا سر پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لیا ہے تو پھر تم تیار ہو جانا اور اسے قتل کر دانا۔ عمرو نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ پھر میں اس کا سر سو گھوں گا۔ آخر کعب چادر لپیٹھے ہوئے باہر آیا۔ اس کے جسم سے خوشبو پھوٹ پڑتی تھی۔ محمد بن مسلمہ بن شٹو نے کہا، آج سے زیادہ عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سو گھنٹی تھی۔ عمرو کے سوا (دوسرے راوی) نے بیان کیا کہ کعب اس پر بولا، میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بی رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی اس کی کوئی نظری نہیں۔ عمرو نے بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ بن شٹو نے اس سے کہا، کیا تمہارے سر کو سو گھنٹے کی مجھے اجازت ہے؟ اس نے کہا، سو گھنٹے سکتے ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ بن شٹو نے اس کا سر سو گھا اور ان کے بعد ان کے ساتھیوں نے بھی سو گھا۔ پھر انہوں نے کہا، کیا دوبارہ سو گھنٹے کی اجازت ہے؟ اس نے اس مرتبہ بھی اجازت دے دی۔ پھر جب محمد بن مسلمہ بن شٹو نے اسے پوری طرح اپنے قابو میں کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ۔ پتنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔

لشیخ | کعب بن اشرف کا کام تمام کرنے والے گروہ کے سردار حضرت محمد بن مسلمہ بن شٹو تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے وعدہ توکر لیا مگر کئی دن تک متقرر رہے۔ پھر ابو نائلہ کے پاس آئے جو کعب کا رضائی بھائی تھا اور عباد بن بشر اور حارث بن

مَعْهُ بِرَجْلَيْنِ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرُو وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ جَبْرِ وَالْحَارِثِ بْنُ أُونِسٍ وَعَبَادَ بْنَ بِشْرٍ قَالَ عَمْرُو : جَاءَ مَعَهُ بِرَجْلَيْنِ لَقَالَ : إِذَا مَا جَاءَ فَلَيْتَ قَبْلَ بِشَغْرِهِ فَأَشْمَمْهُ فَلَمَّا رَأَيْتُمْنِي اسْتَمْكَثْتُ مِنْ رَأْسِي فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ وَقَالَ مَرْأَةٌ ثُمَّ أَشْمَمْكُمْ فَنَزَلَ إِنْتُمْ مُتَوَشَّحًا وَهُوَ يَنْفَخُ مِنْهُ رِيحَ الطَّيْبِ لَقَالَ : مَا رَأَيْتَ كَالْيَوْمِ عِنْدِي أَغْطَرُ نِسَاءَ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ عَمْرُو : لَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشْمَ رَأْسِكَ؟ قَالَ : فَلَشَمَّهُ ثُمَّ أَشْمَ أَصْحَابَهُ ثُمَّ قَالَ : أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ : نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ، قَالَ : دُونَكُمْ فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوْا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

ادس۔ ابو عبس بن جبر کو بھی شورہ میں شریک کیا اور یہ سب مل کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم ہو مناسب صحیح کعب سے وسیلہ ہاتیں کریں۔ آپ نے ان کو بطور مصلحت اجازت مرمت فرمائی اور رات کے وقت جب یہ لوگ مدینہ سے چلے تو آنحضرت ﷺ بیچع تک ان کے ساتھ آئے۔ چاندنی رات تھی۔ آپ نے فرمایا، جاؤ اللہ تباری مدد کرے۔

کعب بن اشرف مدینہ کا بست بڑا متعصب یہودی تھا اور بڑا مال دار آدمی تھا۔ اسلام سے اسے سخت نفرت اور عداوت تھی۔ قریش کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ابھارتا رہتا تھا اور یہیش اس نوہ میں کارہتا تھا کہ کسی طرح دھوکے سے آنحضرت ﷺ کو قتل کر دے۔ فتح الباری میں ایک دعوت کا ذکر ہے جس میں اس غلام نے اس غرض فاسد کے تحت آنحضرت ﷺ کو دھوکہ کیا تھا مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی نیت بد سے آنحضرت ﷺ کو آگہ کر دیا اور آپ پال پال نیچے گئے۔ اس کی ان جملہ حرکات بد کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے اس کو ختم کرنے کے لئے حمالہ کے سامنے اپنا خیال ظاہر فرمایا جس پر محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آدمی کا اظہار کیا۔ کعب بن اشرف محمد بن مسلمہ کا ماموں بھی ہوتا تھا۔ مگر اسلام اور تغیر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رشتہ دنیاوی سب رشتوں سے بلند و پلا تھا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو ہمیں طور ختم کرایا جس سے فتوں کا دروازہ بند ہو کر امن قائم ہو گیا اور بست سے لوگ جنگ کی صورت پیش آئے اور قتل ہونے سے نجیگی تھی۔ جانبظ صاحب فرماتے ہیں: روی ابو داود و الترمذی من طریق الزہری عن عبدالرحمن بن عبد الله بن کعب بن مالک عن ابیه ان کعب بن اشرف کان شاعراً یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحرض عليه کفار قربش و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینہ و اهلہ اخلاق فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استصلاحہم و کان اليهود والمشرکون یوذون المسلمین اشد الاذی فامر اللہ رسوله والمسلمین بالصبر للما ابی کعب ان ینزع عن اذاء امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ ان یبعث رهطاً لیقتلوه و ذکر ابن معدان قتلہ کان فی ربيع الاول من السنة الثالثة (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ کعب بن اشرف شاعر بھی تھا جو شعروں میں رسول اللہ ﷺ کی جھوک تا اور کفار قربش کو آپ کے اوپر حملہ کرنے کی ترغیب دلاتا۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے وہاں کے باشندے آپس میں خلط طرت تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی اصلاح و سدھار کا بیڑا اٹھایا۔ یہودی اور مشرکین آنحضرت ﷺ کو سخت ترین ایڈا میں پہنچانے کے درپے رہتے۔ پس اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو صبر کا حکم فرمایا۔ جب کعب بن اشرف کی شراری میں حد سے زیادہ بڑھنے لگیں اور وہ ایڈا رسانی سے باز نہ آیا تب آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ ایک جماعت کو بھیجیں جو اس کا خاتمه کرے۔ ابن سعد نے کہا کہ کعب بن اشرف کا قتل ۳۴۶ میں ہوا۔

۱۶ - باب قتلِ ابی رافعِ عبدِ اللہ بنِ ابی الحقیق

کے قتل کا تصدیق

کہتے ہیں اس کا نام سلام بن ابی الحقیق تھا۔ یہ خبریں رہتا تھا۔ بعضوں نے کہا ایک قلعہ میں حجاز کے ملک میں واقع تھا۔ زہری نے کہا ابو رافع کعب بن اشرف کے بعد قتل ہوا۔ (رمضان ۲۶ میں)

(۲۰۳۸) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بھی بن آدم نے بیان کیا، ان سے بھی بن ابی زائد نے، انہوں نے اپنے والد زکریا بن ابی زائد سے، ان سے ابو اسحاق سیعی نے بیان کیا، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ

وَيَقَالُ سَلَامُ بْنُ أَبِي الْحَقِيقِ كَانَ بِخَيْرٍ
وَيَقَالُ فِي حِصْنِ لَهُ بِأَرْضِ الْجِجَاجِ وَقَالَ
الرَّهْرِيُّ : هُوَ بَعْدَ كَفْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ .
۴۰۳۸ - حدیثی إسحاق بن نصر حديث
یحییٰ بن آدم حديثاً ابْنُ أَبِي زَيْدَةَ عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إسحاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ
عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعْثَ

آنحضرت ﷺ نے وحد آدمیوں کو ابو رافع کے پاس بھیجا۔ (محلہ ان کے) عبد اللہ بن علیک رات کو اس کے گھر میں گئے، وہ بورہ تھا۔ اسے قتل کیا۔

(۳۰۴۹) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو حجاج نے اور ان سے براء بن عازب بھیتو نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع یہودی (کے قتل) کے لیے چند انصاری صحابہ کو بھیجا اور عبد اللہ بن علیک بھیتو کو ان کا امیر بنا لیا۔ یہ ابو رافع حضور اکرم ﷺ کو ایذا دیا کرتا تھا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ جزا میں اس کا ایک قلعہ تھا اور وہیں وہ رہا کرتا تھا۔ جب اس کے قلعہ کے قریب یہ پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ اور لوگ اپنے مویشی لے کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو چکے تھے۔ عبد اللہ بن علیک بھیتو نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو میں (اس قلعہ پر) جا رہا ہوں اور دربار ان پر کوئی تدیر کروں گا۔ تاکہ میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر انہوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپالیا جیسے کوئی قضاۓ حاجت کر رہا ہو۔ قلعہ کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربار نے آواز دی، اے اللہ! کے بندے اگر اندر آتا ہے تو جلد آجائیں اب دروازہ بند کر دوں گا۔ (عبد اللہ بن علیک بھیتو نے کہا) چنانچہ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی کارروائی دیکھنے لگا۔ جب سب لوگ اندر آگئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور سنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اب میں ان سنجیوں کی طرف بڑھا اور انہیں لے لیا، پھر میں نے قلعہ کا دروازہ کھول لیا۔ ابو رافع کے پاس رات کے وقت داستانیں بیان کی جا رہی تھیں اور وہ اپنے خاص بالاخانے میں تھا۔ جب داستان گواں کے یہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو میں اس کمرے کی طرف چڑھنے لگا۔ اس عرصہ میں، میں جتنے دروازے اس تک پہنچ کے لیے کھوتا تھا انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میرا

رسول اللہ ﷺ رفطاً إِلَى أَهْبَطِ الْأَفْعَلِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ عَبْدِكَ بَنَتَةَ لَهْلَاءَ وَمُؤْ نَاهِمَ فَقُتِلَهُ۔ [راجع: ۳۰۲۲]

۴۰۳۹ - حدثنا يوسف بن موسى حدثنا عبيدة الله بن موسى عن إسرايل عن أبي إسحاق عن البراء قال: : بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أبي زالع اليهودي رجالاً من الأنصار فأنزل عليهم عند الله بن عبيده وكان أبو زالع يوذى رسول الله صلى الله عليه وسلم وتعين عليه وكان في حصن له بأرض الحجاز فلما ذروا منه وفدا غربت الشمس وزاد الناس بسر حهم فقال عند الله لأصحابه: اجلسوا مكانكم، فإني منطق ومتلطف للبواب، ثم تفتح ببابك أنه يقضى حاجة، وقد دخل الناس لهفت به البواب يا عبد الله إن كنت تريد أن تدخل فاذدخل فإني أريد أن أغليق الباب، فدخلت فلمست، فلما دخل الناس أغلق الباب، ثم علق الأغاليل فأخذتها ففتحت الباب، وكان أبو زالع يسمى عندة، وكان في غالبي له فلما ذهب عنه أهل سمه صعدت إليه فجعلت كلما فتحت باباً أغلقت على

مطلوب یہ تھا کہ اگر قلعہ والوں کو میرے متعلق علم بھی ہو جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کروں۔ آخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے بال بچوں کے ساتھ (سورہ) تھا مجھے کچھ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی، یا ابو رافع؟ وہ بولا کون ہے؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تکوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل و حکم دھک کر رہا تھا جسی وجہ ہوئی کہ میں اس کام تمام نہیں کر سکا۔ وہ چیخنا تو میں کرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔ پھر دوبارہ اندر گیا اور میں نے آواز بدلت کر پوچھا، ابو رافع! یہ آواز کیسی تھی؟ وہ بولا تیری مال غارت ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تکوار سے حملہ کیا ہے۔ انسوں نے بیان کیا کہ پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) میں نے تکوار کی ایک ضرب اور لگائی۔ انسوں نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اسے زخمی توبہت کر چکا تھا لیکن وہ ابھی مرانیں تھا۔ اس لیے میں نے تکوار کی توک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ مجھے اب یقین ہو گیا کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں۔ چنانچہ میں نے دروازے ایک ایک کر کے کھولنے شروع کئے۔ آخر میں ایک زینے پر پہنچا تھا، اس لیے میں نے اس تک میں پہنچ کا ہوں (لیکن ابھی میں پہنچا نہ تھا) اس لیے میں نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور پنجے گرپڑا۔ چاندنی رات تھی۔ اس طرح گرپڑے سے میری پندھی نٹوت گئی۔ میں نے اسے اپنے عمامہ سے باندھ لیا اور اگر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم کروں کہ آیا میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں؟ جب مرغ نے آواز دی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل پر ایک پکارنے والے نے کھڑے ہو کر پکارا کہ اہل حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ چلنے کی جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو قتل کر دیا۔ چنانچہ میں بنی کرم ملکیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو

منْ دَاخِلِ قُلْتُ إِنَّ الْقَوْمَ لَوْ نَذِرُوا بِي
لَمْ يَحْلُصُوا إِلَيْيَ حَتَّى أُفْتَلَهُ فَأَنْتَهَيْتُ
إِنَّهُ فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسَطَ عَيْلَهُ،
لَا أَذْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ؟ فَقُلْتُ : أَبَا
رَافِعٍ، قَالَ : مَنْ هَذَا؟ فَأَهْوَتَ نَحْرَ
الصَّوْنَ، فَأَضْرَبَهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا
ذَهَشْ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ
فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ فَأَنْكَثُ عَيْرَ بَعِيدَ،
ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هَذَا الصَّوْنُ يَا
أَبَا رَافِعٍ؟ قَالَ : لَأَمْكَنَ الْوَنِيلَ إِنْ رَجَلًا
فِي الْبَيْتِ ضَرَبَهُ قَتْلَ بِالسَّيْفِ، قَالَ
فَأَضْرَبَهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَهُ وَلَمْ أُفْتَلَهُ، ثُمَّ
وَضَعَتْ ظَبَةُ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخْدَدَ
فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفَتْ أَنِي قُتْلَهُ فَجَعَلْتُ
الْفَتْحَ الْأَبْوَابَ بَابًا حَتَّى انتَهَيْتُ إِلَيْيَ
دَرَجَةَ لَهُ فَوَضَعْتُ رِجْلِي وَأَنَا أَرَى أَنِي
قَدْ انتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةَ
مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصْبَتُهَا
بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى
الْأَبَابِ، فَقُلْتُ : لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى
أَغْلَمَ أُفْتَلَهُ فَلَمَّا صَاحَ الدَّيْكُ قَامَ
النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ : أَنْعَى أَبَا
رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلَ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْيَ
أَصْحَابِي فَقُلْتُ النَّجَاءَ فَقَدْ قُتِلَ اللَّهُ عَلَيْهِ
رَافِعٌ فَأَنْتَهَيْتُ إِلَى السَّيْفِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَخَذَتْهُ فَقَالَ لِي : ((ابْسُطْ
رِجْلَكَ)) فَبَسَطَتْ رِجْلِي فَمَسَحَهَا

اس کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلائیں۔ میں نے پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور پاؤں اتنا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں مجھ کو کوئی تکلیف ہوتی ہی نہ تھی۔

(۳۰۳۰) ہم سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا، ہم سے شریعہ ابن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے، ان سے ابو اسحاق نے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ بن عتیق اور عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہما کو چند صحابہ کے ساتھ ابو رافع (کے قتل) کے لیے بھیجا، یہ لوگ روانہ ہوئے۔ جب اس کے قلعہ کے نزدیک پہنچے تو عبد اللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہر جاؤ پہلے میں جاتا ہوں، دیکھوں صورت حال کیا ہے۔ عبد اللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (قلعہ کے قریب پہنچ کر) میں اندر جانے کے لیے تباہ کرنے لگا، اتفاق سے قلعہ کا ایک گدھا گم تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس گدھے کو تلاش کرنے کے لیے قلعہ والے روشنی لے کر باہر نکلے۔ بیان کیا کہ میں ڈرا کہ کہیں مجھے کوئی پہچان نہ لے۔ اس لیے میں نے اپنا سرڑھک لیا، جیسے کوئی قضاۓ حاجت کر رہا ہے۔ اس کے بعد دربان نے آواز دی کہ اس سے پہلے کہ میں دروازہ بند کر لوں جسے قلعہ کے اندر داخل ہونا ہے وہ جلدی آجائے۔ میں نے (موقع غنیمت سمجھا اور) اندر داخل ہو گیا اور قلعہ کے دروازے کے پاس ہی جہاں گدھے باندھے جاتے تھے وہیں چھپ گیا۔ قلعہ والوں نے ابو رافع کے ساتھ کھانا کھیا اور پھر اسے قصے ساتے رہے۔ آخر پچھے رات گئے وہ سب قلعہ کے اندر ہی اپنے اپنے گھروں میں واپس آگئے۔ اب سناتا چھاچکا تھا اور کہیں کوئی حرکت نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے میں اس طولیہ سے باہر نکلا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ دربان نے کنجی ایک طاق میں رکھی ہے۔ میں نے پہلے کنجی اپنے قبضہ میں لے لی اور پھر سب سے پہلے قلعہ کا دروازہ کھولا، بیان کیا کہ میں نے یہ تو چا تھا کہ اگر قلعہ

فکاٹھا لئے اشکھا قطُّ۔

[راجع: ۳۰۲۲]

٤٠٤٠ - حدَثَنَا أَخْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ
حدَثَنَا شُرِيفٌ هُوَ ابْنُ مَسْلَمَةَ. حدَثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي
إِسْحَاقِ قَالَ : سَعِفَتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ : بَعْثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِيهِ رَافِعِ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ
عَتِيقٍ وَعَنْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدَةَ فِي نَاسٍ مَعْهُمْ
فَانْطَلَقُوا حَتَّى دَنَوْا مِنِ الْجِحْنَنِ فَقَالَ
لَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتِيقٍ : امْتَكُّوْ أَنْتُمْ
حَتَّى أَنْطَلِقَ إِنَّا فَأَنْظَرْ قَالَ : فَنَلَطَّفْتُ أَنْ
أَذْخُلَ الْجِحْنَنَ فَفَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ،
قَالَ : فَخَرَجُوا بِقَسْبٍ يَطْلُبُونَهُ قَالَ :
فَخَشِبْتُ أَنْ أَغْرِفَ فَغَطَّيْتُ رَأْسِي
وَرِجْلِي كَأَنِّي أَفْضِيَ حَاجَةً ثُمَّ نَادَى
صَاحِبُ الْبَابِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ
فَلَيَدْخُلْ قَبْلَ أَنْ أَغْلِقَهُ، فَدَخَلْتُ ثُمَّ
الْحَبَّاتُ فِي مَرْبِطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ
الْجِحْنَنِ فَعَشَّوْا عِنْدَ أَبِيهِ رَافِعِ وَتَحَدَّثُوا
حَتَّى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ الظَّلَلِ ثُمَّ رَجَعُوا
إِلَى بَيْوَتِهِمْ فَلَمَّا هَدَأَتِ الْأَصْوَاتُ وَلَا
أَسْمَعْ حَرَكَةً خَرَجْتُ قَالَ : وَرَأَيْتُ
صَاحِبَ الْبَابِ حَيْثُ وَضَعَ مِفْتَاحَ
الْجِحْنَنِ فِي كَوْهٍ فَأَخْذَتُهُ فَفَتَحْتُ بِهِ بَابَ
الْجِحْنَنِ، قَالَ : قُلْتُ إِنْ نَلِزَ بِي الْقَوْمُ

والوں کو میرا علم ہو کیا تو میں بڑی آسمانی کے ساتھ بھاگ سکوں گا۔ اس کے بعد میں نے ان کے کروں کے دروازے کھولنے شروع کئے اور انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ اب میں نہیں سے ابو رافع کے بالا خالوں تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے کرہ میں اندھیرا تھا۔ اس کا چاراغ گل کر دیا گیا تھا۔ میں یہ نہیں اندازہ کر پایا تھا کہ ابو رافع کمال ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی، یا ابو رافع! اس پر وہ بولا کہ کون ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آواز کی طرف میں بڑھا اور میں نے توارہ سے اس پر حملہ کیا۔ وہ چلانے لگا لیکن یہ وار او چھپا دیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر دوبارہ میں اس کے قریب پہنچا گیا میں اس کی مدد کو آیا ہوں۔ میں نے آواز بدل کر پہنچا۔ ابو رافع کی بات پیش آئی ہے؟ اس نے کہا تیری میں غارت ہو، بھی کوئی شخص میرے کمرے میں آگیا اور تکوار سے مجھ پر حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس مرتبہ پھر میں نے اس کی آواز کی طرف بڑھ کر دوبارہ حملہ کیا۔ اس حملہ میں بھی وہ قتل نہ ہو سکا۔ پھر وہ چلانے لگا اور اس کی بیوی بھی اٹھ گئی (اور چلانے لگی) انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں بظاہر مددگار بن کر پہنچا اور میں نے اپنی آواز بدل لی۔ اس وقت وہ چت لیٹا ہوا تھا۔ میں نے اپنی تکوار اس کے پیسے پر رکھ کر زور سے اسے دبایا۔ آخر جسم میں نے بڑی نوٹے کی آواز سن لی تو میں وہاں سے نکلا، بت گھبرا یا ہوا۔ اب زینہ پر آچکا تھا۔ میں اتنا چاہتا تھا کہ نیچے گرپڑا۔ جس سے میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔ میں نے اس پر پٹی باندھی اور لٹکاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤ۔ میں تو یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک اس کی موت کا اعلان نہ سن لوں۔ چنانچہ صحیح کے وقت موت کا اعلان کرنے والا (قلعہ کی فصیل پر) چڑھا اور اعلان کیا کہ ابو رافع کی موت واقع ہو گئی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں چلنے کے لیے اٹھا، مجھے (کامیابی کی خوشی میں) کوئی تکلیف معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اس سے پسلے کہ میرے ساتھی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچیں، میں

انطلقت علی مهل، فم عَمِدَتْ إِلَى
ابوابِ يَوْمِهِ لَفْلَقُهَا عَلَيْهِمْ مِنْ
ظَاهِرٍ، فَمَعَدَتْ إِلَى أَبِي زَالِعِ لِي
سَلَمٌ فَلَمَّا أَتَى الْيَتَمْ مُظْلِمٌ فَذَطَّنَهُ سِرَاجُهُ
فَلَمَّا أَذْرَ أَبِنَ الرَّجْلِ؟ فَقَلَتْ : يَا أَبَا
زَالِعِ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: فَعَمِدَتْ
نَعْرُ الصُّورَةِ فَأَضْرِبَهُ وَصَاحَ لَلَّمْ تَفَنِ
شَيْنًا؟ قَالَ : فَمَ جِئْتُ كَائِنَ أَغْيَثَهُ فَقَلَتْ
: مَا لَكَ يَا أَبَا زَالِعِ؟ وَغَيْرَتْ صَوْنِي،
فَقَالَ: أَلَا أَغْيَبُ لَأَمْكَنَ الْوَتَلِ؟ دَخَلَ
عَلَيْ رَجُلٌ فَصَرَّبَنِي بِالسَّيْفِ، قَالَ:
فَعَمِدَتْ لَهُ أَيْضًا فَأَضْرِبَهُ أَغْنَى فَلَمْ
تَفَنِ شَيْنًا فَصَاحَ وَقَامَ أَهْلَهُ، قَالَ: فَمَ
جِئْتُ وَغَيْرَتْ صَوْنِي كَائِنَةَ الْمُغَيْثِ،
فَلَمَّا مُسْتَلِقٌ عَلَى ظَهِيرَهُ فَأَضْطَعَ «السَّيْفَ»
فِي بَطْنِهِ فَمَ أَنْكَفَهُ عَلَيْهِ حَتَّى سَبَقَتْ
صَوْنَتِ الْعَظِيمِ، فَمَ خَرَجَتْ دِهْشَتِهِ حَتَّى
أَتَيْتُ السَّلَمَ أَرِيدُ أَنْ أَنْزِلَ فَأَسْقَطَ مِنْهُ
فَانْخَلَقَتْ رِجْلِي فَعَصَبَتْهَا فَمَ أَتَيْتُ
أَصْخَابِي أَخْجَلَ فَقَلَتْ لَهُمْ : اَنْطَلَقُوا
فَبَسَرُوا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمَّا لَّا أَبْرَحَ حَتَّى أَسْمَعَ
النَّاعِيَةَ، فَلَمَّا كَانَ لِي وَجْهُ الصَّبَحِ
صَعَدَ النَّاعِيَةَ فَقَالَ: أَنْعَى أَبَا زَالِعِ، قَالَ
: فَقَعَتْ أَمْشِي مَا بِي قَبَّةَ، فَأَذْرَكَتْ
أَصْخَابِي قَبْلَ أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ.

[راجع: ۳۰۲۲]

نے اپنے ساتھیوں کو پالیا۔ آنحضرت ﷺ کو خوشخبری سنائی۔

ابو رافع یہودی خبر میں رہتا تھا۔ رئیس التجار اور تاجر الجماز سے مشور تھا۔ اسلام کا خت تین دشمن، ہر وقت رسول کرم ﷺ کی بھجوکی کرتا تھا۔ غزوہ خندق کے موقع پر عرب کے مشور قبائل کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے اس نے ابھارا تھا۔ آخر چند خزری صحابیوں کی خواہش پر آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن عتیق النصاری کی قیادت میں پانچ آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور فرمایا تھا۔ ساتھ میں تاکید فرمائی کہ عورتوں اور بچوں کو ہرگز قتل نہ کرنا۔ چنانچہ وہ ہوا جو حدیث بلا میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ بعض دفعہ قیام امن کے لیے ایسے مفسدوں کا قتل کرنا دنیا کے ہر قانون میں ضروری ہو جاتا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: عن عبداللہ بن کعب بن مالک قال كان مما صنع الله لرسوله ان الاوس والخرج كانا يتصالوان تصاول الفحلين لا تصنع الاوس شيئا الا قال الخخرج والله لا تذهبون بهذه فضلا علينا و كذلك الاوس فلما اصابت الاوس كعب بن اشرف تذكرة الخخرج من رجل له من العداوة لرسول الله صلى الله عليه وسلم كما كان لکعب فذكرها ابن ابي الحقيق وهو بخيير (فتح الباري) یعنی الاوس اور خخرج کا باہمی حال یہ تھا کہ وہ دونوں قبیلے آپس میں اس طرح رشک کرتے رہتے تھے جیسے دو ساڑھے آپس میں رشک کرتے ہیں۔ جب قبیلہ اوس کے ہاتھوں کوئی اہم کام انجام دیں گے۔ اوں کا بھی یہی خیال رہتا تھا۔ جب قبیلہ اوس نے کعب بن اشرف کو ختم کیا تو خخرج نے سوچا کہ ہم کسی اس سے بڑے دشمن کا خاتمه کریں گے جو رسول کرم ﷺ کی عداوت میں اس سے بڑھ سکتے ہیں۔ اس سے بھی بڑا کیا جو خیر میں رہتا تھا اور رسول کرم ﷺ کی عداوت میں یہ کعب بن اشرف سے بھی آگے بڑھا ہوا تھا۔ چنانچہ اوس کے ہاتھوں نے اس نالم کا خاتمه کیا۔ جس کی تفصیل یہاں نہ کرو رہے۔ روایت میں ابو رافع کی جورو کے جانے کا ذکر آیا ہے۔ این احتمال کی روایت میں ہے کہ وہ جاگ کر چلانے لگی۔ عبداللہ بن عتیق بخشش کتے ہیں کہ میں نے اس پر تکوار اخھائی لیکن فوراً مجھ کو فربان نبوی یاد آگیا اور میں نے اسے شیش مارا۔ آگے حضرت عبداللہ بن عتیق بخشش کی پڑی سرک جانے کا ذکر ہے۔ اگلی روایت میں پنڈلی ثوث جانے کا ذکر ہے۔ اور اس میں جوڑ کھل جانے کا، دونوں باتوں میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ احتال ہے کہ پنڈلی کی پڑی ثوث گئی ہو اور جوڑ بھی کسی جگہ سے کھل گیا ہو۔

باب غزوہ احمد کا بیان

اور سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کافرمان "اور وہ وقت یاد کیجئے" جب آپ صبح کو اپنے گھروں کے پاس سے نکلے، مسلمانوں کو لڑائی کے لیے مناسب ٹھکانوں پر لے جاتے ہوئے اور اللہ برائستہ والا ہے، بڑا جانے والا ہے۔" اور اسی سورت میں اللہ عزوجل کافرمان "اور ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو، تمی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو گے۔ اگر تمیں کوئی زخم پہنچ جائے تو ان لوگوں کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان دونوں کی الٹ پھیر تو لوگوں کے درمیان کرتے ہی رہتے ہیں، تاکہ اللہ ایمان لانے والوں کو جان لے اور تم میں سے کچھ کو شہید بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور تاکہ اللہ ایمان لانے والوں

۱۷ - باب غزوہ أحد

وقول الله تعالى: هُوَ أَذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبُوئِ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ الْمُقَاتَلِ وَالله سَمِيعٌ عَلِيمٌ وَقَوْلُهُ جَلَ ذِكْرُهُ: هُوَ لَا تَهْمُوا وَلَا تَخْرُنُوا وَأَنْتُمُ الْأَغْلُونُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ إِنْ يَمْسَكُنَّكُمْ قَرْخَ، فَقَدْ مَسَ الْقَوْمَ قَرْخَ مِثْلُهِ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذُ مِنْكُمْ شَهَدَاءَ وَالله لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ وَلِيَمْحَصَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَنْهَا

کو میل کچیل سے صاف کر دے اور کافروں کو منادا۔ کیا تم اس گمان میں ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو نہیں جانا جنہوں نے جہاد کیا اور نہ مبرکرنے والوں کو جانا اور تم تو موت کی تمنا کر رہے تھے اس سے پہلے کہ اس کے سامنے آؤ۔ سواس کو اب تم نے خوب بھلی آنکھوں سے دیکھ لیا۔" اور اللہ تعالیٰ کافر میں "اور یقیناً تم سے اللہ نے بعث کر دکھلایا اپنا وعدہ، جب کہ تم انہیں اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور پڑ گئے اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ حکم رسول کے بارے میں اور تم نے نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے دکھادیا تھا جو کچھ کہ تم چاہتے تھے۔ بعض تم میں وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں ایسے تھے جو آخرت چاہتے تھے۔ پھر اللہ نے تم کو ان میں سے پھیر دیا تاکہ تمہاری پوری آزمائش کرنے اور اللہ نے تم سے درگزر کی اور اللہ ایمان لانے والوں کے حق میں بڑا فضل والا ہے۔" (اور آیت) "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ مت خیال کرو۔" آخر آیت تک۔

الكافرون ألم حسيتم ان تدخلوا الجنة ولما يقلم الله الذين جاهدوا منكم ويعلم الصابرين ولقد كنتم تمتنون الموت من قبل أن تلقواه فقد رأيتموه وأنتم تنظرتونه وقوله: (ولقد صدقكم الله وعده إذ تحسونهم) (بِيَادِنَهُ حَتَّى إِذَا فَسَلَّمْتُمْ وَتَنَازَّ عَنْمَ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَأَكُمْ مَا تُجْوِنُونَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَتَبَيَّنُوكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ) (ولَا تحسِنَ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَالَهُمْ) الآية۔

لشيخ . آیات مذکورہ میں جنگ احمد کے کچھ مختلف کوائف پر اشارات ہیں۔ مورخ ۷ / شوال ۳۵ھ میں احمد پہاڑ کے قریب یہ جنگ ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کا لشکر ایک ہزار مردوں پر مشتمل تھا جس میں سے تین سو منافق واپس لوٹ گئے تھے۔ مشرکین کا لشکر تین ہزار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پچاس سپاہیوں کا ایک دستہ حضرت عبد اللہ بن جبیر بھیڑ کی ماتحتی میں احمد کی ایک گھٹائی کی حفاظت پر مقرر فرمایا تھا اور تاکید کی تھی کہ ہمارا حکم آئے بغیر ہرگز یہ گھٹائی نہ چھوڑیں۔ ہماری جیت ہو یا ہمارا تم لوگ یہیں جئے رہو۔ جب شروع میں مسلمانوں کو فتح ہونے لگی تو ان لشکریوں میں سے آکثر نے فتح ہو جانے کے خیال سے درہ خالی چھوڑ دیا جس سے مشرکین نے پلٹ کر مسلمانوں کی پشت سے ان پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو وہ نقصان عظیم پہنچا جو تاریخ میں مشور ہے۔ احادیث ذیل میں جنگ احمد سے متعلق کوائف بیان کئے گئے ہیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: **وقال العلماء وكان في قصة احمد وما اصيب به المسلمين من الفوائد والحكم** الریانیۃ اشیاء عظیمة منها تعريف المسلمين سوء عاقبة المعصية وشوم ارتکاب النهى لما وقع من ترك الرماة موقفهم الذين امرهم الرسول ان لا يرجوا منه ومنها ان عادة الرسول ان يتخل و تكون لها العاقبة كما تقدم في قصة هرقل مع ابي سفيان والحكمة في ذلك انهم لو انتصروا دانما دخل في المؤمنين من ليس منهم ولم يتميز الصادق من غيره ولو انكسرعوا دانما لم يحصل المقصود من البعثة فاقتضت الحكمة الجمع بين الامرين لتمييز الصادق من الكاذب وذاك ان نفاق المناقفين كان مخفيا عن المسلمين فلما جرت هذه القصة واظهر اهل النفاق ما ظهره من الفعل والقول عاد التلويع تصريحا وعرف المسلمون ان لهم عدو في دورهم فاستعدوا لهم وتحرجوا منهم الخ فتح الباری) یعنی علماء نے کہا ہے کہ احمد کے واقعہ میں بہت سے فوائد اور بہت سی حکمتیں ہیں جو اہمیت کے لحاظ سے بڑی عظمت رکھتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ مسلمانوں کو محیت اور منیت کے ارتکب کا نتیجہ بدلا دیا جائے تاکہ آئندہ وہ ایسا نہ کریں۔ کچھ تیر

اندازوں کو رسول کشم میثیل نے ایک گھلائی پر مقرر فرمایا تھی کہ ہماری جیت ہو یا ہمارا حکم آئے بغیر تم اس گھلائی سے مت ہتنا، مگر انہوں نے نافرمانی کی اور مسلمانوں کی اول مرحلہ پر فتح دیکھ کر وہ اموال غنیمت لوٹنے کے خیال سے گھلائی کو چھوڑ کر میدان میں آگئے۔ اس نافرمانی کا جو خمیازہ سارے مسلمانوں کو بھختا پڑا وہ معلوم ہے۔ اللہ نے بتا دیا کہ نافرمانی اور محصیت کے ارتکاب کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے اور ان حکتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے کہ رسولوں کو آزمیا جاتا ہے اور آخر انعام بھی ان ہی کی فتح ہوتی ہے جیسا کہ ہر قل اور ابوسفیان کے قصہ میں گزر چکا ہے۔ اگر یہیش رسولوں کے لیے مدھی ہوتی رہے تو مومنوں میں غیر مومن بھی داخل ہو سکتے ہیں اور صادق اور کاذب لوگوں میں تمیز اٹھ سکتی ہے اور اگر وہ یہیش ہارتے ہی رہیں تو بعثت کا مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ پس حکمت الہی کا تقاضا فتح و شکست ہر دور کے درمیان ہوا تاکہ صادق اور کاذب میں فرق میں فرقاً ہے۔ متفقین کا فاقہ پسلے مسلمانوں پر مخفی تھا۔ اس امتحان نے ان کو ظاہر کر دیا اور انہوں نے اپنے قول اور فعل سے کھلے طور پر اپنے فاقہ کو ظاہر کر دیا۔ تب مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا کہ ان کے گھروں ہی میں ان کے دشمن چھپے ہوئے ہیں جن سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ آج کل بھی ایسے نام نہاد مسلمان موجود ہیں جو نماز و روزہ کرتے ہیں مگر وقت آئے پر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہر وقت چوکتا رہنا ضروری ہے۔ فاقہ بست ہی برآ مرض ہے۔ جس کی مدت قرآن مجید میں کئی جگہ بڑے زور دار لفظوں میں ہوئی ہے اور ان کے لیے دوزخ کا سب سے نیچے والا حصہ ”ویل“ سزا کے لیے تجویز ہوتا بتایا ہے۔ ہر مسلمان کو پانچوں وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے اللهم اعوذ بک من النفاق والشقاق وسوء الأخلاق اے اللہ! میں فاقہ سے اور آپس کی پھوٹ سے اور بربے اخلاق سے تبری پناہ چاہتا ہوں۔ آمين یا رب العالمین۔

(۳۰۴۱) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، ہم کو عبد الوہاب نے خبر دی، انہوں نے کہا، ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احمد کے موقع پر فرمایا، یہ حضرت جبریل ہیں، ”تھیار بند“ اپنے گھوڑے کی لگام تھائے ہوئے۔

(۳۰۴۲) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو زکریا بن عدی نے خبر دی، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں حیوہ نے، انہیں یزید بن حبیب نے، انہیں ابوالحیرہ نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر بن ثور نے بیان کیا کہ رسول اللہ میثیل نے آٹھ سال بعد یعنی آٹھویں برس میں غزوہ احمد کے شداء پر نماز جنازہ ادا کی، جیسے آپ زندوں اور مردوں سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا، میں تم سے آگے آگے ہوں، میں تم پر گواہ رہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہو گی۔ اس وقت بھی میں اپنی اس جگہ سے حوض

۴۰۴۔ حدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ حَدَّثَنَا حَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أَحْدَى: ((هَذَا جِبْرِيلٌ أَخْذَ بِرَأْسِ فَرَسِيهِ عَلَيْهِ أَدَاءً الْحَرْبِ)). [راجع: ۳۹۹۵]

۴۰۴۲۔ حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا زَكْرِيَّاً بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْثُونَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حِيْبَرٍ عَنْ أَبِي الْحَيْرَ عنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: عَلَى قَتْلِي أَخْدِي بَعْدَ ثَمَانِيَ سِينَ كَالْمُؤْدَعِ لِلأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْرِ فَقَالَ: ((إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطَ، وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا

(کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ تمارے بارے میں مجھے اس کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے، ہم میں تمارے بارے میں دنیا سے ڈرام ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ آخری دیدار تھا جو مجھ کو نصیب ہوا۔

وَأَنِي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا،
وَلَكُنْيَ أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ
تَنَالُوهَا)). قَالَ فَكَانَتْ آخِرَ نَظَرَةً
نَظَرَتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

[راجح: ۱۳۴۴]

تشریح احمد کی لا ای ۳۰۶ شوال کے مینے میں ہوئی اور ۱۰ ماہ پہلے الاول میں آپ کی وفات ہو گئی۔ اس لیے راوی کا یہ کہنا کہ آٹھ برس بعد صحیح نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ آٹھویں برس جیسا کہ ہم نے ترجیح میں ظاہر کر دیا ہے۔ زندوں کا رخصت کرنا تو ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ آپ کے حیات طیبہ کے آخری سال کا ہے اور مردوں کا وداع اس کا معنی یوں کہ رہے ہیں کہ اب بدن کے ساتھ ان کی زیارت نہ ہو سکے گی۔ جیسے دنیا میں ہوا کرتی تھی۔ حافظ صاحب نے کہا گو آنحضرت ﷺ وفات کے بعد بھی زندہ ہیں لیکن وہ اخروی زندگی ہے جو دنیاوی زندگی سے مشابہ نہیں رکھتی۔ روایت میں حوض کوثر پر شرف دیدار نبوی ﷺ کا ذکر ہے۔ وہاں ہم سب مسلمان آپ سے شرف ملاقات حاصل کریں گے۔ مسلمانو! کوشش کرو کہ قیامت کے دن ہم اپنے پیغمبر ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔ جہاں تک ہو سکے آپ کے دین کی مدد کرو۔ قرآن و حدیث پھیلاو۔ جو لوگ حدیث شریف اور حدیث والوں سے دشنی رکھتے ہیں نہ معلوم وہ حوض کوثر پر رسول کریم ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حوض کوثر پر ہمارے رسول ﷺ کی ملاقات نصیب فرمائے، آمين۔

(۳۰۳۳) ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابن اسحاق (عمرو بن عبد اللہ سیعی) نے اور ان سے براء بن شٹر نے بیان کیا کہ جگ احمد کے موقع پر جب مشرکین سے مقابلہ کے لیے ہم پہنچ گئے تو آنحضرت ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک دستہ عبد اللہ بن جبیر بن عطیہ کی ماتحتی میں (پہاڑی پر) مقرر فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اس وقت بھی جب تم لوگ دیکھ لو کہ ہم ان پر غالب آگئے ہیں پھر بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اس وقت بھی جب تم دیکھ لو کہ وہ ہم پر غالب آگئے، تم لوگ ہماری مدد کے لیے نہ آتا۔ پھر جب ہماری مدد بھی کفار سے ہوئی تو ان میں بھگل ڈیج گئی۔ میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں پہاڑیوں پر بڑی تیزی کے ساتھ بھاگی جا رہی تھیں، پہاڑیوں سے اوپر کپڑے اٹھائے ہوئے، جس سے ان کے پازیب دکھائی دے رہے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن جبیر بن عطیہ کے (تیر انداز) ساتھی کمنے لگے کہ غنیمت غنیمت۔ اس پر عبد اللہ بن شٹر نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تاکید کی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ

۴۰۴۳ - حَدَّثَنَا عَبْيَضُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ
إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيَنَا الْمُشْرِكُونَ يَوْمَئِذٍ
وَاجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جِئْشًا مِنَ الرُّمَاءِ وَأَمْرَ عَلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ
وَقَالَ: ((لَا تَبْرَحُوا إِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرَنَا
عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوا وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرُوا
عَلَيْنَا فَلَا تُعْيِنُونَا)) فَلَمَّا لَقِيَنَا هَرَبُوا حَتَّى
رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَسْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ
سُوقِهِنَّ فَلَذْ بَدَتْ خَلَالَهُنَّ فَاخْدُوا
يَقُولُونَ: الْفَيْمَةُ الْفَيْمَةُ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ جَبَرَ: عَهْدٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَبْرَحُوا فَأَبْوَا فَلَمَّا أَبْوَا
صَرَفَ وُجُوهُهُمْ فَاصِبْ سَبَقُونَ قَبِيلَا

ہنا (اس لیے تم لوگ مال غیمت لوئے نہ جاؤ) لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کی اس حکم عدویٰ کے نتیجے میں مسلمانوں کو ہار ہوتی اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے پہاڑی پر سے آواز دی، کیا تمہارے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے، پھر انہوں نے پوچھا، کیا تمہارے ساتھ این ابی قاف موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے اس کے جواب کی بھی ممانعت فرمادی۔ انہوں نے پوچھا، کیا تمہارے ساتھ این خطاب موجود ہیں؟ اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ یہ سب قتل کر دیتے گے۔ اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس پر عمر بن الخطوبؓ نے قابو ہو گئے اور فرمایا، خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ خدا نے ابھی انہیں تمہیں ذلیل کرنے کے لیے باقی رکھا ہے۔ ابوسفیان نے کہا، جل (ایک بت) بلند رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی اللہ سب سے بلند اور بزرگ و برتر ہے۔ ابوسفیان نے کہا، ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔ آپ نے فرمایا، اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی اللہ ہمارا کوئی حاصل نہیں۔ ابوسفیان نے کہا، آج کا دن بدر کے دن کا بدله ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی ہوتی ہے۔ (کبھی ہمارے ہاتھ میں اور کبھی تمہارے ہاتھ میں) تم اپنے مقتولین میں کچھ لاشوں کا مشتملہ کیا ہو اپاڑ گے، میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا لیکن مجھے برا نہیں معلوم ہوا۔

بعد میں حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب مسلمان ہو گئے تھے اور اپنی اس زندگی پر نادم تھے مگر اسلام پرلے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

(۳۰۳۲) مجھے عبد اللہ بن محمد نے خبر دی، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ بعض صحابہ نے غزوہ احمد کی صبح کو شراب پی (جو ابھی حرام نہیں ہوئی تھی) اور پھر شادت کی موت نصیب ہوئی۔

وأشَرَفَ أَبُو سُفِيَّانَ فَقَالَ: إِلَى الْقَوْمِ
مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ: ((لَا تُجِيَّبُهُ)), فَقَالَ: إِلَى الْقَوْمِ ابْنُ ابِي فَحَافَةَ؟ فَقَالَ: ((لَا
تُجِيَّبُهُ)), فَقَالَ: إِلَى الْقَوْمِ ابْنُ الْعَطَابِ؟
فَقَالَ: إِنْ هُوَ لَا فَيُلْوَى فَلَوْ كَانُوا أَخْيَاءً
لَا يَجَابُوْا فَلَمْ يَمْلِكْ عَمَرُ نَفْسَهُ, فَقَالَ:
كَذَّبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ أَنْبَقَ اللَّهُ عَلَيْكَ مَا
يَخْزِنُكَ, قَالَ أَبُو سُفِيَّانَ: أَغْلُبْ هَبْلَنِ,
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجِيَّبُهُ)) فَأَلَوْا: مَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((فَوَلُوا
اللَّهَ أَغْلَى وَأَجْلَ)) قَالَ أَبُو سُفِيَّانَ: لَنَا
الْغَرْزِيُّ وَلَا عَزْرِيُّ لَكُمْ, فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجِيَّبُهُ)) فَأَلَوْا: مَا
نَقُولُ؟ قَالَ: ((فَوَلُوا اللَّهَ مُؤْلَاتِنَا وَلَا
مُؤْنَى لَكُمْ)) قَالَ أَبُو سُفِيَّانَ: يَوْمَ يَبْرُونَ
بَذْرٍ وَالْحَرْبُ مِجَانٌ وَتَجْدِنُونَ مُثْلَةً لَمْ
آمِرْ بِهَا وَلَمْ تَسْوِنِي.

[راجع: ۳۰۳۹]

۴۰.۴۱۔ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ جَابِرٍ قَالَ
اصْطَبَّخَ الْخَمْرَ يَوْمَ أَخْدَ نَاسٍ ثُمَّ فَيُلْوَى
شَهَدَاءً. [راجع: ۲۸۱۵]

بعد میں شراب حرام ہو گئی، پھر کسی بھی صحابی نے شراب کو من نہیں لگایا بلکہ شراب کے برتوں کو بھی توڑ ڈالا تھا۔
 ۴۰۴۵ - حدثنا عدنان حدثنا عبد الله
 اخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ
 إِبْرَاهِيمِ أَنَّ عَنْ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَتَى
 بِطَعَامٍ وَكَانَ صَانِمًا فَقَالَ : قَتْلٌ مُضَعِّفٌ
 لِلْعَمِيرِ وَهُوَ حَيْرٌ مَنِ كَفَنَ فِي بَرْدَةٍ إِذْ
 غُطِيَ رَأْسَهُ بَدْتُ رِجْلَاهُ وَإِنْ غَطْنِي رِجْلَاهُ
 بِدَا رَأْسِهِ وَارَادَ قَالَ : وَفْتَ حَمْرَةً، وَهُوَ
 حَيْرٌ مَنِ ثُمَّ بَسَطَ لِي مِنَ الدُّنْيَا مَا أَغْطِيَ
 بِسَطْ. أَوْ قَالَ أَعْطَيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أَغْطِيَ
 وَقَدْ حَشِيدَ إِنْ تَكُونَ حَسَاتَنَا عَجَلَتْ لَنَا
 ثُمَّ جَعَلَ يَسْكِي حَتَّى تُرَكَ الطَّعَامِ.
 دراجع ۱۲۷۴

عبد الرحمن بن عوف بن معاشرہ مبشرہ میں سے تھے پھر بھی انہوں نے حضرت مصعب بن عمير بن معاشرہ کو کسر نفسی کے لیے اپنے سے بہتر بنا لیا۔ مصعب بن عمير بن معاشرہ وہ قریشی نوجوان تھے جو بہتر سے پہلے ہی مدینہ میں بطور مبلغ کام کر رہے تھے۔ جن کی کوششوں سے مدینہ میں اسلام کو فروغ ہوا۔ صد افسوس کہ شیر اسلام احمد میں شہید ہو گیا۔ (بخاری)
 ۴۰۴۶ - حدثنا عبد الله بن محمد حدثنا سفيان عن عمرو سمع جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: قال رجل للنبي صلى الله عليه وسلم يوم أحد أرأيت إن قتلت فاني إنما قال: ((في الجنة)) فالتفى تمرات في يده ثم قاتل حتى قُيلَ.
 (۳۰۳۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ الفصاریؓ سے سئا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے غزوہ احمد کے موقع پر پوچھا، یا رسول اللہ! اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں۔ انہوں نے کھبور پھینک دی جوان کے ہاتھ میں تھی اور اڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

(۳۰۳۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شفیق بن مسلمہ نے اور ان سے خباب بن الارت بن معاشرہ نے بیان کیا کہ ہم نے

۴۰۴۷ - حدثنا احمد بن یونس حدثنا زہیر حدثنا الاغمشر عن شفیق عن خباب بن الارت رضي الله عنه قال :

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی، ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی۔ اس کا ثواب اللہ کے ذمے تھا۔ پھر ہم میں سے بعض لوگ تو وہ تھے جو گزر گئے اور کوئی اجر انہوں نے اس دنیا میں نہیں دیکھا، انہیں میں سے مصعب بن عمير بیٹھ بھی تھے۔ احد کی لڑائی میں انہوں نے شہادت پائی تھی۔ ایک دھاری دار چادر کے سوا اور کوئی چیز ان کے پاس نہیں تھی (اور وہی ان کا کفن بھی) جب ہم اس سے ان کا سر چھپا تے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپا تے تو سر کھل جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سر چادر سے چھپا دو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ یا حضور ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے تھے کہ القوا على رجله من الاذخر بجائے اجعلوا على رجله الاذخر کے اور ہم میں بعض وہ تھے جنہیں ان کے اس عمل کا بدله (اسی دنیا میں) مل رہا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(۳۰۳۸) ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید طولیں نے بیان کیا اور ان سے انس بن بشیر نے کہ ان کے پچھا (انس بن سقرا) بر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے، پھر انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ پہلی ہی لڑائی میں غیر حاضر رہا۔ اگر حضور ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی اور لڑائی میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کتنی بے جگری سے لڑتا ہوں۔ پھر غزوہ احد کے موقع پر جب مسلمانوں کی جماعت میں افراف تفری پیدا ہو گئی تو انہوں نے کہا، اے اللہ! مسلمانوں نے آج جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس کے لیے مذدرت خواہ ہوں اور مشرکین نے جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس سے اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ پھر وہ اپنی تکوار لے کر آگے بڑھے۔ راستے میں حضرت سعد بن معاذ بیٹھ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا، سعد! کمال جا رہے ہو؟ میں تو احمد پہاڑی کے دامن میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید کر دیئے گئے۔ ان کی لاش پچانی نہیں جا رہی تھی۔ آخر ان کی بننے ایک قتل یا ان کی

ہاجرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں وجوہ اے فوجب اجرنا علی اللہ و مَنْ مِنْ مُّضِيَ أَوْ ذَفَنَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٍ كَانَ مِنْهُمْ مُّضِيَ بْنُ عَمِيرٍ قُتِلَ يَوْمَ أَخْدَ لَمْ يَتَرَكْ لَا نِعْمَةً كَمَا إِذَا عَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَ رَجْلَهُ وَإِذَا عَطَيْنَا بِهَا رَجْلَهُ خَرَجَ رَأْسَهُ فَقَالَ لَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَطَوْنَا بِهَا رَأْسَهُ وَجَعَلْنَا عَلَى رَجْلِهِ الْإِذْهَرَ - أَوْ قَالَ - الْقُوَّا عَلَى رَجْلِهِ مِنَ الْإِذْهَرَ)) وَمَنْ مِنْ أَيْمَنْتَ لَهُ شَمْرَةٌ فَهُوَ يَهْدِنَاهَا:

اراجع: ۱۲۲۶

۴۰۴۸ - أَخْبَرَنَا حَسَانًا بْنَ حَسَانٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا حَمِيدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَّةَ غَابَ عَنْ بَدْرٍ فَقَالَ: غَبَتْ عَنِ الْأَوَّلِ قَتَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبْنَ أَشْهَدِنِي اللَّهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبْنَ لَيْزَانَ اللَّهُ مَا أَجَدُ فَلَقِيَ يَوْمَ أَخْدَ فَهَزَمَ النَّاسَ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذُ إِلَيْكَ صَعْ هُولَاءِ - يَعْنِي الْمُسْلِمِينَ - وَأَتَرَأَ إِلَيْكَ مَا جَاءَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَنَقَدُمُ بِسَيِّهِ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مَعَاذَ فَقَالَ: أَنِّي يَا سَعْدَ أَنِّي أَجَدُ رِيحَ الْجَنَّةِ دُونَ أَخْدِ فَمَضَى فَقَبَلَ فَمَا غَرَفَ حَتَّى عَرَفَهُ أَحَدٌ بِشَامَةٍ أَوْ بِسَانَهُ وَبِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ مِنْ طَغْيَةَ وَضْرَبَةَ وَرْمَيَةَ بِسْمِ

[راجح: ۲۸۰۵]

اگلیوں کے پورے ان کی لاش کو پہنچانا۔ ان کو اسی (۸۰) پر کئی زخم بھالے اور توار اور تیروں کے لگئے تھے۔

تَبَشِّرُهُمْ این بن سکوال نے کہا اس شخص کا نام غیر بن حام بنت جعفر علیہ السلام کی روایت میں ہے کہ غیر بن حام بنت جعفر نے جنگ احد کے دن کچھ کبوترین نکالیں، ان کو کھانے لگا پھر کئے گا، ان کبوتروں کے تمام کرنے تک اگر میں بیٹا رہا تو یہ بڑی بی بی زندگی ہو گی اور لڑائی شروع کی مارا گیا۔ اسد الغابہ میں ہے کہ غیر بر کے دن مارا گیا اور یہ سب انصار میں پہلا شخص قابو اللہ کی راہ میں جنگ میں مارا گیا۔ ابن احراق نے روایت کی ہے کہ غیر بن حام بنت جعفر کافروں سے جنگ پدر میں بھر گیا تو یہ کہنے لگا کہ اللہ کے پاس جاتا ہوں تو شے دو شے کچھ نہیں البتہ خدا کا ذر اور آخرت میں کام آئے والا عمل اور جاد پر مبرہے۔ بے شک خدا کا ذر نہایت معمبوط کرنے والا امر ہے۔ انس بن نصر انصاری بنت جعفر کو محرب بن خطاب بنت جعفر سے جو گھرائے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے کہا برا غصب ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے کہا پھر اب تم تم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ آنحضرت ﷺ کا خدا تو زندہ ہے۔ اس دین پر لوز کر مژہ جس پر تمسارے تغیر لڑے یہ کہہ کر انس بن نصر بنت جعفر کافروں کی صفت میں گھن گئے اور لڑتے رہے ہیں تک کہ شہید ہو گئے۔ کہتے ہیں احمد کی جنگ میں کافروں کا جنذا طلح بن ابی طلح نے سنبھالا، اس کو حضرت علی بنت جعفر نے مارا۔ پھر عثمان بن ابی طلح نے، اس کو امیر جنہ بنت جعفر نے مارا۔ پھر ابو سعید بن ابی طلح نے، اس کو سعد بن ابی و قاسم بنت جعفر نے مارا۔ پھر نافع بن طلح بن ابی طلح نے، اس کو عاصم بن ثابت انصاری بنت جعفر نے مارا۔ پھر حارث بن ابی طلح نے، اس کو بھی عاصم نے مارا۔ پھر کلب بن ابی طلح نے، اس کو نبیر بنت جعفر نے مارا۔ پھر جلاس بن طلح نے، پھر ارطاة بن شرحبیل نے، ان کو حضرت علی بنت جعفر نے مارا۔ پھر شریع بن قارظ نے وہ بھی مارا گیا۔ پھر صواب ایک غلام نے اس کو سعد بن ابی و قاسم بنت جعفر یا قربان بنت جعفر نے مارا۔ اس کے بعد کافر یہاں نکلے (وجیدی) اس حدیث کے ذیل حضرت مولانا وحید الزمال مرحوم کی ایک اور تقریر درج کی جاتی ہے جو توجہ سے پڑھنے کے لائق ہے۔ فرماتے ہیں۔ مسلمانو! ہمارے باپ دادا نے ایسی ایسی بہادریاں کر کے خون بہا کر اسلام کو دنیا میں پھیلایا تھا اور اتنا بڑا وسیع ملک حاصل کیا تھا جس کی حد مغرب میں تیونس اور اندلس یعنی ہسپانیہ تک اور مشرق میں چین برہما تک اور شمال میں روس تک اور جنوب میں ولایات روم و ایران و توران و ہندوستان و عرب و شام و مصر و افریقہ ان کے زیر نگیں تھیں۔ ہماری عیاشی اور بے دینی نے اب یہ نوبت پہنچائی ہے کہ خاص عرب کے سواں اور بلاد بھی کافروں کے قبٹے میں آ رہے ہیں اور ملک تو اب جا پکے ہیں اب جتنا رہ گیا ہے اس کو بنا لے خواب غفلت سے بیدار ہو تو قرآن و حدیث کو مفبوض تھامو۔ وما علينا الا البلاغ (وجیدی)

٤٩ - حدثنا مُؤْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ (٣٥٣٩) هم سے موئی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی اور انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سمع رضی اللہ عنہ سے سنًا وہ بیان کرتے تھے کہ جب ہم قرآن مجید کو لکھنے لگے تو مجھے سورہ احزاب کی ایک آیت (لکھی ہوئی) نہیں ملی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تلاوت کرتے بارہا شاہقا۔ پھر جب ہم نے اس کی تلاش کی تو وہ آیت خزیمه بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ہمیں ملی (آیت یہ تھی) ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ﴾

حدثنا إبراهيم بن سعيد حدثنا ابن شهاب أخبرني خارجه بن زيد بن ثابت أنه سمع زيد بن ثابت رضي الله عنه يقول: لقد نَذَرْتَ آيةً من الأحزاب حين نَسْخَنَا المصحفَ كَنْتَ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَلَمَسْنَاها، فَوَجَدْنَاها مَعَ حُزْنَةً بْنَ ثَابِتَ الْأَنْصَارِيَ هُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ

صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهُ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَةً وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَنَظَّلُ
﴿الاحزاب: ٢٣﴾ پھر ہم نے اس آیت کو اس کی سورت میں قرآن مجید میں طاولیا۔

فَضَى نَحْبَةٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَنَظَّلُ ﴿الحقائق﴾ فَالْحَقَّاَهَا
فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْنَخِ.

[راجع: ۲۸۰۷]

تَسْبِيح اس آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ مسلمانوں میں بعض مردوں ایسے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو قول و قرار کیا تھا وہ حکم کر دکھایا۔ اب ان میں بعض تو اپنا کام پورا کر کچے، شہید ہو گئے (جیسے حمزہ اور مصعب بن عثیمین) اور بعض انتظار کر رہے ہیں (جیسے عثمان اور علجم بن عثیمین وغیرہ) اس روایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ آیت صرف خزیںہ بنٹک کرنے پر قرآن میں شریک کردی گئی بلکہ یہ آیت صحابہ کو یاد تھی اور آخرحضرت ﷺ سے بارہاں چکے تھے مگر بھولے سے مصحف میں نہیں لکھی گئی تھی۔ جب خزیںہ بنٹک کے پاس لکھی ہوئی ملی تو اس کو شریک کر دیا۔

(۳۰۵۰) ہم سے ابوالویلہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے، میں نے عبد اللہ بن یزید سے سنا، وہ زید بن ثابت وہ بنٹک سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا، جب نبی کریم ﷺ غزوہ احمد کے لیے نکلے تو کچھ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے (منافقین، بہانہ بنا کر) واپس لوٹ گئے۔ پھر صحابہ کی ان واپس ہونے والے منافقین کے بارے میں دو رائے ہو گئیں تھیں۔ ایک جماعت تو کہتی تھی ہمیں پہلے ان سے جگ کرنی چاہیے اور دوسری جماعت کہتی تھی کہ ان سے ہمیں جنگ نہ کرنی چاہیے۔ اس پر آیت نازل ہوئی ”پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں تمہاری دو جماعتیں ہو گئیں ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بد اعمال کی وجہ سے انہیں کفر کی طرف لوٹا دیا ہے۔“ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ ”طیبہ“ ہے، سرکشوں کو یہ اس طرح اپنے سے دور کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

تَسْبِيح آیت مذکورہ عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ بعضوں نے کہا یہ آیت اس وقت اتری جب آخرحضرت ﷺ نے نبیر فرمایا تھا کہ یہ بدله اس شخص سے کون لیتا ہے جس نے میری بیوی (حضرت عائشہ بنی سعید) کو بدنام کر کے مجھے ایذا دی۔

باب ”جب تم میں سے دو جماعتیں ایسا ارادہ کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں، حالانکہ اللہ دونوں کا مدد و گار تھا اور

٤٤٥٠ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا شَبَّابُ
عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابَتٍ: سَمِعَتْ عَنْ عَدِيِّ اللَّهَ
بْنِ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابَتٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا حَرَجَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَخْدَى رَجَعَ
نَاسٌ مِنْ مَنْ حَرَجَ مَعَهُ وَكَانَ أَصْنَابُ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَقَبَتِهِ فِرَقَةٌ
تَقُولُ نَفَّاثِلُهُمْ، وَفِرَقَةٌ تَقُولُ: لَا
نَفَّاثِلُهُمْ فَنَزَّلَتْ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ
لِتَسْتَأْنِ فِي اللَّهِ أَرْكَسْهُمْ بِمَا كَسْبُوا﴾
وَقَالَ ((إِنَّهَا طَيْبَةٌ تَنْفِي الدُّنُوبَ كَمَا
تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ)).

[راجع: ۱۸۸۴]

﴿إِذْ هَمَّ طَائِفَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْسِلُوا اللَّهُ
وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلِيَعْلَمُ كُلُّ الْمُؤْمِنُونَ﴾

ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔” (القرآن)

یہ دو جماعتیں بنو سلمہ اور بنو حارثہ تھے جو لوٹنے کا ارادہ کر رہے تھے گرائد کر رہے تھے ان کو ثابت قدم رکھا۔ آیات میں ان کا بیان ہے۔

٤٠٥١ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ عُمَرِ بْنِ حَلْدَةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَوْنَاحٍ قَالَ: نَزَّلَ هَذِهِ الْآيَةِ فِي إِذْ هَمَّ طَافِقَانَ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشِلَهُنَّ إِذْ هَمَّ طَافِقَانَ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشِلَهُنَّ سَيِّدُ الْمُلْكَةِ وَبَنْيُ خَارِثَةَ وَمَا أَحَبُّ أَنْهَا لَهُ سُرْنَ وَاللهُ يَعْلَمُ . وَاللهُ وَلِيَهُمَا .

[صرفہ فی : ٤٤٥٨].

تو اللہ کی ولایت یہ کتنا بڑا شرف ہے جو ہم کو حاصل ہوا۔ جگہ احمد میں جب عبد اللہ بن ابی تمیں سو ساتھیوں کو لے کر لوٹ آیا تو ان انصاریوں کے دل میں بھی وسوسہ پیدا ہوا۔ مگر اللہ نے ان کو سنبھالا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

٤٠٥٢ - حدَّثَنَا قَتْبَيَةَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ دِيَنَارَ عَنْ جَابِرِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ نَكْحَتْ يَا حَابِرْ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((مَاذَا أَبْكَرَ أَمْ شَيْءًا؟)) قُلْتُ: لَا بَلْ شَيْئًا قَالَ: ((فَهَلْ حَارِيَةً تَلَاعِبُكْ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنَّمَا قُتْلُ بَوْهَ أَخَدْ وَتَرَكْ تَسْعَ بَنَاتِ كُنْ لِي تَسْعَ اخْرَوَاتِ فَكَرْهَتْ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَ حَارِيَةً خَرْقَاءَ مُنْهَنَ وَلَكِنْ امْرَأَةً تَمْشِطْهُنَ وَتَقْوِمُ عَلَيْهِنَ قَالَ: ((أَصَنْتَ)).

ارجع ٤٤٣

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا۔

تشبیه حضرت جابر بن حوشہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ مشهور انصاری صحابی ہیں۔ جگہ بدرا اور احمد کی سب بیکوں میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ ناضر ہوئے۔ آخر عمر میں نایبنا ہو گئے تھے۔ چورانے سال کی عمر طویل پاکر ۷۵ سال میں وفات پائی، مدینہ میں سب سے آخری صحابی ہیں جو فوت ہوئے۔ ایک بڑی جماعت نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

٤٠٥٣ - حدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرْبِيعَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ أَبِي سُرْبِيعَ

موسیٰ نے خبر دی، ان سے شیمان نے بیان کیا، ان سے فراس نے، ‘ان سے شعبی نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ بن عثیمین سے سنا کہ ان کے والد (عبد اللہ بن عثیمین) احمد کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے اور قرض چھوڑ گئے تھے اور چھ لڑکیاں بھی۔ جب درختوں سے کھجور اتارے جانے کا وقت قریب آیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جیسا کہ حضور ﷺ کے علم میں ہے، میرے والد صاحب احمد کی لڑائی میں شہید ہو گئے اور قرض چھوڑ گئے ہیں، میں چاہتا تھا کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (اور کچھ نزی بر قسم) حضور ﷺ نے فرمایا، جاؤ اور ہر قسم کی کھجور کا الگ الگ ڈھیر لگاؤ۔ میں نے حکم کے مطابق عمل کیا اور پھر آپ کو بلاں گیا۔ جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو جیسے اس وقت مجھ پر اور زیادہ بھڑک اٹھے۔ (کیونکہ وہ یہودی تھے) حضور ﷺ نے جب ان کا یہ طرز عمل دیکھا تو آپ پہلے سب سے بڑے ڈھیر کے چاروں طرف تین مرتبہ گھومے۔ اس کے بعد اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا، اپنے قرض خواہوں کو بلااؤ۔ حضور ﷺ برابر انہیں ناپ کے دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی طرف سے ان کی ساری امانت ادا کر دی۔ میں اس پر خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کی امانت ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کے لیے ایک کھجور بھی نہ لے جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام دوسرے ڈھیر پجادیے بلکہ اس ڈھیر کو بھی جب دیکھا جس پر حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ جیسے اس میں سے ایک کھجور کا دانہ بھی کم نہیں ہوا۔

تَسْبِيحُهُ حضرت جابر بن عثیمین کو اس خیال سے لائے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قرض خواہ کچھ قرض چھوڑ دیں گے لیکن نتیجہ اتنا ہوا۔ قرض خواہ یہ سمجھے کہ آخر پرست ﷺ کی جابر بن عثیمین پر نظر عنایت ہے۔ اگر جابر بن عثیمین کے والد کامال کافی نہ ہو گا تو باقی قرضہ آخر پرست ﷺ خود اپنے پاس سے ادا کر دیں گے۔ اس لیے انہوں نے اور سخت تقاضا شروع کیا لیکن اللہ نے اپنے رسول کی دعا قبول کی اور مال میں کافی برکت ہو گئی۔

(۳۰۵۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہما ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے، ان کے دو

اخبرنا غیبُ اللہ بن موسیٰ حدَّثنا شیبان عن فراس عن الشعبي قال: حدَّثني جابر بن عبد الله رضي الله عنهما أنَّ آباء استشهد يوم أحد وترك عليه دينًا وترك ستَّ ست. فلما حصر جذَّ البح قال: أتَيْت رسول الله ﷺ فقلت: قد علستَ أنَّ والدي قد استشهد يوم أحد وترك دينًا كثيراً وإنِّي أحبُّ أن يترك الغرماء فقال: ((ادْهُبْ فَيَدِرْ كُلَّ تمر على ناحية)) ففعلت، ثمَّ دعوته فلما نظرُوا إلَيْهِ كأنَّهُمْ أغروا بي تلك الساعَة فلما رأى ما يصْنَعُون أطافَ حَوْلَ اغْظِمُهَا بِيَدِ رَبِّيَّ ثَلَاثَ مَرَاتٍ ثُمَّ جلس عليه ثُمَّ قال: اذْعُ لَكَ أَصْحَابَكَ فما زال يكيل لهم حتى أدى الله عن والدي أمانةً وَإِنَّا أَرْضَيْنَا أَنْ يُؤْدَى اللَّهُ أَمَانَةً والدي ولا أرجع إلى أخواتي بتمرة فسلم الله ألياً بدار كلها حتى إنني أنظر إلى البَيْدَرَ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ السُّبُّ كأنها لم ينقصْ تمرة واحدة. [راجع: ۲۱۲۷]

٤٠٥ - حدَّثنا عبد العزير بن عبد الله حدَّثنا إبراهيم بن سعد عن أبيه عن جده

سے کہ سعد بن ابی و قاص بن جنہ نے بیان کیا، غزوہ احمد کے موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ دو اور اصحاب (یعنی جبریل اور میکائیل انسانی صورت میں) آئے ہوئے تھے۔ وہ آپ کو اپنی حفاظت میں لے کر کفار سے بڑی سختی سے لڑ رہے تھے۔ ان کے جسم پر سفید کپڑے تھے۔ میں نے انہیں نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

(۳۰۵۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم سعدی نے بیان کیا، کہا میں نے سعید بن میب سے نہ، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی و قاص بن جنہ سے نہ، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احمد کے موقع پر رسول کرم ﷺ نے اپنے ترش کے تیر مجھے نکال کر دیئے اور فرمایا، خوب تیر بر سارے جا۔ میرے مال باپ تم پر فدا ہوں۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَخْدُو وَمَعَهُ رَجُلَانِ يَقْبَلَانِ عَنْ عَلَيْهِمَا بَيْابَانٌ يَضْرِبُ كَأْشَدَ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلَ وَلَا بَعْدَ.

[طرفة فی : ۵۸۲۶]

٤٠٥٥ - حدیثی عبد اللہ بن مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مَعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ بْنُ هَاشِمٌ السُّعْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبَ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ: ثَلَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ كَيْنَانَةً يَوْمَ أَخْدُو فَقَالَ: ((إِنِّي فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).

[راجع: ۳۷۲۵]

لشیخ سعد بن جنہ بڑے تیر انداز تھے۔ جنگ احمد میں کافر چڑھے چلے آرہے تھے۔ انہوں نے ایسے تیر مارے کہ ایک کافر بھی آخرت سے شکیم کے پاس نہ آسکا۔ کہتے ہیں کہ تیر بھی ختم ہو گئے اور ایک کافر بالکل قریب آن پہنچا تو ایک تیر جس میں نزی لکڑی تھی رہ گیا تھا۔ آپ نے سعد بن جنہ سے فرمایا کہی تیر مارو۔ سعد بن جنہ نے مارا اور وہ اس کافر کے جسم میں گھس گیا۔ آخرت سے شکیم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی جو روایت میں مذکور ہے۔ جس میں انتہائی ہمت افرائی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳۰۵۶) ہم سے مسد بن مسید نے بیان کیا، کہا ہم سے بیکی نے بیان کیا، ان سے بیکی بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن میب سے نہ، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی و قاص بن جنہ سے نہ، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احمد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے (میری ہمت افرائی کے لیے) اپنے والد اور والدہ دونوں کو جمع فرمایا کہ میرے مال باپ تم پر فدا ہوں۔

اس شخص کی قست کا کیا ٹھکانا ہے جس کے لیے رسول کرم ﷺ ایسے شاندار الفاظ فرمائیں۔ فی الواقع حضرت سعد بن جنہ اس مبارک دعا کے متعلق تھے۔

(۳۰۵۷) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے بیکی بن کثیر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن

يَخْنَى عَنْ أَبْنِ الْمُسَيْبَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ حَدَّثَنَا قُتْبَيَةَ حَدَّثَنَا الْلَّاَتِيْثُ عَنْ

[راجع: ۳۷۲۵]

اسیب نے انہوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے غزوہ احمد کے موقع پر (میری ہمت بڑھانے کے لیے) اپنے والد اور والدہ دونوں کو جمع فرمایا، ان کی مراد آپ کے اس ارشاد سے تھی جو آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب وہ جنگ کر رہے تھے کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

(۳۰۵۸) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سعر نے بیان کیا، ان سے سعد نے، ان سے ابن شداد نے بیان کیا، انہوں نے حضرت علی بن ابی طہہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت سعد بن ابی طہہ کے سوا میں نے نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ اس کے لیے دعائیں ماں باپ دونوں کو بابیں طور جمع کر رہے ہوں۔

(۳۰۵۹) ہم سے ببرہ بن صفوان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبد اللہ بن شداد نے اور ان سے حضرت علی بن ابی طہہ نے بیان کیا کہ سعد ابن مالک کے سوا میں نے اور کسی کے لیے نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کرتے نہیں۔ سنا میں نے خود سنا کہ احمد کے دن آپ فرار ہے تھے، سعد! خوب تیر بر سارو۔ میرے باپ اور ماں تم پر قربان ہوں۔

(۳۰۶۰-۳۰۶۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے معتز نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابو عثمان بیان کرتے تھے کہ ان غزوتوں میں سے جن میں نبی کریم ﷺ نے کفار سے قتل کیا۔ بعض غزووہ (احمد) میں ایک موقع پر آپ کے ساتھ طلحہ اور سعد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہ گیا تھا۔ ابو عثمان نے یہ بات حضرت طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کی تھی۔

(۳۰۶۲) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سائب بن زید نے کہ میں عبدالرحمن بن عوف، طلحہ بن عبید اللہ، مقداد بن اسود اور سعد بن ابی وقار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کی صحبت میں رہا ہوں۔

سعد بن ابی وقار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے بیان کیا کہ جمیع لی رَسُولُ اللہِ ﷺ یومِ أَحْدٍ أَبُوئِهِ كَلِيْهِمَا بُرِيْدَهُ جِنَّ قَالَ: ((فِدَاكَ أَبِي وَأَمِّي)) وَهُوَ يُقَاتِلُ.

[راجح: ۳۷۲۵]

۴۰۵۸ - حدَثَنَا أَبُو نُعَيْمٌ حَدَثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شَدَادٍ قَالَ: سَمِعْتَ عَلَيْهَا يَقُولُ: مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَجْمَعُ أَبُوئِهِ لِأَحْدٍ غَيْرَ سَعْدٍ.

[راجح: ۲۹۰۵]

۴۰۵۹ - حدَثَنَا يَسِيرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ عَنْ عَلَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ جَمِيعَ أَبُوئِهِ لِأَحْدٍ إِلَّا سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أَحْدٍ : ((يَا سَعْدَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأَمِّي)).

[راجح: ۲۹۰۵]

۴۰۶۰ - حدَثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُعَخِّبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: زَعَمَ أَبُو عَشْمَانَ أَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيهِنَّ غَيْرَ طَلْحَةَ وَسَعْدَ عَنْ حَدِيثِهِمَا.

[راجح: ۳۷۲۳، ۳۷۲۲]

۴۰۶۲ - حدَثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدَ حَدَثَنَا حَاتِمٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ يُوسُفَ قَالَ: سَمِعْتَ السَّائِبَ بْنَ زَيْدَ قَالَ: صَحَّتْ عَنْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ،

لیکن میں نے ان حضرات میں سے کسی کو نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنایا۔ صرف طلحہ بن شوہر سے غزوہ احمد کے متعلق حدیث سنی تھی۔

وَطَّلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَالْمُقْدَادُ وَسَعْدُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يَحْدَثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ طَّلْحَةً يَحْدَثُ عَنْ يَوْمٍ أَخْدَ.

ارجع: ۱۲۸۲:

تَشْيِيقٌ سائب بن زید کا بیان ان کی اپنی مصاہبت تک ہے ورنہ کتب احادیث میں ان حضرات سے بھی بہت سی احادیث مردی ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ جملہ صحابہ کرام رسول کریم ﷺ سے احادیث بیان کرنے میں کمال اختیاط برتنے تھے۔ اس خوف سے کہ کیسی غلط بیانی کے مرٹکب ہو کر زندہ دوزخی نہ بن جائیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا، جو شخص میرا نام لے کر اسی حدیث بیان کرے جو میں نے نہ کی ہو، وہ زندہ دوزخی ہے۔ پس اس سے مکرین حدیث کا استدلال باطل ہے۔ روایت میں غزوہ احمد کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ قرآن مجید کے بعد صحیح مرفوع متعدد حدیث کا تسلیم کرنا ہر مسلمان کے لیے فرض ہے جو شخص صحیح حدیث کا انکار کرے وہ قرآن ہی کا انکاری ہے اور یہ کسی مسلمان کا شیوه نہیں ہے۔

(۳۰۶۳) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اساعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت طلحہ بن شوہر کا دہ باتھ دیکھا جو شل ہو چکا تھا۔ اس باتھ سے انسوں نے غزوہ احمد کے دن نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی تھی۔

(۳۰۶۴) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن میرہ نے بیان کیا کہ غزوہ احمد میں جب مسلمان نبی کریم ﷺ کے پاس سے منتشر ہو کر پسا ہو گئے تو حضرت ابو طلحہ بن شوہر حضور اکرم ﷺ کی اپنے چہرے کی ڈھال سے حفاظت کر رہے تھے۔ ابو طلحہ بن شوہر بڑے تیر انداز تھے اور کمان خوب کھینچ کر تیر چلا کرتے تھے۔ اس دن انسوں نے دو یا تین کماں توڑ دی تھیں۔ مسلمانوں میں سے کوئی اگر تیر کا ترکش لیے گزرتا تو حضور ﷺ ان سے فرماتے یہ تیر ابو طلحہ بن شوہر کے لیے یہیں رکھتے جاؤ۔ انس بن میرہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ مشرکین کو دیکھنے کے لیے سراہا کر جھاکتے تو ابو طلحہ بن شوہر عرض کرتے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، سرمبارک اوپر نہ اٹھائیے کہیں ایسا نہ ہو کہ ادھر سے کوئی تیر حضور ﷺ کو آکر لگ جائے۔ میری گروں آپ سے

٤٠٦٣ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَّلْحَةَ شَلَاءً وَقَيْعَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أَخْدَ.

ارجع: ۱۳۷۲۴

٤٠٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَرِيزِ عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أَخْدِ الْنَّهَرَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو طَّلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مَحْوَبٌ عَلَيْهِ بِحَقْقَةِ لَهُ وَكَانَ أَبُو طَّلْحَةَ رَحْلًا رَامِيًّا شَدِيدَ النَّزَعِ، كَسَرَ يَوْمَنِدَ قَوْسِنَ أَوْ ثَلَاثَةَ، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمْرُ مَعَهُ بِحَقْقَةِ مِنَ الْبَلَلِ فَيَقُولُ (اَتَشْرَحُهَا لِأَبِي طَّلْحَةَ)، قَالَ: وَيَشْرَفُ النَّبِيُّ ﷺ بِنُظُرِهِ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُ أَبُو طَّلْحَةَ بِأَبِي أَنْتَ وَأَمِي لَا تُشْرَفْ بِيَصِيكَ سَهْمَهُ مِنْ سَهَامِ الْقَوْمِ بَخْرِيْ ذُونَ نَحْرَكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ غَاشَةً

بَنْتُ أَبِي بَكْرٍ وَأُمِّ سَلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا
لِمُشْمَرَتَانِ يُرَايَ خَدْمٌ سُوقَهُمَا تَقْزَرَانِ
الْقَرْبَ عَلَى مَوْنَهُمَا تُفْرَغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ
الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجَعُانِ فَتَمْلَأُهُمَا ثُمَّ تَجْيَانِ
تُفْرَغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ
السَّيْفُ مِنْ يَدِي أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرْتَبْنِ
وَإِمَّا ثَلَاثَةً. [رَاجِعٌ: ٢٨٨٠]

میدان جنگ میں خواتین اسلام کے کارنے سے بھی رہتی دینا تک یاد رہیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شدید ضرورت کے وقت خواتین اسلام کا گھروں سے باہر نکل کر کام کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ شرعی پرده اختیار کئے ہوئے ہوں۔ اس جنگ میں ان کی پنڈیلوں کا نظر آتا ہے درج مجبوریات تھا۔

(۳۰۴۵) مجھ سے عبد اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا تم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضیتھا نے بیان کیا کہ شروع جنگ احمد میں پہلے مشرکین نکلت کھا گئے تھے لیکن ایس، اللہ کی اس پر لعنت ہو، دھوکا دینے کے لیے پکارنے لگا۔ اے عباد اللہ! (مسلمانو!) اپنے چیچے والوں سے خبردار ہو جاؤ۔ اس پر آگے جو مسلمان تھے وہ لوٹ پڑے اور اپنے چیچے والوں سے بھڑک گئے۔ حضرت حذیفہ بن یمان بنو شہر نے جو دیکھا تو ان کے والد حضرت یمان بنو شہر ائمہ میں ہیں (جنہیں مسلمان اپنادشمن مشرک سمجھ کر مار رہے تھے) وہ کہنے لگے مسلمانو! یہ تو میرے حضرت والد ہیں۔ میرے والد عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضیتھا نے کہا، پس اللہ کی قسم انہوں نے ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک قتل نہ کر لیا۔ حضرت حذیفہ بنو شہر نے صرف اتنا کہا کہ اللہ مسلمانوں کی غلطی معاف کرے۔ عروہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد حضرت حذیفہ بنو شہر برابر مغفرت کی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ بصرت یعنی میں دل کی آنکھوں سے کام کو سمجھتا ہوں اور ابصرت آنکھوں سے دیکھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بھی کہا گیا ہے کہ بصرت اور ابصرت کے ایک ہی معنی میں ابصرت

٤٠٦٥ - حديث عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ
حدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا
كَانَ يَوْمُ أَحْدَى هَزَمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَرَخَ
إِنَّلِيْسَ لِعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ، أَيْ عِبَادَ اللَّهِ
أَخْرَاهُمْ. فَرَجَعَتْ أَوْلَاهُمْ فَاجْتَلَّتْ هِيَ
وَآخْرَاهُمْ فَبَصَرَ حَذِيفَةَ فَلَمَّا هُوَ يَابِي
إِيمَانَ، قَالَ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَبِي أَبِي قَالَ:
قَالَتْ فَوَّاللَّهِ مَا اخْتَجَرُوا حَتَّى قُتْلُوهُ
فَقَالَ حَذِيفَةَ: يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ، قَالَ عَرْوَةُ:
فَوَّاللَّهِ مَا زَالَتْ فِي حَذِيفَةَ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى
لَقِيَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، بَصَرَتْ: عَلِمْتُ مِنْ
الْبَصِيرَةِ فِي الْأَمْرِ، وَأَبْصَرْتُ مِنْ بَصَرِ
الْعَيْنِ، وَيَقَالُ بَصَرْتُ وَأَبْصَرْتُ وَاحِدَةً.

[٣٢٩٠] [رائع]

دل کی آنکھوں سے دیکھنا اور ابصرت ظاہر کی آنکھوں سے دیکھنا مراد

ہے۔

لئے ہے ان جملہ مذکورہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح سے جگ احمد کے حلالت بیان کئے گئے ہیں جگ احمد اسلامی تاریخ کا ایک عظیم حادثہ ہے۔ ان کی تفصیلات کے لیے دفتر بھی ناقابل ہیں۔ ہر حدیث کا بغور مطالعہ کرنے والوں کو بہت سے اسماں مل سکیں گے۔ خدا تفیق مطالعہ عطا کرے۔ دیکھا جا رہا ہے کہ قرآن و حدیث کے حقیقی مطالعہ سے طبائع دور تر ہوتی جا رہی ہیں۔ ایسے پرفتن وال خاد پرور دور میں یہ ترجیح اور تشریفات لکھنے میں بیٹھا ہوا ہوں کہ قدر دواں الگلیوں پر گئے جاسکتے ہیں پھر بھی پوری کتاب اگر اشاعت پڑیں ہو گئی تو یہ صداقت اسلام کا ایک زندہ میجزہ ہو گا۔ اللہ! بخاری شریف مترجم اردو کی تحریک کرتا تیرا کام ہے اپنے محبوں بندوں کو اس خدمت میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرم۔ آمين۔

باب اللہ تعالیٰ کافرمان ”بے شک تم میں سے جو لوگ اس دن واپس لوٹ گئے جس دن کہ دونوں جماعتیں آپس میں مقابل ہوئی تھیں تو یہ تو بہن اس سبب سے ہوا کہ شیطان نے انہیں ان کے بعض کاموں کی وجہ سے برکار دیا تھا اور بیشک اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔ یقیناً اللہ بڑا مغفرت والا، بڑا حلم والا ہے۔“

(۳۰۶۲) ہم سے عبدالنے بیان کیا، کہا تم کو ابو جمزہ نے خردی، ان سے عثمان بن موهب نے بیان کیا کہ ایک صاحب بیت اللہ کے حج کے لیے آئے تھے۔ دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ یہ بیٹھے ہوئے کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش ہیں۔ پوچھا کہ ان میں شیخ کون ہیں؟ بتایا کہ ابن عمر بن شیخ۔ وہ صاحب ابن عمر بن شیخ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ آپ مجھ سے واقعات (صحیح) بیان کر دیجئے۔ اس گھر کی حرمت کی تم دے کر میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان بن شیخ نے غزوہ احمد کے موقع پر راہ فرار اختیار کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں صحیح ہے۔ انہوں نے پوچھا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ عثمان بن شیخ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں تھے؟ کہا کہ ہاں یہ بھی ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان (صلح حدیبیہ) میں بھی بیچھے رہ گئے تھے اور حاضر نہ ہو سکے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ اس پر ان صاحب نے (مارے خوشی کے)

﴿إِنَّ الَّذِينَ تُؤْلُوْنَا مِنْكُمْ يَوْمَ النَّقْيَ الْجَمِيعَانِ إِنَّمَا اسْتَرْلَهُمُ الشَّيْطَانُ بِعَغْصٍ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾

٤٦٦ - حدَّثَنَا عَبْدُ الْأَنَّ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهِبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى فَوْنَما جَلُومَةَ فَقَالَ: مَنْ هُوَلَاءُ الْقَعْدَةِ؟ قَالَ: هُوَلَاءُ قُرْبَتِشَ، قَالَ: مَنْ الشَّيْخُ؟ قَالُوا: أَبْنُ عُمَرَ فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَابِلُكَ عَنْ شَيْءٍ أَتَحْدُثُ شَيْءًا قَالَ: أَنْشَدُكَ بِحَرْمَةَ هَذَا الْبَيْتِ أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَانَ فَرَأَيْوْمَ أَحَدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَعَلَمْتُمْ تَغْيِيبَ عَنْ بَنْرَ فَلَمْ يَشْهُدْهُمَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَحَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرَّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهُدْهُمَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَكَبَرَ، قَالَ أَبْنُ عُمَرَ: تَعَالَ لِأَخْبَرَكَ وَلَا كَيْنَ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَمَا فِرَادَةُ يَوْمِ أَحَدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَا تَفْيِيهُ

اللہ اکبر کما لیکن ابن عمر بھیستا نے کہا۔ یہ مل آؤں تھیں جاؤں گا اور جو سوالات تم نے کئے ہیں ان کی میں تمہارے سامنے تفصیل بیان کر دوں گا۔ احمد کی لڑائی میں فرار سے متعلق جو تم نے کہا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی مخالف کر دی ہے۔ بد رکی لڑائی میں ان کے نہ ہونے کے متعلق جو تم نے کہا تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاجز اودی (رقیہ بھیستا) تھیں اور وہ پیار تھیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو بد رکی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے برابر مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔ بیعت رضوان میں ان کی عدم شرکت کا جہل تک سوال ہے تو وادی مکہ میں عثمان بن عفان بن شٹھ سے زیادہ کوئی شخص ہر دل عنزیز ہوتا تو حضور ﷺ ان کے بجائے اسی کو بھیجتے۔ اس لیے حضرت عثمان بن شٹھ کو وہاں بھیجا پڑا اور بیعت رضوان اس وقت ہوئی جب وہ مکہ میں تھے۔ (بیعت لیتے ہوئے) آنحضرت ﷺ نے اپنے داشتہ ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ یہ عثمان بن شٹھ کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے (باہمیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ بیعت عثمان بن شٹھ کی طرف سے ہے۔

اب جاسکتے ہو۔ البتہ میری یاتوں کو یاد رکھنا۔

لشیخ (حضرت سیدنا عثمان بن شٹھ پر یہ اعتراضات کرنے والا کوئی خارجی تھا جو واقعات کی ظاہری سطح کو بیان کر کے ان کی برائی کرنا چاہتا تھا مگر جسے اللہ عزت عطا کرے اس کی برائی کرنے والا خود براہے رضی اللہ عنہ دار رضاہ) غزوہ احمد کے موقع پر عام مسلمانوں میں کفار کے اچانک جملہ کی وجہ سے گھبراہٹ پھیل گئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے اور دو ایک صحابہ کے ساتھ کفار کے تمام جلوں کا انتہائی پارموہ سے مقابلہ کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو آواز دی اور پھر تمام صحابہ جمع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی اس غلطی کو مخالف کر دیا اور اپنی محلانی کا خود قرآن مجید میں اعلان کیا۔ اکثر صحابہ منتشر ہو گئے تھے اور انہیں میں عثمان بن شٹھ بھی تھے۔ مسلمانوں کو اس غزوہ میں اگرچہ نقصان بہت اٹھانا پڑا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں نے غزوہ احمد میں بھکت کھائی۔ کیونکہ نہ مسلمانوں نے احتصار ڈالے اور نہ آنحضرت ﷺ نے میدان جنگ چھوڑا تھا۔ فوج یعنی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے انتشار پیدا ہو گیا تھا لیکن پھر یہ سب حضرات بھی جلد ہی میدان میں آگئے۔ یہ بھی نہیں ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے میدان چھوڑ دیا ہو بلکہ غیر موقع صورت حال سے گھبراہٹ اور صوفوں میں انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ جب اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں پکارا تو وہ فوراً سنبھل گئے اور پھر اُک آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئے اور آخر میں کفار کو فرار کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ عظیم نقصانات کے باوجود آخری قبح مسلمانوں کوئی نصیب ہوئی۔ احادیث بلا میں یہی مفہومیں بیان میں آرہے ہیں۔ حضرت عثمان بن شٹھ کے متعلق سوالات کرنے والا مخالفین میں سے تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر بھیستا نے اس کے سوالات کو تفصیل

عَنْ بَنْتِ فَانَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بَنْتُ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرْيَضَةً،
فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
((إِنَّ لَكَ أَبْرَزَ رَجُلٍ مِّنْ شَهِيدٍ بَنْزَارًا
وَسَهْمَةً)). وَأَمَّا تَفْعِيلُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضُوَانَ
فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بَيْطَنَ مَكَّةَ مِنْ
عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ لَبَعْنَهُ مَكَّةً، فَبَعْثَ
عُثْمَانَ وَكَانَ بَيْعَةُ الرُّضُوَانَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ
عُثْمَانَ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيَمِنِيَّ : ((هَذِهِ يَدُ
عُثْمَانَ)) فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ :
((هَذِهِ لَعْثَمَانَ)) اذْهَبْ بِهَا إِلَى الْآنَ
مَعَكَ)).

[راجح: ۳۱۳۰]

کے ساتھ حل فراویا۔ مگر جن لوگوں کو کسی سے حق بخشن ہو جاتا ہے وہ کسی بھی طور مطمئن نہیں ہو سکتے۔ آج تک ایسے کئی فرم اور موجود ہیں جو حضرت علی بن محبث پر طعن کرتا ہی اپنے لیے دلیل فضیلت بنائے ہوئے ہیں۔ صحابہ کرام یعنی خوسماً خلفاء راشدین ہمارے ہر احترام کے مستحق ہیں۔ ان کی بشری لفڑیں سب اللہ کے حوالہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ان کو معاف کر چکا ہے۔ رضی اللہ عنہم ولعن اللہ من عادہم۔

۲۰۔ باب

إذْ تَصْبِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَى أَحَدٍ
وَالرَّسُولُ يَذْعُوكُمْ فِي أَخْرَاجِكُمْ فَاتَّابِعُكُمْ
عَمَّا بَعْدَمْ لَكُمْ لِكِيلًا تَحْرِنُوا عَلَى مَا فَاتَّابِعُكُمْ وَلَا
مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان ”وہ وقت یاد کرو جب تم چھڑھے جا رہے تھے اور پیچھے مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے۔ سو اللہ نے تمہیں غم دیا، غم کی پاداش میں، مگر تم رنجیدہ نہ ہو اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی اور نہ اس مصیبت سے جو تم پر آپڑی اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خودار ہے۔“

(۳۰۶۷) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب پیشوں سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ غزوہ احمد کے موقع پر رسول کرم ﷺ نے (تیراندازوں کے) پیدل دستہ کا امیر عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو بہلایا تھا لیکن وہ لوگ شکست خورده ہو کر آئے۔ (آیت والرسول یذعوکم فی اخر کم ان عی کے بارے میں تازل ہوئی تھی) اور یہ ہزیمت اس وقت پیش آئی جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کو پیچھے سے پکار رہے تھے۔

لشیخ بعض مواقع قوموں کی تاریخ میں ایسے آجاتے ہیں کہ چند افراد کی غلطی سے پوری قوم تباہ ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ پندرہ افراد کی مسائی سے پوری قوم کامیاب ہو جاتی ہے۔ جبکہ احمد میں بھی ایسا ہی ہوا کہ چند افراد کی غلطی کا خیازدہ سارے مسلمانوں کو بھتاپاڑا۔ اہل اسلام کی آنماش کے لیے ایسا ہونا بھی ضروری تھا تاکہ آنندہ وہ ہوشیار رہیں اور دوبارہ ایسی غلطی نہ کریں۔ بل احمد کا تمعینہ درہ چھوڑ دینا ان کی خت غلطی تھی حالانکہ آخر حضرت ﷺ نے خختا کیہ فرمائی تھی کہ وہ ہمارے حکم بغیر کسی حال میں یہ درہ نہ چھوڑیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان

”پھر اس نے اس غم کے بعد تمہارے اوپر راحت یعنی غنووگی تازل کی کہ اس کا تم میں سے ایک جماعت پر غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ اسے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی، یہ اللہ کے بارے میں خلاف حق اور جاہلیت کے خیالات قائم کر رہے تھے اور یہ کہ رہے

۴۰۶۷ - حدثني عمرو بن خالد حدثنا
زهير حدثنا أبو إسحاق قال: سمعت
البراء بن عازب رضي الله عنهما قال:
جعل النبي ﷺ على الرجال يوم أحد عند
الله بن خير وأقبلوا منهزمين فذاك إذ
يدعوهم الرسول في آخرهم.

[رواى عن]

۲۱۔ باب

وَهُمْ أَنْزَلُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْفَمِ أَمْنَةً نَعَامًا
يَغْشِي طَافَةً مِنْكُمْ وَطَافَةً فَذَ أَفْعَثُهُمْ
أَنْفُسَهُمْ يَظْهُونَ بِاللَّهِ غَيْرُ الْحَقِّ طَنَّ
الْحَاجِلَيْةَ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ

تھے کہ کیا ہم کو بھی کچھ اختیار ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ کا ہے۔ یہ لوگ دلوں میں اسی بات چھپائے ہوئے ہیں جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ کچھ بھی ہمارا اختیار چلا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں ہوتے تب بھی وہ لوگ جن کے لیے قتل مقدر ہو چکا تھا، اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی پڑتے اور یہ سب اس لیے ہوا کہ اللہ تمہارے دلوں کی آزمائش کرے اور تاکہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے صاف کرے اور اللہ تعالیٰ دل کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔“

شہدائے احمد پر جو غم مسلمانوں کو ہوا اس کی تسلی کے لیے یہ آیات نازل ہوئیں جن میں مسلمانوں کے لیے بہت اسیق پوشیدہ ہیں۔ گھری نظر سے مطالع ضروری ہے۔

(۳۰۶۸) اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، انہوں نے قادہ سے سنا اور ان سے انس بن شیر نے اور ان سے ابو طلحہ بن شیر نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہیں غزوہ احمد کے موقع پر اوگھے نے آگھرا تھا اور اسی حالت میں میری تکوar کئی مرتبہ (ہاتھ سے چھوٹ کر، بے اختیار) اگر پڑی تھی۔ میں اسے اٹھایتا، پھر گرجاتی اور میں اسے پھر اٹھایتا۔

باب اللہ تعالیٰ کافرمان ”آپ کو اس امر میں کوئی اختیار نہیں۔ اللہ خواہ ان کی توبہ قبول کرے یا انہیں عذاب کرے، پس بے شک وہ ظالم ہیں“

حید اور ثابت بیانی نے حضرت انس بن شیر سے بیان کیا کہ غزوہ احمد کے موقع پر نبی کرم ﷺ کے سرما برک میں زخم آگئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاج پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا۔ اس پر (آیت) ﴿لَيْسَ لَكُمْ الْأَمْرُ شَيْءٌ﴾ نازل ہوئی۔

(۳۰۶۹) ہم سے یحییٰ بن عبد اللہ سلمی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معرنے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے، اپنے والد عبد اللہ بن عمر بن حینہ سے کہ انہوں رسول اللہ ﷺ

شیء قائل: ان الأمر كله الله يخعون في
النفسهم ما لا يندون لك يقولون لوز كان
لـ من الأمر شيء ما فعلنا ههـنـا قـلـ : لـوز
كتـمـ في سـوتـكمـ لـبرـزـ الـذـينـ كـحبـ عـلـيـهـمـ
الـشـلـ إلىـ سـجـعـهـمـ وـلـيـتـلـيـ اللهـ ماـ فـيـ
صـدـورـكـمـ وـلـيـمـحـضـ مـاـ فـيـ قـلـوبـكـمـ وـالـهـ
عـلـيـهـ بـذـاتـ الصـدـورـ﴾.

۴۰۶۸ - وَقَالَ لِي خَلِيفَةً حَدَّثَنَا يَزِيدَ بْنَ زَرِيعَ حَدَّثَنَا سَعِيدَ بْنَ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنْتَ فِيمَنْ تَعْشَاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أَخْدَى حَتَّى سَقَطَ سَيِّفِي مِنْ يَدِي هَرَارًا يَسْقُطُ وَآخَذَهُ وَيَسْقُطُ وَآخَذَهُ . [۴۵۶۲] .

۲۲ - باب

﴿لَيْسَ لَكُمْ الْأَمْرُ شَيْءٌ أَوْ يَنْبُو
عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾

قال حميد وثبت عن أنس شيخ السنى
هـلـ يـوـمـ أـخـدـهـ فـقـالـ : ((كـيفـ يـقـلـخـ فـوـمـ
شـجـوـاـ نـيـهـمـ)) فـنـزـلـتـ ﴿لَيْسَ لَكُمْ
الْأَمْرُ شَيْءٌ﴾ . [آل عمران : ۱۲۸]

۴۰۶۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
السَّلَمِيُّ أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرَ عَنْ
الرَّهْبَرِيِّ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ

سے نا، جب آخرت میں یہ مجرکی آخری رکعت کے روئے سے سر مبارک اٹھاتے تو یہ دعا کرتے ”اے اللہ! قلاں، قلاں اور قلاں“ (یعنی صفوان بن امیہ، سمیل بن عمرو اور حارث بن ہشام) کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔“ یہ دعا آپ ﷺ سمع اللہ لمن حمده۔ ربنا لک الحمد ﴿ کے بعد کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ سَّعَى فَإِنَّهُمْ طَالِبُونَ﴾ (آل عمران: ۱۲۸) تک تازل کی۔

(۲۰۷۰) اور حنظله بن ابی سفیان سے روایت ہے، انہوں نے میاں کیا کہ میں نے سالم بن عبد اللہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے لیے بدعا کرتے تھے، اس پر یہ آیت ﴿لَيْسَ لَكُمْ إِنْ اَمْرٌ شَيْءٌ﴾ سے ﴿فَإِنَّهُمْ ظَلَمُونَ﴾ تک نازل ہوئی۔

رَسُولُ اللَّهِ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنِ الْمُكَوْعَدِ
مِنَ الرَّمْكَعَةِ الْأَخِيرَةِ مِنْ الْفَجْرِ يَقُولُ:
((اللَّهُمَّ أَغْنِنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا)) بَعْدَمَا
يَقُولُ : ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبِّنَا وَلَكَ
الْحَمْدُ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ
شَيْئًا إِلَى قَوْلِهِ ((فَلَيْسُهُمْ طَالِمُونَ)).

أطْرَافُهُ فِي: ٤٠٧٠، ٤٥٥٩، ٧٣٤٦.]
 ٤٠٧٠ - وَعَنْ حُكْمَةِ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ قَالَ:
 سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كَانَ
 رَسُولُ اللَّهِ يَذْغُو عَلَى صَفَوَانَ بْنَ أَمِيَّةَ
 وَسَهْلَ بْنَ عَمْرُو وَالْخَارِثَ بْنَ هِشَامَ
 فَزَرَأْتَ هُلَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شِئْتَهُ إِلَى
 قُولَهُ «فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ». [رَاجِعٌ: ٤٠٦٩]

لشیخ یہ تینوں شخص اس وقت کافر تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی توفیق دی اور شاید یہی حکمت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ان کے لیے بدوا کرنے سے منع فرمایا۔ کہتے ہیں جنگ احمد میں عتبہ بن ابی وقار نے آپ کا نیچے کا دانت توڑا اور نیچے کا ہونٹ زخمی کیا اور عبداللہ بن شاہب نے آپ کا چہرہ زخمی کیا اور عبداللہ بن قیمہ نے پھرمار کر آپ کا رخسار زخمی کیا۔ زرہ کے دو چھٹے آپ کے مبارک رخسار میں مگس گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تھم کو ذلیل و خوار کرے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ ایک پھاڑی بکری نے سینگ مار کر ہلاک کر دیا۔ بعضوں نے کہا یہ آیت قاریوں کے قصے میں اتری جب آپ رعل اور ڈکوان اور عصیہ وغیرہ قبائل پر لعنت کرتے تھے لیکن اکثر کا یہی قول ہے کہ یہ آیت احمد کے باب میں اتری ہے۔ (وحیدی)

باب حضرت ام سلیط رعنی اللہ کا تذکرہ

٤٣ - باب ذِكْر أُمّ سَلِيْطٍ

ام سلیط کا خاوند ابو سلیط بھرت کے قبل ہی انقال کر گیا تھا۔ پھر ان سے مالک بن سفیان خدری نے نکاح کر لیا اور ان سے حضرت ابو عسید خدری رضی اللہ عنہ مشور صحابی پیدا ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(اکے ۳۰) ہم بے بھی بن کیرنے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا،
اللیث عن یونس عن ابن شہاب. وقال
تغلبة بن أبي مالک: إن عمر بن الخطاب
رضي الله عنه قسم مروطاً بين النساء من
أهل المدينة فبقي منها مربطاً جيداً

یا امیر المؤمنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نوای کو دے دیجئے جو آپ کے نکاح میں ہیں۔ ان کا اشارہ حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کی طرف تھا۔ لیکن حضرت عمر بن الخطب نے کہ حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہما ان سے زیادہ مستحق ہیں۔ حضرت ام سلیط بنہ شفیعہ کا تعلق قبیلہ النصار سے تھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر بن الخطب نے کہا کہ غزوہ احمد میں وہ ہمارے لیے پانی کی مشک بھر بھر کر لاتی تھی۔

ان کے اسی مبارک عمل کو ان کے لیے وجہ فضیلت قرار دیا گیا اور چادر ان ہی کو دی گئی۔ حضرت عمر بن الخطب نے جس نظر بصیرت کا بہاں ثبوت دیا اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضا۔

باب حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن عبد اللہ کی شہادت کا بیان

(۳۰۷۲) مجھ سے ابو جعفر محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جہنم بن شنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن فضیل نے، ان سے سلیمان بن یسار نے، ان سے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری بنہ شفیعہ نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن عدی بن خیار بنہ شفیعہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب حصہ پہنچے تو مجھ سے عبد اللہ بنہ شفیعہ نے کہا، آپ کو وحشی (ابن حرب) عہدی جس نے غزوہ احمد میں حمزہ بنہ شفیعہ کو قتل کیا اور ہندہ زوجہ ابوسفیان نے ان کی لاش کا مثلہ کیا تھا (سے تعارف ہے۔ ہم ہل کے ان سے حمزہ بنہ شفیعہ کی شہادت کے بارے میں معلوم کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ضرور چلو۔ وحشی حصہ میں موجود تھا۔ چنانچہ ہم نے لوگوں سے ان کے بارے میں معلوم کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ اپنے مکان کے سامنے میں بیٹھے ہوئے ہیں، جیسے کوئی برا سا کپاہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ہم ان کے پاس آئے اور تھوڑی دیر ان کے پاس کھڑے رہے، پھر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ بیان کیا کہ عبد اللہ نے اپنے عمامہ کو جسم پر اس طرح لپیٹ رکھا تھا کہ وحشی صرف ان کی آنکھیں اور پاؤں دیکھ سکتے تھے۔ عبد اللہ نے پوچھا، اے وحشی! کیا تم نے مجھے پہچانا؟

فقالَ لَهُ بَعْضٌ مِّنْ عَنْدِهِ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِهِ هَذَا بَنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي عِنْدَكَ ، يُرِيدُونَ أُمَّ كُلُّ ثُمَّ بِنْتَ عَلِيًّا فَقَالَ عُمَرُ : أُمَّ سَلِيْطٍ أَحَقُّ بِهِ مِنْهَا وَأُمَّ سَلِيْطٍ مِّنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَاعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ . قَالَ عُمَرُ : وَإِنَّهَا كَانَتْ تَزُفُّ لَنَا الْقُرْبَ بِيَوْمِ أَخْدَبٍ . [راجح: ۱۲۸۸]

۲۴ - باب قُتْلِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(۴۰۷۲) حدیثی ابی حعفر محمد بن عبد اللہ حدیثنا حجین بن المسنی حدیثنا عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ عن عبد اللہ بن الفضل عن سلیمان بن یسار عن جعفر ابن عمرو بن امیہ الضامری قال خرجت مع عبید اللہ بن عدی بن الحیار فلما قدمنا حمص قال لی عبید اللہ بن عدی هل لک فی وحشی نسالد عن قتل حمزہ قلت: نعم۔ وکان وحشی یسكن حمص فسألنا عنده فقيل لنا هو ذاك في ظل قصره۔ كانه حمیت قال: فجئنا حتى وقفنا عليه بیسر. فسلمنا فرد السلام قال وعبيد الله متعجر بعمامته ما يرى وحشی الا عینيه ورجلیه؟ فقال عبید الله يا وحشی اتعرفني؟ قال: فنظر اليه

راوی نے بیان کیا کہ پھر اس نے عبید اللہ کو دیکھا اور کہا کہ نہیں، خدا کی قسم! البتہ میں اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا، اسے ام قال بنت ابی الصیح کہا جاتا تھا پھر کہ میں اس کے بیان ایک بچ پیدا ہوا اور میں اس کے لیے کسی اتنا کی تلاش کے لیے گیا تھا۔ پھر میں اس بچے کو اس کی (رضاعی) مام کے پاس لے گیا اور اس کی والدہ بھی ساتھ تھی۔ غالباً میں نے تمہارے پاؤں دیکھے تھے۔ بیان کیا کہ اس پر عبید اللہ بن عدی بن خیار نے اپنے چہرے سے پڑا، مٹایا اور کہا، ہمیں تم حمزہ بن خیار کی شادت کے واقعات بتا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں بات یہ ہوئی کہ بد رکی لڑائی میں حضرت حمزہ بن خیار نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔ میرے آقا جیر بن مطعم نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے حمزہ بن خیار کو میرے بچا (طبعہ) کے بد لے میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ انہوں نے بتایا کہ پھر جب قریش عینین کی جنگ کے لیے نکلے۔ عینین احمد کی ایک پاڑی ہے اور اس کے اور احمد کے درمیان ایک وادی حائل ہے۔ تو میں بھی ان کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے ہو لیا۔ جب (دونوں فوجیں آئنے سامنے) لڑنے کے لیے صفائی ہو گئیں تو (قریش کی صفائی میں سے) سباع بن عبد العزیز نکلا اور اس نے آواز دی، ہے کوئی لڑنے والا؟ بیان کیا کہ (اس کی اس دعوت مبارزت پر) امیر حمزہ بن عبد المطلب بن خیار نکل کر آئے اور فرمایا، اے سباع! اے ام انمار کے بیٹے! جو عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی، تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے آیا ہے؟ بیان کیا کہ پھر حمزہ بن خیار نے اس پر حملہ کیا (اور اسے قتل کر دیا) اب وہ واقع گزرے ہوئے دن کی طرح ہو چکا تھا۔ وحشی نے بیان کیا کہ ادھر میں ایک چنان کے بیچے حمزہ بن خیار کی تاک میں چاہو جوں ہی وہ مجھ سے قریب ہوئے، میں نے ان پر اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا، نیزہ ان کی ٹاف کے بیچے جا کر لگا اور ان کی سرین کے پار ہو گیا۔ بیان کیا کہ یہی ان کی شادت کا سبب بنا، پھر جب قریش واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آگیا اور مکہ میں مقیم رہا۔ لیکن جب مکہ بھی اسلامی

ثُمَّ قَالَ : لَا وَاللَّهِ إِلَّا أَنِّي أَعْلَمُ أَنْ عَدِيُّ بْنُ الْخَيَارَ تَرَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا أُمُّ قَاتَلَ بُنْتَ أَبِي الْعَيْصِ، فَوَلَدَتْ لَهُ غَلَامًا بِمَكْهَةٍ فَكَنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ فَحَمَلْتُ ذَلِكَ الْغَلَامَ مَعَ أَمِّهِ فَأَوْلَقْتُهَا إِيَّاهُ فَلَكَانَتِي نَظَرْتُ إِلَى قَدْمَيْكَ، قَالَ : فَكَشَفْتُ عَبِيدَ اللَّهِ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ أَلَا تُحِبِّنَا بِقُتْلِ حَمْزَةَ؟ قَالَ : نَعَمْ، إِنَّ حَمْزَةَ قُتِلَ طَعْيَةً بْنَ عَدِيِّ بْنَ الْخَيَارِ بِبَدْرٍ، قَالَ لِي مَوْلَايِي جَيْشِرُ بْنُ مَطْعَمٍ : إِنَّ قُتْلَتْ حَمْزَةَ بِعَمَّيِ فَلَتْ حَرْ، قَالَ فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ وَعَيْنَيْنِ جَبَلَ بِحِجَالِ أَخْدِ بَنِيَّةَ وَبَنِيَّةَ وَادِ خَرْجَتْ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقَاتَلِ فَلَمَّا أَنْ اصْنَفُوا لِلْقَاتَلِ خَرَجَ سَبَاعُ، قَالَ : هَلْ مِنْ مَبَارِزٍ؟ قَالَ : فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُطَلْبِ، قَالَ : يَا سَبَاعَ يَا ابْنَ أَمِّ النَّمَارِ مُقْطَعَةً الْبَطْوَرِ اتَّحَادَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : ثُمَّ شَدَ عَلَيْهِ فَكَانَ كَأَمْسِ الْذَاهِبِ، قَالَ : وَكَمْنَتْ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةً فَلَمَّا دَنَّ مِنِي رَمِيَّتِهِ بِحَرَبِيِّ فَأَضْعَفَهَا فِي ثَنَيِّهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَبِيِّهِ قَالَ : فَكَانَ ذَلِكَ الْعَهْدُ بِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعَتْ مَعَهُمْ فَأَقْمَتْ بِمَكْهَةٍ حَتَّى فَشَأْ فِيهَا الإِسْلَامَ ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الطَّائِفِ فَأَرْسَلُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سلطنت کے تحت آگیا تو میں طائف چلا گیا۔ طائف والوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک قادر بھیجا تو مجھ سے وہاں کے لوگوں نے کہا کہ انبیاء کسی پر زیادتی نہیں کرتے (اس لیے تم مسلمان ہو جاؤ۔ اسلام قبول کرنے کے بعد تمہاری بچھلی تمام غلطیاں معاف ہو جائیں گی) چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ نے مجھے دیکھا تو دریافت فرمایا، کیا تمہارا ہی نام وحشی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تمیں نے حمزہ بن شوہر کو قتل کیا تھا؟ میں نے عرض کیا، جو آنحضرت ﷺ کو اس معاملے میں معلوم ہے وہی صحیح ہے۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا، کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ اپنی صورت مجھے کبھی نہ دکھاؤ؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں وہاں سے نکل گیا۔ پھر حضور ﷺ کی جب وفات ہوئی تو مسیلمہ کذاب نے خروج کیا۔ اب میں نے سوچا کہ مجھے مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں ضرور شرکت کرنی چاہیے۔ ممکن ہے میں اسے قتل کر دوں اور اس طرح حضرت حمزہ بن شوہر کے قتل کا کچھ بدل ہو سکے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں بھی اس کے خلاف جنگ کے لیے مسلمانوں کے ساتھ نکلا۔ اس سے جنگ کے واقعات سب کو معلوم ہیں۔ بیان کیا کہ (میدان جنگ میں) میں نے دیکھا کہ ایک شخص (مسیلمہ) ایک دیوار کی دراز سے لگا کھڑا ہے۔ جیسے گندی رنگ کا کوئی اوٹ ہو۔ سر کے بال پر بیان تھے۔ بیان کیا کہ میں نے اس پر بھی اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا۔ نیزہ اس کے سینے پر لگا اور شانوں کو پار کر گیا۔ بیان کیا کہ اتنے میں ایک صحابی انصاری جھٹے اور تکوار سے اس کی کھوپڑی پر مارا۔ (عبدالعزیز بن عبد اللہ نے) بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن فضل نے بیان کیا کہ پھر مجھے سلیمان بن یسار نے خبر دی اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن ابی شٹا سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ (مسیلمہ کے قتل کے بعد) ایک لڑکی نے چھست پر کھڑی ہو کر اعلان کیا کہ امیر المؤمنین کو ایک کالث علام (یعنی حضرت وحشی) نے قتل کر

وَسَلَّمَ رَسُولًا فَقَيلَ لِي إِنَّهُ لَا يَهْبِطُ الرَّسُولُ فَالْأَنْ : فَخَرَجَتْ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِيمَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَيْتَنِي قَالَ : ((أَنْتَ وَحْشِيٌّ)) ؟ قَلَّتْ : نَعَمْ . قَالَ : ((أَنْتَ قَتَّلْتَ حَمْزَةَ)) ؟ قَلَّتْ : فَذَ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ مَا فَذَ بَلَغْتَ . قَالَ : ((فَهَلْ تَسْتَطِعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِي)) ؟ قَالَ : فَخَرَجَتْ فَلَمَّا قُضِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسْلِمًا الْكَذَابَ قَلَّتْ لَا خَرْجَنَ إِلَى مُسْلِمَةَ لَعْلَى أَقْتُلُهُ فَأَكْافِيَ بِهِ حَمْزَةَ قَالَ : فَخَرَجَتْ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ فَإِذَا رَجَلٌ قَاتَمْ فِي ثَلَمَةٍ جَدَارٌ كَانَهُ جَمْلٌ أُورْقَ ثَانِي الرَّؤْسِ قَالَ : فَرَمَيْتَ بِحَرْبِتِي فَاضْعَفَهَا بَيْنَ ثَدَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتْفِيهِ . قَالَ : وَوَظَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَصَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامِيْهِ . قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ فَأَخْبَرَنِي سَلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمَعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ : فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلَى ظَهِيرَتِ بَيْتِ وَأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ قَتَّلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ .

لیشیم عرب میں مردوں کی طرح عورتوں کا بھی خفتہ ہوتا تھا اور جس طرح مردوں کے ختنے مرد کیا کرتے تھے، عورتوں کے ختنے عورتیں کیا کرتی تھیں۔ یہ طریقہ جاہلیت میں بھی رائج تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی جو بعض سنتیں عربوں میں باقی رہ گئی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔ چونکہ سباع بن عبد العزیز کی مار، عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی، اس لیے حمزہ بن بشیر نے اس کی مار کے پیشے کی عار دلائی۔ وحشی مسلمان ہو گیا اور اسلام لانے کے بعد اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔ لیکن انہوں نے آپ ﷺ کے محترم پیغمبر حضرت حمزہ بن بشیر کو قتل کیا تھا، اتنی بے درودی سے کہ جب وہ شہید ہو گئے تو ان کا سینہ چاک کر کے اندر سے دل نکلا اور لاش کو گاڑ دیا۔ اس لیے یہ ایک قدرتی بات تھی کہ انہیں دیکھ کر حمزہ بن بشیر کی مار اگریز شادت آنحضرت ﷺ کو یاد آ جاتی۔ اس لیے آپ نے اس کو اپنے سے دور رہنے کے لیے فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت حمزہ بن بشیر کو سید الشہداء قرار دیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يلتمس حمزة فوجده بطن الوادي قد مثل به فقال لولا ان تحزن صفة بنت عبداللطيف وتكون سنة بعدى لتركته حتى يعشر من بطون السبع وتوacial الطير زاد بن هشام قال وقال لن اصحاب بمثلك ابدا ونزل جبرائيل فقال ان حمزة مكتوب في السماء اسد الله واسد رسوله وروى البزار والطبراني باسناد فيه ضعف عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم لمارا حمزة قد مثل به قال رحمة الله عليك لقد كنت وصولا للرحم لعملا للخبر ولولا حزن من بعدك لسرني ان ادعك حتى تحشر من احوالك شتي ثم حلف وهو بمكانه لامثلن سبعين منهم فنزل القرآن وان عاقبتهم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به الاية الخ (فتح الباري) یعنی احمد کے موقع پر رسول کریم ﷺ حضرت امیر حمزہ بن بشیر کی لاش تلاش کرنے تکلیف تو اس کو ایک وادی میں پایا جس کا مثلہ کر دیا گیا تھا۔ آپ کو اسے دیکھ کر اتنا غم ہوا کہ آپ نے فرمایا، اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ صفتیہ بنت عبداللطیف کو اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر کس قدر صدمہ ہو گا اور یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ میرے بعد ہر شہید کی لاش کے ساتھ ایسا ہی کرنا سنت سمجھ لیں گے تو میں اس لاش کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا۔ اسے درندے اور پرندے کھا جاتے اور یہ قیامت کے دن ان کے پیشوں سے نکل کر میدان حشر میں حاضر ہوتے۔ این ہشام نے یہ زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا، اے حمزہ! ایسا برتاب جیسا تمہارے ساتھ ان کافروں نے کیا ہے کسی کے ساتھ کبھی نہ ہوا ہو گا۔ اسی اثناء میں حضرت جبریل نازل ہوئے اور فرمایا کہ حضرت امیر حمزہ بن بشیر کا آسانوں میں یہ نام لکھ دیا گیا ہے کہ یہ اسد اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں اور بزار اور طبرانی میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب امیر حمزہ بن بشیر کی لاش کو دیکھا تو فرمایا، اے حمزہ! اللہ پاک تم پر رحم کرے۔ تم بہت ہی صدر حمی کرنے والے بہت ہی نیک کام کرنے والے تھے اور اگر تمہارے بعد یہ غم باقی رہنے کا ذرہ نہ ہوتا تو میری خوشی تھی کہ تمہاری لاش اسی حال میں چھوڑ دیتا اور تم کو مختلف جانور کھا جاتے اور تم ان کے پیشوں سے نکل کر میدان حشر میں حاضری دیتے۔ پھر آپ نے اسی جگہ قسم کھلائی کہ میں کفار کے ستر آدمیوں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا۔ اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی اور اگر تم دشمنوں کو تکلیف دینا چاہو تو اسی قدر دے سکتے ہو جتنی تم کو ان کی طرف سے دی گئی ہے اور اگر صبر کرو اور کوئی بدله نہ لو تو صبر کرنے والوں کے لیے یہی ہستہ ہے۔ اس آیت کے نازل ہونے پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یا اللہ! میں اب بالکل بدله نہ لوں گا بلکہ صبری کروں گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب غزوہ احمد کے موقع پر نبی کریم ﷺ کو جوز خم پہنچے تھے

٤٥ - باب ما أصحاب النبي ﷺ

ان کا بیان

(۳۰۷۳) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرازاق

نے بیان کیا، ان سے معرنے، ان سے ہمام نے اور انہوں نے

ابو ہریرہ بن بشیر سے سن، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

من الْجَرَاجِ يَوْمَ أَخْدُ

٤٠٧٣ - حدثنا إسحاق بن نصر حدثنا

عبد الرزاق عن معمراً عن همام سمع أبا

فرنيرة رضي الله عنه قال: قال رسول

اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر انتہائی سخت ہوا جس نے اس کے بنی کے ساتھ یہ کیا۔ آپ کا اشارہ آگے کے دندان مبارک (کے نوٹ جانے) کی طرف تھا۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس شخص (ابی بن خلف) پر انتہائی سخت ہوا۔ جسے اس کے بنی شہید نے اللہ کے راستے میں قتل کیا۔

(۳۰۷۳) مجھ سے مخلد بن مالک نے بیان کیا، کہا تم سے مجھی بن سعید اموی نے بیان کیا، کہا تم سے ابن جرچ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے علمرم نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر انتہائی غضب نازل ہوا جسے اللہ کے بنی شہید نے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس قوم پر نازل ہوا جنہوں نے اللہ کے بنی شہید کے چہرہ مبارک کو (غزوہ احمد کے موقع پر) خون آلو د کر دیا تھا۔

باب

(۳۰۷۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا تم سے یعقوب نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور انہوں نے سمل بن سعد بن شیر سے سنا، ان سے بنی کرم شہید کے (غزوہ احمد کے موقع پر ہونے والے) زخمیوں کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم؟ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ رسول اللہ شہید کے زخمیوں کو کس نے دھویا تھا اور کون ان پر پانی ڈال رہا تھا اور کس دوستے آپ کا علاج کیا گیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ بنی سہیار رسول اللہ شہید کی صاحب زادی خون کو دھو رہی تھیں۔ حضرت علی بنی شہید ڈھال سے پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ بنی سہیار نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون اور زیادہ نکلا آ رہا ہے تو انہوں نے چنانی کا ایک نکڑا لے کر جلایا اور پھر اسے زخم پر چکا دیا جس سے خون کا آنا بند ہو گیا۔ اسی دن آخر حضرت شہید کے آگے کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ حضور شہید کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا تھا اور خود سر مبارک پر نوٹ گئی تھی۔

الله علیہ السلام: ((اشتدَّ غَصْبُ الله عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَيْهِ - يُشَرِّي إِلَى رِبَاعِيهِ - اشتدَّ غَصْبُ الله عَلَى رَجُلٍ يَقْتَلُ رَسُولَ الله عَلِيِّهِ فِي سَبِيلِ الله)).

۴۰۷۴ - حدثنا مخلذ بن مالك حدثنا يحيى بن سعيد الأموي حدثنا ابن جرير عن عمرو بن دينار عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال. اشتدَّ غَصْبُ الله عَلَى مَنْ قَتَلَ النَّبِيَّ عَلِيَّهِ فِي سَبِيلِ الله اشتدَّ غَصْبُ الله عَلَى قَوْمٍ دَمَوا وَجْهَ نَبِيِّ الله عَلِيِّهِ [طرفة في: ۲۰۱۶].

باب

۴۰۷۵ - حدثنا قتيبة بن سعيد. حدثنا يعقوب عن أبي حازم. أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَهُوَ يَسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ الله عَلِيِّهِ فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَغْرِفُ مِنْ كَانَ يَسْكُنُ جُرْحَ رَسُولِ الله عَلِيِّهِ وَمِنْ كَانَ يَسْكُنُ الْمَاءَ، وَبِمَا ذُوِي. قَالَ: كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ بُنْتُ رَسُولِ الله عَلِيِّهِ تَغْسِلُ وَعَلَيْهِ يَسْكُنُ الْمَاءَ بِالْمَجْنَنِ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةَ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيدُ الدَّمَ إِلَّا كُثْرَةً أَخَدَتْ قَطْعَةً مِنْ حَصِيرٍ فَأَخْرَقَهَا وَأَلْصَقَهَا فَأَسْتَمْسَكَ الدَّمُ وَكُسْرَتْ رِبَاعِيهِ بِوَمْبَدٍ وَجُرْحٍ وَجْهَهُ وَكُسْرَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ. [راجع: ۲۴۳]

(۳۰۷۶) مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے ان سے عکس نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غصب اس شخص پر نازل ہوا جسے اللہ کے نبی نے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غصب اس شخص پر نازل ہوا جس نے (یعنی عبد اللہ بن قمیہ نے لعنة اللہ علیہ) رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو خوناخون کیا تھا۔

ابو عاصم حدثنا ابن حربیع عن عمرو بن دینار عن عکس عن عکمة عن ابن عباس قال: اشتدَّ غَصْبُ اللَّهِ عَلَى مَنْ قُتِلَ نَبِيًّا وَاشتدَّ غَصْبُ اللَّهِ عَلَى مَنْ دَمَى اللَّهَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۴۰۷۴]

تشریح ان جملہ احادیث میں جنگ احمد کا انتہائی خطرناک پہلو دھالیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ رسول کرم ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ آپ کے اگلے چار دانت شہید ہوئے جس سے آپ کو انتہائی تکلیف ہوئی۔ یہ حرکت کرنے والا ایک کافر عبد اللہ بن قمیہ تھا جس پر قیامت تک خدا کی لعنت نازل ہوتی رہے۔ اس جنگ میں دوسرا حادثہ یہ ہوا کہ خود رسول کرم ﷺ کے دست مبارک سے ابی بن خلف مکہ کا مشورہ کافر مارا گیا۔ حالانکہ آپ اپنے دست مبارک سے کسی کو مارنا نہیں چاہتے تھے مگر یہ ابی بن خلف کی انتہائی بد بخشی کی دلیل ہے کہ وہ خود حضور ﷺ کے ہاتھ سے جنم رسید ہوا۔

باب وہ لوگ جنوں نے اللہ اور اس کے رسول کی آواز کو عملًا قبول کیا (یعنی ارشاد نبوی ﷺ کی تقلیل کے لیے فوراً
تیار ہو گئے)

(۳۰۷۷) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (آیت) ”وَهُوَ لُوْغٌ جَنُونٌ نَّهَى اللَّهُ وَالرَّأْسَى كَمَا كَمَّ رَسُولُهُ“ کے رسول کی آواز پر لبیک کما۔ انہوں نے عروہ سے اس آیت کے متعلق کہا، میرے بھائیجے! تمہارے والد زبیر بن بشیر اور (نانا) ابو بکر بن بشیر بھی انہیں میں سے تھے۔ احمد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کو جو کچھ تکلیف پہنچی تھی جب وہ پہنچی اور مشرکین واپس جانے لگے تو آنحضرت ﷺ کو اس کا خطرہ ہوا کہ کمیں وہ پھرلوٹ کر حملہ نہ کریں۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ ان کا پیچھا کرنے کوں کوں جائیں گے۔ اسی وقت ستر صاحبہ رضی اللہ عنہم تیار ہو گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر بن بشیر اور حضرت زبیر بن بشیر بھی انہیں میں سے تھے۔

تشریح یہ تعاقب جنگ احمد کے خاتمہ پر اس لیے کیا گیا کہ مشرکین یہ نہ سمجھیں کہ احمد کے نقصان نے مسلمانوں کو نہ ہمال کر دیا

۴۰۷۷ - حدثنا محمد حديثاً أبو معاوية عن هشام عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها: (الذين استجابوا لله والرسول من بعد ما أصابهم الفرج للذين أحسروا منهم وأتقوا أجر عظيم) قال: لغرزة: يا ابن أخي! كان أبوك منهم الزبير وأبو بكر لمن أصاب رسول الله ﷺ ما أصاب يوم أحد وأنصرف المشركون خاف أن يرجعوا. قال: ((من يذهب في أثرهم)) فانتداب منهم سبعون رجلاً قال: كان فيهم أبو بكر والزبير.

ہے اور اگر ان پر دوبارہ حملہ کیا گیا تو وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ مسلمانوں نے ثابت کر دکھلایا کہ وہ احمد کے عظیم نقصانات کے بعد بھی کفار کے مقابلہ کے لیے ہمہ تن تیار ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ کے ہر دور میں یہی شان رہی ہے کہ وادیت سے ماہیں ہو کر میدان سے نہیں ہٹے بلکہ حالات کا استقلال سے مقابلہ کیا اور آخر کامیابی ان ہی کو ملی۔ آج بھی دنیاۓ اسلام کا یہی حال ہے مگر یاپوی کفر ہے۔

باب جن مسلمانوں نے غزوہ احمد میں شادوت پائی ان کا

بیان۔

ان ہی میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، ابو حذیفہ الیمان، انس بن نظر اور مصعب بن عمر بن جعفرؑ بھی تھے۔

(۳۰۷۸) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہما ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قاتاہ نے بیان کیا کہ عرب کے تمام قبائل میں کوئی قبلہ انصار کے مقابلے میں اس عزت کو حاصل نہیں کر سکا کہ اس کے سب سے زیادہ آدمی شہید ہوئے اور وہ قبلہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عزت کے ساتھ اٹھے گا۔ حضرت انس بن مالک بنثیر نے ہم سے بیان کیا کہ غزوہ احمد میں قبلہ انصار کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ بر معونة کے حداثہ میں اس کے ستر آدمی شہید ہوئے اور یہاں کی لڑائی میں اس کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ راوی نے بیان کیا کہ بر معونة کا واقعہ رسول اللہ ﷺ کے وقت میں پیش آیا تھا اور یہاں کی جنگ ابو بکر بنثیر کے عمد خلافت میں ہوئی تھی جو مسیلہ کذاب سے لڑی گئی تھی۔

تشریح بر معونة میں ستر وہ آدمی شہید ہوئے جو سب انصاری تھے اور قرآن مجید کے قاری تھے۔ جو محض تبلیغی خدمات کے لیے نکلے تھے گردوکے سے کفار نے ان کو شہید کر ڈالا تھا۔ آگے حدیث میں ان کی تفصیل آرہی ہے اور آگے والی احادیث میں بھی کچھ ان کے کوائف مذکور ہیں۔

(۳۰۷۹) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہما ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شاسب نے، ان سے عبد الرحمن بن کعب بن مالک نے اور انہیں حضرت جابر بن عبد اللہ بنثیر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے احمد کے شداء کو ایک ہی کپڑے میں دو دو کو کفن دیا اور آپ دریافت فرماتے کہ ان میں قرآن کا عالم سب سے زیادہ کون ہے؟ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کر کے آپ کو بتایا جاتا تو لحد میں

۲۷ - بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

يَوْمُ أَحْدٍ.

مِنْهُمْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَيْمَانُ
وَأَنَّسُ بْنُ الْظَّرْ وَمُصْنَعُ بْنُ عَمِيرٍ
٤٠٧٨ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلَيٍّ حَدَّثَنَا
مُعَاذُ بْنُ هِشَامَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ
قَاتَادَةَ، قَالَ: مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ
أَكْثَرُ شَهِيدًا أَعْزَزْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ.
قَالَ قَاتَادَةُ : وَحَدَّثَنَا أَنَّسُ بْنُ مَالِكَ أَنَّهُ
قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أَحْدٍ سَبْعَوْنَ وَيَوْمَ بِنْ
مَعْوَنَةَ سَبْعَوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةَ سَبْعَوْنَ قَالَ:
وَكَانَ بِنْ مَعْوَنَةَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ
وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ يَوْمَ
مُسْلِمَةَ الْكَذَابِ.

اللیث عن ابن شهاب عن عبد الرحمن بن كعب بن مالک أن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما أخبره أن رسول الله ﷺ كان يجمع بين الرجلين من قتل أحده في ثواب واحد ثم يقول: ((أيهم

آپ انہیں کو آگے فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں ان سب پر گواہ رہوں گا۔ پھر آپ نے تمام شداء کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرمادیا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور نہ انہیں غسل دیا گیا۔

أكْثُرُ أَخْدَا لِلْقُرْآنِ؟ فَإِذَا أَشْبَرَ لَهُ إِلَى
أَحَدٍ قَدْمَهُ فِي الْلَّهُدْ، وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ
عَلَى هُؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَمْرٌ بِدُفْنِهِمْ
بِدِمَانَهُمْ وَلَمْ يُصْلَ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَعْسُلُوا.

[راجع: ۱۳۴۳]

(۳۰۸۰) اور ابوالولید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابن المکندر نے، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میرے والد حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ شہید کر دیے گئے تو میں روئے لگا اور بار بار ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا۔ صحابہ مجھے روکتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے نہیں روکا۔ (فاطمہ بنت عمر بن الخطاب حضرت عبد اللہ کی بہن بھی روئے تھیں) آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ روؤں میں (آنحضرت ﷺ نے لاتبکیہ فرمایا، یا ماتبکیہ) راوی کوشک ہو گیا) فرشتے برادر ان کی لاش پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو اٹھایا گیا۔

٤٠٨٠ - وَقَالَ أَبُو الْوَلِيدَ : عَنْ شَعْبَةِ
عَنْ أَنَسِ الْمُكْنَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا.
قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعْلَةَ أَنْكَبَ وَأَكْشَفَ
الثُّوبَ عَنْ وَجْهِهِ فَجَعَلَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ
بِهِ يَهُونُونِي وَالنَّبِيُّ بِهِ لَمْ يَنْهَنِي
النَّبِيُّ بِهِ: ((لَا تَبْكِيهِ - أَوْ مَا تَبْكِيهِ - مَا
زَالَ الْمَلَائِكَةُ تُظَلَّهُ بِأَجْنَحَهَا)) حَتَّى
رُفِعَ. [راجع: ۱۲۴۴]

شیخ جگ احمد کے شہیدوں کے فضائل و مناقب کا کیا کہنا ہے۔ یہ اسلام کے وہ نامور فرزند ہیں جنہوں نے اپنے خون سے شجر اسلام کو پروان چڑھایا۔ اسلامی تاریخ قیامت تک ان پر نازار رہے گی۔ ان میں سے دو دو کو لاکر ایک ایک قبریں دفن کیا گیا۔

حاجت نہیں ہے تیرے شہیدوں کو غسل کی۔

ان کو بغیر کفن دفن کیا گیا تاکہ قیامت کے دن یہ محبت الہی کے کشتگان اسی حالت میں عدالت عالیہ میں حاضر ہوں۔ حق ہے ۔

بنا کردن خوش رسمے بخارک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

میں انتہائی خوش محسوس کرتا ہوں کہ مجھ کو عزیز میں تین مرتبہ ان شداء کے کنج شہید اس پر دعائے مسنونہ پڑھنے کے لیے حاضری کا موقع ملا۔ ہر حاضری پر واقعات ماضی یاد کر کے دل بھر آیا اور آج بھی جبکہ یہ طرس لکھ رہا ہوں آنکھوں سے آنہوں کا سیلاب رواں ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن ان قطروں کو گناہوں کی نار دوزخ بھجنے کے لیے دریاؤں کا درجہ عطا فرمائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

(۳۰۸۱) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری بن شریعت نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اور اس سے

٤٠٨١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءَ حَدَّثَنَا
أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ بُرِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرَى عَنِ النَّبِيِّ قَالَ

اس کی دھار نوٹ گئی۔ اس کی تعبیر مسلمانوں کی اس نقصان کی شکل میں ظاہر ہوئی جو غزوہ احمد میں اٹھانا پڑا تھا۔ پھر میں نے دوبارہ اس تکوار کو ہلایا تو پھر وہ اس سے بھی زیادہ عمدہ ہو گئی جیسی پسلے تھی، اس کی تعبیر اللہ تعالیٰ نے فتح اور مسلمانوں کے پھر از سرنو اجتماع کی صورت میں ظاہر کی۔ میں نے اسی خواب میں ایک گائے دیکھی تھی (جو ذبح ہو رہی تھی) اور اللہ تعالیٰ کے تمام کام خیروبر کرت لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کی تعبیر وہ مسلمان تھے (جو) احمد کی لائی میں (شہید ہوئے)

((رأيَتُ فِي رُؤْيَايِي أَنِّي هَزَّتْ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أَصَبَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُخْدُ، ثُمَّ هَزَّتْهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ بِهِ اللَّهُ عَنِ الْفُقْحَ، وَاجْتَمَاعُ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقْرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُخْدُ)). [راجع: ۳۶۲۲]

بظاہر جگہ احمد کا حادثہ بتت عجین تھا مگر بنضلمہ تعالیٰ بعد میں مسلمان جلد ہی سنبھل گئے اور اسلامی طاقت پھر مجتمع ہو گئی۔ گویا احمد کا حادثہ مسلمانوں کی آئندہ زندگی کے لیے نفع بخش تھا ہوا۔ احمد کے علم برداران حضرت خالد اور حضرت ابوسفیان بیہقی جیسے حضرات داخل اسلام ہو گئے۔ حق ہے ﴿وَاللَّهُ أَمْنِيَ نُورُهُ وَلَوْكَرَةُ الْكَفَّارُونَ﴾ (الصف: ۸)

(۳۰۸۲) ہم سے احمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا تم سے زہر نے بیان کیا، کہا تم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شفیق نے اور ان سے خباب بنثیر نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کرم ﷺ کے ساتھ بھرت کی اور ہمارا مقصد اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا تھا۔ ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ثواب دیتا۔ اب بعض لوگ توہہ تھے جو اللہ سے جا ملے اور (دنیا میں) انہوں نے اپنا کوئی ثواب نہیں دیکھا۔ مصعب بن عمير بنثیر بھی انہیں میں سے تھے۔ غزوہ احمد میں انہوں نے شادت پائی اور ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز انہوں نے نہیں چھوڑی۔ اس چادر سے (کفن دیتے وقت) جب ہم ان کا سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتا اور پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا تھا۔ آپ نے ہم سے فرمایا کہ چادر سے سر چھادو اور پاؤں پر از خرگھاس رکھ دو۔ یا آپ نے یوں فرمایا کہ ﴿القواعلی رجلیه من الاذخر﴾ (یعنی ان کے پیروں پر از خرگھاس ڈال دو۔ دونوں جملوں کا مطلب ایک ہی ہے) اور ہم میں بعض وہ ہیں جنہیں ان کے اس عمل کا پھل (اسی دنیا میں) دے دیا گیا اور وہ اس سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

[راجح: ۱۲۷۶] فائدہ اٹھانے والے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو بعد میں اقطار ارض کے وارث ہو کر وہاں کے تاج و تخت کے مالک

۴۰۸۲ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَهْيَرُ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ شَفِيقِ عَنْ خَبَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ نَبْغِي وَجْهَ اللَّهِ فَوْجِبَ أَخْرَنَا عَلَى اللَّهِ فَمَنْ مِنْ مَضِيَ أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُضْعِبُ بْنُ عَمِيرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُخْدُ وَلَمْ يَتَرَكْ إِلَّا نَمَرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَ رِخْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((غَطُّوْا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوْا عَلَى رِجْلَيْهِ الْإِذْخَرَ - أَوْ قَالَ - الْقَوَا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخَرِ)) وَمَنْ مِنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَةً فَهُوَ يَهْدِيْهَا.

[راجح: ۱۲۷۶]

ہوئے اور اللہ نے ان کو دنیا میں بھی خوب دیا اور آخرت میں بھی اجر عظیم کے حق دار ہوئے اور جو لوگ پہلے ہی شہید ہو گئے، ان کا سارا ثواب آخرت کے لیے بمع جواہر ہوا۔ دنیا میں انہوں نے اسلامی ترقی کا دور نہیں دیکھا۔ ان ہی میں حضرت مصعب بن عینہ مبلغ جسے نوجوان اسلام کے سچے فدائی بھی تھے جن کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔ یہ قریشی نوجوان اسلام کے اوپر مبلغ تھے جو بھرت نبوی سے پہلے ہی مدینہ آکر ارشادت اسلام کا اجر عظیم حاصل فرمائے تھے۔ ان کے تفصیلی حالات بار بار مطالعہ کے قابل ہیں جو کسی دوسری جگہ تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔

باب ارشاد نبوی کہ احمد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے۔

عباس بن سمل نے راوی ابو حمید سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے۔

(۳۰۸۳) ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا، کہما کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں قرہ بن خالد نے، انہیں قباہ نے اور انہوں نے حضرت انس بن میثہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، احمد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

(۳۰۸۴) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیکی نے بیان کیا، کہما ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں مطلب کے غلام عمرو بن ابی عمرو نے اور انہیں انس بن مالک بن میثہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کو (خیر سے واپس ہوتے ہوئے) احمد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا، یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے کہ کو حرمت والا شر قرار دیا تھا اور میں ان دو پتھریلے میدانوں کے درمیان علاقے (مدینہ منورہ) کو حرمت والا شر قرار دیتا ہوں۔

رسول کریم ﷺ نے بھرت کے بعد مدینہ منورہ کو اپنا ایسا طن قرار دے لیا تھا کہ اس کی محبت آپ کے ہر رگ و پے میں جاگزیں ہو گئی تھی۔ وہاں کی ہر چیز سے محبت کا ہوتا آپ کاظمی تھا اسی بنا پر پہاڑ احمد سے بھی آپ کو محبت تھی جس کا یہاں اظہار فرمایا۔ ورش میں مدینہ منورہ سے الفت و محبت ہر مسلمان کو ملی ہے۔ حدیث سے مدینہ منورہ کا مثل مکہ حرم ہونا بھی ثابت ہوا۔ مگر بعض لوگ حرمت مدینہ کے قائل نہیں ہیں اور وہ ایسی احادیث کی مختلف تاویل کر دیتے ہیں، جو صحیح نہیں۔ مدینہ بھی اب ہر مسلمان کے لیے مثل مکہ حرم محترم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بار بار اس مقدس شرمنی حاضری کی سعادت عطا فرمائے، آمین۔

(۳۰۸۵) مجھ نے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہما ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الحیرہ اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر بن میثہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن باہر

۲۸ - باب أَحُد يَحْبَّنَا

قال عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ : عَنْ أَبِي حَمِيدٍ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ .

۴۰۸۳ - حدثني نصر بن علي قال: أخبرني أبي عن فردة بن خالد، عن قتادة سمعت أنسا رضي الله عنه أذ النبي ﷺ قال: هذا جبل يحبنا ونحبه.

۴۰۸۴ - حدثنا عبد الله بن يوسف أخبرنا مالك عن عمرو مولى المطلب عن أنس بن مالك رضي الله عنه أذ رسول الله ﷺ طلع له أحد فقال: ((هذا جبل يحبنا ونحبه، اللهم إنا لرب ابراهيم حرم مكة، وإن حرمت المدينة ما بين لابتيها)). [راجع: ۳۷۱]

اللیث عن یزید بن ابی حبیب، عن ابی الحیرہ عن عقبة أذ النبي ﷺ خرج يوما

تشریف لائے اور شدائے احمد پر نماز جنازہ ادا کی، جسے مردوں پر ادا کی جاتی ہے۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہارے آگے جاؤں گا، میں تمہارے حق میں گواہ رہوں گا، میں اب بھی اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجی عطا فرمائی گئی ہے یا (آپ نے یوں فرمایا) مفاتیح الارض یعنی زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ (دونوں جلوں کا مطلب ایک ہی ہے) خدا کی قسم! میں تمہارے بارے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اس کا ذر ہے کہ تم دنیا کے لیے حرص کرنے لگو گے۔

قصصیٰ علیٰ أَهْلِ أَخْدُ صَلَاتَةَ عَلَى الْمَيْتِ
ثُمَّ اَنْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنِّي فَرَطْ
لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي لَا نَظُرٌ إِلَى
حَوْضِي الْآنِ، وَإِنِّي أَغْطِيَتُ مَفَاتِيحَ
خَرَائِنَ الْأَرْضِ - أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ -
وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا
بَعْدِي، وَلَكُنْيَتِي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا
فِيهَا)). [راجح: ۳۷۱]

روایات میں کسی نہ کسی طرح سے احمد پراز کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ رسول کشم ملکہ بنے کہ سے آنے کے بعد مدینہ منورہ کو اپنا دا انگی وطن قرار دے لیا تھا اور اس شر سے آپ کو اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ یہاں کا ذرہ ذرہ آپ کو محبوب تھا۔ اسی محبت سے احمد پراز سے بھی محبت ایک فطری چیز تھی۔ آج بھی یہ شرہ مسلمان کے لیے جتنا پیارا ہے وہ ہر مسلمان جانتا ہے۔ حدیث سے قبرستان میں جا کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا بھی ثابت ہوا۔ بعض لوگوں نے اسے آپ کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز سے یہاں دعائے مغفرت مراد ہے۔ گھر نماز حدیث کے الفاظ ان تاویلات کے خلاف ہیں، «اللہ اعلم بالاصواب»۔

باب غزوہ رجیع کا بیان

اور رعل و ذکوان اور بر معونة کے غزوہ کا بیان اور عضل اور قارہ کا قصہ اور عاصم بن ثابت اور حبیب اور ان کے ساتھیوں کا قصہ۔ ابن اسحاق نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم بن عمر نے بیان کیا کہ غزوہ رجیع غزوہ احمد کے بعد پیش آیا۔

رجیع ایک مقام کا نام ہے۔ ہذیل کی بستیوں میں سے یہ غزوہ صفر ۲ هجری میں جنگ احمد کے بعد ہوا تھا۔ بیرونیہ اور عسفان کے درمیان ایک مقام ہے۔ وہاں قاری محکمہ کو رعل اور ذکوان قاتل نے دھوکہ سے شہید کر دیا تھا۔ عضل اور قارہ بھی عرب کے دو قبائل کے نام ہیں۔ ان کا قصہ غزوہ رجیع میں ہوا۔

(۳۰۸۶) مجھ سے ابراہیم بن موی نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خردی، انہیں معرب بن راشد نے، انہیں زہری نے، انہیں عمرو بن ابی سفیان شفیقی نے اور ان سے ابو ہریرہ ہبشه بن نعیم سے بیان کیا کہ نبی کشم ملکہ بنے جاؤسی کے لیے ایک جماعت (مکہ، قریش کی خبر لانے کے لیے) بھیجی اور اس کا امیر عاصم بن ثابت بن شوشہ کو بنا لیا، جو عاصم بن عمر بن خطاب کے ننانا ہیں۔ یہ جماعت روانہ ہوئی اور جب عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچی تو قبیلہ ہذیل کے ایک قبیلے کو نے بنو علیمان کا

وَرِغْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبَنِي مَعْوَنَةَ، وَحَدِيثَ
عَضْلٍ، وَالْقَارَةَ، وَعَاصِمٍ بْنِ ثَابِتٍ،
وَخَبَّيْبٍ، وَأَصْحَابِهِ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ :
خَدْعَنَا عَاصِمٌ بْنُ عُمَرَ أَنَّهَا بَعْدَ أَحْدَى.

٤٠٨٦ - حدیثی ابراهیم بن موسیٰ
أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ
الزَّهْرِيِّ عَنْ عُمَرُو بْنِ أَبِي سَفِيَّانَ
الشَّفَّاعِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: بَعْثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَرِيَّةَ عِنْنَا وَأَمْرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ
ثَابِتٍ وَهُوَ جَدُّ عَاصِمٍ بْنِ عُمَرَ بْنِ

جاتا تھا، ان کا علم ہو گیا اور قبیلہ کے تقویا سوتیر اندازوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے نشانات قدم کو تلاش کرتے ہوئے چلے۔ آخر ایک ایسی جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں صحابہ کی اس جماعت نے پڑا تو کیا تھا۔ وہاں ان کھبوروں کی گھٹلیاں میں جو صحابہ مدینہ سے لائے تھے۔ قبیلہ والوں نے کہا کہ یہ تو شرب کی کھبور (کی گھٹلی ہے) اب انہوں نے پھر تلاش شروع کی اور صحابہ کو پالیا۔ عاصم بن بشیر اور ان کے ساتھیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو صحابہ کی اس جماعت نے ایک میلے پر چڑھ کر پناہ لی۔ قبیلہ والوں نے وہاں پہنچ کر میلہ کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور صحابہ سے کہا کہ ہم تمیں یقین دلاتے ہیں اور عمد کرتے ہیں کہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو ہم تم سے کسی کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ اس پر عاصم بن بشیر بولے کہ میں تو کسی کافر کی حفاظت و امن میں اپنے کو کسی صورت میں بھی نہیں دے سکتا۔ اے اللہ! ہمارے ساتھ بیش آنے والے حالات کی خبر اپنے نبی کو پہنچا دے۔ چنانچہ ان صحابہ نے ان سے قتال کیا اور عاصم اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ ان کے تیروں سے شہید ہو گئے۔ خبیب زید اور ایک اور صحابی ان کے حملوں سے ابھی محفوظ تھے۔ قبیلہ والوں نے پھر حفاظت و امن کا یقین دلایا۔ یہ حضرات ان کی یقین دہانی پر اتر آئے۔ پھر جب قبیلہ والوں نے انہیں پوری طرح اپنے قبضے میں لے لیا تو ان کی کمان کی تانت اتار کر ان صحابہ کو انہیں سے باندھ دیا۔ تیرے صحابی جو خبیب اور زید کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ یہ تمہاری پہلی غداری ہے۔ انہوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ پہلے تو قبیلہ والوں نے انہیں گھینٹا اور اپنے ساتھ لے جانے کے لیے زور لگاتے رہے لیکن جب وہ کسی طرح تیار نہ ہوئے تو انہیں وہیں قتل کر دیا اور خبیب اور زید کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، پھر انہیں مکہ میں لا کر بیچ دیا۔ خبیب بن بشیر کو تو حارث بن عامر بن نو فل کے بیٹوں نے خرید لیا کیونکہ خبیب بن بشیر نے بدر کی جگہ میں حارث کو قتل کیا تھا۔ وہ ان کے میان کچھ دنوں تک قیدی کی حیثیت سے رہے۔ جس وقت ان

لخطاب فانطلقو حتّیٰ إِذَا كَانَ بَيْنَ
عَسْفَانَ وَمَكَّةَ ذَكَرُوا لِحْيَيْ مِنْ هَذِهِ
يَقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ فَتَبَعُوهُمْ بِقَرْبِ
مِنْ مَاهَةِ رَامَ فَاقْصُوْا آثارَهُمْ، حَتّیٰ أَنْوَا
مُنْرِلَا نَرْلُوْهُ فَوْجَذُوا فِيْهِ نَوَى تَمْرٍ
تَرْوَذُوْهُ مِنْ الْمَدِيْنَةِ، فَقَالُوا: هَذَا تَمْرٌ
شُرْبٌ فَجَعَوْا آثارَهُمْ، حَتّیٰ لَحْقُوْهُمْ فَلَمَّا
أَنْهَى عَاصِمٌ وَاصْحَابَهُ لَجَؤُوا إِلَى
فَدْدَ، وَجَاءَ الْقَوْمُ فَاحْاطُوا بِهِمْ،
فَقَالُوا: لَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيَاقُ، إِذْ نَرْتَمْ
إِلَيْنَا أَنْ لَا نَقْتُلْ مِنْكُمْ رَجُلًا، فَقَالَ
عَاصِمٌ: أَمَا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي دَمَّةٍ كَاْفِرٍ.
اللَّهُمَّ أَخْرِجْ عَنَّا نَبِيَّكَ، فَقَاتَلُوْهُمْ حَتّیٰ
قُتِلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالْبَلْ،
وَبَقَيْ خَبِيْبٌ وَزَيْدٌ وَرَجُلٌ آخَرٌ،
فَاعْطُوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيَاقَ، فَلَمَّا
أَغْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيَاقَ، نَزَلُوا إِلَيْهِمْ
فَلَمَّا اسْتَخَكُوا مِنْهُمْ حَلُوا أَوْتَارَ
قَسِيمَهُمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ
الثَّالِثُ الَّذِي مَعَهُمَا: هَذَا أَوْلَى الْفَدْرِ
فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَجَرَرُوهُ وَعَالَجُوهُ
عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقُتُلُوهُ
وَانْطَلَقُوا بِخَبِيْبٍ وَزَيْدٍ حَتّیٰ بَاْعُوهُمَا
بِسَكَّةٍ فَابْتَرَى خَبِيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ
عَامِرٍ بْنِ نَوْفَلٍ وَكَانَ خَبِيْبٌ هُوَ قَتْلُ
الْحَارِثِ يَوْمَ بَدْرٍ فَمَكَثَ عَنْهُمْ أَسِيرًا
حتّیٰ إِذَا أَجْمَعُوا قُتْلَةً اسْتَعَارَ مُوسَى مِنْ

سب کا خبیب بنحو کے قتل پر اتفاق ہو چکا تو اتفاق سے انہیں دونوں حارث کی ایک لڑکی (زینب) سے انہوں نے موئے زیر یاف صاف کرنے کے لیے استرمانگا اور انہوں نے ان کو استرہ بھی دے دیا تھا۔ ان کا بیان تھا کہ میرا لڑکا میری غفلت میں خبیب بنحو کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھایا۔ میں نے جو اسی حالت میں دیکھا تو بت گھبرائی۔ انہوں نے میری گھبرائت کو جان لیا، استرہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا، کیا تمہیں اس کا خطہ ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ ان شاء اللہ میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ ان کا بیان تھا کہ خبیب بنحو سے بتر قیدی میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے انہیں انگور کا خوشہ کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس وقت کہ میں کسی طرح کا پھل موجود نہیں تھا جبکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھی تھے، تو وہ اللہ کی بھیجی ہوئی روزی تھی۔ پھر حارث کے بیٹے قتل کرنے کے لیے انہیں لے کر حرم کے حدود سے باہر گئے۔ خبیب بنحو نے ان سے فرمایا مجھے دور کعت نماز پڑھنے کی اجازت دو (انہوں نے اجازت دے دی اور) جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے فرمایا کہ اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں موت سے گھبرائیا ہوں تو اور زیادہ نماز پڑھتا۔ خبیب بنحو ہی پسلے وہ شخص ہیں جن سے قتل سے پسلے دور کعت نماز کا طریقہ چلا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے لیے بددعا کی، اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے ہلاک کر دے اور یہ اشعار پڑھئے ”جب کہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کس پہلو پر اللہ کی راہ میں مجھے قتل کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر وہ نجا ہے گا تو جسم کے ایک ایک کٹے ہوئے ٹکڑے میں برکت دے گا۔“ پھر عقبہ بن حارث نے ٹکڑے ہو کر انہیں شہید کر دیا اور قریش نے عاصم بنحو کی لاش کے لیے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ لا کیں جس سے انہیں پچانا جاسکے۔ عاصم بنحو نے قریش کے ایک بست بڑے، دارکوب در کی لڑائی میں قتل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے بھروسی کی

بعض بنات العمارت لیستحدہ بها
فاعمارته قالت : ففقلت عن صبي لي
فدرج اليه حتى أتاه فوضعه على فخذها
فلم رأيته فرغت فرعة عرف ذاك مني
وفي يده الموسى . فقال : أتخشنن ان
أقتله؟ ما كنت لأقتل ذلك إن شاء الله
تعالى . وكانت تقول : ما رأيت أسرى
بطحرا من خبيب . لقدر رأيته يأكل
من قطف عنب وما بمكة يومئذ ثمرة
وانه لموثق في الحديد وما كان إلا
رزق رزقه الله . فخرجوا به من الحرم
ليقطلوا فقال : دعوني أصلني ركعتين .
تم انصرف إليهم فقال : لو لا أن تروا
إن ما بي جزع من الموت لزدت فكان
اول من سن الركعتين عند القتل هو
تم قال . اللهم أحصهم عددا ثم قال :
ما أبالى حين أقتل مسلما
على أي شق كان الله مصراعي
وذلك في ذات الإله وإن يشا
ياربك على أوصال شلو منزع
تم قام إليه غبة بن العمارت فقلله
وبعثت فريش إلى عاصم ليؤتوا بشيء
من جسدِه يعرفونه وكان عاصم قتل
عظيماً من عظمائهم يوم بدر فبعث الله
عليه مثل الظللة من الدبر . فحملته من
رسليهم فلم يقدروا منه على شيء .

ایک فوج کو بادل کی طرح ان کے اوپر بھیجا اور ان بھڑوں نے ان کی لاش کو قریش کے آدمیوں سے محفوظ رکھا اور قریش کے بھیجے ہوئے یہ لوگ (ان کے پاس نہ پہنچ سکے) کچھ نہ کر سکے۔

(۳۰۸۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دنیار نے جابر میں شاکر خبیب بن بشیر کو ابو سروعہ (عقبہ بن حارث) نے قتل کیا تھا۔

(۳۰۸۸) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الدارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک بن بشیر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ستر صحابہ کی ایک جماعت تبلیغ اسلام کے لیے بھیجی تھی۔ انہیں قاری کہا جاتا تھا۔ راستے میں بن سلیم کے دو قبیلے رعل اور ذکوان نے ایک کنویں کے قریب ان کے ساتھ مراجحت کی۔ یہ کنوں "بُرْمَوْنَةٌ" کے نام سے مشورہ تھا۔ صحابہ نے ان سے کہا کہ خدا کی قسم! ہم تمہارے خلاف یہاں لڑنے نہیں آئے ہیں بلکہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک ضرورت پر مأمور کیا گیا ہے لیکن کفار کے ان قبیلوں نے تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد حضور ﷺ صبح کی نماز میں ان کے لیے ایک ممینہ تک بددعا کرتے رہے۔ اسی دن سے دعاء توفت کی ابتداء ہوئی، ورنہ اس سے پہلے ہم دعافتتوں نہیں پڑھا کرتے تھے اور عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ ایک صاحب (عاصم احوال) نے انس بن بشیر سے دعافتتوں کے بارے میں پوچھا کہ یہ دعا کوئ کے بعد پڑھی جائے گی یا قرأت قرآن سے فارغ ہونے کے بعد؟ (رکوع سے پہلے) انس بن بشیر نے فرمایا کہ نہیں بلکہ قرأت قرآن سے فارغ ہونے کے بعد۔ (رکوع سے پہلے)

٤٠٨٧ - حدَّثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
حدَّثَنَا مُهْيَىٰثٌ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا
يَقُولُ : الَّذِي قَلَّ خُبُثًا هُوَ أَبُو سَرْوَعَةَ.

٤٠٨٨ - حدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حدَّثَنَا عبدُ
الْوَارِثِ حدَّثَنَا عبدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسِ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: بَعْثَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِينَ رَجُلًا
لِحَاجَةٍ يَقَالُ لَهُمْ: إِنَّمَا فَعَلْتُ لَهُمْ
حَيْثَانِ مِنْ بَنِي سُلَيْمَانِ رِغْلَ وَذَكْوَانَ عِنْدَ
بَنْرِ يَقَالُ لَهُمَا: بَنْرُ مَعْوَنَةَ فَقَالُوا قَوْمٌ وَاللهُ
مَا يَأْيُكُمْ أَرَذَنَا إِنَّمَا نَخْنَ مُجْتَازُونَ فِي
حَاجَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَلُوْهُمْ فَذَخَّا النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِي
صَلَّةِ الْعُدَاءِ وَذَلِكَ بَنْرُ الْقَوْتِ، وَمَا كَانَ
نَفِقْتُ. قَالَ عبدُ الْعَزِيزِ: وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا
عَنِ الْقَوْتِ أَبْغَدَ الرُّكْوَعَ أَوْ عَنْدَ فَرَاغِ
مِنِ الْقِرَاءَةِ؟ قَالَ: لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنِ
الْقِرَاءَةِ.

اراجع: ۱۰۰۱

تَسْبِيحٌ آنحضرت ﷺ نے ان ستر قاریوں کو اس لیے بھیجا تھا کہ قبائل رعل اور ذکوان اور عصیرہ اور بنو نجیان کے لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے پاس اگر کہا تھا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں، ہماری مدد کے لیے کچھ مسلمان بھیجے۔ یہ بھی مردی ہے کہ ابو راء عامر بن مالک ناہی ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! آپ چند مسلمانوں کو نجد کی طرف سمجھ دیں تو مجھے ایسے ہے کہ نجد والے مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا میں ذرا ہوں نجد والے ان کو ہلاک نہ کر دیں۔ وہ شخص

کئے گا میں ان لوگوں کو اپنی پناہ میں رکھوں گا۔ اس وقت آپ نے یہ ستر صحابی روانہ کئے۔ صرف ایک صحابی کعب بن زید بن عفر غوثی ہو کر بچ نکلے تھے۔ جنسوں نے مدینہ آگر خبر دی تھی۔

(۳۰۸۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، کہا ہم سے قادہ نے قادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن شٹو نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قوت پڑھی جس میں آپ عرب کے چند قبائل (رعل و ذکوان وغیرہ) کے لیے بد دعا کرتے تھے۔

فہماء کی اصطلاح میں اس قسم کی قوت کو قوت نازلہ کہا گیا ہے اور ایسے موقع پر قوت نازلہ آج بھی پڑھنا منسون ہے مگر صد افسوس کہ مسلمان بستی پریشانوں کے باوجود قوت نازلہ سے غافل ہیں۔

(۳۰۹۰) مجھ سے عبد الاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عربہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک بن شٹو نے بیان کیا کہ رعل، ذکوان، عصیہ اور بنو حیان نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دشمنوں کے مقابل مدد چاہی، آخر پرست ﷺ نے ستر انصاری صحابہ کو ان کی کمک کے لیے روانہ کیا۔ ہم ان حضرات کو قاری کہا کرتے تھے۔ اپنی زندگی میں معاش کے لیے دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب یہ حضرات بر معونہ پر پہنچے تو ان قبیلے والوں نے انہیں دھوکا دیا اور انہیں شہید کر دیا۔ جب حضور ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے صبح کی نماز میں ایک مہینے تک بد دعا کی۔ عرب کے انہیں چند قبائل رعل، ذکوان، عصیہ اور بنو حیان کے لیے۔ انس بن شٹو نے بیان کیا کہ ان صحابہ کے بارے میں قرآن میں (آیت نازل ہوئی اور) ہم اس کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر وہ آیت منسوخ ہو گئی (آیت کا ترجمہ) ہماری طرف سے ہماری قوم (مسلمانوں) کو خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب کے پاس آگئے ہیں۔ ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہمیں بھی (اپنی نعمتوں سے) اس نے خوش رکھا ہے۔ اور قادہ سے رواہت ہے ان سے انس بن مالک بن شٹو نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں، عرب کے چند قبائل یعنی رعل، ذکوان،

حدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا فَتَّادٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَتَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءِ مِنَ الْأَرْبَابِ۔ [۱۰۰۱] [راجع: ۱۰۰۱]

۴۰۹۰ - حدَّثَنِي عَنْدُ الْأَغْلَى بْنِ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زَرِيعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدَ بْنَ قَاتِدَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَغْلًا، ذَكْوَانَ، وَعَصِيَّةَ، وَبَنِي لَحْيَانَ، اسْتَمْدُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْدَهُمْ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ كُلُّهُمْ فَقَرَأُوا فِي زَمَانِهِمْ كَانُوا يَحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ، وَيَصْلُوُنَ بِاللَّيلِ، حَتَّى كَانُوا يَبْشِرُونَ مَعْوَنَةَ قَتْلَوْهُمْ وَعَذَرُوا بِهِمْ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَّتْ شَهْرًا يَدْعُو فِي الصَّبَّاحِ عَلَى أَحْيَاءِ مِنَ الْأَرْبَابِ عَلَى رِغْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَعَصِيَّةَ، وَبَنِي لَحْيَانَ، قَالَ أَنَسٌ فَقَرَأَنَا فِيهِمْ قُرْآنًا ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ رُفْعٌ بِلَفْغِهِ عَنَا قَوْمًا إِنَّا لَقِينَا رَبِّنَا فَرَضَنَا عَنَا وَأَرْضَانَا. وَعَنْ قَاتِدَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَاهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَّتْ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الصَّبَّاحِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءِ مِنَ الْأَرْبَابِ عَلَى رِغْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَعَصِيَّةَ، وَبَنِي

عصیہ اور بنو لیمان کے لیے بد دعا کی تھی۔ خلیفہ بن خیاط (امام بخاری کے شیخ نے) یہ اضافہ کیا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عوبہ نے بیان کیا، ان سے قیادہ نے کہ ہم سے انس بن میثہ نے یہ ستر صحابہ قبیلہ انصار سے تھے اور انہیں برمودنہ کے پاس شہید کر دیا گیا تھا۔

[راجع : ۱۰۰۱] اس حدیث میں ”نَحْنُ قَرَأْنَا“ سے مراد کتاب اللہ ہے، جیسا کہ عبد الاعلیٰ کی روایت میں ہے۔ (ان قاریوں کی ایک خاص صفت یہ بیان کی گئی کہ یہ حضرات دن میں رزق حلال کے لیے لکڑیاں فروخت کیا کرتے تھے۔ آج کے قاریوں جیسے نہ تھے جو فن قراءت کو شکم پروری کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں اور جگہ جگہ قراءت پڑھ پڑھ کر دست سوال دراز کرتے رہتے ہیں۔ الاما شاء اللہ۔

۴۰۹۱ - حدثنا موسى بن إسماعيل (۳۰۹۱) ہم سے موسى بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن میثہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے ان کے ماموں، ام سلیم (انس کی والدہ) کے بھائی کو بھی ان ستر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مشترکوں کے سردار عامر بن طفیل نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے (شرط اور تکبر کی راہ سے) تین صورتیں رکھی تھیں۔ اس نے کہا کہ یا تو یہ سمجھتے کہ دیساتی آبادی پر آپ کی حکومت ہو اور شری آبادی پر میری ہو یا پھر مجھے آپ کا جانشین مقرر کیا جائے ورنہ پھر میں ہزاروں غلطانیوں کو لے کر آپ پر چڑھائی کروں گا۔ (اس پر حضور ﷺ نے اس کے لیے بد دعا کی) اور ام فلاں کے گھر میں وہ مرض طاعون میں گرفتار ہوا۔ کہنے لگا کہ اس فلاں کی عورت کے گھر کے جوان اوث کی طرح مجھے بھی غدوہ نکل آیا ہے۔ میرا گھوڑا لاو۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے کی پشت پر ہی مر گیا۔ بھر حال ام سلیم کے بھائی حرام بن ملحان ایک اور صحابی جو لنگرے تھے اور تمیرے صحابی جن کا تعلق بنی فلاں سے تھا، آگے بڑھے۔ حرام نے (اپنے دونوں ساتھیوں سے بتو عامر تک پہنچ کر پہلے ہی) کہہ دیا کہ تم دونوں میرے قریب ہی کہیں رہتا۔ میں ان کے پاس پہلے جاتا ہوں اگر انہوں نے مجھے امن دے دیا تو تم لوگ قریب ہی ہو اور اگر مجھے انہوں نے قتل کر دیا تو آپ حضرات اپنے ساتھیوں کے پاس چلے

لختیاں۔ زاد خلیفۃ حدثنا ابن رزبیع حدثنا سعید عن قتادة، حدثنا أنس أَنَّ أَوْلِيَكَ الْمُسْتَبِعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَبُلُوا بَيْنَ مَعْوَنَةٍ قُرْآنًا كِتَابًا تَحْوَةً.

[راجع : ۱۰۰۱]

حدثنا همام عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة، قال : حدثني أنس أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالَةَ أَخَ لَامَ سَلَیْمَ فِي سَعْيَنَ رَاجِيَا، وَكَانَ رَئِيسَ الْمُشْرِكِينَ غَامِرَ بْنَ الطَّفْلِيِّ خَيْرَ بْنَ ثَلَاثَ حَصَالَ، فَقَالَ : يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السُّهْلِ وَلِي أَهْلُ الْمَدِيرِ، أَوْ أَكُونُ خَلِيفَتَكَ أَوْ أَغْرُوكَ بِأَهْلِ غَطْفَانَ بِأَنْفِ وَالْفِ فَطَعَنَ عَامِرٌ فِي بَيْتِ أَمْ فَلَانَ فَقَالَ : غَدَةَ كَعْدَةَ الْبَكْرِ فِي بَيْتِ آمَرَةَ مِنْ آلِ فَلَانَ، اتَّقُونِي بِفَرَسِيِّ فَمَاتَ عَلَى ظَهِيرَةِ فَرَسِيِّ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أَمْ سَلَیْمَ وَهُوَ رَجُلٌ أَغْرَى، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فَلَانَ فَقَالَ : كُونَا قَرِيبًا حَتَّى آتَيْهُمْ فَبَانَ آمِنُونِي كُنْتُمْ قَرِيبِي، وَإِنْ قَلَوْنِي آتَيْتُمْ أَصْحَابِكُمْ، فَقَالَ : أَتُؤْمِنُونِي أَبْلَغُ رِسَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَحْدُثُهُمْ وَأَوْمَنُوا إِلَى رَجُلٍ فَاتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ، قَالَ

جائیں۔ چنانچہ قبیلہ میں پہنچ کر انہوں نے ان سے کہا، کیا تم مجھے امان دیتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام تمہیں پہنچا دوں؟ پھر وہ حضور ﷺ کا پیغام انہیں پہنچانے لگے تو قبیلہ والوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا اور اس نے پیچھے سے آکر ان پر نیزہ سے وار کیا۔ ہمام نے بیان کیا، میرا خیال ہے کہ نیزہ آپ رپا ہو گیا تھا۔ حرام کی زبان سے اس وقت نکلا "اللہ اکبر، کعبہ کے رب کی قسم! میں نے تو اپنی مراد حاصل کر لی۔" اس کے بعد ان میں سے ایک صحابی کو بھی مشرکین نے پکڑ لیا (جو حرام ﷺ کے ساتھ تھے اور انہیں بھی شہید کر دیا) پھر اس مم کے تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔ صرف لنگرے صحابی فتح نکلنے میں کامیاب ہو گئے وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے۔ ان شداء کی شان میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی، بعد میں وہ آیت منسون ہو گئی (آیت یہ تھی) انقدر لقینا ربنا فرضی عنا و ارضانا آنحضرت ﷺ نے ان قبائل رعل، ذکوان، بنو لیجان اور عصیہ کے لیے جنوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی تھی تھی میں دن تک صبح کی نماز میں بد دعا کی۔

ان قبائل کا جرم اتنا تھیں تھا کہ ان کے لیے بدعا کرنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی بد دعا قبول کی اور یہ قبائل تباہ ہو گئے۔ الاما شاء اللہ۔

(۳۰۹۲) مجھ سے جہاں نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، ان کو معمر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے نہامہ بن عبد اللہ بن انس نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جب حرام بن ملحان کو جوان کے ماموں تھے ہر معونہ کے موقع پر زخمی کیا گیا تو زخم پر سے خون کو ہاتھ میں لے کر انہوں نے یوں اپنے چہرہ اور سر پر لگالیا اور کہا، "کعبہ کے رب کی قسم! میری مراد حاصل ہو گئی۔"

فَمَامٌ : أَخْسِبَهُ حَتَّى اَنْفَدَهُ بِالْمَفْعُجِ . قَالَ :
اللَّهُ اكْبَرُ فُرْتٌ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ ، فَلَمَّا
الرَّجُلُ فَتَّلَوْا كُلَّهُمْ غَيْرَ الْأَخْرَجِ ، كَانَ
فِي رَأْسِ جَبَلٍ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْنَا ثُمَّ
كَانَ مِنَ الْمُسْتَوْخِ إِنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فِرْضِيَّ
عَنَا وَأَرْضَانَا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثَيْنِ صَبَاحًا عَلَى رِغْلِ
وَذَكْرِكَانِ ، وَبَنِي لِحْيَانَ ، وَغَصَّيَّةَ الَّذِينَ
عَصَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ .

[راجع: ۱۰۰۱]

٤٠٩٢ - حدثني حباد أخبرنا عبد الله أخبرنا معمراً قال : حدثني ثمامه بن عبد الله بن أنس أنه سمع أنس بن مالك رضي الله عنه يقول : لما طعن حرام بن ملحان وكان حاله يوم بتر مفونة قال : بالدم هكذا، فقضحة على وجهه ورأسه ثم قال : فرث ورب الكعبة.

[راجع: ۱۰۰۱]

لیستیچ ایک حقیقی مومن باللہ کی دلی مراد یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں اپنی جان قربان کر سکے۔ یہ جذبہ نہیں تو ایمان کی خیر مثالی چاہیے۔ حضرت حرام بن ملحان رض نے شادات کے وقت اس حقیقت کا اظہار فرمایا۔ ارشاد باری ہے : «إِنَّ اللَّهَ
أَشْرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفَسَهُمْ وَأَنَّهُمْ بِأَنَّهُمْ الْجَنَّةَ» (التوبہ : ۱۱۱) ”بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے ان کی جانوں اور مالوں کے

(۳۰۹۳) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والدے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب مکہ میں مشرک لوگ ابو بکر صدیق بریشور کو سخت تکلیف دینے لگے تو رسول اللہ ﷺ سے ابو بکر بریشور نے بھی اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی یہیں ٹھہرے رہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ کیا آپ بھی (الله تعالیٰ سے) اپنے لیے بھرت کی اجازت کے امیدوار ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے اس کی امید ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر ابو بکر بریشور انتظار کرنے لگے۔ آخر حضور ﷺ ایک دن ظمر کے وقت (ہمارے گھر) تشریف لائے اور ابو بکر بریشور کو پکارا اور فرمایا کہ تخلیہ کرو۔ ابو بکر بریشور نے کہا کہ صرف میری دونوں لڑکیاں یہاں موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کو معلوم ہے مجھے بھی بھرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابو بکر بریشور نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ کیا مجھے بھی ساتھ چلنے کی سعادت حاصل ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی میرے ساتھ چلو گے۔ ابو بکر بریشور نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ میرے پاس دو اونٹیاں ہیں اور میں نے انہیں بھرت ہی کی نیت سے تیار کر رکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک اوپنی جس کا نام الجدعاء تھا حضور ﷺ کو دے دی۔ دونوں بزرگ سوار ہو کر روانہ ہوئے اور یہ غار ثور پہاڑی کا تھا اس میں جا کر دونوں پوشیدہ ہو گئے۔ عامر بن فہیرہ جو عبد اللہ بن طفیل بن سخیرہ، عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدہ کی طرف سے بھائی تھے، ابو بکر بریشور کی ایک دودھ دینے والی اوپنی تھی تو عامر بن فہیرہ صحح و شام (عام مویشیوں کے ساتھ) اسے چرانے لے جاتے اور رات کے آخری حصے میں حضور ﷺ اور ابو بکر بریشور کے پاس آتے تھے۔ (غار ثور میں ان حضرات کی خوراک اسی کا دودھ تھی) اور پھر اسے چرانے کے لیے لے کر روانہ ہو جاتے۔ اس طرح کوئی چراہا اس پر آگاہ نہ ہو سکا۔ پھر جب حضور ﷺ اور ابو بکر بریشور غار سے نکل کر روانہ ہوئے تو پیچے

بدلے جت کا سودا کر چکا ہے۔“
٤٠٩٣ - حدثنا عبيذ بن إسماعيل
حدثنا أبوأسامة عن هشام، عن أبيه
عن عائشة رضي الله عنها قالت
استاذن النبي صلى الله عليه وسلم أبو
بكر في الخروج حين اشتدهما الأذى
قال له أقم فقال يا رسول الله
انطصع إن يزددن لك فكان يقول
رسول الله صلى الله عليه وسلم ((إنني
لأرجو ذلك)) قالت فانتظره أبو بكر
فأتاه رسول الله صلى الله عليه وسلم
رسول ذات يوم ظهر فاداه فقال:
((أخرج من عندك)) فقال أبو بكر:
إنما هما ابتسامي فقال: ((أشعرت أنه قد
أذن لي في الخروج)) فقال يا رسول
الله الصحبة، فقال النبي صلى الله
عليه وسلم : ((الصحبة)) قيل يا
رسول الله عندي ناقان قد كنت
أعذذتهما للخروج فاغطى البسي
صلى الله عليه وسلم إحداهما وهي
الجدوعة فركبا فانطلقا حتى أتيا الغار
وهو يترعرع فوارينا فيه فكان عامر بن
فهيره غلاماً لعبد الله بن الطفيلي بن
سخيرة آخر عائشة لأمهما وكانت لأبي
بكر منحة، فكان يرُوح بها ويعدو
عليهم ويصفع فيدلع اليهما، ثم يسرخ
فلا ينطر به أحد من الراغم، فلما

پیچے عامر بن فہیرہ بھی پہنچے تھے۔ آخر دونوں حضرات مدینہ پہنچ گئے۔ برمعونہ کے حادثہ میں عامر بن فہیرہ بن شوہر بھی شہید ہو گئے تھے۔ ابواسامہ سے روایت ہے، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ جب برمعونہ کے حادثہ میں قاری صحابہ شہید کئے گئے اور عمرو بن امیہ ضمیری بن شوہر قید کئے گئے تو عامر بن طفیل نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے ایک لاش کی طرف اشارہ کیا۔ عمرو بن امیہ بن شوہر نے انہیں بتایا کہ یہ عامر بن فہیرہ بن شوہر ہیں۔ اس پر عامر بن طفیل بن شوہر نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ شہید ہو جانے کے بعد ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھالی گئی۔ میں نے اوپر نظر اٹھائی تو لاش آسمان و زمین کے درمیان لٹک رہی تھی۔ پھر وہ زمین پر رکھ دی گئی۔ ان شداء کے متعلق نبی کرمہ بن شوہر کو حضرت جبریلؑ نے باذن خدا بتا دیا تھا۔ چنانچہ آخر حضرت مسیح موعیدؑ نے ان کی شہادت کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا کہ یہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اور شہادت کے بعد انہوں نے اپنے رب کے حضور میں عرض کی کہ اے ہمارے رب! ہمارے (مسلمان) بھائیوں کو اس کی اطلاع دے دے کہ ہم تیرے پاس پہنچ کر کس طرح خوش ہیں اور تو ہمیں ہم سے راضی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کے ذریعہ) مسلمانوں کو اس کی اطلاع دے دی۔ اسی حادثہ میں عروہ ابن اسماعیل بن حلت بن عیشؓ بھی شہید ہوئے تھے (بھر زیر بن شوہر کے بیٹے جب پیدا ہوئے تو ان کا نام عروہ، انہیں عروہ ابن اسماعیل بن عیشؓ کے نام پر رکھا گیا۔ منذر بن عمرو بن شوہر بھی اس حادثہ میں شہید ہوئے تھے۔ (اور زیر بن شوہر کے دوسرے صاحب زادے کا نام منذر انہیں کے نام پر رکھا گیا تھا۔

**خرجَ خرجَ مِعْهُمَا يَعْقِبَانِهِ حَتَّى قَدِمَا
الْمَدِينَةَ فَقُتِلَ عَامِرُ بْنُ فَهِيرَةَ يَوْمَ بُرْ
مَعْوَنَةَ وَعَنْ أَبِي أَسَاعَةَ قَالَ : قَالَ : لَهُ
هَشَاءُ بْنُ غَرْوَةَ فَأَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ : لَهُ
قُتِلَ الَّذِينَ بِسِرِّ مَعْوَنَةِ وَأَسْرَ عَمْرُو بْنِ
أُمَيَّةَ الصَّسِيرِيَّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطَّفْلِيَّ
مَنْ هَذَا ؟ فَأَشَارَ إِلَى قَبْلِهِ فَقَالَ لَهُ
عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ هَذَا عَامِرُ بْنُ فَهِيرَةَ
قَالَ : لَقَدْ رَأَيْتَهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى
السَّمَاءِ حَتَّى إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ، ثُمَّ وَصَعَ فَلَمَّا تَبَيَّنَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبْرُهُمْ فَنَعَاهُمْ
فَقَالُوا : (إِنَّ اصْحَابَكُمْ قَدْ أَصْبَيْوَا وَإِنَّهُمْ
قَدْ سَأَلُوا رَبَّهُمْ . فَقَالُوا : رَبُّنَا أَخْبَرَنَا
أَخْوَانَا بِمَا رَحِبَّا عَنْ رِزْقِهِمْ فَرَضَيْتَ عَنَّا
فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ) . وَأَصَبَبَ يَوْمَئِنَةً فِيهِمْ
غَرْوَةُ بْنُ أَسْمَاءَ بْنِ الصَّلَتِ ، فَسُمِّيَ
غَرْوَةُ بْنُ مَنْذِرٍ بِهِ عَمْرُو سُمِّيَ بِهِ
مَنْذِرًا ।**

[راجح: ۴۷۶]

تَسْبِيحٌ اس حدیث میں تسبیح نبوی کا بیان ہے۔ شروع میں آپ کا غار ثور میں قیام کرنا مصلحت الہی کے تحت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وہاں بھی کامل حفاظت فرمائی اور وہاں رزق بھی پہنچایا۔ اس موقع پر حضرت عامر بن فہیرہ بن شوہر نے ہر دو بزرگوں کی اہم خدمات انجام دیں کہ غار میں اوثنی کے تازہ تازہ دودھ سے ہر دو بزرگوں کو سیراب رکھا۔ حقیقی جانشیری اسی کا نام ہے۔ یہی عامر بن فہیرہ بن شوہر ہیں جو ستر قاریوں کے قافلہ میں شہید کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش کا یہ اکرام کیا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائی گئی پھر زمین پر رکھ دی گئی۔ شداء کرام کے یہ مراتب ہیں جو حقیقی شداء کو ملتے ہیں۔ مجھ ہے «وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يَقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ تَلِ

أَخْيَاءٌ وَلِكُنْ لَا تَشْعُرُونَ كَمَا (البقرة: ١٥٣)

٤٠٩٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سَلِيمَانُ التَّسْبِيُّ عَنْ أَبِي مَخْلُوْفٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَتَّ الْبَيْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، يَدْعُو عَلَى رِغْلٍ، وَذَكْرَوْنَ وَيَقُولُ (غَصِّيَّةً غَصَّتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ).

[راجح: ١٠٠١]

٤٠٩٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا الْبَيْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قُتُلُوا يَعْنِي أَصْحَابَ بَيْرِ مَعْوَنَةَ ثَلَاثَيْنَ صَبَاحًا حِينَ يَدْعُو عَلَى رِغْلٍ وَلِحِيَانٍ، وَغَصِّيَّةً غَصَّتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَسٌ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لِيَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْدِينِ قُتُلُوا أَصْحَابَ بَيْرِ مَعْوَنَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَا هَتَّى نُسْخَ بَلَغُوا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيَنَا رَبِّنَا فَرَضَيْنَا عَنَّا وَرَضَيْنَا عَنْهُ.

[راجح: ١٠٠١]

٤٠٩٦ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْفُوتِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: نَعَمْ. فَقُلْتَ: كَانَ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ؟ قَالَ: قَبْلَهُ، قُلْتَ: فَإِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنْكَ

(٣٠٩٣) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو سليمان تھی نے خبر دی، انس بن ابو محبث (الحق بن حمید) نے اور ان سے انس بن مالک بن بشیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک میئے تک رکوع کے بعد دعائے قوت پڑھی۔ اس دعائے قوت میں آپ نے رعل اور ذکوان نامی قبائل کے لیے بدعای کی۔ آپ فرماتے تھے کہ قبلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

(٣٠٩٤) ہم سے یحییٰ بن بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک بن بشیر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کے لیے جنوں نے آپ کے معزز اصحاب (قاریوں) کو بر معونة میں شہید کر دیا تھا، تمیں دن تک صبح کی نمازوں میں بدعای کی تھی۔ آپ قبائل کے رعل، بنو لیمان اور عصیہ کے لیے ان نمازوں میں بدعای کرتے تھے، جنوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔ حضرت انس بن بشیر نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر انیں اصحاب کے بارے میں جو بر معونة میں شہید کر دیے گئے تھے، قرآن مجید کی آیت نازل کی۔ ہم اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے لیکن بعد میں وہ آیت منسوخ ہو گئی (اس آیت کا ترجمہ یہ ہے) ”ہماری قوم کو خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آملے ہیں۔ ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم بھی اس سے راضی ہیں۔“

(٣٠٩٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن احول بن سليمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس بن مالک بن بشیر سے نمازوں میں قوت کے بارے میں پوچھا کہ قوت رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟ انہوں نے کہا کہ رکوع سے پہلے ہے۔ میں نے عرض کی کہ فلاں صاحب نے آپ ہی کا نام لے کر مجھے بتایا کہ قوت رکوع کے بعد ہے۔ حضرت انس

بیشو نے کہا کہ انہوں نے غلط کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد صرف ایک مینے تک قوت پڑھی۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو جو قاریوں کے نام سے مشور تھی اور جو ستر کی تعداد میں تھے، مشرکین کے بعض قبائل کے بیان بھیجا تھا۔ مشرکین کے ان قبائل نے حضور اکرم ﷺ کو ان صحابہ کے بارے میں پہلے حفظ و امان کا یقین دلایا تھا لیکن بعد میں یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت پر غالب آگئے (اور غداری کی اور انہیں شہید کر دیا) رسول کریم ﷺ نے اسی موقع پر رکوع کے بعد ایک مینے تک قوت پڑھی تھی اور اس میں ان مشرکین کے لیے بد دعا کی تھی۔

قلتَ بَعْدَهُ؟ قَالَ: كَذَبَ إِنْمَا قَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، أَنَّهُ كَانَ بَعْثَ نَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءُ، وَهُمْ سَبْطُونَ رَجُلًا إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَيَنْهَا مَوْلَاهُ إِلَيْهِ عَهْدٌ فَلَمْ يَفْلَحْ هُوَ لِأَهْلِ الْبَيْنَ كَانَ. يَنْهَا مَوْلَاهُ وَيَنْهَا مَوْلَاهُ اللَّهُ ﷺ بَعْدَ عَهْدِهِ فَلَقْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ.

[راجح: ۱۰۰۱]

لَشَفِيج اس حادثہ میں ایک شخص عامر بن طفیل کا بڑا ہاتھ تھا۔ پہلے اس نے بنو عامر قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ انہوں نے ان مسلمانوں سے لڑنا منظور نہ کیا، پھر اس مردود نے رعل اور عصیہ اور ذکوان کو بنو سلیم کے قبیلے میں سے تھے، بہکایا حالانکہ آخر پست ﷺ سے اور بنو سلیم سے عمد تھا مگر عامر کے کہنے سے ان لوگوں نے عمد شکنی کی اور قاریوں کو ناجی مار ڈالا۔ بعضوں نے کہا آخر پست ﷺ اور بنو عامر سے عمد تھا۔ جب عامر بن طفیل نے بنو عامر کو ان مسلمانوں سے لڑنے کے لیے بلا یا تو انہوں نے عمد شکنی منظور نہ کی۔ آخر اس نے رعل اور عصیہ اور ذکوان کے قبیلوں کو بھڑکایا جن سے عمد نہ تھا انہوں نے عامر کے بہکانے سے ان کو قتل کیا۔

باب غزوۃ الخندق وَهِيَ

موسى بن عقبہ نے کہا کہ غزوۃ الخندق شوال ۲۳ھ میں ہوا تھا۔

۳۰ - باب غزوۃ الخندق وَهِيَ

الأحزاب

قالَ مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ : كَانَ فِي شَوَّالٍ

سَنَةً أَرْبَعَ.

لَشَفِيج احزاب حزب کی جمع ہے۔ حزب گروہ کو کہتے ہیں۔ اس جنگ میں ابوسفیان عرب کے بہت سے گروہوں کو بہکار مسلمانوں پر چڑھا لایا تھا اس لیے اس کا نام جنگ احزاب ہوا۔ آخر پست ﷺ نے مسلمان فارسی بیشو کی رائے سے مدینہ کے گرد خندق کھدوائی۔ اس کے کھوئنے میں آپ بذات خاص بھی شریک رہے۔ کافروں کا لشکر دس ہزار کا تھا اور مسلمان کل تین ہزار تھے۔ میں دن تک کافر مسلمانوں کو گھیرے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی کھینچی، وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوسفیان کو ندامت ہوئی۔ آخر پست ﷺ نے فرمایا اب سے کافر ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے بلکہ ہم ہی ان پر چڑھائی کریں گے۔ فتح الباری میں ہے کہ جنگ خندق ۵ھ میں ہوئی۔ ۴۳ھ ایک اور حساب سے ہے جن کی تفصیل فتح الباری میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۴۰۹۷ - حدَثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (۷۳۰۹) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے بھیجی بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمری نے کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی اور انہیں ابن عمر بن عقبہ نے کہ نبی کرم ﷺ کے سامنے اپنے آپ کو انہوں نے غزوۃ احد کے موقع پر پیش کیا (تاکہ لڑنے والوں

خَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافعٌ عَنْ أَبْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں انہیں بھی بھرتی کر لیا جائے) اس وقت وہ چودہ سال کے تھے تو حضور ﷺ نے انہیں اجازت نہیں دی۔ لیکن غزوہ خندق کے موقع پر جب انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے اپنے کو پیش کیا تو حضور ﷺ نے ان کو منظور فرمایا۔ اس وقت وہ پندرہ سال کی عمر میں تھے۔

معلوم ہوا کہ پندرہ سال کی عمر میں مژوالغ تصور کیا جاتا ہے اور اس پر شرعی احکام پورے طور پر لاگو ہو جاتے ہیں۔

(۳۰۹۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سلیمان بن سعد بن عثیم نے بیان کیا کہ ہم، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق میں تھے۔ صحابہؓ نے خندق کھو رہے تھے اور مٹی ہم اپنے کاندھوں پر اٹھا کر ڈال رہے تھے۔ اس وقت حضور ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! آخرت کی زندگی ہی بس آرام کی زندگی ہے۔ پس تو انصار اور مهاجرین کی مغفرت فرم۔

آپ نے انصار اور مهاجرین کی موجودہ تکالیف کو دیکھا تو ان کی تسلی کے لیے فرمایا کہ اصل آرام آخرت کا آرام ہے۔ دنیا کی تکالیف پر صبر کرنا مومن کے لیے ضروری ہے۔ جگ خندق سخت تکلیف کے زمانے میں سامنے آئی تھی۔

(۳۰۹۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد منددی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق فواری نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مهاجرین اور انصار سردی میں صبح سوریے ہی خندق کھو رہے ہیں۔ ان کے پاس غلام نہیں تھے کہ ان کے بجائے وہ اس کام کو انجام دیتے۔ جب حضور ﷺ نے ان کی اس مشقت اور بھوک کو دیکھا تو دعا کی۔

اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے۔ پس انصار اور مهاجرین کی مغفرت فرم۔

صحابہؓ نے اس کے جواب میں کہا۔
ہم ہیں ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) سے جادو کرنے کے لیے بیعت کی
ہے۔ جب تک ہماری جان میں جان ہے۔

غَرَضَهُ يَوْمُ أَخْدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَةِ عَشَرَةَ
سَنَةً فَلَمْ يَجِدْهُ وَغَرَضَهُ يَوْمُ الْحَدْقَ،
وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشَرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

ارجع: ۱۲۶۴

۴۰۹۸ - حدثنا قُبَيْلَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
عَنْ أَبِي حَازِمَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ كَمَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُمْ يَخْفِرُونَ وَلَخْنُ نَقْلُ الرُّوْبَابِ عَلَى
أَكْنَادِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اللَّهُمَّ لَا عَيشَ إِلَّا عَيشَ الْآخِرَةِ
فَاغْفِرْ لِلنَّاهِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

۴۰۹۹ - حدثنا عبد الله بن محمد
حدثنا معاوية بن عمرو. حدثنا أبو إسحاق عن خميد سمعت أنساً رضي
الله عنه يقول: خرج رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إلى الحدق. فإذا المهاجرون والأنصار
يَخْفِرُونَ فِي غَدَةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ
غِيَّبَةٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ. فَلَمَّا رَأَى مَا
بِهِمْ مِنَ النَّصْبِ وَالْجُوعِ قَالَ:

اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيشَ عَيشَ الْآخِرَةِ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمَهَاجِرَةِ

فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ لَهُ:
نَحْنُ الَّذِينَ بَأْيَفْوْا مُحَمَّداً
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيَّنَا أَبْدَا

[راجع: ۲۸۳۴]

(۳۱۰۰) ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن عمر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن صہیب نے اور ان سے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ مدینہ کے گرد مهاجرین و انصار خندق کھوئے میں مصروف ہو گئے اور مٹی اپنی پیٹھ پر اخانے لگے۔ اس وقت وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔
ہم نے ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اسلام پر بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔

انسوں نے بیان کیا کہ اس پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا کی۔ اے اللہ! خیر تو صرف آخرت ہی کی خیر ہے۔ پس انصار اور مهاجرین کو توبہ کرت عطا فرم۔

انس بن مالک نے بیان کیا کہ ایک مٹھی جو آتا اور ان صحابہ کیلئے ایسے روغن میں جس کامزہ بھی بگڑپڑ کا ہوتا ملا کر پکادیا جاتا۔ یہی کھانا ان صحابہ کے سامنے رکھ دیا جاتا۔ صحابہ بھوکے ہوتے۔ یہ ان کے حلق میں پکتا اور اس میں بدبو ہوتی۔ گویا اس وقت ان کی خوراک کا بھی یہ حال تھا۔
(۳۱۰۱) ہم سے خلاد بن میجھی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن ایمن نے بیان کیا، ان سے ان کے والد ایمن جبشی نے بیان کیا کہ میں جابر بن میثہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انسوں نے بیان کیا کہ ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھو رہے تھے کہ ایک بست سخت قسم کی چٹان نکلی (جس پر کداول اور پھاڑے کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا، اس لیے خندق کی کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی) صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہو گئی ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں اندر اترتا ہوں۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے۔ اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ سے) آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا۔ تین دن سے ہمیں ایک دانہ کھانے کے لیے نہیں ملا تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کداول اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر اس سے مارا۔ چٹان (ایک ہی ضرب میں) بالو کے ڈھیر کی

۴۱۰۰ - حدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارَ يَخْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلَى مَتْوِنِهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ:

نَحْنُ الَّذِينَ نَأْتَيْنَا مُؤْمِنًا عَلَى إِسْلَامٍ مَا تَبَيَّنَ لَنَا

قَالَ: يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ: وَهُوَ يَعْلَمُهُمْ اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرُ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ فَتَارَكَ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

قَالَ: يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفَّهِ مِنَ الشَّعْرِ فَصُنْعَ لَهُمْ بِإِهَالَةِ سَخْنَةِ تَوْضِعَ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ، وَهِيَ بَشْعَةٌ فِي الْحَلْقِ وَلَهَا رِيحٌ مُنْتَنٌ۔ [راجع: ۲۸۳۴]

۴۱۰۱ - حدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَخْفِرُ فَعَرَضْتُ كُنْدِيَّةً شَدِيدَةً فَجَاؤُوا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: هَذِهِ كُنْدِيَّةٌ عَرَضْتُ فِي الْخَنْدَقِ، فَقَالَ: (أَنَا نَازِلٌ) ثُمَّ قَامَ وَبَطَّنَهُ مَضْصُوبٌ بِحَجْرٍ، وَلَبَثَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْزُونَ، فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيرًا أَهْلَنَ أوْ أَهْيَمَ، فَقُلْتَ: رَسُولُ اللَّهِ أَنْدَنَ لِي إِلَى الْبَيْتِ؟ فَقُلْتَ لِإِمْرَأَتِي

طرح یہ گئی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے کمر جانے کی اجازت دیجئے۔ (گھر آکر) میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج میں نے حضور اکرم ﷺ کو (فاقوں کی وجہ سے) اس حالت میں دیکھا کہ صبر نہ ہو سکا۔ کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں کچھ جو ہیں اور ایک بکری کا پچہ۔ میں نے بکری کے پچھے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے پھر گوشت کو ہم نے چولھے پر ہانڈی میں رکھا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آٹا گوند ہاجاچا تھا اور گوشت چولھے پر پکنے کے قریب تھا۔ آنحضرت ﷺ سے میں نے عرض کیا، گھر کھانے کے لیے مختصر کھانا تیار ہے۔ یا رسول اللہ! آپ اپنے ساتھ ایک دو آدمیوں کو لے کر تشریف لے چلیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کتنا ہے؟ میں نے آپ کو سب کچھ بتادیا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہ دو کہ چولھے سے ہانڈی نہ اتاریں اور نہ تنور سے روٹی نکالیں، میں ابھی آرہا ہوں۔ پھر صحابہ سے فرمایا کہ سب لوگ چلیں۔ چنانچہ تمام انصار اور معاجرین تیار ہو گئے۔ جب جابر بن عبد اللہ ﷺ کھرپنچے تو اپنی بیوی سے انہوں نے کہا، اب کیا ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ تو تمام معاجرین و انصار کو ساتھ لے کر تشریف لارہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا، حضور ﷺ نے آپ سے کچھ پوچھا بھی تھا؟ جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ ہاں۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اندر داخل ہو جاؤ لیکن اڑدھام نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ روٹی کا چورا کرنے لگے اور گوشت اس پر ڈالنے لگے۔ ہانڈی اور تنور دونوں ڈھکے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے لیا اور صحابہ کے قریب کر دیا۔ پھر آپ نے گوشت اور روٹی نکالی۔ اس طرح آپ برابر روٹی چورا کرتے جاتے اور گوشت اس میں ڈالتے جاتے۔ یہاں تک کہ تمام صحابہ شکم سیر ہو گئے اور کھانا بھی گیا۔ آخر میں آپ نے (جابر بن عبد اللہ کی بیوی سے) فرمایا کہ اب یہ کھانا تم خود کھاؤ اور لوگوں کے یہاں ہدیہ میں بھیجو، کیونکہ لوگ آج کل فاقہ میں بتلا ہیں۔

رأيَتُ النَّبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا،
مَا كَانَ فِي ذَلِكَ صِرْرَ فَعَنْدِكَ شَيْءٌ؟
قَالَتْ: عِنْدِي شَعِيرٌ وَعَنَاقٌ فَذَبَحْتُ
الْعَنَاقَ وَطَحَنْتُ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْتَنَا
اللَّحْمَ فِي الْبَرْمَةِ ثُمَّ جَنَّتِ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِينَ فَذَكَرَ
وَالْبَرْمَةَ بَيْنَ الْأَقْلَمَيْ فَذَكَرَتْ أَنَّ
تَصْبِحَنَّ لَقْلَتْ: طَعِيمٌ لِي لَقْمَ أَنْتَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ وَرَجُلٌ أَوْ رَجْلَانِ فَلَمَّا
((كَمْ هُوَ؟)) فَذَكَرَتْ لَهُ قَالَ: ((كَثِيرٌ
طَيْبٌ)) قَالَ: ((فَلَنْ لَهَا لَا تُنْزَعُ الْبَرْمَةُ
وَلَا الْخُبْزُ مِنَ التَّشْوِرِ حَتَّى آتَيْتَنِي، فَقَالَ:
(فَوْمُوا)) فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ
فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: وَيَحْكُ
جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمِنْ مَعْهُمْ.
قَالَتْ: هَلْ سَأَلْكَ؟ فَقَلَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ:
(إِذْخُلُوهُ وَلَا تَصْنَاعْطُوهُ) فَجَعَلَ يَكْسِرُ
الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيَخْمَرُ
الْبَرْمَةُ وَالْتَّشْوِرُ إِذَا أَخَدَ مِنْهُ وَيَقْرَبُ إِلَيْ
أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزَعُ فَلَمْ يَرْأَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ
وَيَعْرِفُ حَتَّى شَبَعُوا وَبَقَيَّ بَقِيَّةً، قَالَ:
((كَلِّيْ هَذَا وَاهْدِيْ فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ
مَجَاعَةً)).

از ارجع: [۳۰۷۰]

لشیخ روایت میں غزوہ خندق میں خندق کھوئے کا ذکر ہے گر اور بھی بہت سے امور بیان میں آگئے ہیں۔ آخر پت محدث کے شدت بحکم سے پیٹ پر پھر باندھنے کا بھی صاف لفظوں میں ذکر ہے۔ بعض لوگوں نے پھر باندھنے کی تاویل کی ہے۔ کمانے میں برکت کا ہونا رسول کرم ﷺ کا مجہزہ تھا جن کا تو آپ سے بارہا ظہور ہوا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ میں جب آپ گھر تشریف لائے اور واپس جانے لگے تو جابر بن عبد اللہ کے منع کرنے کے باوجود ان کی یوں نے درخواست کی تھی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے اور میرے خادم کے لیے دعائے خیر کر جائیے۔ آپ نے دونوں کے لیے دعا کی تھی اور اس عورت نے کامقا کہ آپ ہمارے لیے اور یہ کیوں کر ممکن ہے کہ ہم آپ سے دعا کے طالب بھی نہ ہوں۔ (بغ)

(۳۱۵۲) بھج سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کما ہم سے ابو عاصم

ضحاک بن مقلد نے بیان کیا، کما ہم کو حنظله بن ابی سفیان نے خبر دی، کما ہم کو سعید بن میاء نے خبر دی، کما میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب خندق کھوئی جا رہی تھی تو میں نے معلوم کیا کہ نبی کرم ﷺ انتہائی بحکم میں بتلا ہیں۔ میں فوراً اپنی یوں کے پاس آیا اور کہا، کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میرا خیال ہے کہ حضور اکرم ﷺ انتہائی بحکم کے ہیں۔ میری یوں ایک تھیلا نکال کر لائیں جس میں ایک صاع جوتے۔ گھر میں ہمارا ایک بکری کا پچھہ بھی بندھا ہوا تھا۔ میں نے بکری کے پچھے کو ذبح کیا اور میری یوں نے جو کوچکی میں پیسا۔ جب میں ذبح سے فارغ ہوا تو وہ بھی جو پیس چکی تھیں۔ میں نے گوشت کی بوٹیاں کر کے بانڈی میں رکھ دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری یوں نے پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ چنانچہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے کان میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا پچھہ ذبح کر لیا ہے اور ایک صاع جو پیس لیے ہیں جو ہمارے پاس تھے۔ اس لیے آپ دو ایک صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لے چلیں۔ حضور اکرم ﷺ نے بہت بلند آواز سے فرمایا، اے اہل خندق! جابر (بن عبد اللہ) نے تمہارے لیے کھانا تیار کروایا ہے۔ بس اب سارا کام چھوڑ دو اور جلدی چلے چلو۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میں آنہ جاؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور نہ آئے کی روٹی پکانی

۴۱۰۲ - حدثني عمرٌ بنُ عليٍّ حدثنا أبو عاصمه أخبرنا حنظلة بنُ أبي سفيان، أخبرنا سعيد بنُ مياء، قال: سمعتْ جابرَ بنَ عبدِ الله رضيَ اللهُ عنهُما قال: لَمَّا حَفِرَ الْخَدْقَ رَأَيْتَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمْصَا شَدِيدًا فَانْكَفَّا إِلَيْيَ فَقَلَّتْ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمْصَا شَدِيدًا، فَأَخْرَجْتُ إِلَيَّ جِرَانِي فِيهِ صَاغَ مِنْ شِعْرٍ وَلَا بِهِمْ دَاجِنٌ فَدَبَّحْتُهَا وَطَحَّتُ الشِّعْرَ فَفَرَغْتُ إِلَيَّ فَرَاغِي وَقَطَعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَيْتَ إِلَيَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَفْضُحْنِي بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنْ مَعْدٍ، فَجَعَلَهُ فَسَارَتْهُ فَقَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ذِبْخَا بِهِمْ لَنَا وَطَحَّنَا صَاغَا مِنْ شِعْرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَقَعَلَ أَنْتَ وَنَفَرْ مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَا أَهْلَ الْخَدْقِ إِنْ جَابِرًا قَدْ صَعَ سُورًا فَحِيَ هَلَّا بِكُمْ)) فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شروع کرنا۔ میں اپنے گھر آیا۔ اور حضور اکرم ﷺ مجھے کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ مجھے بر اجلہا کہنے لگیں۔ میں نے کہا کہ تم نے جو کچھ مجھ سے کما تھا میں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے عرض کر دیا تھا۔ آخر میری بیوی نے گندھا ہوا آٹا نکلا اور حضور ﷺ نے اس میں اپنے لعاب دہن کی آمیزش کر دی اور برکت کی دعا کی۔ ہانڈی میں بھی آپ نے لعاب کی آمیزش کی اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب روٹی پکانے والی کو بلاو۔ وہ میرے سامنے روٹی پکائے اور گوشت ہانڈی سے نکالے لیکن چوکے سے ہانڈی نہ اتارا۔ صحابہ کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ اتنے ہی کھانے کو سب نے (شکم سیر ہو کر) کھایا اور کھانا حق بھی گیا۔ جب تمام لوگ واپس ہو گئے تو ہماری ہانڈی اسی طرح اہل رہی تھی، جس طرح شروع میں تھی اور آئئے کی روٹیاں برا بر پکائی جا رہی تھیں۔

(۲۱۰۳) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (آیت) "جب مشرکین تمہارے بالائی علاقے سے اور تمہارے نیشی علاقے سے تم پر چڑھ آئے تھے اور جب مارے ڈر کے آنکھیں چکا چوند ہو گئی تھیں اور دل حلق تک آگئے تھے۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ آیت غزوہ خندق کے متعلق بازیل ہوئی تھی۔

لئے اس جنگ کے موقع پر مسلمانوں کے پاس نہ کافی راشن تھا، سلام جنگ اور سخت سردی کا زمانہ بھی تھا۔ خود مدینہ میں یہودی گھات میں لگے ہوئے تھے۔ کفار عرب ایک متعدد مجاز کی شکل میں بڑی تعداد میں چڑھ کر آئے ہوئے تھے مگر اس موقع پر اندر ورن شر سے مدافعت کی گئی اور شر کو خندق کھو کر محفوظ کیا گیا۔ چنانچہ اللہ کا فضل ہوا اور کفار اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اور ناکام واپس لوٹ گئے اور مستقبل کے لیے ان کے ناپاک عزم خاک میں مل گئے۔ اس جنگ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہا بطور جاسوس کفار کی خبر لینے گئے تھے۔ انہوں نے اگر بتایا کہ آدمی نے کفار کے سارے خییے الٹ دیئے اور ان کی ہانڈیاں بھی اونٹھے منڈال دی ہیں اور وہ سب بھاگ گئے ہیں۔

(۲۱۰۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن

((لَا تُنْزِلُنَّ بُرْزَقَكُمْ وَلَا تُخْبِزُنَّ عَجَيْبَكُمْ
حَتَّى أَجِيءَ)) فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدِمُ النَّاسَ حَتَّى
جِئْتُ امْرَأَتِي فَقَالَتْ: بَلْ وَبَلْ فَقَلَّتْ
لَذْ فَعَلْتُ الَّذِي فَلَّتْ فَأَخْرَجْتُ لَهُ
عَجِيْبَنَا فَصَقَ فِيهِ وَبَارَكْتُ لَمْ عَمَدَ إِلَى
بُرْزَقَنَا فَصَقَ وَبَارَكْتُ لَمْ قَالَ: ((إِذْغِ
خَابِزَةً فَلَتَخْبِزْ مَعِيْ وَأَفْدَحْيَ مِنْ
بُرْزَقَكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا)) وَهُمُ الْفَلَّاسِمُ
بِاللهِ لَقَدْ أَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْخَرَفُوا
وَإِنْ بُرْزَقَنَا لَطَغْتُ كَمَا هِيَ وَإِنْ عَجِيْبَنَا
لَيَخْبِزَ كَمَا هُوَ.

[راجع: ۳۰۷۰]

۴۱۰۳ - حدیثی عثمان بن ابی شیبہ خدیثنا عنده عن هشام عن ابی عین غائشة رضی اللہ عنہا «اذا جاؤوكم من فوقکم ومن أسفل منکم واذا زاغت الانبار وبلغت القلوب الحنجر» قالـت: کان ذاك يوم الخندق.

حجاج نے ان سے ابو اسحاق سیفی نے اور ان سے براء بن عازب بن شریعہ نے بیان کیا کہ غزوہ خندق میں (خندق کی کھدائی کے وقت) رسول اللہ ﷺ میں اخْلَاَهُ كَلَّا رَبِّهِ تَرَبَّى مبارک غبار سے اٹ گیا تھا۔ حضور ﷺ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا۔ نہ ہم صدقہ کر سکتے، نہ نماز پڑھتے، پس تو ہمارے دلوں پر سکینت و طمینت نازل فراہ اور اگر ہماری کفار سے مجھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدی عنایت فرمادی جو لوگ ہمارے خلاف چڑھ آئے ہیں جب یہ کوئی فتنہ چاہئے ہیں تو ہم ان کی نیس مانتے۔

ابینا ابینا (ہم ان کی نیس مانتے۔ ہم ان کی نیس مانتے) پر آپ کی آواز بلند ہو جاتی۔

(۳۱۰۵) ہم سے مدد بن مسہد نے بیان کیا، کما ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کما مجھ سے حکم بن عتیقہ نے بیان کیا، ان سے محبہ نے اور ان سے ابن عباس بیٹھا تھا کہ بنی کریم ﷺ نے فرمایا، پرواہوا کے ذریعے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پہنچوا ہوا سے ہلاک کر دی گئی تھی۔

(۳۱۰۶) مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، کما ہم سے شریح بن مسلم نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق سیفی نے کہ سے میرے والد یوسف نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق سیفی نے کہ میں نے براء بن عازب بن شریعہ سے سنًا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ خندق کھوڑتے ہوئے اس کے اندر سے آپ بھی میں اخْلَاَهُ كَلَّا رَبِّهِ تَرَبَّى ہیں۔ آپ کے بطن مبارک کی کھال مٹی سے اٹ گئی تھی۔ آپ کے (سینے سے پیٹ تک) گھنے بالوں (کی ایک لکیرا تھی۔ میں نے خود سنا کہ حضور ﷺ ابن رواہ بن شریعہ کے رجزیہ اشعار مٹی اخْلَاَهُ كَلَّا رَبِّهِ تَرَبَّى رہے تھے۔

شعبۃ عن أبي إسحاق عن البراء رضي الله عنه قال: كان النبي ﷺ ينقل العراب يوم الخندق حتى أغمى بطنه أو أغبر بطنه يقول:

وَالله لَوْلَا اللَّهُ مَا اهْتَدَنَا
وَلَا تَصْدِقَنَا وَلَا صَلَّنَا
فَأَنْزَلْنَاهُ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَتَبَتَّ الْأَنْذَادُ إِنْ لَا قَيْنَا
إِنَّ الْأَلْقَى فَذَ بَعْدَاهُ عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فَسَهَّلَ أَبِنَا
وَرَفَعَ بِهَا صَوْنَهُ : (أَبِنَا أَبِنَا).

[راجع: ۲۸۳۶]

٤١٥ - حدثنا مسدد حدثنا يحيى بن سعيد عن شعبة قال: حدثني الحكم عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ((نصرت بالصبا وأهلقت عاذ بالدبور)). [راجع: ۱۰۳۵]

٤٦ - حدثني أحمذ بن عثمان حدثنا شريح بن مسلمة قال: حدثني إبراهيم بن يوسف قال: سمعت البراء يحدث، قال: لما كان يوم الأحزاب، وَخَنْدَقَ رَسُولُ الله ﷺ رأى نَبِيَّهُ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حتَّى وَرَأَى عَنِ التُّرَابِ جُلْدَةً بَطِيهٍ وَكَانَ كَبِيرَ الشَّعْرِ، فَسَمِعَتْهُ زِينَجُ بِكَلِمَاتِ أَبِنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يَنْقُلُ مِنِ التُّرَابِ يقول:

”اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے، پس ہم پر تو اپنی طرف سے سکینت نازل فرمائے اگر ہمارا آمنا سامنا ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرمایا۔ یہ لوگ ہمارے اوپر قلم سے چڑھ آئے ہیں۔ جب یہ ہم سے کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں سنتے۔“ راوی نے بیان کیا کہ حضور ﷺ آخری کلمات کو سمجھنے کر پڑتے تھے۔

[راجع: ۲۸۳۶]

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْدَيْنَا
وَلَا تَصْدِقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَتُرْكُنَّ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَلَيْسَ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَنَا
إِنَّ الْأَكْلَى فَذَهَبَا عَلَيْنَا
وَإِنْ أَرَادُوا بُشْرَةً أَتَهَا
قَالَ : تُمْ بَعْدَ صُونَةٍ بِآخِرِهَا.

لشیخ حضرت مولانا وحید الزیں مرعومؒ نے ان الشعارات مخصوص ترجیح یوں کیا ہے۔

وَ هَدَيْتَنِي كَرَّتْ وَ كَلَّ مُنْجَاتْ
كَيْسَرَتْ بُرْجَتْ هُمْ نَازِيْنَ كَيْسَرَتْ دِيْنَتْ زَكَّةَ
ابَّا اَمَّارَ هُمْ بَرَّ تَلَى اَسَرَّ شَهَّ عَالِيَّ مَفَاتَ
پَاوَنَ جَوَادَهَ دَعَوَهَ دَعَوَهَ لَائَيَ مَيْثَاتَ
بَيْسَبَ هُمْ بَرَّ يَدَشَنَ قَلْمَنَ سَبَّهَ آتَيَ ہَيْنَ
جَبَ وَهَ بَكَائِسَ ہَمِيْسَ نَخَنَ ہَمْ اَنَّ کَيْ بَاتَ

(۴۱۰۷) مجھ سے عبدہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الصمد بن عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن دینار نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن حیثیا نے بیان کیا کہ سب سے پلا غزوہ جس میں میں نے شرکت کی وہ غزوہ خدق ہے۔

(۴۱۰۸) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو رشام نے بزر دی، انسیں معمر بن راشد نے، انسیں زہری نے، انسیں سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عمر بن حیثیا نے بیان کیا اور معمر بن راشد نے بیان کیا کہ مجھے عبد اللہ بن طاؤس نے بزر دی، ان سے عکرمہ بن خالد، عن ابن عمر فرمد: قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتِهَا تَسْطِفَ قَلْتُ : فَذَكَرَ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يَجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءًا فَقَالَتْ: الْحَقُّ فَإِنَّهُمْ يَسْتَطِعُونَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ لِي

حدَّثَنَا عبد الصمدٌ عن عبد الرحمنٍ هُوَ
ابن عبد الله ابن دينار عن أبيه أنَّ ابنَ
عمرَ رضي الله عنهما ما قالَ : أَوْلَى يَوْمٍ
شَهَدَتْهُ يَوْمُ الْحَدْقِ .

(۴۱۰۸) حدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى
أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الْوَهْرَيِّ عَنْ
سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍ .

قالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاؤِسٍ، عَنْ عَكْرَمَةَ
بْنِ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍ قَالَ : دَخَلْتُ
عَلَى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتِهَا تَسْطِفَ قَلْتُ : فَذَكَرَ
كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يَجْعَلْ لِي
مِنَ الْأَمْرِ شَيْءًا فَقَالَتْ: الْحَقُّ فَإِنَّهُمْ

پہنچنا مزید پھوٹ کا سبب بن جائے۔ آخر حصہ بیان کے اصرار پر عبد اللہ بن عثیر گئے۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو معاویہ بن عثیر نے خطبہ دیا اور کماکہ خلافت کے مسئلہ پر بنے گفتگو کرنی ہو وہ ذرا اپنا سرتو اٹھائے۔ یقیناً ہم اس سے (اشارة ابن عمرؓ کی طرف تھا) زیادہ خلافت کے حقدار ہیں اور اس کے باپ سے بھی زیادہ۔ حبیب بن مسلمہ بن عثیر نے ابن عمرؓ سے اس پر کماکہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ عبد اللہ بن عمرؓ نے کماکہ میں نے اسی وقت اپنی لئنی کھوئی (جواب دینے کو تیار ہوا) اور ارادہ کرچکا تھا کہ ان سے کہوں کہ تم سے زیادہ خلافت کا حقدار ہے جس نے تم سے اور تم سے باپ سے اسلام کے لیے جنگ کی تھی۔ لیکن پھر میں ڈرا کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں اختلاف برداشت جائے اور خوزیری نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری فرشا کے خلاف نہ لیا جانے گے۔ اس کے بجائے مجھے جنت کی وہ تعینی یا وہ آنکھیں جو اللہ تعالیٰ نے (مبر کرنے والوں کے لیے) جنتوں میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب ابن الی مسلم نے کماکہ اچھا ہوا آپ محفوظ رہے اور بچالئے گئے، آفت میں نہیں پڑے۔ محمود نے عبدالرازاق سے (نسوانا کے بجائے لفظ) نو ساتا بیان کیا۔ (جس کے چوٹی کے معنی ہیں جو عورتیں سرپر بال گوند ہتھ وقت نکاتی ہیں)

احبیاسِ عَنْهُمْ فُرَقَةٌ، فَلَمْ تَدْعُهُ حَتَّى
ذَهَبَ فَلَمَّا تَرَقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ
قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَكَلِّمَ فِي هَذَا
الْأَمْرِ فَلِيُطْلَعْ لَنَا قَرْنَةً فَلَنَخْرُجَ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ،
وَمَنْ أَيْهَ قَالَ حَبِيبُ بْنُ مُسَلَّمَةَ: فَهَلَا
أَجْبَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَحَلَّتُ حَبَّوْتِي
وَهَمَّتْ أَنْ أَقُولَ أَحَقُّ بِهِذَا الْأَمْرِ مِنْكَ
مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الإِسْلَامِ فَخَشِيتُ
أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِلُ
الدَّمَ وَيَخْمُلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا
أَخَذَ اللَّهُ فِي الْجَنَانِ قَالَ حَبِيبٌ: حَفِظْتَ
وَعَصَمْتَ. قَالَ مُحَمَّدٌ: عَنْ عَبْدِ الرَّزَاقِ
وَنَوْسَاتِهَا.

تَسْبِيحٌ حافظ صاحب فرماتے ہیں مرادہ بنا لک ما وقع بین علی و معاویہ من القتال فی صفين يوم اجتماع الناس على الحكومة بهم فيما اختلفوا فيه فراسلوا بقايا الصحابة من الحرمين وغيرهما وتوعدو على الاجتماع يتظروا الى ذالك فشاور ابن عمر اخته في التوجه اليهم او عدمه فاشارت عليه باللحاق بهم خشية ان يشا من غبته اختلاف الى استمرار الفتنة فلما تفرق الناس ای بعد ان اختلف الحكمان وهي ابو موسى اشعري وكان من قبل على و عمرو بن العاص وكان من قبل معاویة (رض)

یعنی مرادہ حکومت کا جگڑا ہے جو صفين کے مقام پر حضرت علی بن عثیر اور حضرت معاویہ بن عثیر کے درمیان واقع ہوا۔ اس کے لیے حرمن کے بقايا صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہمی ملاقات کر کے اس قضیہ نامرضیہ کو ختم کرنے میں کوشش کرنے کے لیے ایک مجلس شوریٰ کو بلالیا جس میں شرکت کے لیے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے اپنی بن سے مشورہ کیا۔ بن کا مشورہ یہی ہوا کہ تم کو یہی اس۔ مجلس میں ضرور شریک ہونا چاہیے ورنہ خطرہ ہے کہ تم ساری طرف سے لوگوں میں خواہ مخواہ بد گمانیاں پیدا ہو جائیں گی جن کا نتیجہ موجودہ فتنے کے بیشہ جاری رہنے کی صورت میں ظاہر ہو تو یہ اچھا ہو گا۔ جب مجلس شوریٰ ختم ہوئی تو معاملہ دونوں طرف سے ایک ایک نئی کے انتخاب پر ختم ہوا۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعريٰ بن عثیر حضرت علی بن عثیر کی طرف سے اور حضرت عمرو بن العاص بن عثیر حضرت معاویہ بن عثیر

لی طرف سے فتح قرار پائے۔ بعد میں وہ ہوا جو مشورہ و معروف ہے۔

(۴۱۰۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق سیقی نے، ان سے سلیمان بن صرد بن شریش نے بیان کیا کہ نبی کرم شیخ یا مسلم نے غزوہ احزاب کے موقع پر (جب کفار کا لشکر ناکام واپس ہو گیا) فرمایا کہ اب ہم ان سے لڑیں گے۔ آئندہ وہ ہم پر چڑھ کر کبھی نہ آسکیں گے۔

۴۱۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْيَمْ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صَرْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا يَوْمَ الْأَخْرَابِ: ((نَغْرُوْهُمْ وَلَا يَغْرُوْنَا)).

بخاری میں سلیمان بن صرد بن شریش سے صرف ایک یہی حدیث مردی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ بوزٹھے تھے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدل لینے کوفہ سے لٹکتے تھے۔ مگر عین الورده کے مقام پر یہ اپنے ساتھیوں سمیت مارے گئے۔ یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ (فتح)

(۴۱۱۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سیجی بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے ابو اسحاق سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سلیمان بن نہیں بن شریش سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم شیخ یا مسلم سے سنا۔ جب عرب کے قبائل (جو غزوہ اخذق کے موقع پر مدینہ چڑھ کر آئے تھے) ناکام واپس ہو گئے تو حضور شیخ یا مسلم نے فرمایا کہ اب ہم ان سے جنگ کریں گے، وہ ہم پر چڑھ کر نہ آسکیں گے بلکہ ہم ہی ان پر فوج کشی کیا کریں گے۔

۴۱۱۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ سَمْعَتْ أَبَا إِسْحَاقَ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَلِيمَانَ بْنَ صَرْدٍ يَقُولُ : سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ حِينَ أَجْلَى الْأَخْرَابَ عَنْهُ: ((الآنَ نَغْرُوْهُمْ وَلَا يَغْرُوْنَا نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمْ)).

[راجح: ۴۱۰۹]

جیسا کہ آخر حضرت شیخ یا مسلم نے فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا۔ اس کے دوسرے سال صلح حدیثیہ ہوئی جس میں قریش نے آپ سے معافیہ کیا پھر خود ہی اسے توڑا لاجس کے نتیجے میں فتح کے کا واقعہ وجود میں آیا۔ (فتح)

(۴۱۱۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن جبارہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے علی بن ابی شریت نے بیان کیا کہ نبی کرم شیخ یا مسلم نے غزوہ اخذق کے موقع پر فرمایا۔ جس طرح ان کفار نے ہمیں صلوٰۃ و سطی (نماز عصر) نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہو گیا، اللہ تعالیٰ بھی ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔

۴۱۱۲ - حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْحِدْثَةِ: ((مَلَأَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ بَيْوَاهُمْ وَقَبَرَاهُمْ نَارًا كَذَّ سَعْلَوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى)) حَتَّى عَابَتِ الشَّمْسُ. [راجح: ۲۹۳۱]

(۴۱۱۲) ہم سے کلی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان

نے بیان کیا، ان سے مجین بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے کہ حضرت عمر بن خطاب بنی قریش غزوہ خندق کے موقع پر سورج غروب ہونے کے بعد (اٹک) واپس ہوئے۔ وہ کفار قریش کو برا بھلا کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! سورج غروب ہونے کو ہے اور میں عصر کی نماز اب تک نہیں پڑھ سکا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم! نماز تو میں بھی نہ پڑھ سکا۔ آخر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادی بطحان میں اترے۔ آنحضرت ﷺ نے نماز کے لیے وضو کیا۔ ہم نے بھی وضو کیا، پھر عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

حدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَدْقَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسْبُ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كَذَّنْتَ أَنَّ أَصْلَى حَتَّىٰ كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرَبَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللَّهِ مَا كَذَّلَهَا)) فَنَزَّلَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بُطْخَانَ فَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْفَضْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

[راجع: ۵۹۶]

(۳۱۱۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے محمد بن مکدر نے بیان کیا اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے سنًا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ زبیر بن عبد اللہ نے عرض کیا کہ میں تیار ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے پوچھا، کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیر بن عبد اللہ نے کہا کہ میں۔ پھر حضور ﷺ نے تیری مرتبہ پوچھا کہ کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ زبیر بن عبد اللہ نے اس مرتبہ بھی اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عبد اللہ ہیں۔

(۳۱۱۴) ہم سے قتيبة بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یاث نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عبد اللہ نے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے، اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں، وہ اکیلا ہے جس نے اپنے لشکر کو فتح دی۔ اپنے بندے کی مدد کی (یعنی حضور اکرم ﷺ کی) اور احزاب (یعنی افوان کفار) کو تنباہ کھا دیا۔ پس اسکے بعد کوئی جزا کے مقابل نہیں ہو سکتی۔

٤١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفِيَّانُ عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْأَخْرَابِ: ((مَنْ يَأْتِنَا بِخَبْرِ الْقَوْمِ؟)) فَقَالَ الرُّبِّيُّرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِنَا بِخَبْرِ الْقَوْمِ؟)) فَقَالَ الرُّبِّيُّرُ: أَنَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِنَا بِخَبْرِ الْقَوْمِ؟)) قَالَ الرُّبِّيُّرُ: أَنَا.

ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيًّا الرُّبِّيُّرَ)). [راجع: ۲۸۴۷]

٤١٤ - حَدَّثَنَا قُبَيْلَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ أَعْزَزُ جَنَدَهُ وَأَنْصَرَ عَبْدَهُ وَعَلَّبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلَا شَيْءٌ بَعْدَهُ)).

لَشْرِيق یہ وہ مبارک الفاظ ہیں جو جنگ احزاب کے خاتمہ پر بطور شکر زبان رسالت تاب میتھی سے ادا ہوئے۔ اس دفعہ کفار عرب متعدد مجاز بنا کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے ملپاک عزم کو خاک میں ملا دیا اور مسلمانوں کو ان سے بال بال بچالیا۔ اب بطور یادگار ان الفاظ کو پڑھنا اور یاد کرنا موجب صد خیر و برکت ہے۔ خاص طور پر حج کے مقالات پر ان کو زبان سے ادا کرنا ہر حاجی کو بہت اجر و ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دنیا میں شر سے محفوظ رکھے آئیں۔

۴۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ (۳۱۵) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو فراری اور عبده نے خبر دی، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفر بن شریٹ سے نہ انسوں نے بیان کیا کہ نبی کرم میتھیم نے احزاب (افواج کفار) کے لیے (غزوہ خندق کے موقع پر) بد دعا کی کہ اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے! جلدی حساب لینے والے! کفار کے لشکر کو نکلت دے اے اللہ! انسیں نکلت دے۔ یا اللہ! ان کی طاقت کو متزلزل کرو۔

(۳۱۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انسیں سالم بن عبد اللہ بن عمر اور نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوے، حج یا عمرے سے واپس آتے تو سب سے پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کرتے۔ پھر یوں فرماتے۔ اللہ کے سوا کوئی معیود نہیں، بادشاہت اسی کے لیے ہے، حمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (یا اللہ!) ہم واپس ہو رہے ہیں تو بہ کرتے ہوئے، عبادت کرتے ہوئے، اپنے رب کے حضور میں سجدہ کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہوئے۔ اللہ نے اپنا وعدہ حج کر دکھلایا۔ اپنے بندہ کی مدد کی اور کفار کی فوجوں کو اس اکیلے نے نکلت دے دی۔

وَعَبْدَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ : سَبَقْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : دَعَا رَسُولُ اللَّهِ عَلَى الْأَخْرَابِ فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ مَنْزَلُ الْكِتَابِ، سَرِيعُ الْحِسَابِ، اهْزِمُ الْأَخْرَابَ، اللَّهُمَّ اهْرِفْهُمْ وَزُلْزِلْهُمْ)). [راجع: ۲۹۳۳]

۴۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ مَقَاتِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَفْعَةَ، عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَى كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْفَزْرِ أوِ الْحِجَّةِ أَوِ الْعُمَرَةِ يَنْدَأُ فَيَكِيرُ ثَلَاثَ مِرَادٍ ثُمَّ يَقُولُ : ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، أَيُّونَ تَابِعُونَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَخْرَابَ وَخَدَهُ)). [راجع: ۱۷۹۷]

لَشْرِيق ہج ہے۔

پھونگوں سے یہ جراغ بھالیا نہ جائے گا
باب غزوہ احزاب سے نبی کرم میتھیم
کا واپس لوٹا اور بنو قریظہ پر چڑھائی کرنا
اور ان کا محاصرہ کرنا

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خنہ زن

۳۱ - بَابٌ مَرْجِعُ النَّبِيِّ عَلَى الْأَخْرَابِ وَمَخْرِجِهِ إِلَى نَبِيِّ فَرِيظَةِ وَمَحَاصِرَتِهِ إِيَّاهُمْ

(۴۱۷) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن نسیر نے بیان کیا، ان سے هشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ جوں ہی نبی کریم ﷺ نے اپنے جنگ خندق سے مدینہ واپس ہوئے اور تھیمار اتار کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا، آپ نے ابھی تھیمار اتار دیئے؟ خدا کی قسم! ہم نے تو ابھی تھیمار نہیں اتارے ہیں۔ چلے ان پر حملہ کر جئے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ان پر اور انہوں نے (یہود کے قبیلہ) بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی۔

جنگ خندق کے ونوں میں اس قبیلہ نے اندر وون شربت بدامنی پھیلائی تھی اور غداری کا ثبوت دیا تھا۔ اس لیے ان پر حملہ کرنا ضروری بوا۔

(۴۱۸) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ جیسے اب بھی وہ گرد و غبار میں دیکھ رہا ہوں جو جبریل علیہ السلام کے ساتھ سوار فرشتوں کی وجہ سے قبیلہ بنو غنم کی گلی میں اٹھا تھا جب رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے خلاف چڑھ کر گئے تھے۔

(۴۱۹) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جو یہی بن اسماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن شیبہ نے بیان کیا کہ غزوۃ احزاب (سے فارغ ہو کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام مسلمان عصر کی نماز بنو قریظہ تک پہنچنے کے بعد ہی ادا کریں۔ بعض حضرات کی عصر کی نماز کا وقت راستے ہی میں ہو گیا۔ ان میں سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو کہا کہ ہم راستے میں نماز نہیں پڑھیں گے۔ (کیونکہ حضور ﷺ نے بنو قریظہ میں نماز عصر پڑھنے کے لئے فرمایا ہے) اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضور ﷺ کے ارشاد کا منشاء یہ نہیں تھا۔ بعد میں حضور ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے کسی پر خفیٰ نہیں فرمائی۔

[راجح: ۱۹۴۶] جب رسول کریم ﷺ نے غزوۃ خندق سے ہمیابی کے ساتھ واپس ہوئے تو ظہر کے وقت حضرت جبریل "تشریف لا کرنے لگے

حدثنا ابنُ ثَمِيرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السَّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ : قَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ وَاللَّهُ مَا وَضَعْنَاهُ فَأَخْرُجْ إِلَيْهِمْ . قَالَ : ((فَإِلَى أَيْنَ؟)) قَالَ : هَهُنَا وَأَشَارَ إِلَى نَبِيٍّ قُرْيَظَةً . فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ [راجع: ۴۶۳]

ضوری بوا۔

(۴۲۰) ہم سے حمید بن جویر بن حازم عن خمید بن ہلال، عن انس رضی اللہ عنہ قال: کانی افظر إلى الغار ساطعاً في زفاف بي غنم موكب جبريل حين سار رسول الله ﷺ إلى بي قریظة۔

(۴۲۱) ہم سے حدثنا جویرية بن اسماء عن نافع عن ابن عمر رضي اللہ عنہما قال: قال النبي ﷺ يوم الأحزاب: ((لا يصلح أحد العصر إلا في بي قریظة)) فاذرك بغضهم العصر في الطريق فقال بغضهم: لا نصلني حتى ناتيها وقال بغضهم: بل نصلني لم يردد منا ذلك فذكر ذلك للنبي ﷺ فلم يعنف واحداً منهم۔

[راجح: ۱۹۴۶]

کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ فوراً بوقریظہ کی طرف چلیں۔ آپ نے حضرت مالک بن اشڑ کو پکارنے کے لئے حکم فرمایا کہ من کان سامعاً مطیعاً فلا یصلی العصر الا فی بین قریظۃ یعنی جو بھی سننے والا فرمانبردار مسلمان ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ عصر کی نمازوں نی قریظۃ ہی میں پہنچ کر پڑے۔ وقال ابن القیم فی الہدی ما حصله کل من الفرقین ماجور بقصدہ الا ان من قتلی حاز الفضیلین امثال الامر فی الاسراع وامتثال الامر فی المحافظة علی الوقت ولا سیما ما فی هذه الصلاة بعینها من الحث علی المحافظة علیها و ان من فانه حبط عملہ وانعملم یعنی الذین اخروا القيام عندهم فی التمسک بظاهر الامر اجتهدوا فاخروا لامثالهم الامر لکنہم لم یصلوا الی ان یکون اجتہادہم اصول من اجتہاد الطائفۃ الاخری الخ وقد استدل به الجمهور علی عدم تائیم من اجتہاد لانہ صلی الله علیہ وسلم لم یعنف احداً من الطائفین فلو کان هنک ائمۃ یعنف من الہم (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ آخرضرت ملکیہ نے اعلان کرایا کہ جو بھی مسلمان سننے والا اور فرمانبرداری کرنے والا ہے اس کا فرض ہے کہ نمازوں عصر بوقریظہ ہی میں پہنچ کر ادا کرے۔ علامہ ابن قیم ملکیہ نے زاد المعاویں کہا ہے کہ دونوں فریق اجر و ثواب کے حقدار ہوئے۔ مگر جس نے وقت ہونے پر راستہ ہی میں نمازوں ادا کر لی اس نے دونوں فضیلتوں کو حاصل کر لیا۔ پہلی فضیلت نمازوں عصر کی، اس کے اول وقت میں ادا کرنے کی کیونکہ اس نمازوں کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی خاص تاکید ہے اور یہاں تک ہے کہ جس کی نمازوں عصر فوت ہو گئی اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ اس طرح اس فریق کو اول وقت نمازوں پر حصہ اور پھر بوقریظہ پہنچ جانے کا ثواب حاصل ہوا اور دوسرا فریق جس نے نمازوں عصر میں تاخر کی اور ظاہر فرمان رسول پر عمل کیا ان پر کوئی کنتہ چینی نہیں کی گئی کیونکہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے فرمان رسالت پر عمل کرنے کے لیے نمازوں کو تاخر سے بوقریظہ ہی میں جا کر ادا کیا۔ ان کا اجتہاد پہلی جماعت سے زیادہ صواب کے قریب ہے۔ اسی سے جبور نے اسٹدال کیا ہے کہ اجتہاد کرنے والا گنگار نہیں ہے۔ (اگر وہ اجتہاد میں غلطی بھی کر جائے)۔ اس لیے کہ نبی کریم ملکیہ نے دونوں حرم کے لوگوں میں سے کسی پر بھی کنتہ چینی نہیں فرمائی۔ اگر ان میں کوئی گنگار قرار پاتا تو آخرضرت ملکیہ ضرور اس کو تنبیہ فرماتے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اس بنا پر یہ اصول قرار پایا کہ المحتہد قد یخطی و یصب مجہد سے خطا اور ثواب دونوں ہو سکتے ہیں اور خطاب پر بھی وہ گنگار قرار نہیں دیا جا سکتا مگر جب اس کو قرآن و حدیث سے اپنی اجتہادی غلطی کی اطلاع ہو جائے تو اس کو اجتہاد کا ترک کرنا اور کتاب و سنت پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اسی لیے مجہدین امت ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے واضح لفظوں میں وصیت کر دی ہے کہ ہمارے اجتہادی فتاویٰ اگر کتاب و سنت سے کسی جگہ مکران میں تو کتاب و سنت کو مقدم رکھو اور ہمارے اجتہادی غلط فتاووں کو چھوڑ دو۔ مگر صد افسوس ہے کہ ان کے بیروکاروں نے ان کی اس قسمی وصیت کو پس پشت ڈال کر ان کی تقلید پر ایسا جمود اختیار کیا کہ آج مذاہب ایک الگ الگ دین الگ الگ امت نظر آتے ہیں۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ -

دین حق را چار مذہب ساختند رخنه در دین نبی اند اختند۔

آج جبکہ یہ چودھویں صدی ختم ہونے جا رہی ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان فرضی گروہ بندیوں کو ختم کر کے کلمہ اور قرآن اور قبلہ پر اتحاد امت قائم کریں ورنہ حالات اس قدر ناٹک ہیں کہ اس افتراق و اشتراق کے نتیجے بد میں مسلمان اور بھی زیادہ ہلاک و بریاد ہو جائیں گے۔ و ما علینا الا البلاغ المبين والحمد لله رب العالمین۔

(۳۲۰) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا تم سے معتر
بن سلیمان نے بیان کیا (دوسری سند امام بخاری و مسلم فرماتے ہیں) اور
مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا تم سے معتر بن سلیمان نے
بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سن اور ان سے اُس سوال پر نے

٤١٢٠ - حدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حدَّثَنَا
مُعْتَمِرٌ وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ، حدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ
قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى

بیان کیا کہ بطور ہدیہ صحابہؓ اپنے باغ میں سے نبی کرم ﷺ کے لیے چند کھجور کے درخت مقرر کر دیتے تھے یہاں تک کہ بنو قریظہ اور بنو نصر کے قبائل فتح ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے انہیا کو واپس کر دیا۔ میرے گھروالوں نے بھی مجھے اس کھجور کو تمام کی تامان یا اس کا کچھ حصہ لینے کے لیے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ نے وہ کھجور ام ایمن رئیخا کو دے دی تھی۔ اتنے میں وہ بھی آئیں اور کہڑا میری گردن میں ڈال کر کئے گئیں، قطعائیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبد نہیں یہ پھل تمیں نہیں ملیں گے۔ یہ حضور ﷺ مجھے عذایت فرمائے ہیں۔ یا اسی طرح کے الفاظ انہوں نے بیان کئے۔ اس پر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس کے بدلتے میں استنے لے لو۔ (اور ان کا مکالمہ انہیں واپس کردو) لیکن وہ اب بھی یہی کے جاری تھیں کہ قطعائیں، خدا کی قسم! یہاں تک کہ حضور ﷺ نے انہیں، میرا خیال ہے کہ انس بیٹھنے نے بیان کیا کہ اس کا داد گناہ دینے کا وعدہ فرمایا (پھر انہوں نے مجھے چھوڑا) یا اسی طرح کے الفاظ انس بیٹھنے نے بیان کئے۔

(۳۲۱) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، ان سے شعبہ نے، ان سے سعد بن ابراء ہم نے، انہوں نے ابو امامہ سے نا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو سعید خدری بیٹھنے سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ بنو قریظہ نے سعد بن معاذ بیٹھنے کو ٹالا۔ مان کر تھیار ڈال دیئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ وہ گھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب اس جگہ کے قریب آئے جسے حضور ﷺ نے نماز پڑھنے کے لیے منتخب کر رکھا تھا تو حضور ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ یا (حضور ﷺ نے یوں فرمایا) اپنے سے بہتریڈر کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ بنو قریظہ نے تم کو ٹالا۔ مان کر تھیار ڈال دیئے ہیں۔ چنانچہ سعد بیٹھنے یہ فیصلہ کیا کہ جتنے لوگ ان میں جنگ کے قابل ہیں انہیں قتل کرو یا جائے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو

الله علیہ وسلم النخلات حتی التسع
قریظة والنضير وإن اهلي انزولني ان
آتني النبي صلی الله علیہ وسلم فاسأله
الذی کانوا أغطوة او بغضنه وكان
النبي صلی الله علیہ وسلم قد أغطاهم
أم آینم فجاءت أم آینم فجعلت
الثوب في عنقي تقول: كلاماً والذی لا
إله إلا هو لا يغطيكم و قد أغطائهم او
كما قال: والنبي صلی الله علیہ وسلم يقول: ((لک کذا)) وتقول: كلاماً
والله حتى أغطاهما خسبت انه قال:
عشرة امثاله او كما قال.

[راجع: ۲۶۳۰]

٤١٢١ - حدثني محمد بن بشير حدثنا
غندر حدثنا شعبة عن سعد قال : سمعت
أبا أمامة قال : سمعت أبا سعيد الخدري
رضي الله عنه يقول : نزل أهل قريطة
على حكم سعد بن معاذ ، فأنزل النبي
صلى الله علية وسلم إلى سعد ، فأتى
على حمار فلما ذاك من المسجد ، قال
للأنصار : ((قُوموا إلی سيدكم او
خيركم)) فقال : ((هؤلاء نزلوا على
حكمكم)) فقال : تقتل مقاتلتهم وتبني
ذرارتهم قال : ((قضيت بحكم الله وربّما
قال : بحكم الملوك)).

[راجع: ۴۰۴۳]

قیدی بنا لیا جائے۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تم نے اللہ کے نیصل کے مطابق فیصلہ کیا یہ فرمایا کہ جیسے بادشاہ (یعنی خدا) کا حکم تھا۔

(۲۲۲) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن نمر نے بیان کیا، ان سے هشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ غزوہ خندق کے موقع پر سعد بن ثابت زخمی ہو گئے تھے۔ قریش کے ایک کافر شخص، حسان بن عرف نامی نے ان پر تیر چالیا تھا اور وہ ان کے بازو کی رگ میں آکے لگا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں ایک ڈیرہ لگادیا تھا تاکہ قریب سے ان کی عیارت کرتے رہیں۔ پھر جب آپ غزوہ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر عسل کیا تو جبریل ﷺ آپ کے پاس آئے۔ وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے۔ خدا کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اٹارے ہیں۔ آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے سعد بن ثابت کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے۔ محاصرہ کے بعد سعد بن معاذ بن جوشی کو فیصلہ کا اختیار دیا۔ سعد بن ثابت نے کہا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جتنے لوگ ان کے جنگ کرنے کے قابل ہیں وہ قتل کر دیئے جائیں، ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے۔ هشام نے بیان کیا کہ پھر مجھے میرے والد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ سعد بن ثابت نے یہ دعا کی تھی ”اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز غزیر نہیں کہ میں تیرے راستے میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹالیا اور انہیں ان کے وطن سے نکالا لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی اب ختم کر دی ہے۔ لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی بھی سلسلہ ابھی باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھئے۔ یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان

۱۲۲ - حدَّثَنَا زَكْرِيَاً بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَعْمَانَ حَدَّثَنَا هِشَامَ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:
أَصِيبَ سَعْدًا يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِّنْ
قَرْيَشٍ يُقَالُ لَهُ جِنَاحٌ ابْنُ الْعَرْفَةِ : رَمَاهُ فِي
الْأَكْحَلِ فَصَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خِيَمَةَ فِي
الْمَسْجِدِ لِيَرْجُدَهُ مِنْ قَرْبِهِ فَلَمَّا رَجَعَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ الْخَنْدَقِ، وَضَعَ
السَّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَاتَّاهُ جِنَاحٌ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغَبارِ فَقَالَ:
قَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ، وَاللَّهُ مَا وَضَعْتَهُ
إِخْرُجْ إِنَّهُمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((فَلَمَّا ؟))
فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ فَتَرَلُوا عَلَى حُكْمِهِ فَرَدَ الْحُكْمُ إِلَى
سَعْدٍ قَالَ: فَإِنِّي أَخْكُمُهُمْ أَنْ تُقْلَلَ
الْمُقَاتَلَةُ وَأَنْ تُسْبَى السَّاءُ وَالذُّرَى وَأَنْ
تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ. قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِي إِنِّي
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ سَعْدًا قَالَ:
اللَّهُمَّ إِنِّي تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدًا أَحَبُّ إِلَيَّ
أَنْ أَجَاهِدَهُمْ فِيكَ، مِنْ قَوْمٍ كَذَّابِيَا
رَسُولُكَ ﷺ وَآخِرَ جَوَهِ اللَّهِمَّ فَإِنِّي أَطْنَعُ
أَنِّي قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ،
فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قَرْيَشٍ شَيْءًا فَأَبْقِنِي
لَهُ، حَتَّى أَجَاهِدَهُمْ فِيكَ وَإِنْ كُنْتَ
وَضَعَتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتِي

سے جہاد کروں اور اگر بڑائی کے سلسلے کو تو نے ختم ہی کر دیا ہے تو میرے زخموں کو پھر سے ہرا کر دے اور اسی میں میری موت واقع کر دے۔ اس دعا کے بعد سینے پر ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔ مسجد میں قبیلہ بونغفار کے کچھ صحابہ کا بھی ایک ڈیرہ تھا۔ خون ان کی طرف بہ کر آیا تو وہ گھبرائے اور انہوں نے کہا، اے ڈیرہ والو! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف کیوں بہ کر آ رہا ہے؟ دیکھا تو سعد بن ثابت کے زخم سے خون بہ رہا تھا، ان کی وفات اسی میں ہوئی۔

فِيهَا فَانْقَحَرَتْ مِنْ لَيْلَةِ قَلْمَنْ يَرْغُبُهُ
الْمَسْجِدُ حَيْنَةً مِنْ بَنِي غِفارِ إِلَّا الدُّمْ
يَسِيلُ الْأَيْمَنَ، فَقَالُوا : يَا أَهْلَ الْحَيْنَةِ مَا هَذَا
الَّذِي يَأْتِينَا وَفِي مِنْ قَبْلِكُمْ فَإِذَا سَعَدَ يَغْدُو
جُرْحَةً دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

[راجع: ۴۶۳]

لَشَيْخُهُ بہرث کے بعد آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کے مخفف قبائل اور آس پاس کے دوسرے مشرق عرب قبائل سے صلح کر لی تھی۔ لیکن یہودی برابر اسلام کے خلاف سازشوں میں لگے رہتے تھے۔ درپر وہ تو ان کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی برابری ہوتی رہتی تھی لیکن غزوہ خندق کے موقع پر جو انتہائی فیصلہ کن غزوہ تھا، اس میں خاص طور سے بنو قریظہ نے بہت کھل کر قریش کا ساتھ دیا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ اس لیے غزوہ خندق کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ مسیہ کو ان سے پاک کرنا ہی ضروری ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قرآن پاک کی سورہ حشر ای واقع کے متعلق ہاں لازم ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ بن شہر لیتھے ہوئے تھے۔ اتفاق سے ایک بکری آئی اور اس نے ان کے سینہ پر اپنا کمر رکھ دیا جس سے ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔ جو ان کی وفات کا سبب ہوا۔ رضی اللہ عن دارضاه۔

(۳۲۲۳) ہم سے حاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازب بن شہر سے سن، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے حسان بن ثابت بن شہر سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کریا (آنحضور ﷺ نے اس کے بجائے) "ہاجہم" فرمایا جو بُرَيْل میل میل ﷺ تمہارے ساتھ ہیں۔

(۳۲۲۴) اور ابراہیم بن طمان نے شبائی سے یہ زیادہ کیا ہے کہ ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنو قریظہ کے موقع پر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ مشرکین کی ہجو کو جو بُرَيْل تمہاری مرد پر ہیں۔

لَشَيْخُهُ جملہ احادیث مذکورہ بالا میں کسی نہ کسی طرح سے یہودیان بنو قریظہ سے لڑائی کا ذکر ہے۔ اسی لیے ان کو اس باب کے ذیل لایا گیا۔ یہود اپنی فطرت کے مطابق ہر وقت مسلمانوں کی بیچ کنی کے لیے سوچتے رہتے تھے۔ اسی لیے مسیہ کو ان سے صاف کرنا ضروری ہوا اور یہ جگہ لڑی گئی جس میں اللہ نے مسیہ کو ان شریف فطرت یہودیوں سے پاک کر دیا۔

باب غزوہ ذات الرقاع کا بیان

۴۱۲۳ - حَدَّثَنَا الْحَجَاجُ بْنُ مِنْهَالَ أَخْبَرَنَا
شَعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدَيْيُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ
قُرْيَظَةَ ((أَفْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ - وَجِنْرِيلَ
مَعْكَ)). [راجع: ۳۲۱۳]

۴۱۲۴ - وَرَأَدَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ طَهْمَانَ عَنِ
الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَدَيْيِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ
بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ
قُرْيَظَةَ لِحَسَانِ بْنِ ثَابِتٍ ((أَفْجُهُ الْمُشْرِكِينَ
فَلَأْنَ جِنْرِيلَ مَعْكَ)). [راجع: ۳۲۱۴]

لَشَيْخُهُ جملہ احادیث مذکورہ بالا میں کسی نہ کسی طرح سے یہودیان بنو قریظہ سے لڑائی کا ذکر ہے۔ اسی لیے ان کو اس باب کے ذیل لایا گیا۔ یہود اپنی فطرت کے مطابق ہر وقت مسلمانوں کی بیچ کنی کے لیے سوچتے رہتے تھے۔ اسی لیے مسیہ کو ان سے صاف کرنا ضروری ہوا اور یہ جگہ لڑی گئی جس میں اللہ نے مسیہ کو ان شریف فطرت یہودیوں سے پاک کر دیا۔

۳۲ - باب غزوہ ذات الرقاع

یہ جنگ محارب قبیلے سے ہوئی تھی جو خصہ کی اولاد تھے اور یہ خصہ بنو شعلہ کی اولاد میں سے تھا۔ جو غطفان قبیلہ کی ایک شاخ ہیں۔ نبی کرم ملکیت میں نے اس غزوہ میں مقام خلی پر پڑا تو کیا تھا۔ یہ غزوہ خیبر کے بعد واقع ہوا کیونکہ ابو موسیٰ اشتری رض غزوہ خیبر کے بعد جہش سے مدینہ آئے تھے (اور غزوہ ذات الرقاع میں ان کی شرکت روایتوں سے ثابت ہے)

(۴۱۲۵) اور عبد اللہ بن رجاء نے کہا، انہیں عمرانقطان نے خبر دی، انہیں بھی بن کیش نے، انہیں ابو سلمہ نے اور انہیں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہ نبی کرم ملکیت میں اپنے اصحاب کے ساتھ نماز خوف ساتویں (سال یا ساتویں غزوہ) میں پڑھی تھی۔ یعنی غزوہ ذات الرقاع میں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف ذوقہ میں پڑھی تھی۔

وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبٍ خَصْفَةً مِنْ بَنِي ثَقْلَةَ
مِنْ غَطْفَانَ. فَنَزَلَ نَخْلًا وَهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ
لَاذَ أَبَا مُوسَى جَاءَ بَعْدَ خَيْبَرَ

۴۱۲۵ - وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءَ،
أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَعْتَى بْنِ أَبِي
كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَنْدِ
اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِأَصْحَابِهِ فِي الْحَوْفِ فِي غَزْوَةِ السَّابِعَةِ
غَزْوَةِ ذَاتِ الرَّقَاعِ. قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: صَلَّى
النَّبِيُّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى
[أطراfe] في: ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۳۰، ۴۱۳۷.

(۴۱۲۶) اور بکر بن سوادہ نے بیان کیا، ان سے زیاد بن نافع نے بیان کیا، ان سے ابو موسیٰ نے اور ان سے حضرت جابر رض نے بیان کیا کہ نبی کرم ملکیت میں غزوہ محارب اور بنی شعلہ میں اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی تھی۔

(۴۱۲۷) اور ابن اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے وہب بن کیمان سے سنا، انہوں نے حضرت جابر رض سے سنا کہ نبی کرم ملکیت میں غزوہ ذات الرقاع کے لیے مقام خلی سے روانہ ہوئے تھے۔ وہاں آپ کا قبیلہ غطفان کی ایک جماعت سے سامنا ہوا لیکن کوئی جنگ نہیں ہوئی اور چونکہ مسلمانوں پر کفار کے (اچانک حملے کا) خطرہ تھا، اس لیے حضور ملکیت نے دور کعت نماز خوف پڑھائی۔ اور یزید نے سلمہ بن الاکوع رض سے بیان کیا کہ میں نبی کرم ملکیت میں غزوہ ذوقہ میں شریک تھا۔

۴۱۲۶ - وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ: حَدَّثَنِي
زَيَادُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ جَابِرًا
حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ

مُحَارِبٍ وَغَلَّةَ. [راجع: ۴۱۲۵]

۴۱۲۷ - وَقَالَ أَبْنُ إِسْحَاقَ : سَمِعْتُ
وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ، سَمِعْتُ جَابِرًا حَرَجَ
النَّبِيُّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَاتِ الرَّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ فَلَقَنَ
جَمِيعًا مِنْ غَطْفَانَ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ وَأَخْافَ
النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَصَلَّى النَّبِيُّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَكْعَتِ الْحَوْفِ. وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سَلَمَةَ
غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَرْدِ.

[راجع: ۴۱۲۵]

(۳۲۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالامد نے بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے، ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری بن بشیر نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے نکلے۔ ہم چھ ساتھی تھے اور ہم سب کے لیے صرف ایک اونٹ تھا، جس پر باری باری ہم سوار ہوتے تھے۔ (بیدل طویل اور پر مشقت سفر کی وجہ سے) ہمارے پاؤں بھت گئے۔ میرے بھی پاؤں بھت گئے تھے، ماخن بھی حظر گئے تھے۔ چنانچہ ہم قدموں پر کپڑے کی پٹی باندھ باندھ کر چل رہے تھے۔ اسی لیے اس کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑا، کیونکہ ہم نے قدموں کو بیویوں سے باندھا تھا۔ ابوموسیٰ اشعری بن بشیر نے یہ حدیث تو بیان کر دی، لیکن پھر ان کو اس کا اظہار اچھا نہیں معلوم ہوا۔ فرمائے گئے کہ مجھے یہ حدیث بیان نہ کرنی چاہیے تھی۔ ان کو اپنا نیک عمل ظاہر کرنا برا معلوم ہوا۔

(۳۲۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے یزید بن رومان نے، ان سے صالح بن خوات نے، ایک ایسے صحابی سے بیان کیا جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں شریک تھے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز خوف پڑھی تھی۔ اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ پہلے ایک جماعت نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اس وقت دوسری جماعت (مسلمانوں کی) دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ حضور ﷺ نے اس جماعت کو جو آپ کے چیچھے صفات میں کھڑی تھی، ایک رکعت نماز خوف پڑھائی اور اس کے بعد آپ کھڑے رہے۔ اس جماعت نے اس عرصہ میں اپنی نماز پوری کر لی اور واپس آکر دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد دوسری جماعت آئی تو حضور ﷺ نے انہیں نماز کی دوسری رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی اور (ركوع و سجده کے بعد) آپ قعدہ میں بیٹھے رہے۔ پھر ان لوگوں نے جب اپنی نماز (جو باقی رہ گئی تھی) پوری کر لی تو آپ

۴۲۸ - حدثنا محمد بن العلاء حدثنا أبوأسامة عن بريدة بن عبد الله بن أبي بزدة عن أبي بزدة عن أبي موسى رضي الله عنه، قال: خرجنا مع النبي ﷺ في غرابة ونحن سته نفر بتنا بغير نفقة ففقيه أقدامنا ونقيه قدماي وسقطت أظفاري فكنا نلف على أرجلنا الحرق فسميت غروة ذات الرقاع لما كنا نغضب من الحرق على أرجلنا. وحدث أبو موسى بهذا الحديث ثم ذكره ذلك قال: ما كنت أصنع بآن ذكره كأنه ذكره أن يكون شيء من عمله أفسادا. چونکہ اس جگ میں پیل چلنے کی تکلیف سے قدموں پر چیختہ لپینے کی نوبت آگئی تھی۔ اسی لیے اسے غزوہ ذات الرقاع کے نام سے موسوم کیا گیا۔

۴۲۹ - حدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك عن يزيد بن رومان، عن صالح بن خوات، عن شهد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم ذات الرقاع صلى صلاة الخوف، أن طائفه صفت معه وطائفه وجاه العدو، فصلى باليتى معه ركعة ثم ثبت قائمًا وأتموا لأنفسهم ثم انصرفوا فصفوا وجاه العدو، وجاءت الطائفه الأخرى فصلى بهم الركعة التي بيقت من صلاته، ثم ثبت جالسا وأتموا لأنفسهم ثم سلم بهم.

نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

(۳۲۳۰) اور معاذ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ابو زیر نے اور ان سے جابر بن شوہر نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام نخل میں تھے۔ پھر انہوں نے نماز خوف کا ذکر کیا۔ امام مالک نے بیان کیا کہ نماز خوف کے سلسلے میں جتنی روایات میں نے سنی ہیں یہ روایت ان سب میں زیادہ بہتر ہے۔ معاذ بن ہشام کے ساتھ اس حدیث کو لیث بن سعد نے بھی ہشام بن سعد منی سے، انہوں نے زید بن اسلم سے روایت کیا اور ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ بنی انمار میں (نماز خوف) پڑھی تھی۔

(۳۲۳۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن سعیدقطان نے بیان کیا، ان سے بھی بن سعید النصاری نے، ان سے قاسم بن محمد نے، ان سے صالح بن خوات نے، ان سے سل بن ابی حمزة نے بیان کیا کہ (نماز خوف میں) امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اسکے ساتھ نماز میں شریک ہو گی۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی ہو گی۔ انہیں کی طرف منہ کئے ہوئے۔ امام اپنے ساتھ والی جماعت کو پہلے ایک رکعت نماز پڑھائے گا (ایک رکعت پڑھنے کے بعد پھرایہ جماعت کھڑی ہو جائے گی) اور خود (امام کے بغیر) اسی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے کر کے دشمن کے مقابلہ پر جا کر کھڑی ہو جائے گی۔ جہاں دوسری جماعت پہلے سے موجود تھی۔ اسکے بعد امام دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائے گا۔ اس طرح امام کی دو رکعت پوری ہو جائیں گی، اور یہ دوسری جماعت ایک رکوع اور دو سجدہ خود کرے گی۔

ہم سے مدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن سعیدقطان نے، ان سے شعبہ نے، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے، ان سے صالح بن خوات نے اور ان سے سل بن ابی حمزة نے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٤١٣٠ - وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزَّيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَمَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِسَخْلٍ فَذَكَرَ صَلَاةَ الْخَوْفِ قَالَ مَالِكٌ : وَذَلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ تَابِعُهُ الْإِثْنَيْنِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ الْفَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدَ حَدَّثَهُ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارِ .

[راجع: ۴۱۲۵]

٤١٣١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَانِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ الْفَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاْتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَمْمَةَ، قَالَ : يَقُولُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلُ الْفَيْلَةِ وَطَائِفَةً مِنْهُمْ مَعَهُ، وَطَائِفَةً مِنْ قَبْلِ الْعَدُوِّ وَجُوْهِهِمْ إِلَى الْعَدُوِّ، فَيَصْلِي بِالْأَذْيَنِ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَقُولُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُ هُؤُلَاءِ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ، فَيَحْمِلُ أُولَئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَهُ ثَنَانٌ ثُمَّ يَرْكَعُونَ وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ .

٤٠٠٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شَعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْفَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاْتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَمْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

٤٠٠٠ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَحْيَى

مجھ سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے این حازم نے بیان کیا، ان سے بیکھری نے انہوں نے قاسم سے نہ، انہیں صالح بن خوات نے خبر دی، انہوں نے سل بن ابی حثیر رضی اللہ عنہ سے ان کا قول بیان کیا۔

(۳۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کما ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کما کہ مجھے سالم نے خبر دی اور ان سے ابن عمر بن عقبہ نے بیان کیا کہ میں اطرافِ نجد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ کے لیے گیا تھا۔ وہاں ہم دشمن کے آئنے سامنے ہوئے اور ان کے مقابلے میں صفت بدی کی۔

سیعۃ الْفَاقِیْمَ أَخْبَرَنِیْ صَالِحُ بْنُ خَوَّاْتٍ
عَنْ سَهْلِ حَدَّثَهُ قَوْلَةً.

٤١٣٢ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا
شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ
أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:
غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ نَجْدٍ
فَوَارَتِنَا الْعَدُوُّ فَصَافَقْنَا لَهُمْ.

[راجح: ۹۴۲]

(۳۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کما ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری لے، ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر بن عقبہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ نماز (خوف) پڑھی اور دوسری جماعت اس عرصہ میں دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ پھر یہ جماعت جب اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ (نماز پڑھ کر) چلی گئی تو دوسری جماعت آئی اور حضور ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی۔ اس کے بعد آپ نے اس جماعت کے ساتھ سلام پھیرا۔ آخر اس جماعت نے کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی اور پہلی جماعت نے بھی کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی۔

(۳۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کما ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سنان اور ابو سلمہ نے بیان کیا اور انہیں جابر بن شٹر نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطرافِ نجد میں لا ای کے لیے گئے تھے۔

(۳۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے، ان سے ابن شماں نے، ان سے سنان بن

٤١٣٣ - حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ ذُرِّيْعَةَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَدَّى الطَّافِقَيْنِ، وَالطَّافِقَةِ الْآخِرَيِّ مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فِي مَقَامِ اصْنَاحِهِمْ فَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ هُؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ، وَقَامَ هُؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

[راجح: ۹۴۲]

٤١٣٤ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ حَدَّثَنِي
شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سِنَادٌ
وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ نَجْدٍ. [راجح: ۲۹۱۰]

٤١٣٥ - حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخْيَرٌ
عَنْ سَلِيمَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي عَبِيقٍ، عَنْ
أَنَّ شِهَابَ بْنَ سِنَادٍ بْنِ أَبِي سِنَادٍ

ابی سنان دولی نے، انسیں جابر بن عبد اللہ نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطرافِ نجد میں غزوہ کے لیے گئے تھے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ واپس ہوئے تو وہ بھی واپس ہوئے۔ قیول کا وقت ایک وادی میں آیا، جمال بول کے درخت بہت بہت تھے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ وہیں اتر گئے اور صحابہؓ درختوں کے سامنے کے لیے پوری وادی میں پھیل گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی ایک بول کے درخت کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تکوار اس درخت پر لٹکا دی۔ جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ابھی تھوڑی ہی دیر ہمیں سوئے ہوئے ہوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں پکارا۔ ہم جب خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس ایک بدھی بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے میری تکوار مجھ پر کھینچ لی تھی، میں اس وقت سویا ہوا تھا، میری آنکھ کھلی تو میری نگلی تکوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے مجھ سے کہا، تمہیں میرے ہاتھ سے آج کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! اب دیکھو یہ بیٹھا ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے پھر کوئی سزا نہیں دی۔

(دوسری سند)

(۳۲۳۶) اور اب ان نے کہا کہ ہم سے بھی بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ذاتِ الرقاع میں تھے۔ پھر ہم ایک ایسی جگہ آئے جمال بہت گھنے سالیہ کا درخت تھا۔ وہ درخت ہم نے آنحضرت ﷺ کے لیے مخصوص کر دیا کہ آپ وہاں آرام فرمائیں۔ بعد میں مشرکین میں سے ایک شخص آیا، حضور ﷺ کی تکوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس نے وہ تکوار حضور ﷺ پر کھینچ لی اور پوچھا، تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس پر اس نے پوچھا، آن میرے ہاتھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ! پھر صحابہؓ نے اسے ڈانشادھر کیا اور نماز کی تکبیر کی گئی۔ تو حضور ﷺ نے پسلے ایک جماعت کو دو رکعت نماز خوف پڑھائی جب وہ جماعت (آنحضرت ﷺ کے پیچھے سے) بہت گئی تو آپ نے دوسری جماعت کو

الدُّوْلَيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَنْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ عَزَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ قَبْلَ تَحْدِيدِ كَتْهُمُ الْفَاقِلَةِ فَقُلَّ مَعَهُ فَأَذْرَكَتْهُمُ الْفَاقِلَةُ فِي وَادِ كَثِيرِ الْعَصَابِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى الْعَصَابِ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعَصَابِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى تَحْتِ سَمَوَةِ، فَعَلَقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ، فَيَمْنَأْ نَوْمَةً ثُمَّ إِذَا رَسُولُ اللَّهِ عَلَى يَدِنَا فَجَنَّاهُ، فَإِذَا عَنْهُ أَغْرَابَيِّ جَالِسٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى يَدِنَا هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظَتْ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلَّتْ فَقَالَ لِي : مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَلْتُ: اللَّهُ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يَعَاقبَهُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى يَدِنَا.

[راجع: ۲۹۱۰]

۴۱۳۶ - وقال أبا ثنا حدثنا يحيى بن أبي
كثير عن أبي سلمة عن جابر قال : كنا
مع النبي صلى الله عليه وسلم بذاتِ
الرقاء فإذا أتينا على شجرة ظليلة
تركتها للنبي صلى الله عليه وسلم
فجاء رجل من المشركين وسيف النبي
صلى الله عليه وسلم معلقاً بالشجرة
فاختراه قال له : تخافي . فقال : ((لا))
قال : ((فمن يمنعك مني؟)) قال : الله
فنهدها أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
وسلم وأقيمت الصلاة فصلى بظليلة
ركعتين ، ثم تأخرروا وصلى بالظليلة

بھی دور رکعت نماز پڑھائی۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کی چار رکعت نماز ہوئی۔ لیکن مقتدیوں کی صرف دو دور رکعت اور مددوںے بیان کیا، ان سے ابو عوانہ نے، ان سے ابو برد نے کہ اس شخص کا نام (جس نے آپ پر تکوار کھینچی تھی) غورث بن حارث تھا اور آخر پر حضرت ﷺ نے اس غزوہ میں قبیلہ محارب خصہ سے جنگ کی تھی۔

(۳۲۳) اور ابو الزیر نے جابر بن جحش سے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقامِ محل میں تھے تو آپ نے نمازِ خوف پڑھائی اور ابو ہریرہ بن عوبہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ خوف غزوہ نجد میں پڑھی تھی۔ یہ یاد رہے کہ ابو ہریرہ بن عوبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں (سب سے پہلے) غزوہ خیبر کے موقع پر حاضر ہوئے تھے۔

تَسْبِيحُهُ اس حدیث کی شرح میں حضرت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وکذا لک اخراجها ابراہیم العربی فی کتاب غریب الحدیث عن جابر قال غزار رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم محارب خصہ بنخل فروا من المسلمين غرة فجاء رجل منهم بقال له غورث بن الخطوت حتى قام على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بالسيف فذکره وفيه فقال الاعرابي غير اني اعاهدك ان لا اقاتلك ولا اكون مع قوم يقاتلونك فخلع سبليه فجاء الى اصحابه فقال جنتكم من عبد خير الناس وقد ذكر الوالقدى في نحو هذه القصة انه اسلم ورجع الى قوله فاختدمني به علقم كثير (فتح الباري) خلاصہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے ایک کھبوروں کے علاقے میں خصہ نامی قبیلے پر جناد کیا اور واہیں میں مسلمان ایک جگہ دوپر میں آرام لینے کے لیے متفق ہو کر جگہ درختوں کے نیچے سو گئے۔ اس وقت اس قبیلہ کا ایک آدمی غورث بن حارث نامی تنگی کوار لے کر رسول کریم ﷺ کے سرہنے کھڑا ہو گیا۔ پس یہ سارا ماجرا ہوا اور اس میں یہ بھی ہے بعد میں جب وہ دیساتی نامام ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں آپ سے ترک جنگ کا معلبوہ کرتا ہوں اور اس پات کا بھی کہ میں آپ سے لڑنے والی قوم کا ساتھ نہیں دوں گا۔ آخر پر حضرت ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ ایسے بزرگ شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ جو بہترن قسم کا آدمی ہے۔ واقعہ نے ایسے ہی قصہ میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ بعد میں وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں وابس آیا اور اس کے ذریعہ بہت سی مخلوق نے ہدایت حاصل کی۔

باب غزوہ بنی المصطلق کا بیان جو قبیلہ بنو خزاصہ سے ہوا تھا
اس کا دوسرا نام غزوہ مریمیع ہے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ غزوہ ۲۵ میں ہوا تھا اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ ۲۶ میں اور نعمان بن راشد نے زہری سے بیان کیا کہ واقعہ افک غزوہ مریمیع میں پیش آیا تھا۔

الآخری رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أربعَةَ لِلْقَوْمِ رَكْعَتَيْنِ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِّرٍ أَسْمَ الرَّجُلِ غَوْزَةً بْنُ الْخَارِثِ، وَقَاتَلَ فِيهَا مُحَارِبٍ خَصْفَةً.

[راجع: ۲۹۱۰]

٤١٣٧ - وَقَالَ أَبُو الرَّبِيعِ عَنْ جَابِرِ كَتَأَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِنْخَلٍ فَصَلَّى الْخَوْفَ، وَقَالَ أَبُو هَرِيْرَةَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزَوَةَ نَجْدٍ صَلَّةَ الْخَوْفِ وَإِنَّمَا جَاءَ أَبُو هَرِيْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَيَّامَ خَيْرٍ.

[راجع: ۴۱۲۵]

تَسْبِيحُهُ اس حدیث کی شرح میں حضرت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وکذا لک اخراجها ابراہیم العربی فی کتاب غریب الحدیث عن جابر قال غزار رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بالسيف فذکره وفيه فقال الاعرابي غير اني اعاهدك ان لا اقاتلك ولا اكون مع قوم يقاتلونك فخلع سبليه فجاء الى اصحابه فقال جنتكم من عبد خير الناس وقد ذكر الوالقدى في نحو هذه القصة انه اسلم ورجع الى قوله فاختدمني به علقم كثير (فتح الباري) خلاصہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے ایک کھبوروں کے علاقے میں خصہ نامی قبیلے پر جناد کیا اور واہیں میں مسلمان ایک جگہ دوپر میں آرام لینے کے لیے متفق ہو کر جگہ درختوں کے نیچے سو گئے۔ اس وقت اس قبیلہ کا ایک آدمی غورث بن حارث نامی تنگی کوار لے کر رسول کریم ﷺ کے سرہنے کھڑا ہو گیا۔ پس یہ سارا ماجرا ہوا اور اس میں یہ بھی ہے بعد میں جب وہ دیساتی نامام ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں آپ سے ترک جنگ کا معلبوہ کرتا ہوں اور اس پات کا بھی کہ میں آپ سے لڑنے والی قوم کا ساتھ نہیں دوں گا۔ آخر پر حضرت ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ ایسے بزرگ شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ جو بہترن قسم کا آدمی ہے۔ واقعہ نے ایسے ہی قصہ میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ بعد میں وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں وابس آیا اور اس کے ذریعہ بہت سی مخلوق نے ہدایت حاصل کی۔

باب غزوة بنی المصطلق من

خُزَاعَةُ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمَرِيْسِيْعِ
قال ابن إسحاق : وَذَلِكَ سَنَةُ سِتٍّ ،
وقال موسى بن عقبة ، سَنَةُ أَرْبَعَةَ . وَقَالَ
الْعَمَانُ بْنُ رَاهِيدٍ عَنْ الرَّهْرَيْيِ : كَانَ
حَدِيثُ الْإِلْفَكِ فِي غَزْوَةِ الْمَرِيْسِيْعِ .

ای لے اس کے متعلق حدیث اُنک کا بیان ہو رہا ہے۔ حافظ صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہ غزوہ ۵ھ میں ہوا۔ (وقال موسی بن عقبہ سنة اربع) کذا ذکرہ البخاری و کانہ سبق فلما اراد ان یکتب سنة خمس فكتب سنة اربع الخ (فتح الباری) ۴۱۳۸ - حدَّثَنَا قَتْبَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَبِي مُحْبَرِيْزِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدَ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْغَزْلِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ حَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ نَبْرَيْقَةِ الْمُصْنَطِلِيقِ فَأَصْبَنَّا سَيِّئًا مِنْ سَيِّئِ الْغَرْبِ فَأَشْتَهَيْنَا السَّاءَ وَأَشَدَّتْ عَلَيْنَا الْفَزَّةُ وَاحْتَبَيْنَا الْغَزْلَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَغْرِلَ، وَلَقْنَا نَغْرِلَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَسَأَلَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَا عَلِيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسْمَةٍ كَانَةَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ)).

[راجع: ۲۲۲۹]

عزل کا مفہوم یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرے اور جب ازال کا وقت قریب ہو تو آگہ تسلیم کو نکال لے تاکہ پچ پیدا نہ ہو۔ قلع نسل کی یہ بھی ایک صورت تھی جسے آخرست صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا آج طرح سے قلع نسل کی دنیا کے بیشتر ممالک میں کوشش جاری ہے جو اسلام کی رو سے قلع ناجائز ہے۔ وقد ذکر هذه القصة ابن سعد نحو ما ذكر ابن اسحاق و ابن الحجر ثان جمع جموعاً و ارسل علينا تابية بخبر المسلمين فلظروا به فقتلوه لله بلغه ذالك بلع و تفرق الجموع و انتهى النبي صلی الله علیہ وسلم الى الماء وهو العريسيع فصنف اصحابه القفال و ردموهم بالليل ثم حملوا عليهم حملة واحدة فلما افلت منهم انسان بل قفل منهم عشرة و اسر الباقون رجالا و نساء۔ (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ غزوہ بنو معطلق میں مسلمانوں نے دس آدمیوں کو قتل کیا اور باقی کو قید کر لیا۔

۴۱۳۹ - حدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا الرُّزَاقُ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الرُّهْفِيِّ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ فَلَمَّا أَذْكَنَّهُ الْقَابِلَةُ

درخت کے نیچے سایہ کے لیے قیام کیا اور درخت سے اپنی تکوار لٹکا دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی درختوں کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لیے پھیل گئے۔ ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ حضور ﷺ نے ہمیں پکارا۔ ہم حاضر ہوئے تو ایک بدوبی آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص میرے پاس آیا تو میں سو رہا تھا۔ اتنے میں اس نے میری تکوار کھینچ لی اور میں بھی بیدار ہو گیا۔ یہ میری نگلی تکوار کھینچے ہوئے میرے سر پر کھڑا تھا۔ مجھ سے کہنے کا آج مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! (وہ شخص صرف ایک لفظ سے اتنا مرعوب ہوا کہ) تکوار کو نیام میں رکھ کر بیٹھ گیا اور دیکھ لے لو۔ یہ بیٹھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی سزا نہیں دی۔

باب غزوہ انمار کا بیان

(۳۱۲۰) ہم سے آدم ابن ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذسب نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عبد اللہ بن سراقة نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو غزوہ انمار میں دیکھا کہ نفل نماز آپ اپنی سواری پر مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے پڑھ رہے تھے۔

وَهُوَ فِي وَادٍ كَثِيرٌ الْعِصَابِ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَأَسْتَطَلَّ بِهَا وَعَلَقَ سَيْفَهُ فَفَرَقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّونَ وَتَبَّأَ نَخْنَ كَذَلِكَ إِذْ دَعَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْنَا فَلَمَّا أَغْرَاهُمْ قَاعِدُهُنَّ يَدْنَيْهُ فَقَالَ: ((إِنَّ هَذَا أَتَانِي وَأَنَا نَالْمَ فَاخْتَرْتَ سَيْفِي فَاسْتَقْبَطْتَ وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى رَأْسِي مُخْتَرِطٌ سَيْفِي مَلَّنَا قَالَ: مَنْ يَعْنِيْكَ مِنْيَ؟ قَلَّتُ اللَّهُ، فَشَامَةٌ ثُمَّ قَعَدَ فَهُوَ هَذَا)). قَالَ: وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٤- باب غزوۃ انمار

٤١٤٠ - حَدَّثَنَا آدُمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرَانَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُوْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ انْمَارٍ يُصْلِي عَلَى رَاحِلَتِهِ مُوَجَّهًا قَبْلَ الْمَشْرِقِ مُنْطَوِعًا.

[راجح: ٤٠٠]

تشریح این اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ یہ غزوہ ماہ صفر میں ہوا اور ابن سعد کا بیان ہے کہ ایک آدمی حلب سے آیا اور اس نے خردی کر بوانمار اور بوغلہ مسلمانوں سے جگ کے لیے جمع ہو رہے ہیں تو آپ صفر کی ۱۴ تاریخ کو لٹکے اور ان کی جگہ میں ذات الرائع کے موقع پر آئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غزوہ انمار غزوہ بنی ماطلق کے آخر میں ۷۲ صفر میں واقع ہوا۔ اس لیے کہ ابوالزیر نے جابر بن ثابت سے روایت کی ہے کہ آپ غزوہ بنی ماطلق کے لیے جا رہے تھے۔ میں حاضر خدمت ہوا اور میں نے دیکھا کہ آپ اونٹ کے اوپر نماز پڑھ رہے تھے۔ لیکن کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بنی انمار میں صلوٰۃ الخوف کو ادا کی۔ یہ بھی احتمال ہے کہ متعدد واقعات ہوں۔ (فتح الباری)

باب واقعہ افک کا بیان

لفظ افک، نجس اور نجس کی طرح ہے۔ بولتے ہیں "افکهم" (سورہ احتقاف میں) آیا ہے وذاک افکهم وہ بکسر ہمزہ ہے اور یہ لفظ ہمزة سکون قاء اور افکهم یہ بفتحہ ہمزہ و قاء بھی ہے و کاف پڑھا بے تو

٥- باب حَدِيثِ الْإِفْكِ

وَالْإِفْكُ بِمَنْزِلَةِ النَّجْسِ، وَالنَّجْسُ يُقَالُ: افْكُهُمْ: صَرَفُهُمْ عَنِ الإِيمَانِ وَكَذَبُهُمْ، كَمَا قَالَ ﷺ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أَفْكَهُهُ يُضَرِّفُ

عنه من صرف:

ترجمہ یوں ہو گا اس نے ان کو ایمان سے پھیر دیا اور جھوٹا ہالیا ہے
سورہ والذاریات میں (یو لک عنہ من الف) ہے یعنی قرآن سے
وہی مخفف ہوتا ہے جو اللہ کے علم میں مخفف قرار پا چکا ہے۔

اس باب میں اس جھوٹے الام کا تفصیل ذکر ہے جو مذاقین نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضیخانہ کے اوپر لگای تھا جس کی
برأت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں تفصیل کے ساتھ آیات کا نزول فرمایا۔

(۳۱۴۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ اوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے
ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیمان نے، ان سے ابن
شاب نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ مجھ سے عروہ بن زبیر، سعید بن
مسیب، علقہ بن وقاریں اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے
بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضیخانہ نے کہ جب
اہل ایک یعنی تمثیل کے متعلق وہ سب کچھ کما جو
انہیں کہتا تھا (ابن شاب نے بیان کیا کہ) تمام حضرات نے (جن چار
حضرات کے نام انہوں نے روایت کے سلسلے میں لیے ہیں) مجھ سے عائشہ
رضیخانہ کی حدیث کا ایک ایک لکڑا بیان کیا۔ یہ بھی تھا کہ ان میں سے بعض
کو یہ قصہ زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھا اور عمدگی سے یہ قصہ بیان کرتا تھا اور
میں نے ان میں سے ہر ایک کی روایت یاد رکھی جو اس نے عائشہ رضیخانہ
سے یاد رکھی تھی۔ اگرچہ بعض لوگوں کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں
روایت زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھی۔ پھر بھی ان میں باہم ایک کی روایت
دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتی ہے۔ ان لوگوں نے بیان کیا کہ عائشہ
رضیخانہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج
مطہرات رضیخانہ کے درمیان قرعداً لا کرتے تھے اور جس کا نام آتا تو حضور
ﷺ انہیں اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ حضرت عائشہ رضیخانہ نے بیان کیا
کہ ایک غزوہ کے موقع پر جب آپ نے قرعداً لا تو میرا نام نکلا اور میں
حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پر وہ کہ حکم کے نازل
ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مجھے ہو دج سیست اٹھا کر سوار کر دیا جاتا اور
اسی کے ساتھ اتارا جاتا۔ اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ پھر جب حضور اکرم
ﷺ اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے تو واپس ہوئے۔ واپسی میں اب ہم

۴۱۴۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزَ بْنُ عَبْدِ
اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ
عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَزْرَوَةُ بْنُ
الرَّبِيعِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ
وَقَاصٍ وَعَبِيْدَ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْتَةَ
بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا
زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ
قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِلْكَنْ: مَا قَالُوا وَكَلَّهُمْ
حَدَّثَنِي طَائِفَةٌ مِنْ حَدِيثِهَا، وَبَعْضُهُمْ
كَانَ أَوْعَى لِحَدِيثِهَا مِنْ كُلِّ رَجُلٍ
لَهُ أَفْصَاصًا، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ
مِنْهُمْ الْحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ
وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يَصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ
بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ قَالُوا: قَالَتْ
عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَفْرَغَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ
فَلَيَهُنَّ خَرَجَ سَهْمَهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ
عَائِشَةُ: فَأَفْرَغَ بَيْتَنَا فِي غَزْوَةِ غَزَّا هَا
فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمَيْ فَخَرَجَتْ مَعَ
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ
مَا أَنْزَلَ الْحِجَابَ فَكَنْتُ أَخْمَلُ فِي

مدینہ کے قریب تھے اور ایک مقام پر پڑا تو جہاں سے حضور نبی ﷺ نے کوچ کارات میں اعلان کیا۔ کوچ کا اعلان ہو چکا تھا تو میں کھڑی ہوئی اور تموزی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی۔ پھر قناء حاجت سے فارغ ہو کر میں اپنی سواری کے پاس پہنچی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ شولا تو ظفار (یمن) کا ایک شہر کے مرو کا بنا ہوا میرا ہمارا نائب تھا۔ اب میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہمارا تلاش کرنے لگی۔ اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جو لوگ مجھے سوار کیا کرتے تھے وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر انہوں نے میرے اوٹ پر رکھ دیا۔ جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر ہی موجود ہوں۔ ان دونوں عورتیں بہت ہلکی پھٹکی تھیں۔ ان کے جسم میں زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا کیونکہ بہت معمولی خوراک انہیں ملتی تھی۔ اس لیے انہلے والوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں انہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ یوں بھی اس وقت میں ایک کم عمر لڑکی تھی۔ غرض اوٹ کو اٹھا کر وہ بھی روانتہ ہو گئے۔ جب لشکر گزر گیا تو مجھے بھی اپنا ہمارا مل گیا۔ میں ذیرے پر آئی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ نہ پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔ اس لیے میں وہاں آئی جہاں میرا اصل ذیرہ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا انہیں علم ہو جائے گا اور مجھے یہ نے کیا یہ وہ واپس لوٹ آئیں گے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی ثم الذکوانی بن شریش لشکر کے پیچے پیچے آرہے تھے۔ (تاکہ لشکر کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو تو وہ اٹھالیں) انہوں نے ایک سوئے انسان کا سایہ دیکھا اور جب (قریب آکر) مجھے دیکھا تو پہچان گئے۔ پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھے چکے تھے۔ مجھے جب وہ پہچان گئے تو ان اللہ پر ہنا شروع کیا اور ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً اپنی چادر سے میں نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ خدا کی قسم! میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کیا اور نہ سوا ان اللہ کے میں نے ان کی زبان سے کوئی لفظ نہ۔ وہ سواری سے اتر گئے اور اسے انہوں نے بھاکارس کی اگلی ٹانگ کو سوڑ دیا (تاکہ بغیر کسی مدد کے ام المؤمنین اس پر سوار ہو سکیں) میں اٹھی اور اسکر پر سوار ہو گئی۔ اب وہ سواری کو آگے سے پکڑے ہوئے لے

هُوَذِجِيٌّ وَأَنْزَلَ فِيهِ فَسِرَّنَا حَتَّىٰ إِذَا
لَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ غَرْزَوَبَهِ تِلْكَ وَقْفَلَ دَنْوَنَا مِنْ
الْمَدِينَةِ فَاقْلِبِينَ، آذَنَ لَيْلَةَ بِالْجِيلِ
لَقْنَتُ حِينَ آذَنَا بِالْجِيلِ فَمَشَّيْتُ
حَتَّىٰ جَازَتِ الْجَنِيشَ، فَلَمَّا فَضَّلْتُ
شَانِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَخْلَيِّ فَلَمَّا
صَدَرِي فَإِذَا عِقْدَةٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدْ
الْفَقْطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْمَعْتَنَتُ عَقْدِي
فَحَبَسَنِي أَبْغَاوَهُ قَالَتْ: وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ
الَّذِينَ كَانُوا يُرْحَلُونِي فَاحْتَمَلُوا
هُوَذِجِيٌّ فَرَحْلَوَهُ عَلَى بَعْرِي الَّذِي
كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ وَهُمْ يَخْسِبُونَ أَنِّي
فِيهِ وَكَانَ السَّاءُ إِذْ ذَاكَ حِفَاوَأَ لَمْ
يَهْلِلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَ اللَّحْمُ إِنَّمَا يَأْكُلُنَ
الْعَلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَكِرْ الْقَوْمُ
حِفْفَةَ الْهُوَذَجِ حِينَ رَفْعَهُ وَحَمْلُهُ
وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السَّنَ فَبَعْثَرَا
الْجَمَلَ فَسَارُوا وَوَجَدْتُ عَقْدِي،
بَعْدَمَا اسْتَمَرَ الْجَيْشُ فَجَهْتُ مَنَازِلَهُمْ
وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ
فَيَمْمَنَتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَظَنَّتُ
أَنَّهُمْ سَيَقْدِرُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَيَبْشِّرُنَا أَنَا
جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبْتُنِي عَيْنِي فَنِمَّتُ
وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمَعْطَلِ السُّلَمِيُّ،
ثُمَّ الذُّكَوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ
عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ

کر پڑے جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو تمیک دوپر کا وقت تھا۔ لشکر پر اُو کئے ہوئے تھا۔ ام المؤمنین رئیس خانے بیان کیا کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ بلاک ہوا۔ اصل میں تمثیل کا یہ ایڈ عبید اللہ بن ابی این سلوول (متافق) نے اخبار کا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس تمثیل کا چیز چاہ کرتا اور اس کی محلوں میں اس کا تذکرہ ہوا کرتا۔ وہ اس کی تصدیق کرتا۔ خوب غور اور توجہ سے سنا اور پھیلانے کے لئے خوب کھوکھ کر کردا۔ عروہ نے پہلی سند کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حسان بن ثابت، مسطح بن اشائش اور حمزة بنت جخش کے سوا تمثیل کا نے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا کہ مجھے ان کا علم ہوتا۔ اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بت سے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (کہ جن لوگوں نے تمثیل لگائی ہے وہ بت سے ہیں) لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبد اللہ بن ابی این سلوول تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ اس پر بڑی خنکی کا اعتماد کرتی تھیں۔ اگر ان کے سامنے حسان بن ثابت پر شکر کو برا بھلا کہا جاتا، آپ فرماتیں کہ یہ شعر حسان ہی نے کہا ہے کہ ”میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری عزت“ محمد بن یہیم کی عزت کی حفاظت کے لیے تمہارے سامنے ڈھال بی رہیں گی۔ ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہی نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچنے والی میں جو بیمار پڑی تو ایک میں تک بیمار ہی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تمثیل کا نے والوں کی افسوس ہوں کا بڑا چرچا رہا لیکن میں ایک بات بھی نہیں سمجھ رہی تھی البتہ اپنے مرض کے دوران ایک چیز سے مجھے برا شکر ہوتا کہ رسول کشم ملٹیپلیکی وہ محبت و عنایت میں نہیں محسوس کرتی تھی جس کو پہلے جب بھی بیمار ہوتی میں دیکھ پچھی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور دریافت فرماتے کیسی طبیعت ہے؟ صرف اتنا پوچھ کر واپس تشریف لے جاتے۔ حضور ملٹیپل کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا لیکن شر (جو پھیل چکا تھا) اس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ مرض سے جب افاقہ ہوتا تو میں ام مسطح کے ساتھ مناصح کی طرف گئی۔ مناصح (ہمیشہ کی آبادی سے باہر) ہمارے رفع حاجت کی جگہ تھی۔ ہم یہاں صرف رات کے وقت جاتے تھے۔ یہ اس

عمرفی جیں رائی و کان رائی قتل الحجاب فاستینقطت باسترجاعیہ جیں عرقی فخرمت و جنہی بجلیسی، وَوَاللَّهِ مَا تَكَلَّمَنَا وَلَا سَيَّفَتْ مِنْ كَلِمَةٍ غَيْرَ اسْتِرْجَاعِيَهُ وَهُوَ حَتَّى أَنَّا رَاجِلَتَهُ فَأَنْطَلَقَ بِقُوَّهُ بِي الرَّاجِلَةِ حَتَّى فَرَكِبَنَا فَانْطَلَقَ بِقُوَّهُ بِي الرَّاجِلَةِ حَتَّى أَنَّا الْجَيْشَ مُؤْغَرِينَ فِي نَعْرِ الظَّهِيرَةِ، وَهُمْ نُزُولُنَ فَأَلَّا: فَهَلْكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّ كَبِيرَ الْإِلْفَكَ عَنْدَ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلْوَنَ. قَالَ عَزْوَةَ: أَخْبَرْتَ أَنَّهُ كَانَ يُشَاغِلُ وَيَتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ فِيقْرَهُ وَتَسْتَمْعُهُ وَيَسْتَوْشِيهُ وَقَالَ عَزْوَةَ أَيْضًا: لَمْ يَسْمُ مِنْ أَهْلِ الْإِلْفَكِ أَيْضًا إِلَّا حَسَنَ بْنُ ثَابِتَ، وَمَسْطَحُ بْنُ أَنَّافَةَ، وَحَمَنَةُ بْنُ جَعْشِ، فِي نَاسٍ أَخْرَيْنَ لَا عِلْمَ لِي بِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ عَصَبَةٌ، كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَإِنْ كَبِيرَ ذَلِكَ يَقَالُ عَنْدَ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلْوَنَ قَالَ عَزْوَةَ: كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَنٌ وَيَقُولُ إِنَّهُ الَّذِي قَالَ:

فَلَمَّا أَبِي وَوَالِدَهُ وَعَرْضَيِ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ بِنْكُمْ وِقَاءُ
فَأَلَّا عَائِشَةُ: فَقَدِيمَنَا الْمَدِينَةُ
فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِيمَتْ شَهْرًا وَالنَّاسُ
يَفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِلْفَكِ، لَا

سے پلے کی بات ہے، جب بیت الحلاء ہمارے گھروں سے قریب بن گئے تھے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم عرب قدیم کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں رفع حاجت کے لیے جیسا کرتے تھے اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الحلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اور ام مسطح (رفع حاجت کے لیے) گئے۔ ام مسطح ابی رہم بن عبد المطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔ انہیں کے بیٹے مسطح بن اثاش بن عباد بن مظہب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں اور ام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آ رہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ذیل ہو۔ میں نے کہا، آپ نے بری بات زبان سے نکلی، ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لاوی میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس پر کہا کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ بیان کیا، پھر انہوں نے تمہت لگانے والوں کی باتیں سنائیں۔ بیان کیا کہ ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو حضور اکرم رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے حضور رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحت فرمائیں گے؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ حضور رضی اللہ عنہ نے اس خبر کی تصدیق کر دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (آخر جا کر) پوچھا کہ آخر مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (آخر جا کر) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افوہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر، خدا کی قسم! ایسا شایدی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت بھی رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تھیں نہ لگائی گئی ہوں۔ اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا کہ سجان اللہ (میری سکونوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چڑھا ہے۔ انہوں نے

اَشْعُرْ بِشَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيهِنِي فِي
وَجْهِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
الْأَطْفَلُ الَّذِي كَنْتُ أَرَى مِنْهُ إِذْنَ اللَّهِ
إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا
لَمْ يَقُولُ: كَيْفَ يَكُمْ؟ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَلِكَ
يَرِيهِنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجَتْ حِينَ
نَفَهْتُ فَخَرَجَتْ مَعَ أُمَّ مِسْطَحٍ قَبْلَ
الْمَنَاصِعِ، وَكَانَ مُتَبَرِّزًا وَكَنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا
نَيْلًا إِلَى نَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تَعْدِ الْكُفَّارُ
قَرِيبًا مِّنْ بَيْوَتِنَا فَأَلَّا: وَأَمْرَنَا إِمْرُ الْغَرَبِ
الْأُولُّ فِي النَّرِيَةِ قَبْلَ الْغَافِطِ كَنَّا نَنَذَّرُ
بِالْكُفُّوِ اَنْ تَنْخِلَهَا عِنْدَ بَيْوَتِنَا فَأَلَّا:
فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمَّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي
رَهْمَةِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ الْمَنَافِ وَأَمْهَا بِنْتُ
صَخْرَةِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرِ الصَّدِيقِ
وَابْنَهَا مِسْطَحُ بْنُ أَنَاثَةَ بْنِ عَبَادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ
فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمَّ مِسْطَحٍ قَبْلَ بَنِي حِينَ فَرَغَنا
مِنْ شَأْنِنَا، فَعَرَفَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فَقَلَّتْ لَهَا، بِنْسَ مَا
فَقَلَّتْ، أَسْتَيْنَ رَجَلًا شَهَدَ بِذَرَّةٍ، فَقَالَتْ أَيْ
هَنْتَاهُ وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ فَأَلَّا: وَقَلَّتْ
مَا قَالَ؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِلَفِ فَأَلَّا:
فَازَدَذَتْ مَرَضَنَا عَلَى مَرَضِنِي فَلَمَّا رَجَعْتُ
إِلَى بَنِي ذَرَّةٍ دَخَلَ عَلَيْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ يَكُمْ؟
فَقَلَّتْ: لَهُ أَنَادَنِ لِيْ أَنْ آتَيْ أَبْوَيِ؟ فَأَلَّا:
وَأَرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَيْرَ مِنْ قِبَلِهِمَا،

بیان کیا کہ ادھر پھر جو میں نے رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی اسی طرح صحیح ہو گئی اور میرے آنسو کی طرح نہ تھتھتے تھے اور نہ نیندی، آتی تھی۔ بیان کیا کہ ادھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسماء بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے بلا یا کیوں نکلے اس سلسلے میں اب تک آپ پر دوچی نازل نہیں ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ اسماء بن حوش بن تو حضور اکرم ﷺ کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ حضور ﷺ کی بیوی (مراد خود اپنی ذات سے ہے) کی پاکیزگی اور حضور ﷺ کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خوب جھلائی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہے لیکن علی بن حوش بن کما یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی شگنگی نہیں رکھی ہے اور عورتیں بھی ان کے علاوہ بہت ہیں۔ آپ ان کی باندی (بریرہ و رضی اللہ عنہما) سے بھی دریافت فرمائیں وہ حقیقت حال بیان کرو گے۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ نے بریرہ بیٹھنے کا بلایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں (عاشرہ پر) شبہ ہوا ہو۔ حضرت بریرہ بیٹھنے کما، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں نے ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو بریرہ ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نو عمر لڑکی ہیں، آٹا گونہ کرو جاتی ہیں اور کمی آکر اسے کھا جاتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے صاحبہ رئیشہ کو خطاب کیا اور منبر کھڑے ہو کر عبد اللہ بن ابی (منافق) کا معاملہ رکھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے گروہ مسلمین! اس شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں۔ خدا کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صوفوان بن معطل بیٹھ جو امام المؤمنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے۔ امام المؤمنین بیٹھنے نے بیان کیا کہ اس پر سعد بن معاذ بیٹھ قبیلہ بنی اسمل کے ہم رشتہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں

فَأَلْتَ : فَأَذِنْ لِي رَسُولُ اللَّهِ، فَلَقْتُ
لَأْمَى يَا أَمْنَى مَاذَا تَحْدَثُ النَّاسُ؟ فَأَلْتَ يَا
بَنِيَةَ : هُوَنِي عَلَيْكَ فَوَاللهِ لَقَلْمًا كَانَتِ
إِمْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيَّةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُجِبُّهَا لَهَا
صَرَابِرُ إِلَّا كَثُرَنَ عَلَيْهَا، فَأَلْتَ : فَلَقْتُ
سُبْحَانَ اللهِ أَوْ لَقَدْ تَحْدَثُ النَّاسُ بِهَذَا،
فَأَلْتَ : فَبَكَيْتُ تِلْكَ الْلَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ
لَا يَرْقَأُ لِي دَفْعَةً وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ
أَصْبَحْتُ أَنْكِي، فَأَلْتَ : وَذَعَا رَسُولُ
اللهِ ﷺ عَلَيْيَ بنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلَمَتِ الْوَحْيُ
يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ
فَأَلْتَ : فَأَمَا أَسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ
اللهِ ﷺ بِالذِّي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالذِّي
يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ أَسَامَةُ : أَهْلُكَ
وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَا عَلَيَّ فَقَالَ : يَا
رَسُولَ اللهِ لَمْ يُضِيقَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالسَّاءَ
سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدِقُكَ
فَأَلْتَ : فَذَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرِيرَةَ فَقَالَ :
(أَيْ بِرِيرَةً هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ بِرِيرَيْكَ؟)
فَأَلْتَ لَهُ بِرِيرَةً وَالذِّي يَعْتَكُ بِالْحَقِّ مَا
رَأَيْتُ عَلَيْهَا إِمْرَأًا قَطُّ أَغْمِصَهُ غَيْرَ أَنْهَا
جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السَّنَنَ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا
فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، فَقَالَ : فَقَامَ رَسُولُ
اللهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَغْدَرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ أَبْنِ
أَبِي وَهُوَ عَلَى الْمُبْنِيِّ فَقَالَ : (يَا مَعْشَرَ
الْمُسْلِمِينَ مِنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ فَذَلِكَ لِغَنِيَ

یا رسول اللہ! آپ کی مدد کروں گا۔ اگر دوہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ کا ہوا تو آپ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہو گا ہم بجا لائیں گے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک صحابی کھڑے ہوئے۔ حسان کی والدہ ان کی پچازاد بن تھیں یعنی سعد بن عبادہ بن خثیر وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے بڑے صالح اور ثالثیں میں تھے لیکن آج قبیلہ کی حیثیت ان پر غالب آگئی۔ انہوں نے سعد بن خثیر کو مخاطب کر کے کام خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو، تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور نہ تمہارے اندر اتنی طاقت ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلہ کا ہو تو تم اس کے قتل کا نام نہ لیتے۔ اس کے بعد ایسہ بن خثیر بن خثیر کو مخاطب کر کے کام خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو، تم منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو۔ اتنے میں اوس و خزرج انصار کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس ہی میں لڑپڑیں گے۔ اس وقت تک رسول اللہ ﷺ نے بھی تشریف رکھتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ سب کو خاموش کرنے کرنے لگے۔ سب حضرات چپ ہو گئے اور آنحضرت ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں اس روز پورے دن روئی رہی۔ نہ میرا آنسو تمہارا تھا اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روئے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرا آنسو رکا اور نہ نیزد آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھے کر رونے لگیں۔ بیان کیا کہ ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ بیان کیا کہ جب سے مجھ پر

عنه آدأہ فی أهليٍ وَاللهُ مَا عَلِمْتُ عَلَى
أهليٍ إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا
عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا يَذَّهَلُ عَلَى
أهليٍ إِلَّا مَعِيٍّ) فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذَ أَخُو
بَنِي عَنْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ
أَعْذِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأُونِسِ ضَرَبْتَ عَنْقَهُ،
وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْرَاجِنَا مِنَ الْخَرَزَجِ أَمْرَتَنَا
فَعَلَّمَنَا أَمْرَكَ قَالَتْ : فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ
الْخَرَزَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَانَ بُنْتَ عَمِّهِ مِنْ
فَحَدِّهِ، وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةً وَهُوَ سَيِّدُ
الْخَرَزَجِ، قَالَتْ: وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلٌ
صَالِحًا وَلَكِنِ اخْتَلَطَتْ الْحَمِيمُ، فَقَالَ:
لِسَعْدِ: كَذَبْتَ لِعَمْرُ اللَّهِ لَا تَقْتُلُ، وَلَا
تَقْدِيرُ عَلَى قَتْلِهِ، وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا
أَخْبَتَ أَنْ يُقْتَلَ، فَقَامَ أَسَيْدُ بْنُ حَضِيرٍ
وَهُوَ أَبْنُ عَمِّ سَعْدٍ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ:
كَذَبْتَ لِعَمْرُ اللَّهِ لِنَقْتَلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ
تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ: فَتَارَ الْحَيَانُ الْأُونِسُ
وَالْخَرَزَجُ حَتَّى هَمُوا أَنْ يَقْتَلُوا وَرَسُولُ
الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَابِمٌ عَلَى
الْمُنَبِّرِ، قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ الله صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْفَضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا
وَسَكَنَتْ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ كُلَّهُ لَا
يَرْقَأُ لِي دَفْعَةٍ وَلَا اسْتَجِلُ بِيَوْمٍ، قَالَتْ:
وَاصْبَحَ أَبْوَايِي عِنْدِي وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتِي
وَيَوْمًا لَا يَرْقَأُ لِي دَفْعَةٍ وَلَا اسْتَجِلُ بِيَوْمٍ
حَتَّى إِنِّي لَا أَظُنُّ أَنَّ الْبَكَاءَ فِالْقَدِيْرِ فَبَيْنَا

تمستِ کلائی گئی تھی، آنحضرت مسیح میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وہی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد حضور مسیح میں کلمہ شادت پڑھا پھر فرمایا ”اما بعد“ اے عائشہ! مجھے تم سارے بارے میں اس طرح کی خبریں ملی ہیں، اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک و صاف ہو تو اللہ تم ساری پاکی خود بیان کر دے گا لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بنہ جب (اپنے گناہوں کا) اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓؑ نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح نشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا، خدا کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ حضور ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ پھر میں نے اپنی والد سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والد نے بھی یہی کہا۔ خدا کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ آنحضرت مسیح میں کھجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لیے میں نے خود ہی عرض کیا۔ حالانکہ میں بت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا کہ خدا کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان و حصر اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تمست سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر اس گناہ کا اقرار کرلوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔ پس خدا کی قسم! میری اور آپ لوگوں کی مثال حضرت یوسف ﷺ کے والد جیسی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا۔ (قصصِ جمیل وَاللهُ أَعْلَمُ عَلَى مَا تَصْفُونَ) (یوسف: ۱۸) (پس صبر جیل بہتر ہے اور اللہ ہی کی مدد در کار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہ رہے ہو) پھر میں نے اپنا رخ

ابو ای جالسان عندي وانا انکي فاستاذت
علی امرأة من الانصار فاذنت لها
فجلست تبكي معي قالت : فيينا تعن
على ذلك دخل رسول الله صلى الله
عليه وسلم فسلم ثم جلس قالت : ولم
يجلس عندي منذ قيل ما قبل قبليها وقد
لبت شهرا لا يوحى اليه في شأني بشيء
قالت : فشهده رسول الله صلى الله
عليه وسلم حين جلس ثم قال : ((اما بعد
يا عائشة انه بلغني عنك كذا وكذا فلان
كتت بريته فسييرتك الله وإن كنت
الممتن بذنب فاستغفرى الله وتوبي اليه
فإن العبد إذا اغترف ثم تاب تاب الله
عليه)) قالت : فلما قضى رسول الله صلى
الله عليه وسلم مقالاته فلسان دفعي حتى ما
احسن منه قطرة، فقلت لأبي : أجب
رسول الله صلى الله عليه وسلم عنى
فيما قال : فقال أبي والله ما أذرني ما أقول
لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت
لأمى : أجيبي رسول الله صلى الله عليه
وسلم فيما قال : قالت أمى والله ما أذرني
ما أقول لرسول الله صلى الله عليه وسلم
فقلت وأنا جاريحة حديث السن لا أفتر من
القرآن كثيراً أنت والله لقد علمت لقدر
سعفتم هذا الحديث حتى استقر في
أنفسكم وصدقتم به فلين قلت لكم إنى
بريئة لا تصدقونى ولين اغترفت لكم بأمر

دوسری طرف کرایا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ خوب جانتا تھا کہ میں اس معاملے میں قطعاً بری تھی اور وہ خود میری برأت طاہر کرے گا۔ کیونکہ میں واقعی بری تھی لیکن خدا کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم و مگان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا کیونکہ میں اپنے کواں سے بہت کثر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں خود کوئی کلام فرمائے مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ حضور ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برأت کروے گا لیکن خدا کی قسم! ابھی حضور اکرم ﷺ اس مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ اور کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اخراج تھا کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی۔ موتیوں کی طرح پینے کے قدرے آپ کے چہرے سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ یہ اس وحی کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ ام المؤمنین رَبِّنَا نے بیان کیا کہ پھر آپ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ تمیم فرار ہے تھے۔ سب سے پلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ عَاهَشُوا! اللہ نے تمہاری برأت نازل کر دی ہے۔ انسوں نے بیان کیا کہ اس پر میری والدہ نے کما کہ حضور ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جا۔ میں نے کہا، نہیں خدا کی قسم! میں آپ کے سامنے نہیں کھڑی ہوں گی۔ میں اللہ عز وجل کے سوا اور کسی کی حمد و شان نہیں کروں گی (کہ اسی نے میری برأت نازل کی ہے) بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا وَبِالْأَفْكَرِ) (جو لوگ تھمت تراشی میں شریک ہوئے ہیں) دس آیتیں اس سلسلہ میں نازل فرمائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے (سورہ نور میں) یہ آیتیں میری برأت کے لیے نازل فرمائیں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو مسٹح بن امداد کے اخراجات، ان سے قربات اور محنتی کی وجہ سے خود اٹھاتے تھے) نے کما کہ خدا کی قسم! مسٹح بن امداد نے جب عاشورہ پر بیٹھ کے متعلق اس طرح کی تھمت تراشی میں حصہ نیا تو میں اس پر اب کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (وَلَا يَأْتِي أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ) یعنی اہل فضل اور اہل

وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بُرِيَّةٌ لَصَدَقَتِي فَوَاللَّهِ لَا إِجْدَلِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَنَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ: هَلْ فَصِيرَتِي حَسِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِيفُونَهُ فَمُّ تَحْوِلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي حِسِيلٌ بُرِيَّةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ مِنْرِنِي بِهِرَاعَتِي وَلَكِنْ وَاللَّهِ مَا كَفَتَ أَطْنَانُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَنْزِلٌ فِي هَلَانِي وَحْتَ يَنْتَلِي لَشَانِي فِي نَفْسِي كَانَ أَخْفَرَ مِنْ إِنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِي بِأَمْرٍ، وَلَكِنْ كَفَتَ أَرْجُو إِنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُوقَتِي يَبِرُّنِي اللَّهُ بِهَا فَوَاللَّهِ مَا رَأَمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَةً وَلَا حَرَجَ أَخْدَدَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أَنْزَلَ عَلَيْهِ فَأَخْدَدَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنْ الْبَرَحَاءِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْتَحْدِرُ مِنْهُ الْعَرَقَ مِثْلُ الْجَمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمِ شَاتٍ مِنْ يَنْقُلِ الْفَوْلِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَسَرِّي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أُولَئِكَ الْمُؤْمِنُونَ كَلِمَةً تَكَلَّمُ بِهَا إِنْ قَالَ: ((يَا عَالِيَّةَ فَقَدْ بَرَأْكِ)) قَالَتْ: فَقَالَتْ لِي أُمِّي فُرمي إِلَيْهِ فَقَلَّتْ: لَا وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ فَإِنَّمَا لَا أَخْمَدُ إِلَّا اللَّهُ عَزْ وَجَلْ قَالَتْ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْأَفْكَرِ) الْعَشْرَ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذَا فِي بِرَاعَتِي قَالَ أَبُو بَكْر الصَّدِيقُ: وَكَانَ يَنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أَنَاثَةَ لِقَرَائِبِهِ مِنْهُ وَفَقَرُوهُ وَاللَّهُ لَا أَنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ شَيْئًا

ہست قسم نہ کھائیں) سے غور رحیم تک (کیونکہ مطلع ہٹا گئی دوسرے مومنین کی اس میں شرکت محض غلط فہمی کی بنا پر تھی) چنانچہ ابو بکر صدیق رہبڑھ نے کما کہ خدا کی قسم! میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کشنس پر معاف کر دے اور سطح کو جو کچھ وہ دیا کرتے تھے، اسے پھر دیتے گے اور کما کہ خدا کی قسم! اب اس وظیفہ کو میں کبھی بند نہیں کروں گا۔ عائشہ بیٹی نے بیان کیا کہ میرے معاطلے میں حضور ﷺ نے ام المؤمنین زینب بنت جحش بیٹی سے بھی مشورہ کیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ عائشہ کے متعلق کیا معلومات ہیں تھیں یا ان میں تم نے کیا چیز بیکھی ہے؟ انسوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ؟ میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھتی ہوں (کہ ان کی طرف خلاف واقعہ نسبت کروں) خدا کی قسم! میں ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔ حضرت عائشہ بیٹی نے بیان کیا کہ زینب ہی تمام ازواج مطہرات میں میرے مقابل کی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاکبازی کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا۔ بیان کیا کہ البتہ ان کی بہن حمنة نے غلط راستہ اختیار کیا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئی تھیں۔ ابن شاہب نے بیان کیا کہ یہی تھی وہ تفصیل اس حدیث کی جو ان اکابر کی طرف سے پہنچی تھی۔ پھر عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ بیٹی نے بیان کیا کہ خدا کی قسم! جن صحابی کے ساتھ یہ تھمت لگائی گئی تھی وہ (اپنے پر اس تھمت کو سن کر کہتے) سجان اللہ، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے آج تک کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ ام المؤمنین بیٹی نے بیان کیا کہ پھر اس واقعہ کے بعد وہ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے تھے۔

(۳۱۳۲) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کما کہ ہشام بن یوسف نے اپنی یاد سے مجھے حدیث لکھوائی۔ انسوں نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے غلیفہ ولید بن عبد الملک نے پوچھا، کیا تم کو معلوم ہے کہ حضرت علی بن ابی شر بھی عائشہ بیٹی نے پر تھمت لگانے والوں میں تھے؟ میں نے کما کہ نہیں، البتہ تمہاری قوم (قریش) کے دو آدمیوں ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور

ابدًا بَعْدَ الْبَيْعِ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ : فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى : هَوْلَا يَأْتِي أُوتُوا الْفَضْلُ مِنْكُمْ - إِلَى قَوْلِهِ - غَفَرَ رَحِيمٌ هُوَ أَبُو بَكْر الصَّدِيقِ : بَلَى وَاللَّهُ أَنِّي لَأَحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي ، فَرَجَعَ إِلَى مِنْطَعِ الْفَقَّاهَ الَّتِي كَانَ يَنْفَقُ عَلَيْهِ وَقَالَ : وَاللَّهُ لَا أَنْزَعُهَا مِنْهُ أَبَدًا . فَأَلَّتْ عَائِشَةُ : وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ سَلَّمَ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي لِفَقَانَ لِزَيْنَبَ : (مَاذَا عَلِمْتَ - أَوْ رَأَيْتَ - ؟) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبَرِي سَمِعِي وَبَصَرِي وَاللَّهُ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا فَأَلَّتْ عَائِشَةُ : وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِنِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعَ قَالَتْ : وَطَفِقَتْ أَخْتَهَا حَمْنَةُ تُخَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ . قَالَ أَبْنُ شَهَابٍ فَهَذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِ هُوَلَاءِ الرَّهَطِ ثُمَّ قَالَ عَرْوَةُ : فَأَلَّتْ عَائِشَةُ : وَاللَّهُ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ مَا قِيلَ ، لِيَقُولُ سُبْخَانَ اللَّهِ فَوَّا الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا كَشَفْتُ مِنْ كُنْفِ أَنْتِي قَطُّ ، قَالَتْ : ثُمَّ قُبِّلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ . [راجع: ۲۵۹۳]

۴۱۴۲ - حدثني عبد الله بن محمد قال
أنهى عليٰ هشام بن يُوسُفَ مِنْ حِفْظِهِ
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الرُّهْبَرِيِّ قَالَ : قَالَ لِي
الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبْلَغَكَ أَنَّ عَلِيًّا
كَانَ فِيمَنْ قَدَّفَ عَائِشَةَ، قُلْتَ : لَا وَلَكِنْ
قَدْ أَخْبَرْتِنِي رِجَالٌ مِنْ قَوْمِكَ أَبُو سَلَمَةَ

ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث نے مجھے خردی کہ عائشہ رضیتھا نے ان سے کہا کہ علی بن ابی طالب ان کے معاملے میں خاموش تھے۔ پھر لوگوں نے ہشام بن یوسف (یازہری) سے دوبارہ پوچھا۔ انہوں نے یہی کہا مسلمانوں میں شک نہ کیا میں اس کا لفظ نہیں کہا اور علیہ کا لفظ زیادہ کیا (یعنی زہری نے ولید کو اور کچھ جواب نہیں دیا اور پرانے نسخہ میں مسلمان کا لفظ تھا)۔

(۳۲۳۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حسین بن عبد الرحمن نے، ان سے ابو والل شفیق بن سلمہ نے بیان کیا، ان سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ام رومان پیش نہیں کیا، وہ عائشہ پیش نہیں کی والدہ ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں اور عائشہ پیش نہیں کیا، وہی تھیں کہ ایک انصاری خاتون آئیں اور کہنے لگیں کہ اللہ فلاں فلاں کو تباہ کرے۔ ام رومان نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا بھی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہو گیا ہے، جنہوں نے اس طرح کی بات کی ہے۔ ام رومان پیش نہیں کیا ہے؟ اس پر انہوں نے تمہت لگانے والوں کی باتیں نقل کر دیں۔ عائشہ پیش نہیں کیا رسول اللہ مشیعہ نے بھی یہ باتیں سنیں ہیں؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں، انہوں نے پوچھا اور ابو بکر پیش نہیں کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، جائزے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے ان پر ان کے کپڑے ڈال دیئے اور اچھی طرح ڈھک دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ مشیعہ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ انہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جائزے کے ساتھ بخار چڑھ گیا ہے۔ حضور مشیعہ نے فرمایا، غالباً اس نے اس طوفان کی بات سن پائی ہے۔ ام رومان پیش نہیں کیا کہ جی ہاں۔ پھر عائشہ پیش نہیں کیا کہ خدا کی قسم! اگر میں قدم کھاؤں کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر کچھ کہوں تو بھی میرا اعزز نہیں سیں گے۔ میری اور

بن عنده الرحمٰن، وابو بکر بن عنده الرحمٰن بن الحارث، ان عائشة رضي الله عنها قالت لهما : کان علی مسلماً فی شابها فراجحه لفم يرجع، و قال مسلماً : بلا شک فیه وعلیه کان فی اصل الغیق كذلك.

٤١٤٣ - حدثنا موسى بن اسماعيل حدثنا أبو عوانة عن حصين عن أبي وأبل قال حدثني مسروق بن الأجدع قال : حدثني أم رومان وهي أم عائشة رضي الله عنها قالت : بينما أنا قاعدة أنا وعائشة إذ ولحت امرأة من الأنصار فقلت : فعل الله بفلان و فعل بفلان فقلت : أم رومان وما ذاك؟ قالت : ابني فيمن حدث الحديث؟ قالت : وما ذاك؟ قالت : كذا وكذا، قالت عائشة : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قالت : نعم، قالت : وابو بكر؟ قالت : نعم فخررت مغشياً عليها فما أفاق إلا وعليها حمى بنافص فطرخت عليها ثيابها فقطعتها فجاء النبي صلى الله عليه وسلم فقال ((ما شأن هذه؟)) قلت : يا رسول الله أخذتها الحمى بنافص، قال : ((فلعل في حديث تحدث)) قلت : نعم، فقعدت عائشة فقالت : والله لين حلفت لا تصدقوني ولين قلت لا تغدروني مثلي ومثلكم كيقوب ونبيه ﷺ والله المستعان

آپ لوگوں کی یعقوب میلائیں اور ان کے بیٹوں جیسی کماؤت ہے کہ انسوں نے کما تھا "وَاللَّهُ الْمُسْتَعِنُ عَلَىٰ مَا تَصْفُونَ" یعنی اللہ ان باتوں پر جو تم بناتے ہو، مدد کرنے والا ہے۔ ام رومان یعنی نہیں نہیں کہا، آنحضرت مسیح یہاں عائشہ یعنی نہیں کی یہ تقریر سن کر لوث گئے، کچھ جواب نہیں دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کی حلافی نازل کی۔ وہ آنحضرت مسیح یہاں سے کہنے لگی بس میں اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں نہ تم سارا نہ کسی اور کا۔

(۳۲۳) مجھ سے بھی بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے نافع بن عمر نے، ان سے ابن ابی ملیک نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا (سورہ نور کی آیت میں) قرأت ﴿تلقونہ بالستکم﴾ کرتی تھیں اور (اس کی تفسیر میں) فرماتی تھیں کہ ”الولق“ جھوٹ کے معنی میں ہے۔ ابن ابی ملیک نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان آیتوں کو اور اول سے زیادہ جانتی تھیں کیونکہ وہ خاص ان ہی کے باب میں اتری تھیں۔

(۳۲۴۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عائشہ رضیتھا کے سامنے حسان بن ثابت بن شوہر کو برا کرنے لگا تو انہوں نے کہا کہ انہیں برانہ کہو، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کفار کو جواب دیتے تھے اور حضرت عائشہ رضیتھا نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے مشرکین قریش کی ہجوم کرنے کی اجازت چاہتی تو آپ نے فرمایا کہ پھر میرے نسب کا کیا ہو گا؟ حسان بن شوہر نے کہا کہ میں آپ کو ان سے اس طرح الگ کر لوں گا جیسے بال گندھے ہوئے آئے سے کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور محمد بن عقبہ (امام بخاری کے شیخ) نے بیان کیا، ہم سے عثمان بن فرقہ نے بیان کیا، کہا میں نے ہشام سے نہ، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حسان بن ثابت بن شوہر کو برا بھلا کیا کیونکہ انہوں نے بھی حضرت عائشہ رضیتھا پر تھمت لگانے میں بہت حصہ لیا تھا۔

(۳۱۳۶) مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا، ہم کو محمد بن جعفر نے خبر

عَلَىٰ مَا تَصِفُونَهُ قَالَتْ : وَأَنْصَرْ فَوَلَمْ
يَقُلْ شَيْئًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَذْرَهَا قَالَتْ : بِحَمْدِ
اللَّهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ وَلَا بِحَمْدِكَ.

[رائع: ٣٣٨٨]

٤١٤ - حدثنا يحيى حدثنا وكيع سعن
نافع بن عمّر عن ابن أبي ملينكة عن
غاللة رضي الله عنها كانت تقرأ فإذا
تلقوها بالسينكم وتقول الولق
الكذب قال ابن أبي ملينكة وكانت
أعلم من غيرها بذلك لأنّه نزل فيها.

[٤٧٥٢] في طرفه .

٤١٤٥ - حدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا عبدة عن هشام، عن أبيه قال: ذهب أسب حسان عند عائشة فقالت: لا تسبة فإنه كان ينافح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. وقالت عائشة: استاذ النبي صلى الله عليه وسلم في هجاء المشركين قال: قال كيف ينسى؟ لأسئلتك منهم كما تسل الشجرة من العجين. وقال محمد حدثنا عثمان بن فرقيل سمعت هشاما عن أبيه قال: سببت حسان وكان ممن كثر عليها.

[٣٥٣١] [رائع:]

٤٦ - حَدَّثَنِي بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا

دی، اُنہیں شعبہ نے، اُنہیں سلیمان نے، اُنہیں ابوالضھی نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے بیان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہا مسروق کے مسروق تھے اور امام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو اپنے اشعار سنارہ تھے۔ ایک شعر تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ سمجھیدہ اور پاک دامن ہیں جس پر کبھی تمست نہیں لگائی گئی، وہ ہر سچ بھوکی ہو کر نادان ہننوں کا گوشت نہیں کھاتی۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا لیکن تم تو ایسے نہیں ثابت ہوئے۔ مسروق نے بیان کیا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا، آپ اُنہیں اپنے بیان آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرمایا ہے کہ ”اور ان میں وہ شخص جو تمست لگانے میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہے اس کے لئے بڑا عذاب ہو گا“ اس پر امام المؤمنین نے فرمایا کہ نایاب ہو جانے سے سخت اور کیا عذاب ہو گا (حسان بن ثابت کی بصارت آخر عمر میں چلی گئی تھی) عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ حسان بن ثابت رسول اللہ نبی میں کا دل حمایت کیا کرتے تھے۔

محمد بن جعفر عن شعبة عن سليمان
عن أبي الصحن عن مسروق، قال :
ذَهَّلَنَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
وَعَنْهَا حَسَانُ بْنُ ثَابَتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا
يُشَكِّبُ بِأَيْمَانِهِ لَهُ وَقَالَ :

حَسَانٌ رَّزَانٌ مَا تُرْزَنُ بِرِبِّيَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْفَى مِنْ لَحُومِ الْغَوَافِلِ
فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ : لَكِنْ لَسْتَ كَذَلِكَ
قَالَ مَسْرُوقٌ : فَلَقْتُ لَهَا : لَمْ تَأْذِنِ لَهُ
أَنْ يَذْخُلَ عَلَيْكَ ؟ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي
تُولِي كِبِيرَةَ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ
فَقَالَتْ : وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى ؟
قَالَتْ لَهُ : إِنَّهُ كَانَ يُنَافِعُ أَوْ يُهَاجِيَ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

[طرفہ فی: ۴۷۵۶، ۴۷۵۵].

تَشْبِيهٌ یہ آیت عبد اللہ بن ابی کے بارے میں تازل ہوئی تھی جیسا کہ معلوم ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حسان بن ثابت کی شان میں کسی برے کلہ کو گوارا نہیں کرتی تھیں۔ حسان بن ثابت سے تمست میں تمست کی غلطی ضرور ہوئی تھی لیکن جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہی اس میں غلطی سے شرکت کی تھی، وہ سب تائب ہو گئے تھے اور ان کی قوبہ قبول ہو گئی تھی۔ اور بہرحال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل غلطی سے شریک ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے صاف ہو گیا تھا لیکن جب اس طرح کاذکر آجاتا تو دل کا رنجیدہ ہو جانا ایک قدرتی بات تھی۔ یہاں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دو ایک تمثیل ہوئے تھے غالباً اسی اثر میں حضرت حسان بن ثابت سے متعلق کہہ دیتے ہیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں وہی ترجمۃ الزہری عن حلیۃ ابی نعیم من طریق بن عبیۃ عن الزہری کنت عند الولید بن عبد الملک فلما هدی الایة والذی تولی کبرہ منهم له عذاب عظیم فقال نزلت فی علی بن ابی طالب قال الزہری اصلاح اللہ الامیر ليس الامر كذلك اخبرنى عروة عن عائشة قال وكيف اخبرك قلت الکذبة فحرروا قول عائشة الی غير وجهه لعلهم بالغرافهم عن على فظوا صحتها حتى بين الزہری الناصحة تقرب الی بنی امية بهذه الکذبة فحرروا قول عائشة الی غير وجهه لعلهم بالغرافهم عن على فظوا صحتها حتى بين الزہری للولید ان الحق خلاف ذلك فجزاه اللہ تعالیٰ خيراً وقد جاء عن الزہری ان هشام بن عبد الملک كان يعتقد ذلك ایضاً فاخراج بعقوبہ بن شہاب من الذی تولی کبرہ قال ابن ابی قال کذبت هو على فقال انا کذب لا ابالک والله لو نادی مناد من السماء ان الله احل الکذب ما کذبت قال الكرمانی: واعلم ان نراۃ عائشة قطعیۃ بنص القرآن ولو شک فيها احد صار کافرا انتہی وزاد في خبر الجاری وهو مذهب

الشیعة الامامية مع بعضهم بها انتہی (فتح الباری)

(خلاصہ یہ ہے کہ آئت والذی تولی کبرہ سے مراد عبد اللہ بن ابی ہے حضرت علی بن ابی طہ مراد نہیں ہیں)

باب غزوۃ الحدیثیۃ کا بیان

۳۶۔ باب غزوۃ الحدیثیۃ

حدیثیہ کم کے قریب ایک کنوں تھا۔ انحضرت شوال ۲۵ میں ماہ ذی الحجه میں وہاں جا کر اترے تھے، وہیں ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیت الرضوان ہوئی تھی۔ یہ واقعہ صلح حدیثیہ سے مشور ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ فتح میں) ارشاد کہ

”بِئْنَكُمْ اللَّهُ تَعَالَى مُوْسِيْنَ سَرِّ رَاضِيٍّ هُوَ كَيْفَ يَجْبَلُ اَنْسُوْنَ اَنْ اَپَ سَرِّ دَرْخَتٍ كَيْنَچے بَعْتَ كَيْ“

(۳۱۲۸) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا تم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے زید بن خالد بن ابی طہ نے بیان کیا کہ حدیثیہ کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ایک دن، رات میں بارش ہوئی۔ حضور ﷺ نے صبح کی نماز پڑھانے کے بعد ہم سے خطاب کیا اور دریافت فرمایا، معلوم ہے تمہارے رب نے کیا کہا؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، صبح ہوئی تو میرے کچھ بندوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کا ایمان، مجھ پر تھا اور کچھ نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ میرا انکار کئے ہوئے تھے، تو جس نے کہا کہ ہم پر یہ بارش اللہ کے رزق، اللہ کی رحمت اور اللہ کے فضل سے ہوئی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ بارش فلاں ستارے کی تاثیر سے ہوئی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان لانے والا اور میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے۔

(۳۱۲۸) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا تم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، انہیں انس بن مالک بن ابی طہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کے اور سوا اس عمرے کے جو آپ نے حج کے ساتھ کیا، تمام عمرے ذی قعدہ کے مینے میں کئے۔ حدیثیہ کا عمرہ بھی آپ ذی قعدہ کے مینے میں کرنے تشریف لے گئے

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبِرُّونَكُمْ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ الآية۔

۴۱۴۷۔ حدثنا خالد بن مخلد، حدثنا سليمان بن بلاط قال: حدثني صالح بن كيسان، عن عبيده الله بن عبد الله، عن زيد بن خالد رضي الله عنه قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ عام الحديثية فأصابنا مطر ذات ليلة فصلى لنا رسول الله ﷺ الصبح، ثم أقبل علينا فقال: ((أنذرون ماذا قال ربكم؟)) قلنا الله ورسوله أعلم فقال: ((قال الله أصبح من عبادي مؤمن بي وكافر بي، فأما من قال: مطرنا برحمته الله وببركة الله وبفضل الله فهو مؤمن بي كافر بالكونكب، وأما من قال: مطرنا بنجم كذا فهو مؤمن بالكونكب كافر بي)). [راجع: ۸۴۶]

۴۱۴۸۔ حدثنا هدبة بن خالد، حدثنا همام عن قتادة أن أنسا رضي الله عنه أخبره قال: اعتذر رسول الله ﷺ أربع غمرة كلهن في ذي القعدة إلا التي كانت مع حججه، غمرة من الحديثية في ذي

پھر دو سالے سال (اس کی تفہیم) آپ نے ذی قعده میں عمرہ کیا اور ایک عمرہ جمراۃ سے آپ نے کیا تھا، جہاں غزوۃ حنین کی غیمت آپ نے تقسیم کی تھی۔ یہ بھی ذی قعده میں کیا تھا اور ایک عمرہ حج کے ساتھ کیا (جو ذی الحجه میں کیا تھا)

(۳۱۴۹) ہم سے سعید بن رفیع نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی کثیر نے، ان سے عبداللہ بن ابی قاتدہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح حدیبیہ کے سال روانہ ہوئے، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے احرام پابند لیا تھا لیکن میں نے ابھی احرام نہیں پابند کا تھا۔

(۳۱۵۰) ہم سے عبد اللہ بن مویہ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے کہ ان سے براء بن عازب بن بشیر نے کہا، تم لوگ (سورہ انا فتحنا میں) فتح سے مراد مکہ کی فتح کرتے ہو، فتح کہ تو بہر حال فتح تھی ہی لیکن ہم غزوۃ حدیبیہ کی بیعت رضوان کو حقیقی فتح سمجھتے ہیں۔ اس ون ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے۔ حدیبیہ ناٹی ایک کنوں وہاں پر تھا، ہم نے اس میں سے اتنا پانی کھینچا کہ اس کے اندر ایک قطرہ بھی پانی کے نام پر پانی نہ رہا۔ حضور ﷺ کو جب یہ خبر ہوئی (کہ پانی ختم ہو گیا ہے) تو آپ کنوں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ کر کسی ایک برتن میں پانی طلب فرمایا۔ پھر سارا پانی اس آپ نے وضو کیا اور مضمضہ (کلی) کی اور دعا فرمائی۔ پھر سارا پانی اس کنوں میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے لیے ہم نے کنوں کو یوں ہی رہنے دیا اور اس کے بعد جتنا ہم نے چاہا اس میں سے پانی پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا۔

(۳۱۵۱) مجھ سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا، کہا ہم سے حسن بن اعین ابو علی حرانی نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق یسعی نے بیان کیا کہ ہمیں براء بن عازب بن بشیر نے خبر دی کہ وہ لوگ غزوۃ حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہزار چار سو کی تعداد میں تھے یا اس سے بھی زیادہ۔ ایک

الْقَعْدَةُ وَعُمْرَةُ مِنَ الْأَعْمَامِ الْمُقْبَلِ لِيَ ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةُ مِنَ الْجَعْرَانَةِ حَتَّىْ لَسْمَ عَنَائِمَ حَنِينَ لِيَ ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةُ مَعَ حَجَجِيِّهِ۔ [راجح: ۱۷۷۹]

٤٤٩ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعَ حَدَّثَنَا عَلَيْهِ بْنُ الْمَهَارِكِ عَنْ يَحْتَنِ عَنْ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَاتِدَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: أَنْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ الْحَدِيبِيَّةِ فَأَخْرَمْنَا أَصْحَابَهُ وَلَمْ أَخْرِمْ。 [راجح: ۱۸۲۱]

٤٥٠ - حَدَّثَنَا عَبْيَذُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَعْدُونَ أَنْتُمُ الْفَتَحَ فَتَحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتَحُ مَكَّةَ فَتَحَا وَنَحْنُ نَعْدُ الْفَتَحَ بَيْنَهُ الرَّضْوَانِ يَوْمَ الْحَدِيبِيَّةِ، كَمَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشَرَةَ مَائَةً وَالْحَدِيبِيَّةُ بَيْنَ فَتَحَتَاهَا فَلَمْ تَرْكَ فِيهَا قُطْرَةً قَبْلَهُ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءِ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّ فِيهَا فَتَرَكَهَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا۔

[راجح: ۳۵۷۷]

٤٥١ - حَدَّثَنِي فَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَغْيَنَ أَبُو عَلَيِّ الْحَرَانِيَّ، حَدَّثَنَا زَهْبَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: أَبَانَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

کنویں پر پڑا وہوا لشکرنے اس کا (سارا) پانی کھینچ لیا اور نبی کسم شیخیم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور شیخیم کنویں کے پاس تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ ایک ڈول میں اسی کنویں کا پانی لاو۔ پانی لایا گیا تو آپ نے اس میں کلی کی اور دعا فرمائی۔ پھر فرمایا کہ کنویں کو یوں ہی تھوڑی دری کے لئے رہنے دو۔ اس کے بعد سارا لشکر خود بھی سیراب ہوتا رہا اور اپنی سواریوں کو بھی خوب پلاتا رہا۔ یہیں تک کہ دہل سے انہوں نے کوچ کیا۔

(۳۱۵۲) ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے، کہا ہم سے حسین بن عبد الرحمن نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر بنثو نے بیان کیا کہ غزوہ حدیبیہ کے موقع پر سارا ہی لشکر پیاسا ہو چکا تھا۔ رسول اللہ شیخیم کے سامنے ایک چھاگل تھا، اس کے پانی سے آپ نے وضو کیا۔ پھر صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ صحابہ بولے کہ یا رسول اللہ! ہمارے پاس اب پانی نہیں رہا، نہ وضو کرنے کے لیے اور نہ پینے کے لیے۔ سوا اس پانی کے جو آپ کے برتن میں موجود ہے۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم شیخیم نے اپنا ہاتھ اس برتن پر رکھا اور پانی آپ کی انکلیوں کے درمیان سے چھٹے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر اٹھنے لگا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ہم نے پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ (سالم کتے ہیں کہ) میں نے جابر بنثو سے پوچھا کہ آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے بتایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی وہ پانی کافی ہو جاتا۔ ویسے اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

(۳۱۵۳) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ذریع نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عربہ نے، ان سے قادہ نے کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ جابر بنثو کما کرتے تھے کہ (حدیبیہ کی صلح کے موقع پر) صحابہ کی تعداد چودہ سو تھی۔ اس پر حضرت سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ مجھ سے جابر بنثو

یوم الحدیبیہ الفا و اربعینہ او اکثر فترلوا علی بُنْ فَتَرْخُوهَا فَأَتُوا النَّبِيَّ فَأَتَى الْبُنْرَ وَقَعَدَ عَلَى هَقِيرَهَا ثُمَّ قَالَ : ((الْتَّوْلِي بِذَلِيلٍ مِّنْ مَا يَهَا)) فَلَمَّا بَدَقَقَ لَدَعَا ثُمَّ قَالَ : ((دَغْوَهَا سَاقَهَا)) فَلَأَرْوَاهَا أَنْفَسَهُمْ وَرَكَاهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوا.

[راجح: ۳۵۷۷]

۱۵۲ - حدثنا يوسف بن عيسى حدثنا ابن فضيل، حدثنا حصين عن صالح عن جابر رضي الله عنه، قال: عطش الناس يوم الحديبية ورسول الله ﷺ بين بيته رشوة فتوضا منها ثم أقبل الناس نحوه فقال رسول الله ﷺ: ((ما لكم؟)) قالوا: يا رسول الله ليس عندنا ماء تووضنا به ولا نشرب إلا ما في رشوةك قال فوضع النبي ﷺ بيده في الرشوة فجعل الماء يفود من بين أصابعه كأمثال الغيث قال: فشربناه وتوضأنا فقلت لجابر: كم كنتم يومئذ؟ قال: لو كنا مائة ألف لكانا كتنا خمس عشرة مائة.

[راجح: ۳۵۷۶]

۱۵۳ - حدثنا الصنف بن محمد حدثنا يزيد بن ذريع عن سعيد عن قتادة قلت لسعيد بن المسيب: بلغني أن جابر بن عبد الله كان يقول: كانوا اربع عشرة مائة فقال لي سعيد: حدثني جابر

نے یہ کام تھا کہ اس موقع پر پندرہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیبیہ میں بیعت کی تھی۔ ابو داؤد طیالی کی نے بیان کیا، ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور محمد بن بشار نے بھی ابو داؤد طیالی کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔

(۳۱۵۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کما ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ مجتبی سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حدیبیہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ تم لوگ تمام زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔ ہماری تعداد اس موقع پر چودہ سو تھی۔ اگر آج میری آنکھوں میں بیٹائی ہوتی تو میں اس درخت کا مقام بتاتا۔ اس روایت کی متابعت اعمش نے کی۔ ان سے سالم نے سنا اور انہوں نے جابر مجتبی سے سنا کہ چودہ سو صحابہ غزوہ حدیبیہ میں تھے۔ (۳۱۵۵) اور عبد اللہ بن معاذ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرون نے، ان سے عبد اللہ بن ابی اویٰ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ درخت والوں (بیعت رضوان کرنے والوں) کی تعداد تیرہ سو تھی۔ قبلہ اسلام مهاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔

اس روایت کی متابعت محمد بن بشار نے کی، ان سے ابو داؤد طیالی کی نے بیان کیا اور ان سے شعبہ نے۔

(۳۱۵۶) ہم سے ابراہیم بن موئی نے بیان کیا، کما ہم کو عیینی بن یونس نے خبر دی، انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے، انہیں قیس بن ابی حازم نے اور انہوں نے مرداں اسلی مجتبی سے سنا، وہ اصحاب شجرہ (غزوہ حدیبیہ میں شریک ہونے والوں) میں سے تھے، وہ بیان کرتے تھے کہ پہلے صالحین قبض کئے جائیں گے۔ جو زیادہ صلح ہو گا اس کی روح سب سے پہلے اور جو اس کے بعد کے درجے کا ہو گا اس کی اس کے بعد پھر ردی اور بے کار بکھور اور جو کی طرح بے کار لوگ بلقی رہ

کانُوا خَمْسَةِ عَشْرَةَ هَانَةَ الَّذِينَ تَابَعُوا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْخِتَافِيَّةِ، قَالَ أَبُو ذَاوِدَ: حَدَّثَنَا قُرْبَةُ عَنْ قَنَادَةَ، تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، [راجح: ۳۵۷۶]

٤١٥٤ - حَدَّثَنَا عَلَىٰ حَدَّثَنَا سُفيَانَ قَالَ عَمْرُو : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْخِتَافِيَّةِ: ((أَنْتُمْ خَيْرُ أهْلِ الْأَرْضِ)) وَكَنَا الْفَأْدَ وَأَرْبَعَمَائِيَّةَ وَلَوْ كُنْتُ أَنْصِرُ النَّوْمَ لَأَرْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ، تَابَعَهُ الْأَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا سَمِعَ جَابِرًا الْفَأْدَ وَأَرْبَعَمَائِيَّةَ، [راجح: ۳۵۷۶]

٤١٥٥ - وَقَالَ عَيْنَدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاوِيَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ عَمْرُو بْنِ مَرْءَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُونَّى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ أَصْنَابَ الشَّجَرَةِ الْفَأْدَ وَثَلَاثَمَائَةَ وَكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمَّ نَمَّ المَهَاجِرِينَ، تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو ذَاوِدَ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ،

٤١٥٦ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَيْسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مِرْذَادًا الْأَسْلَمِيَّ يَقُولُ: وَكَانَ مِنْ أَصْنَابِ الشَّجَرَةِ يَقْبَضُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَتَبَقَّى حَفَالَةً كَحَفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعْرَ لَا يَعْتَدُهُ بِهِمْ شَيْئًا، [طرفة في: ۶۴۳۴]

جائیں گے جن کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر نہیں ہوگی۔
(۳۱۵۸-۳۱۵۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے، ان سے خلیفہ مروان اور سور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر تقبیاً ایک ہزار صحابہؓ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ جب آپ ذوالخیفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو ہار پہنچا اور ان پر نشان لگایا اور عمرو کا احرام باندھا۔ میں نہیں شمار کر سکتا کہ میں نے یہ حدیث سفیان بن یسیار سے کتنی دفعہ سنی اور ایک مرتبہ یہ بھی سننا کہ وہ بیان کر رہے تھے کہ مجھے زہری سے نشان لگانے اور قلاادہ پہنانے کے متعلق یاد نہیں رہا۔ اس لیے میں نہیں جانتا، اس سے ان کی مراد صرف نشان لگانے اور قلاادہ پہنانے سے تھی یا پوری حدیث سے تھی۔

اس حدیث میں صلح حدیبیہ کا ذکر ہے حدیث اور باب میں یہ مطابقت ہے۔

(۳۱۵۹) ہم سے حسن بن غلف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے اسحاق بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ابو شرور قاء بن عرب نے، ان سے ابن ابی فتحج نے، ان سے مجاهد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن ابی سلیمان نے بیان کیا اور ان سے کعب بن عمّرہؓ نے کہ رسول کرم ﷺ نے انہیں دیکھا کہ جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے؟ وہ بولے کہ جی ہاں۔ اس پر حضور ﷺ نے انہیں سرمنڈوانے کا حکم دیا۔ آپ اس وقت حدیبیہ میں تھے (عروہ کے لیے احرام باندھے ہوئے) اور ان کو یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ عروہ سے روکے جائیں گے۔ حدیبیہ میں ان کو احرام کھول دینا پڑے گا۔ بلکہ ان کی تو یہ آرزو تھی کہ مکہ میں کسی طرح داخل ہوا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فدیہ کا حکم نازل فرمایا (یعنی احرام کی حالت میں) سرمنڈوانے وغیرہ پر، اس وقت حضور ﷺ نے کعب کو حکم دیا کہ ایک فرق اتاج چھ مسکینوں کو کھلادیں یا ایک بکری قربانی کریں یا تین دن روزے رکھیں۔

٤١٥٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَفِيَّاًثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَرْوَةَ، عَنْ مَرْوَانَ وَالْمُسْوُرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَامِ الْحَدِيبِيَّةِ فِي بَضْعِ عَشْرَةِ مَاهَةَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَ بَدْءِيُ الْحَلِيفَةِ قَلَّدَ الْهَذِيَّ وَأَشْعَرَهُ وَأَخْرَمَ مِنْهَا لَا أَخْصِي كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ سَفِيَّاًثَ، حَتَّى سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا أَحْفَظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِلَشْعَارَ وَالْتَّقْلِيدَ، فَلَا أَذْرِي يَعْنِي مَوْضِعَ إِلَشْعَارَ وَالْتَّقْلِيدِ أَوِ الْحَدِيبَةَ كُلُّهُ۔

[راجع: ۱۶۹۴، ۱۶۹۵]

٤١٥٩ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي بَشْرٍ وَرَفَاءَ عَنْ أَبِي أَبِي نُجَيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَفْبَرِ بْنِ عَبْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَهُ وَقَنْتَهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هُوَ أَمْكَنُ؟)) قَالَ: نَعَمْ. فَأَمْرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَعْلَمَ وَهُوَ بِالْحَدِيبِيَّةِ وَلَمْ يَعْلَمْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَعْلَمُونَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمْعٍ أَنْ يَذْخُلُوا مَكَّةَ مَكْنُزَ اللَّهِ الْفَقِيْدِيَّةِ، فَأَمْرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَطْعَمَ فَرَقًا بَيْنَ سَيْنَةِ مَسَاكِينِ أَوْ يَهْدِي شَاةً أَوْ يَصْوُمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ۔

[راجع: ۱۸۱۴]

(۳۲۱-۳۲۰) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک بن عثیمین نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عمر بن خطاب بن عثیمین کے ساتھ بازار گیا۔ حضرت عمر بن عثیمین سے ایک نوجوان عورت نے ماقات کی اور عرشی کیا امیر المؤمنین! میرے شوہر کی وفات ہوئی ہے اور چند چھوٹی چھوٹی بچیاں چھوڑ گئے ہیں۔ خدا کی قسم کہ اب نہ ان کے پاس مکری کے پائے ہیں کہ ان کو پکالیں، نہ کھسپتی ہے، نہ دودھ کے جانور ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ فقر و فاقہ سے ہلاک نہ ہو جائیں۔ میں خلاف بن ایماء غفاری بن عثیمین کی بیٹی ہوں۔ میرے والد آنحضرت بن عثیمین کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں شریک تھے۔ یہ سن کر حضرت عمر بن عثیمین کے پاس تھوڑی دیر کے لیے کھڑے ہو گئے، آگے نہیں بڑھے۔ پھر فرمایا، مر جبا، تمہارا خاندانی تعلق تو بت قربی ہے۔ پھر آپ ایک بہت قوی اونٹ کی طرف مڑے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس پر دو بورے غلے سے بھرے ہوئے رکھ دیئے۔ ان دونوں بوروں کے درمیان روپیہ اور دوسری ضرورت کی چیزیں اور کپڑے رکھ دیئے اور اس کی نکیل ان کے ہاتھ میں تھا کہ فرمایا کہ اسے لے جا، یہ ختم نہ ہو گا اس سے پلے ہی اللہ تعالیٰ تمہیں پھر اس سے بہتر دے گا۔ ایک صاحب نے اس پر کہا، یا امیر المؤمنین! آپ نے اسے بت دے دیا۔ حضرت عمر بن عثیمین نے کہا، تیری مال تجھے روئے، خدا کی قسم! اس عورت کے والد اور اس کے بھائی جیسے اب بھی میری نظروں کے سامنے ہیں کہ ایک مدت تک ایک قلعہ کے حاصلے میں وہ شریک رہے، آخر سے فتح کر لیا۔ پھر ہم ہمچوں کو ان دونوں کا حصہ مال غنیمت سے وصول کر رہے تھے۔

(۳۲۲) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمرو شبلہ بن سوار فزاری نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ان کے والد (مسیب نے حزن بن عثیمین) نے بیان کیا کہ میں نے وہ درخت دیکھا تھا لیکن پھر بعد میں جب آیات میں اسے نہیں پہچان سکا۔ محمود نے بیان کیا کہ پھر بعد میں وہ

عند اللہ، قآل: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَرَجَتْ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى السُّوقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةً شَابَةً فَقَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذِهِ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبَّيَةً صِفَارًا وَاللَّهِ مَا يُنْصِبُجُونَ كُرَاغًا، وَلَا لَهُمْ ذِرَاعٌ وَلَا ضَرْعٌ، وَخَسِبَتْ أَنْ تَأْكُلُهُمُ الصَّيْعَ، وَأَنَا بُنْتُ حَفَافِ بْنِ اِيمَاءِ الْفَقَارِيِّ وَقَدْ شَهَدَ أَبِي الْحَدِيدِيَّةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَهْرَاهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ، ثُمَّ قَالَ: مَرْجَبًا بِنَسَبِ قَرِيبٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ طَهِيرٍ كَانَ مَرْتَبُطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ عَلَيْهِ غَرَارَتَنِينَ مَلَأْهُمَا طَعَامًا وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا، ثُمَّ نَاوَاهَا بِخَطَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: اقْتَادِيَهُ فَلَنْ يَقْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللَّهُ بِخَيْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَكْتَرَتْ لَهَا، قَالَ عَمَرٌ: ثَكَلَتْكَ أُمُّكَ وَاللَّهُ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هُنَيْهِ وَأَخَاهَا قَدْ حَاصَرَهَا حِصَنًا زَمَانًا فَاقْتَسَاهَا ثُمَّ أَصْبَخَنَا نَسْتَفِيَءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ.

۴۱۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَارٍ أَبُو عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسْتَبِ عَنْ أَبِيهِ، قَرِيلٍ: لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّرْحَرَةَ ثُمَّ أَتَيْهَا بَعْدًا فَلَمْ أَعْرِفْهَا قَالَ مَحْمُودٌ: ثُمَّ

درخت مجھے یاد نہیں رہا تھا۔

انسخہ پنچا

[اطرائیہ فی : ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵۔]

(۳۲۲۳) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے طارق بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ حج کے ارادہ سے جاتے ہوئے میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزر اجو نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون سی مسجد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہی درخت ہے جہا رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان لی تھی۔ پھر میں سعید بن مسیب کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبر دی، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد مسیب بن حزن نے بیان کیا، وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس درخت کے تلے بیعت کی تھی۔ کہتے تھے جب میں دوسرے سال وہاں گیا تو اس درخت کی جگہ کو بھول گیا۔ سعید نے کہا آنحضرت ﷺ کے اصحاب تو اس درخت کو پچان نہ سکے۔ تم لوگوں نے کیسے پچان لیا (اس کے تلے مسجد بنالی) تم ان سے زیادہ علم والے ٹھہرے۔

(۳۲۲۴) ہم سے موسیٰ بن اسما عیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، کہا ہم سے طارق بن عبد الرحمن نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ان کے والد نے کہ انہوں نے مجھی رسول اللہ ﷺ سے اس درخت کے تلے بیعت کی تھی۔ کہتے تھے کہ جب ہم دوسرے سال اوہ مر گئے تو ہمیں پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کون سا درخت تھا۔

بہرحال بعد میں حضرت عمر بن الخطاب نے اس درخت کو کٹا دیا تاکہ وہ پرستش گاہ نہ بن جائے۔

(۳۲۲۵) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے طارق بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب کی مجلس میں الشجرة کا ذکر ہوا تو وہ ہنسے اور کہا کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ مجھی اس درخت کے تلے بیعت میں شریک تھے۔ (۳۲۲۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے

۴۱۶۳ - حدثنا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَيْنَدِ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَنْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أَنْطَلَقْتُ حَاجًا فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُصْلُونَ، قَلَّتْ: مَا هَذَا الْمَسْجِدُ؟ قَالُوا: هَذَا الشَّجَرَةُ حَيْثُ بَأَيْمَنِ رَسُولِ اللَّهِ بِعْدَ نَيْعَةِ الرَّضْوَانِ، فَأَتَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَبِّبَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ سَعِيدٌ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ كَانَ فِيمَنْ بَأَيْمَنِ رَسُولِ اللَّهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِيَاهَا فَلَمْ نَفِدْرُ عَلَيْهَا لَقَالَ سَعِيدٌ: إِنَّ أَصْنَابَ مُحَمَّدٍ لَمْ يَعْلَمُوهَا وَعَلِمْتُمُوهَا أَنْتُمْ فَأَنْتُمْ أَغْلَمُ.

[راجع: ۴۱۶۲۔]

۴۱۶۴ - حدثنا موسىٰ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا طَارِقٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَبِّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ مِنْ بَأَيْمَنِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَرَجَعْنَا إِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَيْنَتْ عَلَيْنَا.

[راجع: ۴۱۶۲]

۴۱۶۵ - حدثنا قبيصة حَدَّثَنَا سُفيانَ عَنْ طَارِقٍ قَالَ: ذُكِرَتْ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَبِّبِ الشَّجَرَةُ فَضَحِّكَ فَقَالَ: أَخْرَنِي أَبِي وَتَكَانَ شَهِيدَهَا. [راجع: ۴۱۶۲]

۴۱۶۶ - حدثنا آدمُ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ،

بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفری بن شریعت سے سنا، وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب کوئی صدقہ لے کر حاضر ہوتا تو آپ دعا کرتے کہ اے اللہ! اس پر اپنی رحمت نازل فرم۔ چنانچہ میرے والد بھی اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! آل ابی اوفری بن شریعت پر اپنی رحمت نازل فرم۔

(۳۲۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی عبد الحمید نے، ان سے سلیمان بن بلاں نے، ان سے عمرو بن یحیٰ نے اور ان سے عباد بن تمیم نے بیان کیا کہ "حرہ" کی لڑائی میں لوگ عبد اللہ بن حنظله بن شریعت کے ہاتھ پر (یزید کے خلاف) بیعت کر رہے تھے۔ عبد اللہ بن زید نے پوچھا کہ این حنظله سے کس بات پر بیعت کی جا رہی ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ موت پر۔ این زید نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد اب میں کسی سے بھی موت پر بیعت نہیں کروں گا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں شریک تھے۔

جمال آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے موت پر بیعت لی تھی۔

(۳۲۸) ہم سے یحیٰ بن یعلیٰ مخاربی نے بیان کیا، کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کرو اپس ہوئے تو دیواروں کا سایہ ابھی اتنا نہیں ہوا تھا کہ ہم اس میں آرام کر سکیں۔

(۳۲۹) ہم سے قتیبه بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس پیزار پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ موت پر۔

(۳۲۷۰) مجھ سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل

حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة قال: سيفت عبد الله بن أبي أوفى وكان من أصحاب الشجرة قال: كان النبي ﷺ إذا أتاها قرْم بصدقه قال: اللهم علىكم، فاتأه أبي بصدقه فقال: اللهم صل على آل أبي أوفى. [راجع: ۱۴۹۷]

٤١٦٧ - حدثنا إسماعيل عن أخيه عن سليمان عن عمرو بن يحيى عن عباد بن تميم قال: لما كان يوم الهرة والناس يباغون عبد الله بن حنظلة فقال ابن زيد: على ما يباغن ابن حنظلة الناس؟ قيل له: على الموت، ق: لا أباغن على ذلك أحداً بعد رسول الله ﷺ، وكان شهداً معد الحديثة. [راجع: ۲۹۵۹]

٤١٦٨ - حدثنا يحيى بن يفلبي المخاربى حدثنا أبي حدثنا إياس بن سلمة بن الأكوع قال: حدثني أبي، قال: وكان من أصحاب الشجرة، قال: كنا نصلى مع النبي ﷺ الجمعة ثم نصرف وليس للحيطان ظل نستظل فيه.

٤١٦٩ - حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا حاتم عن يزيد بن أبي عبيدة قال: قلت لسلامة بن الأكوع على أي شيء باغتنم رسول الله ﷺ يوم الحديثة؟ قال: على الموت. [راجع: ۲۹۶۰]

٤١٧٠ - حدثني أخمد بن إشكاب

نے بیان کیا، ان سے علاء بن مسیب نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں براء بن عازب بن شریعت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، مبارک ہو! آپ کو نبی کرم شلیلہ کی خدمت نصیب ہوئی اور حضور شلیلہ سے آپ نے شجرہ (درخت) کے نیچے بیعت کی۔ انہوں نے کہا بیٹھ! تمیں معلوم نہیں کہ ہم نے حضور شلیلہ کے بعد کیا کیا کام کئے ہیں۔

(۳۱۷۲) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے تجھی بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا، وہ سلام کے بیٹھے ہیں، ان سے تجھی نے، ان سے ابو قلابہ نے اور انہیں ثابت بن ضحاک بن شریعت نے خردی کہ انہوں نے نبی کرم شلیلہ سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

(۳۱۷۳) مجھ سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبد نے خردی، انہیں قادہ نے اور انہیں انس بن مالک بن شریعت نے کہ (آیت) ”بے شک ہم نے تمیں کھلی ہوئی فتح دی“ یہ فتح صلح حدیبیہ تھی۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضور شلیلہ کے لیے تو مرحلہ آسان ہے (کہ آپ کی تمام الگی اور پچھلی لغزشیں معاف ہو چکی ہیں) لیکن ہمارا کیا ہو گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اس لیے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں جنت میں داخل کی جائیں گی جس کے نیچے نہیں جاری ہوں گی۔“ شعبد نے بیان کیا کہ پھر میں کوفہ آیا اور قادہ سے پورا واقعہ بیان کیا، پھر میں دوبارہ قادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ”بے شک ہم نے تمیں کھلی فتح دی ہے۔“ کی تفیر تو انس بن شریعت سے روایت ہے لیکن اس کے بعد ”ہنینا مرینا“ (یعنی حضور شلیلہ کے لیے تو ہر مرحلہ آسان ہے) یہ تفیر عکرمہ سے منقول ہے۔

(۳۱۷۴) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، ان سے مجرّاة بن زاہر اسلامی نے اور ان سے ان کے والد زاہر ابن

حدّثنا محمد بن فضیل، عن الغلام بن المُسیب عن أبيه، قال : لقيت البراء بن عازب رضي الله عنهما فقلت، طوبى لك صحيحة النبي ﷺ وبايته تحت الشجرة، فقال: يا ابن أخي إنك لا تدرى ما أخذتنا بعده.

٤١٧١ - حدّثنا إسحاق حديثاً يحتوى بن صالح حديثاً معاوية هو ابن سلام عن يحيى عن أبي قلابة أن ثابت الضحاك أخبره أنه بايع النبي ﷺ تحت الشجرة.

[راجع: ۱۳۶۳]

٤١٧٢ - حدّثني أخْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةَ عَنْ قَاتَدَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هُنَّا فَخَنَّا لَكَ فَتَحَا مُبِينًا هُنَّا قَاتَدَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هُنَّا فَخَنَّا لَكَ فَتَحَا مُبِينًا هُنَّا فَأَنْزَلَ اللَّهُ هُلِيدَنْخَلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ هُنَّا فَخَنَّا لَكَ فَتَحَا مُبِينًا هُنَّا فَأَنْزَلَ اللَّهُ هُلِيدَنْخَلَ الْمُؤْمِنِينَ فَحَدَّثَتْ بِهَذَا كُلَّهُ عَنْ قَاتَدَةَ ثُمَّ رَجَفَتْ فَذَكَرَتْ لَهُ فَقَالَ : أَمَا هُنَّا فَخَنَّا لَكَ هُنَّا فَأَنْزَلَ اللَّهُ هُلِيدَنْخَلَ الْمُؤْمِنِينَ فَعَنْ أَنَسٍ : وَأَمَا هُنَّا مَرِينَا فَعَنْ عَكْرَمَةَ .

[طرفه في: ۴۸۳۴].

٤١٧٣ - حدّثنا عبد الله بن محمد حديثاً أبو عامر جدّنا إسرايل عن مجرّاة بن زاہر الأسلمي عن أبيه، وكان

اسود بن شریر نے بیان کیا، وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہانڈی میں میں گدھے کا گوشت ابال رہا تھا کہ ایک منادی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کیا کہ آنحضرت ﷺ تمیں گدھے کے گوشت کے کھانے سے منع فرماتے ہیں۔

(۳۱۷۲) اور بحراۃ نے اپنے ہی قبیلہ کے ایک صحابی کے متعلق جو بیعت رضوان میں شریک تھے اور جن کا نام اہبان بن اوس بنت عائشہ تھا، نقل کیا کہ ان کے ایک گھنٹے میں تکلیف تھی، اس لیے جب وہ سجدہ کرتے تو اس گھنٹے کے نیچے کوئی زم تکیہ رکھ لیتے تھے۔

حضرت زاہر بن اسود بن شریر بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اس لیے ان کو کوفیوں میں گناہیا ہے۔ ان سے بخاری میں کیا ایک حدیث مردی ہے۔

(۳۱۷۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عدی نے، ان سے شعبہ نے، ان سے سعید بن عین نے، ان سے بشیر بن یار نے اور ان سے سوید بن نعمان بنت عائشہ نے بیان کیا، وہ بیعت رضوان میں شریک تھے کہ گویا ب بھی وہ مظہر میری آنکھوں کے سامنے ہے جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ستولایا گیا، جسے ان حضرات نے پیا۔ اس روایت کی متابعت معافہ نے شعبہ سے کی ہے۔

(۳۱۷۶) ہم سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا، کہا ہم سے شاذان (اسود بن عامر) نے، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا کہ انہوں نے عائذ بن عمرو بنت عائشہ سے پوچھا، وہ نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے اور بیعت رضوان میں شریک تھے کہ کیا وتر کی نماز (ایک رکعت اور پڑھ کر توڑی جا سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر شروع رات میں تو نے وتر پڑھ لیا ہو تو آخر رات میں نہ پڑھو۔

لَذِّيْجَةُ حافظ صاحب فرماتے ہیں یعنی اذا اوتر الماء ثم نام اراد ان بتطوع صلی بصلی رکعۃ ليصبر الوتر شفعا ثم بتطوع ماشاء ثم يوتر محافظۃ علی قوله اجعلوا آخر صلاتکم بالليل وتراویصلی تطوع ماشاء ولا ينقض وتره ويكتفى بالذی تقدم فاجاب باختیار الصفة الثانية فقال اذا اوترت من اوله فلا توتر من آخره وهذه المسئلة فيها السلف فكان ابن عمر يرى نقض الوتر وال الصحيح عند الشافعية انه لا ينقض كما في حديث الباب وهو قول المالكية۔ (فتح) یعنی مطلب یہ کہ جب آدمی سونے سے پسلے و تر پڑھ لے اور پھر رات کو اٹھ کر نفل پڑھنا چاہے تو کیا وہ ایک اور رکعت پڑھ کر پسلے و تر کو شفع (جوڑا) بنا سکتا ہے پھر اس کے بعد جس قدر چاہے نفل پڑھے اور آخر

میمن شہد الشجرة قال: إنني لا و قد تخت
القىذر بل حوم الحمر إذ نادى منادى
رسول الله ﷺ ابن رسول الله ﷺ ينهىكم
عن لحوم الحمر.

٤١٧٤ - وَعَنْ مَعْجَزَةِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ
مِّنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ أَهْبَانُ بْنُ
أُونِسٍ، وَكَانَ أَشْكَنِي رَكْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا
سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً.

حضرت زاہر بن اسود بن شریر بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اس لیے ان کو کوفیوں میں گناہیا ہے۔ حديثی محدث بن بشار حدثنا ابن أبي عدي عن شعبة عن يحيى بن سعيد، عن بشير بن يسار عن سويد بن العمأن، وكان من أصحاب الشجرة، كان رسول الله ﷺ وأصحابه أتوا بسوقي فلاكوه. تابعة معاذ عن شعبة.

[راجح: ۲۰۹]

٤١٧٦ - حدثنا محمد بن حاتم بن بزيع
حدثنا شاذان عن شعبة عن أبي جمرة
قال: سألت عائذ بن عمرو، وكان من
 أصحاب النبي ﷺ من أصحاب الشجرة
هل ينفع الونter؟ قال : إذا أوتنت من
أوله فلا تؤثر من آخره.

میں پھر و تر پڑھ لے۔ اس حدیث کی قیل کے لیے جس میں ارشاد ہے کہ رات کی آخری نمازو تر ہوئی چاہیے یا دوسرا صورت یہ کہ وتر کو شفع بنا کر نہ توڑے بلکہ جس قدر چاہے رات کو اٹھ کر نفل نمازو پڑھ لے اور وتر کے لیے پہلے ہی پڑھی ہوئی رکعت کو کافی سمجھے پس دوسرا صورت کے اختیار کرنے کا جواب دیا ہے اور کہا کہ جب تم پہلے وتر پڑھ پکے تو اب دوبارہ ضرورت نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وتر کو دوبارہ توڑ کر پڑھنے کے قائل تھے اور شافعیہ کا قول صحیح یہی ہے کہ اسے نہ توڑا جائے جیسا کہ حدیث باب میں ہے۔ مالکیہ کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عائز بن عمرو مدینی رضی اللہ عنہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ آخر میں بصیرہ میں سکونت کر لی تھی۔ ان سے روایت کرنے والے زیادہ بصیری ہیں۔

(۷۲۱) مجھ سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے اور انہیں ان کے والد اسلم نے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر یعنی (سفر حدیبیہ) میں تھے، رات کا وقت تھا اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کچھ پوچھا لیکن (اس وقت آپ وحی میں مشغول تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر نہ تھی) آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے پھر پوچھا، آپ نے پھر کوئی جواب نہیں دیا، انہوں نے پھر پوچھا، آپ نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دل میں) کہا، عمر! تیری ماں تجھ پر روئے، رسول اللہ ﷺ سے تم نے تین مرتبہ سوال کیا، حضور ﷺ نے تمہیں ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں سے آگے نکل گیا۔ مجھے ڈر رہا تھا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی وحی نہ نازل ہو جائے۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ میں نے سنا، ایک شخص مجھے آواز دے رہا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سوچا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا تھا کہ میرے بارے میں کہیں کوئی وحی نازل نہ ہو جائے، پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو السلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے اور وہ مجھے اس تمام کائنات سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، پھر آپ نے سورۃ ﴿انافحنالکفتحا مبینا﴾ (بے شک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے) کی تلاوت فرمائی۔

٤٧٧ - حدیثی عبد اللہ بن یوسف
أخبرنا مالك عن زيد بن أسلم عن أبيه
أن رسول الله ﷺ كان يسير في بعض
اسفاره وكان عمر بن الخطاب يسير معه
ليلًا فسألته عمر بن الخطاب عن شيء
فلم يجده رسول الله ﷺ، ثم سأله فلم
يتجه، ثم سأله فلم يجده، وقال عمر بن
الخطاب: ثقلتك أمك يا عمر نزرت
رسول الله ﷺ ثلاثة مرات، كل ذلك
لا يحييك قال عمر: فحرستك بغيري ثم
تقدمت أمام المسلمين وخشيتك أن يتزل
في قرآن فما أشتئت أن سميت صارخا
يصرخ بي قال: فقلت لقذ خشيت أن
يكون نزل في قرآن وجلست رسول الله
ﷺ فسلمت عليه فقال: ((لقد أثركت
عليه الليلة سورة لهي أحب إلي مما
طلعت عليه الشمس)) ثم قال: ((إننا
فحنا لك فتحا مبينا)).
اطرافہ فی : ۴۸۳۳ . ۵۰۱۲ .

شیعہ آنحضرت ﷺ پر سورہ انا نفعنا کا نزول ہوا تھا۔ حضرت عمر بن الخطبؓ کو یہ معلوم نہ ہوا، اس لیے وہ پار بار پوچھتے رہے مگر کھلے پر صحیح کیفیت معلوم ہوتی۔ سورہ انا نفعنا کا اس موقع پر نزول اشاعت اسلام کے لیے بڑی بشارت تھی اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس سورت کو ساری کائنات سے عزیز ترین بتایا۔

(۳۱۷۸-۴۱۷۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ جب زہری نے یہ حدیث بیان کی (جو آگے مذکور ہوئی ہے) تو اس میں سے کچھ میں نے یاد رکھی اور عمر نے اس کو اچھی طرح یاد دلایا۔ ان سے عروہ بن زیر نے، ان سے مسور بن مخرمہ بن خطبؓ اور مروان بن حکم نے بیان کیا، ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کچھ بڑھتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ صلح حدیثیہ کے موقع پر تقویاً ایک ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ پھر جب ذو الحلیفة آپ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو قلاڈہ پہنایا اور اس پر نشان لگایا اور وہیں سے عمرہ کا حرام باندھا۔ پھر آپ نے قبیلہ خزاعم کے ایک صحابی کو جاسوسی کے لیے بھیجا اور خود بھی سفر جاری رکھا۔ جب آپ غدری الاشطاط پر پہنچے تو آپ کے جاسوس بھی خبریں لے کر آگئے، جنہوں نے بتایا کہ قریش نے آپ کے مقابلے کے لیے بست بذا شکر تیار کر رکھا ہے اور بہت سے قبائل کو بلایا ہے۔ وہ آپ سے جنگ کرنے پر تھے ہیں اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے صحابے سے فرمایا، مجھے مشورہ دو کیا تمہارے خیال میں یہ مناسب ہو گا کہ میں ان کفار کی سورتوں اور بچوں پر حملہ کر دوں جو ہمارے بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ بننا چاہتے ہیں؟ اگر انہوں نے ہمارا مقابلہ کیا تو اللہ عزوجل نے مشرکین سے ہمارے جاسوس کو محفوظ رکھا ہے اور اگر وہ ہمارے مقابلے پر نہیں آتے تو ہم انہیں ایک ہاری ہوئی قوم جان کر چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابو بکر بن خطبؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ تو صرف بیت اللہ کے عمرہ کے لیے نکلے ہیں نہ آپ کا ارادہ کسی کو قتل کرنے کا ہے اور نہ کسی سے لڑائی کا۔ اس لیے آپ بیت اللہ تشریف لے چلیں۔ اگر ہمیں پھر

محمد بن حذفہ سفیان قائل: سمعت الرُّهْرَیِّ جِنْ حَدَّثَ هَذَا الْحَدِیْثَ حَفِیْظَ بَعْضَهُ وَكَثِیْرَ مَقْمَرَ عَنْ عَزْوَةِ بْنِ الرُّبَیْرِ عَنِ الْمُسْنَدِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانِ بْنِ الْحَكَمِ يَزِيدَ أَخْدَهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ قَالَ : خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْخَلِيْفَةِ فِي بِضْعِ عَشْرَةِ مَاهَةِ مَا أَصْحَابَهُ فَلَمَّا أَتَى ذَا الْخَلِيْفَةِ قَلَّدَ الْهَذِيْفَ وَأَشْعَرَهُ وَأَخْرَمَ مِنْهَا بَعْمَرَةً وَبَعْثَ عَنْهَا لَهُ مِنْ خَرَاعَةَ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ يَغْدِيرُ الْأَشْطَاطَ إِنَّهُ عَنْهُ قَالَ : إِذْ قَرِنَشَا جَمِيعُوا لَكَ جَمِيعًا وَقَدْ جَمِيعُوا لَكَ الْأَخَابِيْشَ، وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُوكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَابِعُوكَ، فَقَالَ : ((أَشِيرُوا إِلَيْهَا النَّاسُ عَلَى أَنْرَوْنَ أَنْ أَمِيلَ إِلَى عَيْلَهُمْ وَذَرَارِيَّ هُؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَصْدُوْنَا عَنِ الْبَيْتِ؟ فَإِنْ يَأْتُونَا كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَنْنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَإِلَّا تَرْكَاهُمْ مَخْرُوبِينَ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِهَذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيدُ قَتْلَ أَخْدَ وَلَا حَزْبَ أَخْدَ فَتَوَجَّهَ لَهُ فَمَنْ صَدَنَا عَنْهُ قَاتَلَنَا فَقَالَ : امْضُوا عَلَى

بھی کوئی بیت اللہ تک جانے سے روکے گا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ کا نام لے کر سفر جاری رکھو۔

(۳۸۱ - ۳۸۰) مجھ سے اسماعیل بن راہب یہ نے بیان کیا، کہنا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کما کہ مجھ سے میرے بھتیجے ابن شاب نے بیان کیا، ان سے ان کے بھتیجے بن مسلم بن شاب نے کما کہ مجھ کو عروہ بن زید نے خبر دی اور انہوں نے مروان بن حکم اور سورین غفرمه بھٹک سے سنا، دونوں راویوں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرو حدیبیہ کے بارے میں بیان کیا تو عروہ نے مجھے اس میں جو کچھ خبر دی تھی، اس میں یہ بھی تھا کہ جب حضور اکرم ﷺ اور (قریش کا نام تندہ) سیمیل بن عمرو حدیبیہ میں ایک مقررہ مدت تک کے لیے صلح کی دستاویز لکھ رہے تھے اور اس میں سیمیل نے یہ شرط بھی رکھی تھی کہ ہمارا اگر کوئی آدمی آپ کے یہاں پناہ لے خواہ وہ آپ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو جائے تو آپ کو اسے ہمارے حوالے کرنا ہی ہو گا تاکہ ہم اسکے ساتھ جو چاہیں کریں۔ سیمیل اس شرط پر اڑ گیا اور کہنے لگا کہ حضور اکرم ﷺ اس شرط کو قبول کر لیں اور مسلمان اس شرط پر کسی طرح راضی نہ تھے، مجبوراً انہوں نے اس پر گفتگو کی (کہا یہ کیوں نکر ہو سکتا ہے کہ مسلمان کو کافر کے سپرد کر دیں) سیمیل نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا تو صلح بھی نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت ﷺ نے یہ شرط بھی تسلیم کر لی اور ابو جندل بن سیمیل بھٹک کو ان کے والد سیمیل بن عمرو کے سپرد کر دیا (جو اسی وقت کہ سے فرار ہو کر بیڑی کو گھٹیتے ہوئے مسلمانوں کے پاس پہنچتے تھے) (شرط کے مطابق مدت صلح میں مکہ سے فرار ہو کر) جو بھی آتا حضور ﷺ اسے واپس کر دیتے، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوتا۔ اس مدت میں بعض مومن عورتیں بھی بھرت کر کے مکہ سے آئیں، ام کلثوم بنت عقبہ ابن معیط بھی ان میں سے ہیں جو اس مدت میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی تھیں، وہ اس وقت نوجوان تھیں، ان کے گھر والے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مطالبه کیا کہ انہیں واپس کر دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں

اسم اللہ۔

[راجع: ۱۶۹۴، ۱۶۹۵]

۴۱۸۰ - حدیثی اسنحق اخْبَرَنَا
يَغْفُرُبُ حَدَّثَنِي أَنَّ أَخِي أَنَّ شَهَابَ عَنْ
عَمْدَهُ أَخْبَرَنِي عَزْوَةُ بْنُ الْأَنْبَرِ أَنَّهُ سَمِعَ
مَرْوَانَ بْنَ الْحَكْمَ وَالْمُسْوَرَ بْنَ مُخْرَمَةَ
يَخْبِرُانِ خَبْرًا مِنْ خَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي
عُمْرَةِ الْحَدِيثِيَّةِ فَكَانَ فِيمَا أَخْبَرَنِي عَزْوَةُ
عَنْهُمَا أَنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
سَهْلَنَ بْنَ عَمْرُو يَوْمَ الْحَدِيثِيَّةِ عَلَى فَضْيَةَ
الْمُدْدَةِ وَكَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سَهْلَنَ بْنَ عَمْرُو
أَنَّهُ قَالَ: لَا يَأْتِيكَ مِنْ أَحَدٍ وَإِنْ كَانَ عَلَى
دِينِكَ إِلَّا رَدَّدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ
وَأَبِي سَهْلٍ أَنْ يَقْاضِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَّا
عَلَى ذَلِكَ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ ذَلِكَ
وَأَعْصَوْهُ فَتَكَلَّمُوا فِيهِ فَلَمَّا أَبَى سَهْلَنَ أَنْ
يَقْاضِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَّا عَلَى ذَلِكَ
كَاتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَرَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
أَبَا جَنْدَلَ بْنِ سَهْلٍ يَوْمَئِذٍ إِلَى أَبِيهِ سَهْلَنَ
بْنِ عَمْرُو وَلَمْ يَأْتِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ
مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدْدَةِ وَإِنَّ
كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ
مُهَاجِرَاتٍ فَكَاتَبَ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتَ عَقْبَةَ بْنِ
أَبِي مُعْنِيْطٍ مِمْنُونَ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
وَهُنَّ عَاقِبَنَ فَجَاءَ أَهْلَهَا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
فَلَمَّا أَنْ يَرْجِعُهُمْ إِلَيْهِمْ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى
فِي الْمُؤْمِنَاتِ مَا أَنْزَلَ.

[راجع: ۱۶۹۴، ۱۶۹۵]

کے بارے میں وہ آیت نازل کی جو شرط کے مناسب تھی۔
 (۳۱۸۲) ابن شاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خردی اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آیت ﴿يَا ايَّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ هُنَّا نَسَاءٌ فَمَنْ هُنَّا نَسَاءٌ كَمَا هُنَّا نَسَاءٌ﴾ کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے آئے والی عورتوں کو پسلے آزمات تھے اور ان کے پچھا سے روایت ہے کہ ہمیں وہ حدیث بھی معلوم ہے جب آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ جو مسلمان عورتیں ہجرت کر کے چلی آئیں ان کے شوہروں کو وہ سب کچھ واپس کر دیا جائے جو اپنی ان یوں یوں کو وہ دے چکے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ابو بصیر پھر انہوں نے تفصیل کے ساتھ حدیث بیان کی۔

[راجع: ۲۷۱۳]

چونکہ معالدہ کی شرط میں عورتوں کا کوئی ذکر نہ تھا، اس لیے جب عورتوں کا مسئلہ سامنے آیا تو خود قرآن مجید میں حکم نازل ہوا کہ عورتوں کو مشرکین کے حوالے نہ کیا جائے کہ اس سے معالدہ کی خلاف ورزی لازم نہیں آتی بشرطیکہ تم کو یقین ہو جائے کہ وہ عورتیں محض ایمان و اسلام کی خاطر پورے ایمان کے ساتھ گھر چھوڑ کر آئی ہیں۔

(۳۱۸۳) ہم سے قتيبة بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے فتنہ کے زمانہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اگر بیت اللہ جانے سے مجھے روک دیا گیا تو میں وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بھی صلح حدیبیہ کے موقع پر صرف عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا۔

(۳۱۸۴) ہم سے مسدود بن سہہ نے بیان کیا، کہا ہم سے بحیر بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے، ان سے نافع نے کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے احرام باندھا اور کہا کہ اگر مجھے بیت اللہ جانے سے روکا گیا تو میں بھی وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ جب آپ کو کفار قریش نے بیت اللہ جانے سے روکا تو اس آیت کی تلاوت کی کہ ”یقیناً تم لوگوں کے لیے رسول کریم ﷺ کی زندگی

۱۶۹۴ - قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَزْرَوْةُ بْنُ الرَّزِيبِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْنَعُنَّ مِنْ هَاجَرَ مِنَ الْمُزَمَّنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ: هُنَّا أَهْلُهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكُنَّ الْمُزَمَّنَاتِ هُنَّا وَعْنِ عَمَّهُ قَالَ: بَلَّغْنَا حِينَ أَمْرَ اللَّهَ رَسُولَهُ ﷺ أَنَّ يَرُدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ مَا أَنْفَقُوا مِنْ هَاجَرَ مِنَ الْأَوْجَاهِمْ وَبَلَّغْنَا أَنَّ أَبَا بَصِيرَ فَذَكَرَهُ بِطُولِهِ.

۱۶۹۵ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مُغَمَّراً فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ: إِنَّ صَدِّدَتْ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعَنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَهْلَ بِعُمْرَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَهْلَ بِعُمْرَةَ عَامَ الْخُدُبِيَّةِ.

[راجع: ۱۶۳۹]

۱۶۹۶ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْنَى عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَهْلَ وَقَالَ: إِنَّ حِيلَ بَنْيَيِ وَبَنْيَةَ لَقْلَتْ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَنْيَةَ وَتَلَةَ: هَلْقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةَ حَسَنَةٍ.

بھریں نہونہ ہے۔"

(۳۱۸۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، انسیں نافع نے، ان کو عبد اللہ بن عبد اللہ اور سالم بن عبد اللہ نے خردی کہ ان دونوں نے عبد اللہ بن عمر بن حنبل سے گفتگو کی (دوسری صد) امام عماری نے کہا اور ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے جویریہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے کہ عبد اللہ بن عمر بن حنبل کے کسی لڑکے نے ان سے کہا، اگر اس سال آپ (عمرو) کرنے نہ جاتے تو بھر تھا کیونکہ مجھے ذر ہے کہ آپ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ مسیح علیہ کے ساتھ لٹکھتے تھے تو کفار قریش نے بیت اللہ پہنچنے سے روک دیا تھا۔ چنانچہ حضور مسیح علیہ نے اپنی قربانی کے جانور وہیں (حدبیہ میں) ذبح کر دیئے اور سر کے بال منڈوا دیئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بال چھوٹے کروائے، حضور مسیح علیہ نے اس کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر ایک عمرہ واجب کر لیا ہے (اور اسی طرح تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی وہ واجب ہو گیا) اس لیے اگر آج مجھے بیت اللہ تک جانے دیا گیا تو میں بھی طواف کر لوں گا اور اگر مجھے بھی روک دیا گیا تو میں بھی وہی کروں گا جو حضور مسیح علیہ نے کیا تھا۔ پھر تھوڑی دور چلے اور کہا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ کے ساتھ حج کو بھی ضروری قرار دے لیا ہے اور کہا میری نظر میں توجہ اور عمرہ دونوں ایک ہی جیسے ہیں، پھر انہوں نے ایک طواف کیا اور ایک سوی کی (جس دن مکہ پہنچے) اور آخر دونوں ہی کو پورا کیا۔

(۳۱۸۶) مجھ سے شجاع بن ولید نے، بیان کیا، انہوں نے نصر بن محمد سے سنا، کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے بیان کیا کہ لوگ کستے ہیں کہ عبد اللہ حضرت عمر بن حنبل سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے تھے، حالانکہ یہ غلط ہے۔ البیتہ عمر بن حنبل نے عبد اللہ بن عمر بن حنبل کو اپنا ایک گھوڑا لانے کے لیے بھیجا تھا، جو ایک انصاری صحابی کے پاس تھا تاکہ اسی پر سوار ہو کر جنگ میں شریک ہوں۔ اسی

[راجح: ۱۶۳۹] ۴۱۸۵ - حدثنا عبد الله بن محمد بن أسماء، حدثنا جوزييه، عن نافع، أن عبيدا الله ابن عبد الله وسالم بن عبد الله أخبراه أنهما كلما عند الله بن عمر ح. وحدثنا موسى بن إسماعيل حدثنا جوزييه عن نافع أن بعض بيبي عبد الله قال له : لو أقمت العام فإني أخاف أن لا تصل إلى النبي قال : خرجنا مع النبي صلى الله عليه وسلم فحال كفار قريش دون النبي فخر النبي صلى الله عليه وسلم هذابا وحلق وقصر أصحابه وقال : أشهدكم أنى أوجئت عمرة، فإن خلني بيبي وبين النبي صفت طفل وإن حيل بيبي وبين النبي صفت كما صفت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فزار ساعة ثم قال : ما أرى شانهما إلا واحدا أشهدكم أنى قد أوجئت حجحة مع غيري فطاف طرفا واحدا وسعيا واحدا حتى خل منهما جميما.

[راجح: ۱۶۳۹]

۴۱۸۶ - حدثني شحاغ بن الوليد سمع النضر بن محمد ، حدثنا صخر عن نافع قال : إن الناس يتحدثون أن ابن عمر أسلم قبل عمره وليس كذلك ولكن عمر يوم الحذيبة أرسل عبد الله إلى فرس له عند رجل من الأنصار يأتني به ليقابل عليه

دوران رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لے رہے تھے۔ عمر بن حنفہ کو ابھی اس کی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ عبد اللہ بن حنفہ نے پسلے بیعت کی پھر گھوڑا لینے لگئے۔ جس وقت وہ اسے لے کر عمر بن حنفہ کے پاس آئے تو وہ جنگ کے لئے اپنی زرہ پہن رہے تھے۔ انہوں نے اس وقت حضرت عمر بن حنفہ کو کہا کہ حضور اکرم ﷺ درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر آپ اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر گئے اور بیعت کی۔ اتنی سی بات تھی جس پر لوگ اب کہتے ہیں کہ عمر بن حنفہ سے پسلے ابن عمر میں اسلام لائے تھے۔

(۳۱۸۷) اور هشام بن عمار نے بیان کیا، ان سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عمر بن محمد عمری نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبردی اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، مختلف درختوں کے سامنے میں پھیل گئے تھے۔ پھر اچانک بہت سے صحابہ آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہا عبد اللہ! دیکھو تو سی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع کیوں ہو گئے ہیں؟ انہوں نے دیکھا تو صحابہ بیعت کر رہے تھے۔ چنانچہ پسلے انہوں نے خود بیعت کر لی۔ پھر حضرت عمر بن حنفہ کو اکر خبردی پھر وہ بھی گئے اور بیعت کی۔

(۳۱۸۸) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمير نے بیان کیا، کہا ہم سے یعلی بن عبد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن الی خالد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن الی اوپنی بن حنفہ سے نا، آپ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے عمرہ (قضا) کیا تو ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، آنحضرت شہریم نے طواف کیا تو ہم نے بھی طواف کیا۔ حضور شہریم نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی نماز پڑھی اور حضور شہریم نے صفا و مردہ کی سی بھی کی، ہم آپ کی اہل مکہ سے حفاظت کرتے رہتے تھے ماکہ کوئی تکلیف کی بات نہ پیش آجائے۔

وَرَسُولُ اللَّهِ يَتَابِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ،
وَعَمَرٌ لَا يَذْرِي بِذَلِكَ فَيَأْتِهِ عَنْدَ اللَّهِ ثُمَّ
ذَهَبَ إِلَى الْفَرْسِ فَجَاءَ بِهِ إِلَى عَمَرَ،
وَعَدَ مُسْتَلِيمَ لِلْفَيَالِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
يَتَابِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ:
فَانْطَلَقَ ذَهَبَ مَعَهُ حَتَّى يَأْتِي بِنَصْرَةِ رَسُولِ اللَّهِ
لَهُ فِيهِ الْبَيِّنَاتُ يَحْدُثُ النَّاسَ أَنَّ أَنَّ عَمَرَ
أَسْلَمَ قَبْلَ عَمَرٍ۔ [راجع: ۳۹۱۶]

۴۱۸۷ - وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَارٍ: حَدَّثَنَا
الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْفَمْرَيُّ، أَخْبَرَنِي نَافعٌ عَنِ ابْنِ عَمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّاسَ كَانُوا مَعَ
الَّتِي يَتَابُ يَوْمَ الْحَدِيدَةِ، تَفَرَّقُوا فِي ظَلَالِ
الشَّجَرِ فَإِذَا النَّاسُ مُخْدِقُونَ بِالنَّبِيِّ
يَتَابِعُ فَقَالَ يَا عَنْدَ اللَّهِ أَنْظُرْ مَا شَاءَ النَّاسَ
فَلَمْ أَخْدُقْ وَلَمْ يَرْسُلْ اللَّهُ يَتَابِعُ
يَسَاغُونَ فَيَأْتِي عَنْهُمْ رَجْعٌ إِلَى عَمَرٍ فَخَرَجَ
فَيَأْتِي. [راجع: ۳۹۱۶]

یہاں بیعت کرنے میں حضرت عبد اللہ بن عمر میٹھے سے پسلے بیعت کی جو خاص وجہ سے تھی۔

۴۱۸۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَغْلَى
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلَ قَالَ: سَمِعْتُ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ
أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ
الَّتِي يَتَابُ يَوْمَ الْحَدِيدَةِ اغْتَمَ طَافَ فَطَقَنَا مَعَهُ
وَصَلَّى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَّا
وَالْمَرْזُوَةِ، فَلَكُنَا نَسْتَرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَا
يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ۔

[راجع: ۱۶۰۰]

(۳۱۸۹) ہم سے حسن بن اسحاق نے بیان کیا، کما ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کما ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا، کما کہ میں نے ابو حصین سے سن، ان سے ابو دائل نے بیان کیا کہ سل بن حیف (بیوی تھی) سے واپس آئے تو ہم ان کی خدمت میں حالات معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اس جنگ کے بارے میں تم لوگ اپنی رائے اور نظر پر نازل ملت ہو، میں یوم ابو جندل (صلح حدیبیہ) میں بھی موجود تھا۔ اگر میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو مانے سے انکار ممکن ہو تو میں اس دن ضرور حکم عدولی کرتا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں کہ جب ہم نے کسی مشکل کام کے لیے اپنی تکواروں کو اپنے کاندھوں پر رکھا تو صورت حال آسان ہو گئی اور ہم نے مشکل حل کر لی۔ لیکن اس جنگ کا کچھ عجیب حال ہے، اس میں ہم (فتنه کے) ایک کونے کو بند کرتے ہیں تو دوسرا کو ناکھل جاتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہم کو کیا تدبیر کرنی چاہیے۔

[راجح: ۳۱۸۱]
علامہ ابن حجر وابی حسن بن اسحاق استاد امام بخاری کے متقلق فرماتے ہیں۔ کان من اصحاب ابن المبارک ومات سنة احدی واربعین ومالہ فی البخاری سُوی هذا الحديث (فی) یعنی یہ حضرت عبد اللہ بن مبارک کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کا انتقال ۲۳۱ھ میں ہوا۔ صحیح بخاری میں ان سے صرف یہی ایک حدیث مروری ہے۔

(۳۱۹۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کما ہم سے جماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے مجاهد نے، ان سے ابن ابی سلیل نے، ان سے کعب بن عمّرہ بیوی نے بیان کیا کہ وہ عمرہ حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جو سیں ان کے چرے پر گر رہی تھی۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ جو سیں جو تمہارے سر سے گر رہی ہیں، تکلیف دے رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر سرمنڈ والو اور تین دن روزہ رکھ لو یا چچہ مسکینوں کو کھانا کھلاو دیا پھر کوئی قربانی کر ڈالو۔ (سرمنڈ والے کا فدیہ ہو گا) ایوب سختیانی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان تینوں امور میں سے پہلے حضور ﷺ نے کون سی

۴۱۸۹ - حدثنا الحسن بن إسحاق، حدثنا محمد بن سابق، حدثنا مالك بن مغول، قال: سمعت إبا حبيب قال: قال أبو واليل لما قدم سهل بن حنيف من صفين أتاهه سفارة للملك رأيته يوم أبي جندل وأن استطعه أن أرده على رسول الله صلى الله عليه وسلم أمراً لزداه ذاته وله عوائضاً لأمر يحفظنا إلا أنهن بنا إلى أمر نعرفه قبل هذا الأمر ما نسد منها خصماً إلا انفجر علينا خصم ما نذرنا كيف ناتي له.

علامة ابن حجر وابی حسن بن اسحاق استاد امام بخاری کے متقلق فرماتے ہیں۔ کان من اصحاب ابن المبارک ومات سنة احدی واربعین ومالہ فی البخاری سُوی هذا الحديث (فی) یعنی یہ حضرت عبد اللہ بن مبارک کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کا انتقال ۲۳۱ھ میں ہوا۔ صحیح بخاری میں ان سے صرف یہی ایک حدیث مروری ہے۔

۱۹۰ - حدثنا سليمان بن حرب حدثنا حماد بن زيد عن أيوب عن مجاهد عن ابن أبي ليلى عن كعب بن عجرة رضي الله عنه قال: أتني على النبي صلى الله عليه وسلم زمان الخديبية، والأنفلن يسائله على وجهي فقال: ((أين ذيك هوأم رأسك؟)) قلت: نعم. قال: ((فالخلق وضم فلاته أيام أو أطعم ستة مساكن أو انسك نسيكة)). قال أيوب لا أذري بأي هذا بدأ.

بات ارشاد فرمائی تھی۔

(۳۱۹۱) مجھ سے ابو عبد اللہ محمد بن هشام نے بیان کیا، کہا ہم سے ہیم لے بیان کیا، ان سے ابو بشر لے، ان سے محبہ لے، ان سے عبدالرحمن بن ابی لیلی نے اور ان سے کعب بن مخمر وغیرہ نے بیان کیا کہ صلح حدبیہ کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور احرام پاندھے ہوئے تھے۔ ادھر مشرکین ہمیں بہت اللہ تک جانے نہیں دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے سپر ہال بڑے بڑے تھے جن سے جوئیں میرے چہرے پر گرنے لگیں۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر دریافت فرمایا، کیا یہ جوئیں تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی ”ہُنَّ أَكْرَمٌ مِّنْ كُلِّ أَهْلِ الْأَرْضِ“ فرمان کیا کہ میرے منکر کیا اور اس کے سر میں کوئی تکلیف دینے والی چیز ہوتا ہے (بال منڈوا لینے چاہیں اور) تین دن کے روزے یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دینا چاہیے۔

ان جملہ روایتوں میں کسی نہ کسی طرح سے واقعہ حدبیہ سے متعلق کچھ نہ کچھ ذکر ہے۔ یہ احادیث اور باب میں وجہ مطابقت ہے۔ حالت احرام میں اسی پیاری سے سر منڈوارنا جائز ہے۔ مگر اس کے فدیہ میں یہ کفارہ ادا کرنا ہو گا۔

باب قبائل عقل اور عربیہ کا قصہ

(۳۱۹۲) مجھ سے عبد الاعلیٰ بن حداد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قنادہ نے اور ان سے انس بن مالک وغیرہ نے بیان کیا کہ قبائل عقل و عربیہ کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے اور اسلام میں داخل ہو گئے، پھر انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی! ہم لوگ مویشی رکھتے تھے، کھیت وغیرہ ہمارے پاس نہیں تھے، (اس لیے ہم صرف دودھ پر بسر اوقات کیا کرتے تھے) اور انہیں مدینہ کی آب و ہوا ناموافق آئی تو آنحضرت ﷺ نے کچھ اونٹ اور ایک چرواحا ان کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ انہیں اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو (تو تمہیں صحت حاصل ہو جائے گی) وہ لوگ (چراغہ کی طرف) گئے، لیکن مقام حرم کے کنارے پہنچتے ہی وہ اسلام سے پھر گئے اور حضور اکرم ﷺ کے

[راجع: ۱۸۱۴]

4۱۹۱ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو عَنْ أَنَّهُ أَنَّهُ حَدَّثَنَا هُشَيْثَةَ عَنْ أَبِيهِ بَشِّرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَنَّهُ أَنَّهُ حَدَّثَنَا هُشَيْثَةَ عَنْ أَبِيهِ لَهْلَى عَنْ كَفْبَرِ بْنِ عَجْرَةَ قَالَ: كَذَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحَدَّيْنِيَّةِ وَنَحْنُ مُغْرِمُونَ، وَلَذِنَ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُونَ، قَالَ: وَكَانَتْ لِي وَلِرَوْةَ فَعَقِلْتُ الْهَوَامَ تَسَالَطَ عَلَى وَجْهِي لَمَرْ بِي النَّبِيُّ ﷺ. قَالَ: ((أَيُّؤْذِنُكَ هَوَامُ رَأْسِكَ؟)) قَلَّتْ: نَعَمْ. قَالَ: ((وَأَنْزَلْتَ هَذِهِ الْآيَةَ هَوَامَ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذْى مِنْ رَأْسِهِ فَقِدْيَةً مِنْ صَيَامٍ أَوْ صَدَقَةً أَوْ نُسُبَكَ)). [راجع: ۱۸۱۴]

۳۷ - باب قصَّةِ عَكْلٍ وَغَرْبَتَةَ

4۱۹۲ - حدیثی عَنْدَ الْأَعْلَى بْنِ حَمَادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رَزِيعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَنَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا مِنْ عَكْلٍ وَغَرْبَتَةَ قَدِيمُ الْمَدِينَةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوا بِالإِسْلَامِ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّا كَنَّا أَهْلَ ضَرَبٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ وَاسْتَوْخَمُوا السَّدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَرَاعِ وَأَمْرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ فَيَشَرِّبُوا مِنَ الْأَبَاهِنَةِ وَأَبْوَالَهَا فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ

چہ داہے کو قتل کر دیا اور انہوں کو لے کر بھاگنے لگے۔ اس کی خبر جب حضور اکرم ﷺ کو ملی تو آپ نے چند صحابہ کو ان کے پیچھے دوڑایا۔ (وہ کپڑ کر مدینہ لائے گئے) تو حضور ﷺ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں گرم سلایاں پھیر دی گئیں (کیونکہ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا) اور انہیں حمد کے کنارے چھوڑ دیا گیا۔ آخر دہ اسی حالت میں مر گئے۔ قادہ نے بیان کیا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بعد صحابہ کو صدقہ کا حکم دیا اور مثلاً (متعول کی لاش بگاڑنا یا ایذا دے کر اسے قتل کرنا) سے منع فرمایا اور شعبہ 'ابن اور حمار نے قادہ سے بیان کیا کہ (یہ لوگ) عربیہ کے قبلیے کے تھے (عقل کا نام نہیں لیا) اور سچی بن ابی کثیر اور ایوب نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن شٹھ نے کہ قبلیہ عقل کے کچھ لوگ آئے۔

شیخ چہ داہے کامام یا سارے النبی و علیہ السلام، جب قبیلے والے مرد ہو کر اونٹ لے کر بھاگنے لگے تو اس چہ داہے نے مراجحت کی۔ اس پر انہوں نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور اس کی زبان اور آنکھ میں کائنے گاڑ دیے جس سے انہوں نے شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ۔ اسی قصاص میں ان ڈاکوؤں کے ساتھ وہ کیا گیا جو روایت میں مذکور ہے۔ یہ ڈاکو ہر دو قبائل عقل اور عربیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حمد وہ پتھریلا میدان ہے جو مدینہ سے باہر ہے۔ وہ ڈاکو مرض استقاء کے مریض تھے اس لیے آخرست ﷺ نے ان کے داسٹے یہ نسخہ تجویز فرمایا۔

(۲۹۳) مجھ سے محمد بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہاں سے ابو عمر حفص بن عمر الحویضی نے بیان کیا، کہاں سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہاں سے ایوب اور حجاج صواف نے بیان کیا، کہاں سے ابو قلابہ کے مولیٰ ابو رجاء نے بیان کیا، وہ ابو قلابہ کے ساتھ شام میں تھے کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے ایک دن لوگوں سے مشورہ کیا کہ اس "قسامہ" کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ حق ہے۔ اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ اور پھر خلفاء راشدین آپ سے پہلے کرتے رہے ہیں۔ ابو رجاء نے بیان کیا کہ اس وقت ابو قلابہ، عمر بن عبد العزیز و ﷺ کے تخت کے پیچھے تھے۔ اتنے میں عنبهہ بن سعید نے کہا کہ پھر قبیلہ عربیہ کے لوگوں کے بارے میں حضرت انس بن شٹھ کی حدیث کمال گئی؟ اس پر ابو قلابہ نے کہا کہ انس بن شٹھ نے خود مجھ

کفروا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقُتِلُوا رَاعِيَةً
الَّتِي هُنَّا مُؤْمِنُونَ وَأَسْفَلُوا الدُّرْدُورَ فَلَمَّا كَفَرُوا
فَبَعْثَ الظُّلْمَ فِي أَهْلِهِمْ فَأَمْرَأْتُهُمْ
فَسَمِّرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيهِمْ وَأَرْجَلُهُمْ
وَنَرُكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرْثَةِ حَتَّىٰ مَاتُوا عَلَىٰ
حَالِهِمْ قَالَ قَنَادُهُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
بَعْدَ ذَلِكَ كَانَ يَحْثُثُ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَا
عَنِ الْمُنْتَهَىٰ وَقَالَ شَفَعَةُ وَأَبْيَانُ وَحَمَادٌ عَنْ
قَنَادُهُ مِنْ عَرْبَتَةَ وَقَالَ يَحْتَىٰ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ
وَأَبْيَوبُ عَنْ أَبِي قِلَّابَةَ عَنْ أَنَسِ : قَدِيمٌ نَفَرَ
مِنْ عَكْلٍ [راجع: ۲۲۲]

۴۱۳ - حدثني محمد بن عبد الرحيم
حدثنا حفص بن عمر أبو عمر الحويضي
حدثنا حماد بن زيد حدثنا أثيوب.
والحجاج الصراف. قال حدثني أبو
رجاء مولى أبي قلابة وكان معه بالشام
أن عمر بن عبد العزيز استشر الناس
يوما قال : ما تقولون في هذه الفسامة؟
فقالوا : حق قضى بها رسول الله ﷺ.
وقضى بها الحلفاء قتلى. قال وأنو
قلابة خلف سويره. فقال عشة بن
سعيد : فلما حديث أنس في الغربيين

قال: أبو قلابة : إبْيَانِ حَدِيثَ أَنَسَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صَهْبَيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ عَرِينَةَ، وَقَالَ أَبُو قِلَّابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ غَنْمٍ : ذَكَرَ الْفِتْحَ . [راجع: ۲۳۳] قصہ بیان کیا۔

تَبَرِّجُ جب قتل کے گواہ ہوں اور لاش کی محلہ یا گاؤں میں ملے، ان لوگوں پر قتل کا شہر ہوتا ہے اور ان میں سے بچاں آدمی جن کر ان سے حلف لیا جاتا ہے، اس کو قسامہ کہتے ہیں۔ عنبه کا خیال یہ تھا کہ آپ نے ان لوگوں کے لیے قسامہ کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان سے قصاص لیا۔ عنبه کا یہ اعتراض صحیح نہ تھا کیونکہ عینہ والوں پر تو خون ثابت ہو چکا تھا اور قسامت وہاں ہوتی ہے جہاں ثبوت نہ ہو، صرف اشتباہ ہو۔ حدیث میں قبیلہ عربہ کا ذکر ہے باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

روایت میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا نام تائی ذکر ہوا ہے جو خلیفہ عامل کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی امامت و احتجاد معرفت احادیث و آثار پر امت کا اتفاق ہے بلکہ آپ کو اپنے وقت کا بعد اسلام تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ کے اسلامی کارناموں میں بڑا ہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ آپ کو تدوین حدیث اور کتابت حدیث کی منظہم کوشش کا احساس ہوا۔ چنانچہ آپ نے اپنے نائب ولی مدینہ ابو بکر حرمی کو فرمان بھیجا کہ رسول اکرم ﷺ کی احادیث صحیحہ کو مدون کرو کیونکہ مجھے علم اور اہل علم کے ضائع ہونے کا اندر یہ ہے۔ لذذا احادیث کی مستند کتابیں جمع کر کے مجھ کو بھیجو۔ ابو بکر حرمی نے آپ کے فرمان کی قیلی میں احادیث کے کئی ذخیرے جمع کرائے گروہ ان کو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان تک نہ پہنچا سکے۔ ہاں خلیفہ عامل نے حضرت ابن شاہ زہری کو بھی اس خدمت پر مامور فرمایا تھا اور ان کو جمع حدیث کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دفتر کے دفتر کے دفتر جمع کئے اور ان کو خلیفہ وقت تک پہنچایا۔ آپ نے ان کی متعدد نقیلیں اپنی قلم رو میں مختلف مقلمات پر بھجوائیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو خلافت راشدہ کا خلیفہ، خامس قرار دیا گیا ہے،

رحمہ اللہ رحمة واسعة۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ستارہ وال پارہ

باب ذات قرد کی لڑائی کا بیان

یہ وہی غزوہ ہے جس میں مشرکین غطفان غزوہ خبر سے تین دن پہلے نبی اکرم ﷺ کی

۲۰ دودھیل اور شیشیوں کو بھاکر لے جا رہے تھے۔ یہ خیر کی لڑائی سے تین رات پہلے کا واقعہ ہے۔ ذات القرد یا ذی قرد ایک چشمہ کا نام ہے جو غطفان قبیلے کے قریب ہے۔

(۳۱۹۳) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کما ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، کما میں نے سلمہ بن الاؤکوں بنٹھو سے سن، وہ بیان کرتے تھے کہ فجر کی اذان سے پہلے میں (مدینہ سے باہر غلبہ کی طرف نکلا) رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اور شیشیاں ذات القرد میں چرا کرتی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ راستے میں مجھے عبدالرحمن بن عوف بنٹھو کے غلام ملے اور کما کہ رسول اللہ ﷺ کی اور شیشیاں پکڑ لگئیں ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کس نے پکڑا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ قبیلہ غطفان والوں نے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے تین مرتبہ بڑی زور زور سے پکارا، یا صباخاہ! انہوں نے بیان کیا کہ اپنی آواز میں نے مدینہ کے دونوں کناروں تک پہنچا دی اور اس کے بعد میں سیدھا تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور آخر انہیں جالیا۔ اس وقت وہ جانوروں کو پانی پلانے کے لیے اترے تھے۔ میں نے ان پر تیر بر سانے شروع کر دیئے۔ میں تیر اندازی میں ماہر تھا اور یہ شعر کرتا جاتا تھا ”میں این الاؤکوں ہوں، آج

۳۸۔ باب غزوہ ذات القرد

وَهُنَّ الْغَزُوَةُ الَّتِي أَخَادُوا عَلَى لِقَاحِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْرِ بَلَاثِ۔

۴۱۹۴ - حدثنا قبيطة بن سعيد حدثنا
حاتم عن يزيد بن أبي عبيدة قال: سمعت
سلمة بن الأكوع يقول: خرجت قبل ان
يؤذن بالأولى وكانت لفاح رسول الله
ﷺ ترتعى بدبي فرد قال: فلقيت غلاماً
لعبد الرحمن بن عوف فقال: أخذت
لفاح رسول الله ﷺ، قلت: من أخذها؟
قال: غطفان. قال: فصرخت نلأث
صربات يا صباخاً. قال: فأسمعت ما
بين لأبي المدينة ثم اندرقت على
وَخْمَى أذركُهم وقد أخذوا
يُسْقُونَ مِنَ الْمَاءِ فَجَعَلْتُ أَزْمِنْهُمْ بَنْبَلِي
وَكَتَّ رَأْمَا وَأَقْوَلْ

آنا ابن الأكوع

ذلیلوں کی بربادی کا دن ہے" میں یہی رجز پڑھتا رہا اور آخر اوثنیاں ان سے چھڑا لیں بلکہ تمیں چادریں ان کی نیرے قبضے میں آگئیں۔ سلمہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ بھی صحابہؓ کو ساتھ لے کر آگئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تیر مار مار کر ان کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ ابھی پیا سے ہیں۔ آپ فوراً ان کے تعاقب کے لیے فوج بھیج دیتھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن الائکوں! جب تو نے کسی پر قابو پالیا تو پھر زمی اختیار کیا کر۔ سلمہؓ نے بیان کیا، پھر ہم واپس آگئے اور حضور اکرم ﷺ مجھے اپنی اوٹھنی پر پوچھے: بھاگ کر لائے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آگئے۔

شیخ مسلمانوں کا یہ ڈاکوؤں سے مقابلہ تھا جو ہیں عدو دودھ دینے والی اوثنیاں اہل اسلام کی پکڑ کر لے جا رہے تھے۔ حضرت سلمہؓ بن اکوں بیٹھ کی بہادری نے اس میں مسلمانوں کو کامیابی بخشی اور جانور ڈاکوؤں سے حاصل کرنے لگے۔ ایک روایت میں ان کو فرارہ کے لوگ جلایا گیا ہے۔ یہ بھی غلطان قبیلے کی شاخ ہے۔ سلمہؓ بیٹھا کیا بیان ایک روایت میں یوں ہے کہ میں سلح پہاڑی پر چڑھ گیا اور میں نے ایسے موقع کا لظیحہ یا صاحبہ اس زور سے نکلا کہ پورے شرمندیہ میں اس کی خبر ہو گئی۔ چار شنبہ کا دن تھا، آواز پر نبی کریم ﷺ پانچ سال سو آدمیوں سمیت نکل کر باہر آگئے۔ اس موقع پر حضرت سلمہؓ بیٹھ نے کما حضور اکرم ﷺ سو جوان میرے ساتھ کر دیں تو جس قدر بھی ان کے پاس جانور ہیں سب کو چھین کر ان کو گرفتار کر کے لے آتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر کیا زریں ارشاد فرمایا کہ "وَمِنْ قَبْوِيْمَ أَجَأَهُ تَبَّاسَ پَرْ نَزِيْعَى كَرَنَا مَنَاصِبَهُ"۔

باب غزوۃ خیبر کا بیان

۳۹- باب غزوۃ خیبر

خیبر ایک بستی کا نام ہے، مرنس سے آٹھ بید پر شام کی طرف۔ یہ لڑائی سنہ ۷۴ھ میں ہوئی۔ وہاں پر یہود آپاد تھے۔ ان کے قلعے بنے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا، آخر مسلمانوں کی فتح ہوئی۔

(۲۱۹۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک رجیلی نے، ان سے میگی بن سعید نے، ان سے بشیر بن یسار نے اور انہیں سوید بن نعمان بیٹھ نے نہ دی کہ غزوۃ خیبر کے لیے وہ بھی رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے تھے، (بیان کیا) جب ہم مقام صہابیں پہنچے جو خیبر کے نشیب میں واقع ہے تو آنحضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر آپ نے تو شہر سفر منگوایا۔ ستو کے سوا اور کوئی چیز آپ کی خدمت میں نہیں لائی گئی۔ وہ ستو آپ کے حکم سے بھگلوا گیا اور وہی آپ نے بھی کھلایا اور ہم نے بھی کھلایا، اس کے بعد مغرب کی نماز کے لیے آپ کھڑے ہوئے (چونکہ وضو پہلے سے موجود تھا) اس لیے

الْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَاعَ
وَأَرْتَجَرُ حَتَّىٰ اسْتَقْدَمُ الْلَّفَاجَ مِنْهُمْ
وَاسْتَلَمَتُ مِنْهُمْ ثَلَاثَتِينَ بُرْذَةً قَالَ: وَجَاءَ
النَّبِيُّ ﷺ وَالنَّاسُ، فَقَلَّتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ
حَمِيتَ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عَطَاشٌ فَأَبَعَثْ
إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ، فَقَالَ: (إِنَّ أَكْنَوْعَ
مَلَكَتَ فَأَسْجَحَ) قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا وَيَرْدُوفُنِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَىٰ نَاقِيَهِ حَتَّىٰ دَخَلْتُ
الْمَدِيْنَةَ۔ [راجح: ۳۰۴۱]

شیخ مسلمانوں کا یہ ڈاکوؤں سے مقابلہ تھا جو ہیں عدو دودھ دینے والی اوثنیاں اہل اسلام کی پکڑ کر لے جا رہے تھے۔ حضرت سلمہؓ بن اکوں بیٹھ کی بہادری نے اس میں مسلمانوں کو کامیابی بخشی اور جانور ڈاکوؤں سے حاصل کرنے لگے۔ ایک روایت میں

ان کو فرارہ کے لوگ جلایا گیا ہے۔ یہ بھی غلطان قبیلے کی شاخ ہے۔ سلمہؓ بیٹھا کیا بیان ایک روایت میں یوں ہے کہ میں سلح پہاڑی پر چڑھ گیا اور میں نے ایسے موقع کا لظیحہ یا صاحبہ اس زور سے نکلا کہ پورے شرمندیہ میں اس کی خبر ہو گئی۔ چار شنبہ کا دن تھا، آواز پر نبی کریم ﷺ پانچ سال سو آدمیوں سمیت نکل کر باہر آگئے۔ اس موقع پر حضرت سلمہؓ بیٹھ نے کما حضور اکرم ﷺ سو جوان میرے ساتھ کر دیں تو جس قدر بھی ان کے پاس جانور ہیں سب کو چھین کر ان کو گرفتار کر کے لے آتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر کیا زریں ارشاد فرمایا کہ "وَمِنْ قَبْوِيْمَ أَجَأَهُ تَبَّاسَ پَرْ نَزِيْعَى كَرَنَا مَنَاصِبَهُ"۔

عن مالک عن يحيى بن سعيد عن بشير
بن يساري أن سويد بن النعمن أخبره
أنه خرج مع النبي صلى الله عليه
وسلم عام خير حتى إذا كان بالصهاباء
وهي من أذني خير صلى الفضل ثم
دعوا بالأزوااد فلم يزوت إلا بالسيق
فأمر به فتري فأكل وأكلنا ثم قام إلى
المغرب فمضمض ومضمضنا ثم صلى

آنحضرت ﷺ نے بھی صرف کلی کی اور ہم نے بھی پھر نماز پڑھی اور اس نماز کے لیے نے سرے سے وضو نہیں کیا۔

(۳۱۹۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے مسلمہ بن اکوع پیغمبر نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیر کی طرف نکلے۔ رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک صاحب (اسید بن حفیز) نے عامر سے کہا، عامر! اپنے کچھ شعر سناؤ، عامر شاعر تھا۔ اس فرمائش پر وہ سواری سے اتر کر حدی خوانی کرنے لگے۔ کہا "اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ ملتا ہے، ہم صدقہ کر سکتے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے۔ پس ہماری جلدی مغفرت کر، جب تک ہم زندہ ہیں ہماری جانیں تیرے راستے میں نہ اہیں اور اگر ہماری مدد بھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت رکھ ہم پر سکینت نازل فرمًا، ہمیں جب (باطل کی طرف) بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں، آج چلا چلا کروہ ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا کون شعر کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عامر بن اکوع۔ حضور ﷺ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے تو انہیں شادوت کا مستحق قرار دے دیا، کاش! بھی اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ پھر ہم خیر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اس کے دوران ہمیں سخت تکالیف اور فاقوں سے گزرنا پڑا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی، جس دن قلعہ فتح ہونا تھا، اس کی رات جب ہوتی تو لشکر میں جگہ جگہ آگ بجل رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا یہ آگ کیسی ہے، کس چیز کے لیے اسے جگہ جگہ جلا کھا ہے؟ صحابہؓ نے کہ کس جانور بولے کہ گوشت پکانے کے لیے، آپ نے دریافت فرمایا کہ کس جانور کا گوشت ہے؟ صحابہؓ نے کہ پا تو گدھوں کا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک صحابی پیغمبر نے عرض کیا، رسول اللہ! ایسا کیوں نہ کر لیں کہ گوشت تو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں ہی کرو پھر

ولم يَقُولْ.

[راجع: ۲۰۹]

٤١٩٦ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلِمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عَيْنَةِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَرَجَنَا مَعَ النَّبِيِّ إِلَى خَيْرِ فَسِيرَنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ: يَا عَامِرُ أَلَا تَسْمَعُنَا مِنْ هَنَّيَاهَاتِكَ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ :

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْدَنَا
وَلَا تَصْدِقْنَا وَلَا صَلَّى
فَاغْفِرْ فِدَاءَ لَكَ مَا أَنْفَقْنَا
وَتَبِّعْ الْأَفْدَامَ إِذْ لَاقَنَا
وَأَلْقَنْ سَكِينَةَ عَلَيْنَا
وَبِالصَّيَاحِ عَوَّلَا عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صَحَّ بِنَا أَيْنَا<sup>فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (مَنْ هَذَا
السَّائِقُ؟) قَالُوا: عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعَ قَالَ:
((بِرَحْمَةِ اللَّهِ)) قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ:
وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَوْلَا أَنْتَعْنَا بِهِ فَاتَّيَا
خَيْرَ فَخَاصَرْنَا هُمْ حَتَّى أَصَابْنَا مَخْمَصَةً
شَدِيدَةً، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ
فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي
فُتَحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا هَذِهِ الْبَرَادِ؟) عَلَى أَيِّ
شَيْءٍ تُوقَدُونَ؟) قَالُوا: عَلَى لَحْمٍ. قَالَ :</sup>

(ون میں جب صحابہؓ نے جنگ کے لیے صفت بندی کی تو چونکہ حضرت عامر بن شوہر کی تلوار چھوٹی تھی، اس لیے انہوں نے جب ایک یہودی کی پنڈل پر (جمک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہیں کی تلوار کی دھار سے ان کے گھنٹے کا اوپر کا حصہ زخمی ہو گیا اور ان کی شادوت اسی میں ہو گئی۔ بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس ہوا تھا تو سلمہ بن الاکوع بن شوہر کا بیان ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر بن شوہر کا سارا عمل اکارت ہو گیا (کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی) حضور ﷺ نے فرمایا جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے، انہیں تو دو ہر اجر ملے گا پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا، انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جماں بھی کیا، شاید ہی کوئی عربی ہو، جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔ ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، ان سے حاتم نے (بجائے مشی بھاکے) نشاہنا نقل کیا یعنی کوئی عرب مدینہ میں عامر بن شوہر جیسا پیدا نہیں ہوا۔

لئے حدیث میں جنگ خیر کے کچھ مناظر بیان ہوئے ہیں یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔ عامر بن شوہر شہید جن کا ذکر ہوا ہے، رئیس خیر محب نامی کے مقابلہ کے لیے لٹکے تھے۔ ان کی تلوار خود ان ہی کے ہاتھ ان کے گھنٹے میں لگی اور وہ شہید ہو گئے۔ بعض لوگوں کو ان کے متطلق خود کشی کا شبہ ہوا، جس کی اصلاح کے لیے رسول کریم ﷺ کو عامر بن شوہر کی فضیلت کا اظہار ضروری ہوا۔

(۷۲۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک بن شیعہ نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور انہیں انس بن شوہر نے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر رات کے وقت پہنچے۔ آپؐ کا قاعدہ تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لیے رات کے وقت موقع پر پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے بلکہ صبح ہو جاتی جب کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلماڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے لیکن جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ محمد، خدا کی قسم! محمد لشکر لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی

((عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟) قَالُوا: لَحْمَ حُمْرَ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَهْرِيقُوهَا وَأَكْسِرُوهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ نُهُّ رِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ: ((أَوْ ذَاكَ)) فَلَمَّا تَصَافَقَ الْقَوْمُ كَانَ سَفْ عَامِرٍ قَصِيرًا فَسَأَوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعَ ذَبَابَ سَفَهِ فَأَصَابَ عَنْ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ ((مَا لَكَ؟)) قَلَتْ لَهُ: فَدَاكَ أَبِي وَأَمِي رَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبَطَ عَمَلَهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَا جُرَيْنٌ - وَجَمَعَ يَنْ اَصْبَعِيهِ - إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ فَلَعَرَبِيٌّ مَشَّى بِهَا مِثْلَهُ)). حَدَّثَنَا قُتْبَيْهُ حَدَّثَنَا حَاتَمٌ قَالَ: نَشَأَهَا [راجح: ۲۴۷۷]

۴۱۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ عَنْ حَمِيدِ الطَّوَّبِ عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى خَيْرَ لِيَلَّا وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يَغْرِبْ بِهِمْ حَتَّى يَصْبَحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ حَرَجَتِ الْيَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَانِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللَّهُ مُحَمَّدٌ وَالْحَمْسَيْنُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَرَبَتْ خَيْرٌ إِنَّا إِذَا

نَرَأْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَّاحَ الْمُنْذَرِينَ). [راجع: ۳۷۱] قوم کے میدان میں اترجمتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صحیح بری ہو جاتی ہے۔

لَشَّرِحِ واقعی نقل کیا ہے کہ خیر والوں کو پہلے ہی مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع تھی۔ وہ ہر رات صبح ہو کر نکلا کرتے تھے مگر اس رات کو ایسے غافل ہوئے کہ ان کا نہ کوئی جانور حرکت میں آیا۔ مرغ نے بانگ دی، یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت کھیتی کے آلات لے کر نکلے اور اچانک اسلامی فون پر ان کی نظر پڑی جس سے وہ گھبرا گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے نیک فال لیتے ہوئے خوبیت خبیر کے الفاظ استعمال فرمائے جو حرف صحیح ثابت ہوئے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

۴۱۹۸ - أَخْبَرْنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابی عینیہ حدثنا ایوب عن محمد بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ سیرین عن انس بن مالک بن شریخ نے بیان کیا کہ ہم خیر صبح کے وقت پنجے، یہودی اپنے چھاؤڑے وغیرہ لے کر باہر آئے لیکن جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو چلانے لگے محمد! خدا کی قسم محمد ﷺ اشکر لے کر آگئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے۔ یقیناً جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترجمیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صحیح بری ہو جاتی ہے۔ پھر ہمیں وہاں گدھے کا گوشت ملا لیکن حضور ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اللہ اور اس کے رسول نبی ﷺ کی طرف سے کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کہ یہ ناپاک ہے۔

ابھی اس سے پہلے کی روایت میں ہے کہ رات کے وقت اسلامی اشکر خیر پنجا تھا ممکن ہے رات کے وقت ہی اشکر وہاں پنجا ہو، لیکن رات موقع سے کچھ فاصلے پر گزاری ہو پھر جب صبح ہوئی تو اشکر میدان میں آیا ہو اور اس روایت میں صبح کے وقت پنجے کا ذکر غالباً اسی وجہ سے ہے۔

۴۱۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّوَاحِبِ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ جَاءَهُ فَقَالَ أَكِلْتِ الْحُمْرَ؟ فَسَكَتَ. ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ أَكِلْتِ الْحُمْرَ؟ فَسَكَتَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ أَفَيَسْتَأْتِي الْحُمْرَ؟ فَأَمَرَ مَنَادِيَ فَنَادَهُ فِي النَّاسِ: ((إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَا إِنَّكُمْ عَنْ لَحُومِ الْحُمْرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ)).

ابھی اس سے پہلے کی روایت میں ہے کہ رات کے وقت اسلامی اشکر خیر پنجا تھا ممکن ہے رات کے وقت ہی اشکر وہاں پنجا ہو، لیکن رات موقع سے کچھ فاصلے پر گزاری ہو پھر جب صبح ہوئی تو اشکر میدان میں آیا ہو اور اس روایت میں صبح کے وقت پنجے کا ذکر غالباً اسی وجہ سے ہے۔

۴۱۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّوَاحِبِ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ جَاءَهُ فَقَالَ أَكِلْتِ الْحُمْرَ؟ فَسَكَتَ. ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ أَكِلْتِ الْحُمْرَ؟ فَسَكَتَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ أَفَيَسْتَأْتِي الْحُمْرَ؟ فَأَمَرَ مَنَادِيَ فَنَادَهُ فِي النَّاسِ: ((إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَا إِنَّكُمْ عَنْ لَحُومِ الْحُمْرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ)).

يَهُيَّا إِنْكُمْ عَنِ الْحُجُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ)
فَأَكْفَتَ الْقُدُورُ وَإِنَّهَا لِتَفُورُ بِاللَّخْمِ.

[راجع: ۳۷۱]

اعلان کرایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمیس پا تو گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ تمام ہانڈیاں اللہ دی گئیں حالانکہ وہ گوشت کے ساتھ جوش مار رہی تھیں۔

(۳۲۰۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک بن شوہن نے کہ نبی کرم ﷺ نے صبح کی نماز خیر کے قریب پہنچ کر ادا کی، ابھی اندر ہمرا تھا پھر فرمایا، اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے، خیر بر باد ہوا، یقیناً جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ذرا نے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ پھر یہودی گلیوں میں ڈرتے ہوئے لٹکے۔ آخر حضور اکرم ﷺ نے ان کے جنگ کرنے والے لوگوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا۔ قیدیوں میں ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تمیس جو دحیہ کلبی بن شوہن کے حصہ میں آئی تھیں۔ پھر وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آگئیں۔ چنانچہ آپ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے مریض انہیں آزاد کر دیا۔ عبد العزیز بن صہیب نے ثابت سے پوچھا ابو محمد! کیا تم نے یہ پوچھا تھا کہ حضور ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو مریض کیا دیا تھا؟ ثابت بن شوہن نے اثبات میں سرهلا یا۔

[رجوع: ۴۲۰۰]

٤٢٠٠ - حَدَّثَنَا سَلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الصَّبَحَ قَرِيبًا مِنْ خَيْرِ بَلَسِ تَمَّ قَالَ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ حَرَبَتْ خَيْرٌ إِنَّا إِذَا نَزَّلْنَا بِسَاحَةَ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)) فَحَرَجُوا يَسْعَونَ فِي السَّكَكِ فَقَتَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُقَاتِلَةَ، وَسَيِّدِ الْذُرَيْةِ. وَكَانَ فِي السَّتِّيِّ صَفَّةُ فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْنَى، ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَعَجَلَ عَنْهَا صَدَاقَهَا، فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صَهْبَيْرٍ ثَابِتٌ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ قُلْتَ لِأَنْسٍ مَا أَصْدَقَهَا؟ فَحَرَجَ ثَابِتٌ رَأْسَهُ تَصْدِيقًا لَهُ.

[راجوع: ۳۷۱]

(۳۲۰۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن جاج نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک بن شوہن سے سنا، انہوں نے بیان کیا صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے قیدیوں میں تمیس لیکن آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ ثابت بن شوہن نے انس بن شوہن سے پوچھا حضور ﷺ نے انہیں مر کیا دیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ خود انہیں کو ان کے مریض دیا تھا یعنی انہیں آزاد کر دیا تھا۔

[رجوع: ۴۲۰۱]

٤٢٠١ - حَدَّثَنَا آدُمُ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صَهْبَيْرٍ قَالَ: سَعَفَتْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَيِّدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّةُ فَاغْتَفَهَا وَتَرَوَّجَهَا، فَقَالَ ثَابِتٌ لِأَنْسٍ: مَا أَصْدَقَهَا؟ ثَانٌ: أَصْدَقَهَا نَفْسُهَا فَاغْتَفَهَا

[راجوع: ۳۷۱]

لَتَذَرْجُحْ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیر کے یہودیوں میں بڑی خاندانی خاتون تمیس۔ انہوں نے جنگ سے پہلے ہی خواب دیکھا تھا کہ ایک چاند ان کی گود میں آگیا ہے۔ جنگ میں صلح کے بعد ان کے خاندانی وقار اور بہت سی خاندانی مصالح کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کر کے خود اپنے حرم میں لے لیا۔ اس طرح ان کا خواب پورا ہوا اور ان کا احترام بھی ہاتھی رہا۔ تفصیل حالات پیچے بیان

ہو چکے ہیں۔

(۳۲۰۲) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سل بن سعد ساعدی بن شریٹ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے لشکر کے ساتھ) مشرکین (یعنی) یہود خیر کا مقابلہ کیا، دونوں طرف سے لوگوں نے جنگ کی، پھر جب آپ اپنے خیسے کی طرف واپس ہوئے اور یہودی بھی اپنے خیسوں میں واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کے متعلق کسی نے ذکر کیا کہ پھر دیوں کا کوئی بھی آدمی اگر انہیں مل جائے تو وہ اس کا چیچا کر کے اسے قتل کئے بغیر نہیں رہتے۔ کہا گیا کہ آج فلاں شخص ہماری طرف سے جتنی بہادری اور ہمت سے لڑا ہے شاید اتنی بہادری سے کوئی بھی نہیں لڑا ہو گا لیکن حضور ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ ایک صحابی بن شریٹ نے اس پر کہا کہ پھر میں ان کے ساتھ ساتھ رہوں گا، بیان کیا کہ پھر وہ ان کے پیچھے ہو لئے جاں وہ ٹھہر جاتے اور جماں وہ دوڑ کر چلتے یہ بھی دوڑ نے لگتے۔ بیان کیا کہ پھر وہ صاحب زخمی ہو گئے، انتہائی شدید طور پر اور چاہا کہ جلدی موت آجائے۔ اس لیے انہوں نے اپنی تلوار زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک سینہ کے مقابل کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح خود کشی کر لی۔ اب دوسرے صحابی (جو ان کی جتوں میں لگے ہوئے تھے) حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پوچھا گیا بات ہے؟ ان صحابی بن شریٹ نے عرض کیا کہ جن کے متعلق ابھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہیں تو لوگوں پر آپ کا یہ فرمانا برا شاق گزرا تھا، میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے لیے ان کے پیچھے پیچھے جاتا ہوں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ساتھ رہا۔ ایک موقع پر جب وہ شدید زخمی ہو گئے تو اس خواہش میں کہ موت جلدی آجائے اپنی تکوار انہوں نے زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک کو اپنے سینہ کے سامنے کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح انہوں نے

٤٢٠٢ - حدَّثَنَا قُتْبَيْهُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِيهِ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ لَقِيَ هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَلُوا، فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ، وَمَا الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ لَا يَدْعُ لَهُمْ شَادَةً وَلَا فَادِةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرُبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقَبَلَ مَا أَجْرَأَ فُلَانٌ مِنَ الْيَوْمِ أَحَدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ: فَخَرَجَ مَعْهُ كُلُّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذَبَابَةٌ يَنْبَغِي شَدِيدَهُ ثُمَّ تَحَمَّلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: ((وَمَا ذَلِكَ؟)) قَالَ: الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسَ ذَلِكَ فَقُلْتَ أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجَتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جَرَحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلِ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذَبَابَةٌ يَنْبَغِي ثَدِيدَهُ، ثُمَّ تَحَمَّلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَنْدَ ذَلِكَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلًا أَهْلَ الْجَنَّةِ فِيمَا يَنْدُو لِلنَّاسِ

خود اپنی جان کو ہلاک کر دیا۔ اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ انسان زندگی بھر جنت والوں کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرا شخص زندگی بھرا اہل دوزخ کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

[راجع: ۲۹۹۲]

تَشْهِيدٌ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اس شخص کا انعام معلوم ہو چکا تھا۔ جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی ہوا کہ وہ شخص خود کشی کر کے حرام موت مر گیا اور دوزخ میں داخل ہوا۔ اسی لیے انعام کا فکر ضروری ہے کہ فیصلہ انعام ہی کے مطابق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خاتم بالخير نصیب کرنے۔ اس حدیث میں جنگ خیر کا ذکر ہے، یہی باب سے مطابقت ہے۔

(۳۲۰۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ بن عوف نے بیان کیا کہ ہم خیر کی جنگ میں شریک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کے متعلق جو آپ کے ساتھ تھے اور خود کو مسلمان کہتے تھے فرمایا کہ یہ شخص اہل دوزخ میں سے ہے۔ پھر جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ صاحب بڑی پامروی سے لڑے اور بہت زیادہ زخمی ہو گئے۔ ممکن تھا کہ کچھ لوگ شبے میں پڑ جاتے لیکن ان صاحب کے لیے زخموں کی تکلیف ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ترشیں میں سے تیر نکالا اور اپنے سینہ میں چھبھو دیا۔ یہ مظفر دیکھ کر مسلمان دوڑتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا فرمان بج کر دکھایا۔ اس شخص نے خود اپنے سینے میں تیر چھبھو کر خود کشی کر لی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، اے فلاں! جا اور اعلان کر دے کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔ یوں اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد فاجر شخص سے بھی لے لیتا ہے۔ اس روایت کی متابعت معمنے زہری سے کی۔

(۳۲۰۴) اور شیب نے یونس سے بیان کیا، انہوں نے ابن شاہب زہری سے، انہیں سعید بن مسیب اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب نے خبر دی، ان سے حضرت ابو ہریرہ بن عوف نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیر میں موجود تھے اور ابن المبارک

وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لِيَعْمَلُ عَمَلًا أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَنْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

عَنِ الرُّهْرَيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا خَيْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمْنُ مَعَهُ يَدْعُ إِلَى إِسْلَامٍ: ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرَ الْفِتْنَةَ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْفِتْنَةِ حَتَّى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةَ فَأَهْرَى بِيَدِهِ إِلَى كَنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهَمَا فَتَحَرَّ بِهَا نَفْسَهُ فَاشْتَدَ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ اتَّسْخِرْ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ: ((قُمْ يَا فُلَانٌ فَإِذْنَ اللَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، إِنَّ اللَّهَ يُؤْيِدُ الْمُدِينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)). تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الرُّهْرَيِّ۔ [راجع: ۲۸۹۸]

عَنِ الرُّهْرَيِّ قَالَ: شَبِيبٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَنْ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْرَ

وَقَالَ ابْنُ الْمَبَارِكَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ سَعِيدِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. تَابِعَهُ صَالِحٌ عَنِ
الْزُّهْرِيِّ. وَقَالَ الرُّبِينِيُّ أَخْبَرَنِيَ الزُّهْرِيُّ
أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنَ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ
اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيَ مَنْ شَهَدَ مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ خَيْرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِيَ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَنْ اللَّهِ وَسَعِيدَ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ. [راجع: ۳۰۶۲]

نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے، ان سے سعید بن مسیب بن شیر نے اور ان سے نبی کرم مسیب بن شیر نے۔ اس روایت کی متابعت صالح نے زہری سے کہ اور نبی کرم مسیب بن شیر نے بیان کیا، انہیں زہری نے خردی، انہیں عبد الرحمن بن کعب نے خردی اور انہیں عبد اللہ بن کعب نے خردی کہ مجھے ان صحابی نے خردی جو رسول اللہ مسیب بن شیر کے ساتھ غزوہ خیبر میں موجود تھے۔ زہری نے بیان کیا اور مجھے عبد اللہ بن عبد اللہ اور سعید بن مسیب بن شیر نے خردی رسول اللہ مسیب بن شیر سے۔

لشیح طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس کو دوزخ فرمایا، لوگوں کو بہت گزار۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! جب ایسی محنت اور کوشش کرنے والا دوزخ ہے تو پھر تمارا حال کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخ ہے، اپنا نفاق چھپتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ظاہری اعمال پر حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ جب تک اندر وہی حالات کی در عینی نہ ہو۔ اللہ سب کو نفاق سے بچائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول جو شیب عن یونس سے روایت کیا گیا ہے، اصل یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت مسیب بن شیر کے پاس اس وقت آئے تھے جب جگ خیبر ختم ہو پچھلی تھی۔ اس لیے شیب اور معمر کی روایت میں جو خیبر کا لفظ ہے اس میں شہر رہتا ہے تو امام مخاری رضی اللہ عنہ نے شیب اور ابن مبارک کی روایتوں سے یہ ثابت کیا کہ ان میں مجھے خیبر کے ختن کا لفظ مذکور ہے۔ صحیح مخاری کے بعض نسخوں میں یہاں خیبر کا لفظ مذکور ہے، بعض نے کہا وہی صحیح ہے۔

۴۲۰۵ - حدثنا موسى بن إسماعيل
نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے ابو موسى الشعري بن شیر نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ مسیب بن شیر پر خیبر پر لشکر کشی کی یا یوں بیان کیا کہ جب رسول اللہ مسیب بن شیر (خیبر کی طرف) روانہ ہوئے تو (راستے میں) لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز کے ساتھ تکبیر کرنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر لا اله الا الله (الله سب سے بلند و برتر ہے، اللہ سب سے بلند و برتر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبدوں نہیں)۔ حضور مسیب بن شیر نے فرمایا اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بھرے کو یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو، جو تم سے دور ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ ستنے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے بلکہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ میں حضور اکرم مسیب بن شیر کی سواری کے پیچھے تھا۔ میں نے جب لا حول ولا قوة الا بالله کہا تو حضور مسیب بن شیر نے سن لیا، آپ نے فرمایا، عبد اللہ بن قیس! میں نے کمالیک یا رسول اللہ! آپ

حدثنا عبد الواحد عن عاصم عن أبي
عثمان عن أبي موسى الأشعري قال :
لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَيْرًا أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ النَّاسَ عَلَى وَادٍ
فَرَفَعُوا أصواتَهُمْ بِالْكَبْرِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ
أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِذْبَعُوا عَلَى
أَنفُسِكُمْ إِنْكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصْمَمْ وَلَا غَابِبًا،
إِنْكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا، وَهُوَ مَعْكُمْ)).
وَأَنَا خَلَفَ ذَائِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعْنِي
وَأَنَا أَقُولُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَقَالَ

نے فرمایا، کیا میں تمیں ایک ایسا کلمہ نہ بتا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور بتائیے، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمہ یہی ہے۔ لا حول ولا قوة إلا بالله! یعنی گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنا یہ اسی وقت ممکن ہے، جب اللہ کی مدد شامل حال ہو۔

جگ خبر کے لیے اسلامی فوج کی روائی کا ایک منظر اس روایت میں پیش کیا گیا ہے اور باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ذکر الٰہی کے لیے چینچنے چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نام نماد صوفیوں میں ذکر بالامر کا ایک وظیفہ موجود ہے، زور زور سے کلمہ کی ضرب لگاتے ہیں۔ اس قدر چیخ کر کہ سننے والوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے ابن کی بھی مذمت ثابت ہوئی۔ جس جگہ شارع ﷺ نے جرکی اجازت دی ہے، وہاں جرہی افضل ہے جیسے ازان بخوبت جرہی کے ساتھ مطلوب ہے یا جرہی نمازوں میں سورہ فاتحہ کے بعد مقتدری اور امام ہردو کے لیے آمین بالامر کرنا۔ یہ رسول کریم ﷺ کی سنت ہے غرض ہر جگہ تعلیمات محمدی کو مرکوز رکھنا ضروری ہے۔

(۳۲۰۶) ہم سے کلی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سلمہ ابن اکوع بن شوہر کی پیڈی میں ایک زخم کا شان و دیکھ کر ان سے پوچھا اے ابو مسلم! یہ زخم کیا ہے، انہوں نے بتایا کہ غزوہ خسیر میں مجھے یہ زخم لگا تھا، لوگ کہنے لگے کہ سلمہ زخمی ہو گیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے تین مرتبہ اس پر دم کیا، اس کی برکت سے آج تک مجھے اس زخم سے کوئی تکالیف نہیں ہوئی۔

(۳۲۰۷) ہم سے عبد اللہ بن سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سمل بن سعد ساعدی بن شوہر نے بیان کیا کہ ایک غزوہ (خسیر) میں نبی کریم ﷺ اور مشرکین کا مقابلہ ہوا اور خوب جم کر جنگ ہوئی آخر دنوں لشکر اپنے نیمیوں کی طرف واپس ہوئے اور مسلمانوں میں ایک آدمی تھا جنہیں مشرکین کی طرف کا کوئی شخص کیسی مل جاتا تو اس کا پیچھا کر کے قتل کئے بغیر وہ نہ رہتے۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ! جتنی بہادری سے آج فلاں شخص لڑا ہے، اتنی بہادری سے تو کوئی نہ لڑا ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اہل وزیر میں سے ہے۔ صحابہؓ نے کہا، اگر یہ بھی

لی: ((بِأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ)) فَقُلْتُ لَيْكَ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((إِنَّ أَذْلُكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِّنْ كَتْبِي مِنْ كُتُورِ الْجَنَّةِ)) فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فِدَاكَ أَبِيهِ وَأُمِّي قَالَ: ((إِنَّ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)).

٤٢٠٦ - حدثنا المكيُّ بنُ إبراهيمَ
حدثنا يزيدُ بنُ أبي عبيده قال: رأيتَ اثرَ
ضربةٍ في ساق سلمةَ فقلتُ يا أبا مسلمِ
ما هذه الضربة؟ قال: هذه ضربة أصابتني
يومَ خيرٍ، فقال الناسُ: أصيَبَ سلمةُ
فأيَّتِ السُّبُّ هُنَّ ففتحَ فيه ثلاثةَ ثفاتٍ
فما اشتكتُها حتى الساعةِ.

٤٢٠٧ - حدثنا عبدُ اللهِ بنُ مسلمَةَ
حدثنا ابنُ أبي حازِمٍ عنْ أبيه عنْ سهيلٍ
قال: التقى النبيُّ ﷺ والمُشركونَ في
بعض مغاربِيه فاقتتلوا فمات كلُّ قومٍ إلى
عسكِرِهم وفي المُسلِّمينَ رجلٌ لا يدعُ
من المُشرِّكينَ شاذةً ولا فاذةً إلَّا اتبعَها
فضربَها بيدهِ فقيلَ: يا رسولَ اللهِ ما
أجزَأَ أحدَ ما أجزَأَ فلانَ فقالَ: ((إِنَّهُ مِنْ
أهْلِ النَّارِ)) فقلَّلُوا: أَيْنَا مِنْ أهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ

دو زخمی ہے تو پھر ہم جیسے لوگ کس طرح جنت والے ہو سکتے ہیں؟ اس پر ایک صحابی بولے کہ میں ان کے پیچھے پیچھے رہوں گا۔ چنانچہ جب وہ دوڑتے یا آہستہ چلتے تو میں ان کے ساتھ ساتھ ہوتا۔ آخر وہ زخمی ہوئے اور چالا کہ موت جلد آجائے۔ اس لیے وہ تکوار کا قبضہ زمین میں گاؤ کر اس کی نوک سینے کے مقابل کر کے اس پر گرپڑے۔ اس طرح سے اس نے خود کشی کر لی۔ اب وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے تفصیل بتائی تو آپ نے فرمایا کہ ایک شخص ظاہر جنیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا شخص ظاہر دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

کَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : لَا تَبْعَثُنِي فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَغْبَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذَبَابَةٌ بَيْنَ ثَدَيْهِ ثُمَّ تَحَمَّلَ عَلَيْهِ فَقُتِلَ نَفْسَهُ فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى الْبَيْتِ فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنِّكَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ : ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلٍ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيمَا يَنْدُو لِلنَّاسِ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلَيَعْمَلُ بِعَمَلٍ أَهْلُ النَّارِ فِيمَا يَنْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). (راجع: ۲۸۹۸)

لَشَرِيفِ حَمْرَجَ اس لیے تو فرمایا کہ اصل اعتبار خاتمه کا ہے۔ جنتی لوگوں کا خاتمه جنت کے اعمال پر اور دوزخیوں کا خاتمه دوزخ کے اعمال پر ہوتا ہے۔ خود کشی کرنا شریعت میں سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ حرام موت مرتا ہے۔ روایت میں جنگ خبر کا ذکر ہے۔ یہی روایت اور باب میں مطابقت ہے۔ یہ نوٹ آج شعبان سنہ ۱۴۳۹ھ کو مسجد المحدث ہندو پور میں لکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو قائم دوائی رکھے، آمین۔

(۳۲۰۸) ہم سے محمد بن سعید غزائی نے بیان کیا، کہا ہم سے زیاد بن ریبع نے بیان کیا، ان سے ابو عمران نے بیان کیا کہ انس بن مالک رض نے (بصرہ کی مسجد میں) جمعہ کے دن لوگوں کو دیکھا کہ (ان کے سروں پر) چادریں ہیں جن پر پھول کڑھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ اس وقت خیر کے یہودیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔

لَشَرِيفِ حَمْرَجَ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اکثر چادریں اوڑھتے ہوں گے اور دوسرے لوگ جن کو حضرت انس رض نے دیکھا تھا وہ اس قدر کثرت سے چادریں نہ اوڑھتے ہوں گے۔ اس لیے ان کو یہودیوں سے مشاہست دی۔ اس سے چادر اوڑھنے کی کراہیت نہیں نکلتی۔ بعضوں نے کہا انس رض نے درنگ کی چادریوں کے اوڑھنے پر انکار کیا مگر طبرانی نے ام سلمہ رض سے نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آله و سلّم اکثر اپنی چادر اور ازار کو زعفران یا ورس سے رنگتے۔ بعضوں نے کہا یہ لوگ چادریں اس طرح اوڑھتے تھے جیسے یہودی اوڑھتے ہیں کہ پیشے اور موئذھوں پر ڈال کر دونوں کنارے لکھ رہے دیتے ہیں، ائمۃ نہیں۔ انس رض نے اس پر انکار کیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہود کی مخالفت کرو۔

(۳۲۰۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم نے

۴۲۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَزَاعِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِيهِ عِمْرَانَ قَالَ : نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالَسَةَ فَقَالَ : كَانُوكُمْ السَّاعَةُ يَهُرُدُ خَيْرًا.

۴۲۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عسید نے اور ان سے سلمہ بن عثیمین نے بیان کیا کہ علی بن عثیمین غزوہ خیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جاسکے تھے کیونکہ آشوب چشم میں بتلا تھے۔ (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جا پکھ) تو انہوں نے سوچا، اب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں بھی شریک نہ ہوں گا؟ چنانچہ وہ بھی آگئے۔ جس دن خبر فتح ہوتا تھا، جب اس کی رات آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں (اسلامی) علم اس شخص کو دوں گا یا فرمایا کہ علم وہ شخص لے گا جسے اللہ اور اس کا رسول عزیز رکھتے ہیں اور جس کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوگی۔ ہم سب ہی اس سعادت کے امیدوار تھے لیکن کما گیا کہ یہ ہیں علی بن عثیمین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کو جھنڈا دیا اور انہیں کے ہاتھ پر خبر فتح ہوا۔

(۳۲۱۰) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے سمل بن سعد رضی اللہ عنہ نے خبری کہ غزوہ خیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کل میں جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول بھی اسے عزیز رکھتے ہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ وہ رات سب کی اس فکر میں گزر گئی کہ دیکھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علم کے عطا فرماتے ہیں۔ صحیح ہوئی تو سب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اس امید کے ساتھ کہ علم انہیں کو ملے گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، علی بن ابی طالب کمال ہیں؟ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ تو آنکھوں کی تکلیف میں بتلا ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں بلا لاد۔ جب وہ لائے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تھوک ان کی آنکھوں میں لگایا اور ان کے لیے دعا کی۔ اس دعا کی برکت سے ان کی آنکھیں اتنی اچھی ہو گئیں جیسے پسلے کوئی بیماری ہی نہیں تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علم سنبھال کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا جب

حدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي عَيْنَةِ عَنْ سَلْمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ عَلَيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَحَذَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَيْرٌ وَكَانَ رَمَدًا فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَقِّ بِهِ فَلَمَّا بَتَّ الْلَّيْلَةُ الْأُولَى فَبَعْثَتْ قَالَ: ((لِأَغْطِيَنَ الرَّأْيَةَ غَدًا - أَوْ لِيَأْخُذَنَ الرَّأْيَةَ غَدًا - رَجُلٌ يَجْهُهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، يُفْتَنُ عَلَيْهِ)) فَنَخَنَ نَزْجُوهَا فَقَيلَ: هَذَا عَلَيْ فَاغْلَمَةَ لَفْتَيْ عَلَيْهِ [راجع: ۲۹۷۶]

٤٢١٠ - حدَّثَنَا قُبَيْلَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْرٍ: ((لِأَغْطِيَنَ هَذِهِ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَنُ اللَّهَ عَلَى يَدِيهِ، يَحْبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيَنْهَا لَيْلَتَهُمْ أَيْمَنُهُمْ يُغْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوا أَنْ يُغْطِهَا فَقَالَ: ((إِنَّ عَلَيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقَيلَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ: ((فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ)) فَأَتَيْهِ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَ لَهُ فَبَرَا حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجْعٌ فَأَغْطَاهُ الرَّأْيَةَ فَقَالَ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفَأَتَلَهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ : ((اَنْفَذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تُنْزَلِ

تک وہ ہمارے ہی جیسے نہ ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں ہی چلے جاؤ، ان کے میدان میں اتر کر پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ اللہ کا ان پر کیا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لئے سرخ اوشنوں سے بہتر ہے۔

بِسَاخْتِنِمْ ثُمَّ اذْغَهْمْ إِلَى الْإِسْلَامِ
وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَعْبُدُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقْ اللَّهِ
لِيَوْ لَوْ اللَّهُ لَأَنْ يَهِدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا
وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرًا
الْعَمِ)). [راجح: ۲۹۴۲]

معلوم ہوا کہ جنگ اسلام کا مقصود اول نہیں ہے۔ اسلام کا مقصود حقیقی اشاعت اسلام ہے جو اگر تبلیغ اسلام سے ہو جائے تو اڑنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف فرمایا ہے کہ اللہ پاک فساویوں کو دوست نہیں رکھتا، وہ تو عدل و انصاف اور صلح و امن و امان کا چاہنے والا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالبؑ کو فتح خیراس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آخر میں جھنڈا سنپھالا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر خبر کو فتح کرایا۔ لال اونٹ عرب کے ملک میں بنت قبیتی ہوتے ہیں۔

(۳۲۱) ہم سے عبد الغفار بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے احمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یعقوب بن عبد الرحمن زہری نے خبر دی، انہیں مطلب کے مویں عمرو نے اور ان سے انس بن مالک بن شیعہؑ نے بیان کیا کہ ہم خیر آئے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت مسیح علیہ السلام کو خیر کی فتح عنایت فرمائی تو آپ کے سامنے صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہما کی خوبصورتی کا کسی نے ذکر کیا، ان کے شوہر قتل ہو گئے تھے اور ان کی شادی ابھی تھی ہوئی تھی۔ اس لیے حضور مسیح علیہ السلام کے ساتھ لے لیا اور انہیں ساتھ لے کر حضور مسیح علیہ السلام روانہ ہوئے۔ آخر جب ہم مقام سدا الصباء میں پہنچے تو امام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہما حیض سے پاک ہوئیں اور حضور مسیح علیہ السلام نے ان کے ساتھ خلوت فرمائی پھر آپ نے حیض بنایا۔ (جو بھور کے ساتھ گئی اور بیرون غیرہ ملا کر بنایا جاتا ہے) اور اسے چھوٹے سے ایک دسترخوان پر رکھ کر مجھ کو حکم فرمایا کہ جو لوگ تمہارے قریب ہیں انہیں بلا لو۔ امام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما کا آنحضرت مسیح علیہ السلام کی طرف سے یہی ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم مسیح علیہ السلام نے حضرت صفیہ بنت حیی کے لیے عبا اونٹ کی کوہاں میں باندھ دی تاکہ پیچھے سے وہ اسے کپڑے رہیں اور اپنے

٤٢١١ - حَدَّثَنَا عَنْدَ الْفَقَارِ بْنَ دَاؤْدَ،
حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَنْدَ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا أَخْمَدَ حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَنْدَ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ
عَنْ عَمِّرُو مَوْلَى الْمُطَلِّبِ عَنْ أَنْسِ بْنِ
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَدِيمًا خَيْرٌ
لَلَّمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَهَنَّمَ ذَكَرَ لَهُ
جَمَالٌ صَفِيَّةُ بِنْتِ حَيْيٍ بْنِ اَخْطَبٍ وَقَدْ
قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرْوَسًا فَاصْطَفَاهَا
النَّبِيُّ ﷺ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى يَلْعَنَ سَدَّ
الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا رَسُولُ الله ﷺ ثُمَّ
صَنَعَ خَنِسًا فِي بَطْعِ صَعِيرٍ ثُمَّ قَالَ لِي :
((آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ)) فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِمَتْهُ
عَلَى صَفِيَّةِ ثُمَّ خَرَجَنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَرَأَيْتَ
النَّبِيَّ ﷺ يَحْوِي لَهَا وَرَاءَهُ بَعَاءَهُ ثُمَّ
يَحْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضْعُ رُكْبَتَهُ وَتَضَعُ
صَفِيَّةُ بِرْجَلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ.

[راجح: ۳۷۱]

اوٹ کے پاس بیٹھ کر اپنا گھٹنا اس پر رکھا اور صفیہ بیٹھا اپنا پاؤں
آنحضور ملکیت کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہوئیں۔

(۳۲۱۲) ہم سے اسماعیل بن ابو اولیٰ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے
میرے بھائی عبدالحیم نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلاں نے ان
سے بیکی بن سعید النصاری نے، ان سے حمید طویل نے اور انوں نے
انس بن مالک بیٹھ سے ناکہ نبی کرم ملکیت کے صفیہ بنت حمیم
اللہ عنہما کے لیے خیر کے راستہ میں تین دن تک قیام فرمایا اور آخری
دن ان سے خلوت فرمائی اور وہ بھی امہات المؤمنین میں شامل ہو
گئیں۔

(۳۲۱۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا تم کو محمد بن جعفر
بن ابی کثیر نے خبر دی، کما کہ مجھے حمید نے خبر دی اور انوں نے انس
بن مالک بیٹھ سے نا، وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کرم ملکیت کے مدینہ
اور خبر کے درمیان (مقام سد الصباء میں) تین دن تک قیام فرمایا اور
وہیں صفیہ بیٹھ سے خلوت کی تھی پھر میں نے حضور ملکیت کی طرف
سے مسلمانوں کو دیکھ کی دعوت دی۔ آپ کے دیکھ میں نہ روئی تھی،
نہ گوشت تھا صرف اتنا ہوا کہ آپ نے بلاں بیٹھ کو دسترخوان، بچانے
کا حکم دیا اور وہ بچا دیا گیا، پھر اس پر کھجور، پنیر اور گھنی (کامالیدہ) رکھ
دیا۔ مسلمانوں نے کما کہ صفیہ رضی اللہ عنہما امہات المؤمنین میں سے
ہیں یا باندی ہیں؟ کچھ لوگوں نے کما کہ اگر آنحضرت ملکیت نے انہیں
پر دے میں رکھا تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہوں گی لیکن اگر آپ
نے انہیں پر دے میں نہیں رکھا تو پھر یہ اس کی علامت ہو گی کہ وہ
باندی ہیں۔ آخر جب کوچ کا وقت ہوا تو آنحضرت ملکیت نے ان کے
لیے اپنی سواری پر بیچھے بیٹھنے کی جگہ بیانی اور ان کے لیے پر دہ کیا۔

(۳۲۱۴) ہم سے ابوالولید شام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا تم سے
شعبہ بن جراح نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے عبد اللہ بن محمد
نے بیان کیا، کہا تم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے
بیان کیا، ان سے حمید بن بلاں نے اور ان سے عبد اللہ بن مغفل بیان

4212 - حدیثی .! اسماعیل حَدَّثَنَا أَخْرِي
عَنْ سَلَيْمَانَ عَنْ يَحْقِيِّ عَنْ حَمِيدِ الطَّوَيْلِ
سَمِعَ أَنَسَّ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ أَقَامَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حَمِيمٍ
بِطَرِيقِ خَيْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى اغْرَسَ بِهَا وَ
كَانَتْ فِيمَنْ ضَرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ۔

[راجع: ۳۷۱]

4213 - حدیثه سعید بن ابی مریم
أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي حَمِيدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ يَقُولُ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْرٍ
وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَنْبَيِّ عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ،
فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيَمَّهِ، وَمَا كَانَ
فِيهَا مِنْ خُبْرٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيهَا إِلَّا
أَنْ أَمْرَ بِلَلَّاءِ بِالْأَنْطَاعِ فَبَسَطَتْ فَأَنْقَى
عَلَيْهَا التَّمْرُ وَالْأَقْطَافُ وَالسَّمْنَ فَقَالَ
الْمُسْلِمُونَ : إِنَّدِي أَمْهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ
مَا مَلَكَتْ يَمِينَهُ قَالُوا : إِنَّ حَجَبَهَا فَهِيَ
إِنَّدِي أَمْهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنَّ لَمْ يَخْجُبَهَا
فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينَهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّا
لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَ الْحِجَابَ۔ [راجع: ۳۷۱]

4214 - حدثنا أبوالوليد حدثنا شعبة
وحديثي عند الله بن محمد حدثنا
وهبت حدثنا شعبة عن حميد بن هلال
عن عبد الله بن مغفل رضي الله عنه

نے بیان کیا کہ ہم خیر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے چڑے کی ایک کپی چینکی جس میں چربی تھی، میں اسے اٹھانے کے لیے دوڑا لیکن میں نے جو مز کر دیکھا تو حضور اکرم ﷺ میں موجود تھے، میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔

(۳۲۱۵) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ نے ان سے نافع اور سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوہ خیر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انس اور پاتو گدھوں کے کھانے سے منع فرمایا تھا۔ اسن کھانے کی ممانعت کا ذکر صرف نافع سے منقول ہے اور پاتو گدھوں کے کھانے کی ممانعت صرف سالم سے منقول ہے۔

(۳۲۱۶) مجھ سے سعیج بن قزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے عبداللہ اور حسن نے جو دونوں محمد بن علی کے صاحبزادے ہیں، ان سے ان کے والدے اور ان سے حضرت علی بن الی طالب رضی اللہ عنہ اور پاتو گدھوں نے کہ رسول کریم ﷺ نے غزوہ خیر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کی ممانعت کی تھی اور پاتو گدھوں کے کھانے کی بھی۔

قال: کُلُّ مُخَاصِّرٍ يُخَيِّرُ فَرْمَى إِنْسَانٌ
بِحَرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ فَزَوَّتْ لَأَخْذَهُ فَأَلْفَتْ
فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاسْتَخْيَرَ.

٤٢١٥ - حدَثَنِي عَبْيَضُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
أَبِي أَسَمَّةَ عَنْ عَبْيَضِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ
وَسَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
نَهَى يَوْمَ خِيرٍ عَنْ أَكْلِ النَّوْمِ وَعَنْ لَحْومِ
الْحَمْرِ الْأَهْلِيَّةِ، نَهَى عَنْ أَكْلِ النَّوْمِ، هُوَ
عَنْ نَافِعٍ وَآخِذَهُ لَحْومُ الْحَمْرِ الْأَهْلِيَّةِ
عَنْ سَالِمٍ. [راجع: ۸۵۳]

٤٢١٦ - حدَثَنِي يَحْنَى بْنُ قَرْعَةَ حَدَثَنَا
مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
وَالْحَسَنِ ابْنِي مُحَمَّدٍ بْنِ عَلَيٍّ عَنْ أَيِّهِمَا
عَنْ عَلَيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُنْقَعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ
خِيرٍ وَعَنْ أَكْلِ الْحَمْرِ الْأَنْسَيَّةِ.

[اطرافہ فی : ۵۱۱۵، ۵۵۲۳، ۶۹۶۱]

لشیخ اس سے پہلے محدث کرنا جائز تھا، مگر آج کے دن سے متعہ قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا گیا۔ روافض متعہ کے قائل ہیں جو سراسر باطل خیال ہے۔ اسلام میں باصول مذهب میں متعہ جیسے ناجائز فعل کی کوئی گنجائش قطعاً نہیں ہے۔ بعض روایتوں کے مطابق جو ادویات میں متعہ حرام ہوا اور قیامت تک اس کی حرمت قائم رہی۔ حضرت عمر بن الخطاب نے بر سر منبر اس کی حرمت بیان کی اور دوسرا سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سکوت کیا تو اس کی حرمت پر اجماع ثابت ہو گیا۔

(۳۲۱۷) ہم سے محمد بن مقابل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، ان سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر علیہ السلام نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیر کے موقع پر پاتو گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت کی تھی۔

٤٢١٧ - حدَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ حَدَثَنَا عَبْيَضُ + اللَّهُ بْنُ عُمَرَ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى
يَوْمَ خِيرٍ عَنْ لَحْومِ الْحَمْرِ الْأَهْلِيَّةِ.

[راجح: ۸۵۳]

(۳۲۱۸) مجھ سے اس عراق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مجھ بن عبید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع اور سالم نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

(۳۲۱۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے عمرو نے، ان سے محمد بن علی نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ بن عثیمین نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیر کے موقع پر گدھے کے گوشت کھانے کی ممانعت کی تھی اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی تھی۔

٤٢١٨ - حدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبِيدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنْ أَبْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْأَكْلِ لِحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. [راجح: ۸۵۳]

٤٢١٩ - حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غُمْرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلَيٍّ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْرٍ عَنِ الْلُّحُومِ الْحُمُرِ وَرَخْصَ فِي الْغَيْلِ.

[طرفah فی : ۵۵۲۰، ۵۵۲۴]

امام شافعی رضی اللہ علیہ عنہ نے بھی اس حدیث کی بنا پر گھوڑے کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے۔

(۳۲۲۰) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد نے بیان کیا، ان سے شیبانی نے بیان کیا اور انہوں نے ابن ابی اویں بن عثیمین سے سنا کہ غزوہ خیر میں ایک موقع پر ہم بہت بھوکے تھے، اور ہانڈیوں میں ابال آرہا تھا (گدھے کا گوشت پکایا جا رہا تھا) اور کچھ پک بھی گئیں تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ گدھے کے گوشت کا ایک ذرہ بھی نہ کھاؤ اور اسے پھینک دو۔ ابن ابی اویں بن عثیمین نے بیان کیا کہ پھر بعض لوگوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت اس لیے کی ہے کہ ابھی اس میں سے خس نہیں نکلا گیا تھا اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آپ نے اس کی واقعی ممانعت (بیش کے لیے) کر دی ہے، کیونکہ یہ گندگی کھاتا ہے۔

(۳۲۲۱-۳۲۲۲) ہم سے حاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو وعدی بن ثابت نے خبر دی اور انہیں براء اور عبد اللہ بن ابی اویں رضی اللہ عنہما نے کہ وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پھر انہیں گدھے ملے تو انہوں نے ان کا گوشت پکایا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیاں

٤٢٢٠ - حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبَادٌ عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَصَابَنَا مَجَاجَةً يَوْمَ خَيْرٍ فَإِنَّ الْقُدُورَ لِتَغْلِي، قَالَ وَبَعْضُهَا نَصِّرَتْ فَجَاءَ مَنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَأْكُلُوا مِنْ لَحْومِ الْحُمُرِ شِنَا وَأَهْرِيقُوهَا)). قَالَ أَبْنُ أَبِي أَوْفَى فَسَهَدَنَا اللَّهُ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخْمَسْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَهَى عَنْهَا أُمْبَةً لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذْرَةَ. [راجح: ۳۱۵۵]

٤٢٢١ - حدَّثَنَا حَجَاجُ بْنُ مِنْهَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَدَيْ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبْرَاءِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَاصَابُوا حُمَرًا فَطَبَخُوهَا فَنَادَى مَنَادِي النَّبِيِّ ﷺ:

الثیل دو۔

(اَكْفُنُوا الْقُدُورَ)۔ [اطراہ فی : ۴۲۲۳، ۴۲۲۵، ۴۲۲۶، ۴۲۲۷]

(۳۲۲۳-۳۲۲۴) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا تم سے عبد الصمد نے بیان کیا، کہا تم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا، انہوں نے براء بن عازب اور عبد اللہ بن الجیش بن حمیت سے سن۔ یہ حضرات نبی کرم ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے غزوہ خیر کے موقع پر فرمایا تھا کہ ہانڈیوں کا گوشت پھینک دو، اس وقت ہانڈیاں چولے پر رکھی جا چکی تھیں۔

۴۲۲۳-۴۲۲۴، ۴۲۲۳ حدثنا اسحاق حدثنا عبد الصمد حدثنا شعبہ حدثنا عییٰ بن ثابت: سمعتُ البراءَ وَابنَ أَبِي أُونَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يَحْدُثُانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ خَيْرٍ وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُورَ (اَكْفُنُوا الْقُدُورَ)۔

[راجع: ۴۲۱، ۳۱۵۳]

۴۲۲۵- حدثنا مسلم حدثنا شعبہ عن عدی بن ثابت عن البراء قال: غزوتنا مع النبي صلی اللہ علیہ وسلم نخوا.

[راجع: ۴۲۲۱]

۴۲۲۶- حدثني إبراهيم بن موسى أخبرنا ابن أبي زائد أخبرنا عاصم عن عامير عن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال: أمرنا النبي ﷺ في غزوة خير أن نلقى الحمر الأهلية نيهي ونضيحة، ثم لم يأمرنا بأكله بعد. [راجع: ۴۲۲۱]

۴۲۲۷- حدثني محمد بن أبي الحسين حدثنا عمر بن حفص، حدثنا أبي عن عاصم عن عامير عن ابن عباس قال: لا أذري أثني عشرة رسول الله ﷺ من أجل أنه كان حمولة الناس فكره ان تذهب حمولتهم، أو حرمت في يوم خير لحم الحمر الأهلية.

(۳۲۲۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا تم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے براء بن عازب بھیٹھ نے بیان کیا کہ ہم نبی کرم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھے پھر پہلی حدیث کی طرح روایت نقل کی۔

(۳۲۲۶) مجھ سے ابراہیم بن موسی نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن الجیش بن حمیت نے خردی، کہا تم کو عاصم نے خردی، انہیں عامر نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوہ خیر کے موقع پر نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ پالتو گدوں کا گوشت ہم پھینک دیں، کچا بھی اور پکا ہوا بھی، پھر ہمیں اس کے کھانے کا کبھی آپ نے حکم نہیں دیا۔

(۳۲۲۷) مجھ سے محمد بن الجیش بن حمیت نے بیان کیا، کہا تم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والدے، ان سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عامر نے اور ان سے ابن عباس بھیٹھ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ آیا آنحضرت ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے اس لیے منع کیا تھا کہ اس سے بوجھ ڈھونے کا کام لیا جاتا ہے اور آپ نے پسند نہیں فرمایا کہ بوجھ ڈھونے والے جانور ختم ہو جائیں یا آپ نے صرف غزوہ خیر کے موقع پر پالتو گدوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

(۳۲۲۸) ہم سے حسن بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے زادہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عمر نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں (مال غیثت سے) سواروں کو دھنے دیے تھے اور پیدل فوجیوں کو ایک حصہ، اس کی تفسیر نافع نے اس طرح کی ہے کہ اگر کسی شخص کے ساتھ گھوڑا ہوتا تو اسے تین حصے ملے تھے اور اگر گھوڑا نہ ہوتا تو صرف ایک حصہ ملتا تھا۔

(۳۲۲۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یاث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے اہن شاہ نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور انہیں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا کہ حضور ﷺ نے بنو مطلب کو تو خیر کے خس میں سے عنایت فرمایا ہے اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ آپ سے قرابت میں ہم اور وہ برابر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یقیناً بنوہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نو فل کو (خس میں سے) کچھ نہیں دیا تھا۔

تشریح اولاد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ میں عبد شمس کی اولاد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور بزرگ میں عبد شمس اور نو فل۔ ہاشم کی اولاد میں آنحضرت ﷺ تھے اور نو فل کی

(۳۲۳۰) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے برید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو مویشی اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں نبی کریم ﷺ کی بھرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یہ میں تھے۔ اس لیے ہم بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھرت کی نیت سے نکل پڑے۔ میں اور میرے دو بھائی میں دونوں سے چھوٹا تھا۔ میرے ایک بھائی کا نام ابو بردہ رضی اللہ عنہ تھا اور دوسرے کا ابو رہم۔ انہوں نے کہا کہ کچھ اور پہچاں

۴۲۲۸ - حدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ
حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حدَّثَنَا زَائِدُهُ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عَمَّارٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَسْمٌ رَسُولُ اللَّهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ خَيْرِ الْفُرْسَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ
سَهْمَيْنِ . فَسَرَّةٌ نَافِعٌ فَقَالَ : إِذَا كَانَ مَعَ
الرَّجُلِ فَرْسٌ فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَسْهَمٍ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ
لَهُ فَرْسٌ فَلَهُ سَهْمٌ . [راجع: ۲۸۶۳]

۴۲۲۹ - حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ ، عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنَى شِهَابٍ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَبِّبِ أَنَّ جَيْرَةَ بْنَ مَطْعَمِ
أَخْبَرَهُ قَالَ : مَشَيْتُ أَنَا وَعَثَمَانَ بْنَ عَفَانَ
إِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْنَا أَغْطِيتَنَا بَنِي الْمُطَلِّبِ
مِنْ خُمُسِ خَيْرِهِ ، وَتَرَكْنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةِ
وَاحِدَةٍ مِنْكُنَا ، فَقَالَ : ((إِنَّمَا بُنُوْ هَاشِمٍ
وَبُنُوْ الْمُطَلِّبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ)) قَالَ جَيْرَةُ :
وَلَمْ يَقْسِمْ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْدَ شَمْسٍ
وَبَنِي نَوْفَلٍ شَيْئًا . [راجع: ۳۱۴۰]

تشریح کیونکہ عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نو فل کی اولاد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اولاد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، عبد شمس کی اولاد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور بزرگ میں عبد شمس اور نو فل۔ ابو اسامة حدَّثَنَا بُرَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بَلَّغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمِينِ فَعَرَجَنَا مَهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخْوَانِي لَيْ أَنَا أَصْفَرُهُمْ أَحَدُهُمْ أَبُو بُرَيْدَةَ وَالآخَرُ أَبُو رُهْبَنْ إِمَامًا قَالَ : بِضُعْفِ

یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ ترپن (۵۳) یا بادن (۵۲) میری قوم کے لوگ ساتھ تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک جب شہ میں لاڈا۔ وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب بن بشیر سے ہو گئی، جو پہلے ہی مکہ سے بھرت کر کے وہاں پہنچ چکے تھے۔ ہم نے وہاں انہیں کے ساتھ قیام کیا، پھر ہم سب مدینہ ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت پہنچ جب آپؐ خبر فتح کر چکے تھے۔ کچھ لوگ ہم سے یعنی کشتی والوں سے کہنے لگے کہ ہم نے تم سے پہلے بھرت کی ہے اور اسماء بنت گمیس بنت ابی انس جو ہمارے ساتھ مدینہ آئی تھیں، ام المؤمنین حضرة بنت ابی انس کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان سے ملاقات کے لیے وہ بھی نجاشی کے ملک میں بھرت کرنے والوں کے ساتھ بھرت کر کے چلی گئی تھیں۔ عمر بن بشیر بھی حضرة بنت ابی انس کے گھر پہنچے۔ اس وقت اسماء بنت گمیس بنت ابی انس وہیں تھیں۔ جب عمر بن بشیر نے انہیں دیکھا تو ریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ام المؤمنین بنت ابی انس نے بتایا کہ اسماء بنت گمیس۔ عمر بن بشیر نے اس پر کہا اچھا ہی جو جب شہ سے بھر کر کے آئی ہیں۔ اسماء بنت ابی انس نے کہا کہ جی ہاں۔ عمر بن بشیر نے ان سے کہا کہ ہم تم لوگوں سے بھرت میں آگے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ سے ہم تمہارے مقابلہ میں زیادہ قریب ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا اس پر بہت غصہ ہو گئیں اور کہا ہرگز نہیں، خدا کی قسم! تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہو، تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آنحضرت ﷺ نے صحیح و مواعظت کیا کرتے تھے۔ واقف ہوتے اسے آنحضرت ﷺ نے صحیح و مواعظت کیا کرتے تھے۔ لیکن ہم بہت دور جب شہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے، یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے راستے ہی میں تو کیا اور خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تمہاری بات رسول اللہ ﷺ سے نہ کہہ لوں۔ ہمیں اذیت دی جاتی تھی، دھکایا ڈرایا جاتا تھا، میں آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گی۔ خدا کی قسم کہ نہ

وَإِمَا قَالَ : فِي ثَلَاثَةِ وَخَمْسِينَ أَوْ الشَّيْنِ
وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَرَكِبَنَا سَفِينَةً
فَأَلْقَنَا سَفِينَتَنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْجَبَشِيَّةِ،
فَوَافَقَنَا جَعْفَرٌ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَأَقْبَلَنَا مَعَهُ
حَتَّى قَدِيمَنَا جَمِيعًا فَوَافَقَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ الْقِتْبَحَ خَيْرٌ وَكَانَ أَنَّاسٌ
مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِينَةِ
سَبَقَنَاكُمْ بِالْمِهْرَةِ، وَدَخَلْنَا أَسْمَاءَ بَنْتَ
عَمِيْسَ وَهِيَ مِنْ قَدِيمَنَا عَلَى حَفْصَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، زَانِرَةَ
وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ
هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءَ
عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ : مَنْ
هَذِهِ؟ قَالَتْ أَسْمَاءَ بَنْتُ عَمِيْسَ، قَالَ
عُمَرُ : الْجَبَشِيَّةُ هَذِهِ، الْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ، قَالَتْ
أَسْمَاءَ نَعَمْ. قَالَ : سَبَقَنَاكُمْ بِالْمِهْرَةِ
فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنْكُمْ، فَفَضَبَتْ وَقَالَتْ : كَلَّا وَاللَّهُ
كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَطْعِمُ جَانِعَكُمْ وَيَعْظِمُ جَاهِلَكُمْ.
وَكَنَا فِي دَارٍ أَوْ فِي أَرْضِ الْبَعْدَاءِ الْمُفْعَضَاءِ
بِالْجَبَشِيَّةِ وَذَلِكَ فِي اللَّهِ وَفِي رَبِّنَا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا اللَّهُ لَا أَظْفَمُ
طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا
قُلْتَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَنَحْنُ كَنَا نُؤْذَى
وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذَلِكَ لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ وَاللَّهُ لَا أَكْذِبُ وَلَا

ازیغٰ و لَا أَرِيدُ عَلَيْهِ.

[راجع: ۳۱۲۶]

میں جھوٹ بولوں گی، نہ کچ روی اختیار کروں گی اور نہ کسی (خلاف واقعہ بات کا) اضافہ کروں گی۔

(۳۲۳۱) چنانچہ جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یعنی اللہ عمر اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ پھر تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے انہیں یہ یہ جواب دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ مجھ سے قریب نہیں ہیں۔ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو صرف ایک بھرپور حاصل ہوئی اور تم کشتم والوں نے دو بھرپور کا شرف حاصل کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے بعد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور تمام کشتم والے میرے پاس گروہ درگروہ آنے لگے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھنے لگے۔ ان کے لیے دنیا میں حضور اکرم ﷺ کے ان کے متعلق اس ارشاد سے زیادہ خوش کن اور باعث فخر اور کوئی چیز نہیں تھی۔

(۳۲۳۲) ابو بردہ بن بشیر نے بیان کیا کہ اسماء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مجھ سے اس حدیث کو بار بار سننے تھے۔ ابو بردہ بن بشیر نے بیان کیا اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جب میرے اشعری احباب رات میں آتے ہیں تو میں ان کی قرآن کی تلاوت کی آواز پہچان جاتا ہوں۔ اگرچہ دن میں، میں نے ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو لیکن جب رات میں وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کی آواز سے میں ان کی اقامت گاہوں کو پہچان لیتا ہوں۔ میرے ان ہی اشعری احباب میں ایک مرد دانا بھی ہے کہ جب کہیں اس کی سواروں سے مبھیز ہو جاتی ہے، یا آپ نے فرمایا کہ دشمن سے، تو ان سے کہتا ہے کہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لیے ان کا انتظار کرلو۔

لشیخ حکیم رواہت کے آخر میں ایک اشعری حکیم کا ذکر ہے، حکیم اس کا نام ہے یادہ حکمت جانے والا ہے۔ رواہت کے آخر میں اس مقابلہ سے بجا گتا نہیں ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ ذرا صبر کرو ہم تم سے لانے کے لیے حاضر ہیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ ہر ہی حکمت اور دانائی

۴۲۳۱ - فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا نَبِيُّ اللَّهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: ((فَمَا قُلْتُ لَهُ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: ((لَيْسَ بِأَحَقٍ بِي مِنْكُمْ وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفَيْنَةِ هِجْرَتُانِ)) قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَنَّا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفَيْنَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا يَسْأَلُونِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ أَفْرَخُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنفُسِهِمْ، مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۲۳۲ - قَالَ أَبُو بُرْدَةَ قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَنَّا مُوسَى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِدُ هَذَا الْحَدِيثُ مِنِّي، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَنِي مُوسَى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَا غُرْفَ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَذْخُلُونَ بِاللَّيْلِ، وَأَغْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتَ لَمْ أَرِ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ - أَوْ قَالَ الْعَدُوُّ - قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِيِّ يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ)).

والا ہے۔ دشمنوں کو اس طرح ڈرا کر اپنے تین ان سے بچایتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اکیلانہیں ہے، اس کے ساتھی اور آرہے ہیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جب وہ مسلمان سواروں سے ملتا ہے تو کتنا ہے ذرا ٹھہرو یعنی ہمارے ساتھیوں کو جو بیدل ہیں آجائے وہ، ہم تم سب مل کر کافروں سے لڑیں گے۔

٤٢٣٣ - حدّثني إسحاق بنُ إبراهيمَ
سمعَ حفصَ بنَ غياثٍ حدّثنا بُريذَ بنُ
عبدِ الله عنْ أبي بُردةَ عنْ أبِي موسىَ
قالَ: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ افْتَحَ خَيْرَ فَقَسَمَ لَنَا وَلَمْ
يَقُسِّمْ لِأَحَدٍ لَمْ يَشْهُدْ الْفَتْحَ غَيْرَنَا.

[راجع: ٣١٣٦]

(۴۲۳۳) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم نے حفص بن غیاث سے سنا، ان سے برید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعریٰ بن شریعت نے بیان کیا کہ خیر کی فتح کے بعد ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے لیکن آنحضرت ﷺ نے (مال غنیمت میں) ہمارا بھی حصہ لگایا۔ آپ نے ہمارے سوا کسی بھی ایسے شخص کا حصہ مال غنیمت میں نہیں لگایا جو فتح کے وقت (اسلامی لشکر کے ساتھ) موجود نہ رہا۔

(۴۲۳۴) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے ثور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن مطیع کے موئی سالم نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب خیر فتح ہوا تو مال غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں ملا تھا بلکہ گائے، اونٹ، سامان اور باغات ملے تھے پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف لوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مدغم نامی غلام تھا جو بنی ضباب کے ایک صحابی نے آپ کو بھدیا میں دیا تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاؤہ اتنا رہا تھا کہ کسی نامعلوم سمت سے ایک تیر آکر ان کے لگا۔ لوگوں نے کہا مبارک ہو، شہادت! لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو چادر اس نے خیر میں تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے چڑائی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔ یہ سن کر ایک دوسرے صحابی ایک یادو تسلیے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ میں نے اٹھا لیے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

٤٢٣٤ - حدّثنا عبدُ الله بنُ مُحمَّدٍ
حدّثنا معاوِيَةُ بنُ عَمْرٍو، حدّثنا أَبُو
إسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ : حدّثني
ثُورٌ قَالَ : حدّثني سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي مُطَبِّعٍ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ
الْفَتَحُنَا خَيْرٌ وَلَمْ نَفْتَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِنَّمَا
غَنِمْنَا الْبَقْرَ وَالْأَبَلِ، وَالْمَتَاعَ، وَالْحَوَانِطَ،
ثُمَّ أَنْصَرْفَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى وَادِي
الْقُرَى، وَمَعَهُ عَنْدَهُ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِذْعَمٌ أَهْدَاهُ
لَهُ أَحَدٌ بَنِي الصَّبَابِ فَيَنِمُّ هُوَ يَحْطُطُ
رَخْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَابِرٌ
حَتَّى أَصَابَ ذَلِكَ الْعَبْدَ. فَقَالَ النَّاسُ
هَبِينَا لَهُ الشَّهَادَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
(بَلَى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ
الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْرٍ مِنَ الْمُعَافَى مِنْ
تُصِيبُهَا الْمَقَاسِمُ، لِتُشَبَّهَ عَلَيْهِ نَارًا)
فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ

نے فرمایا کہ یہ بھی جنم کا تسلیم نہ تھا۔

بِشَرَالِكَ أَوْ بِشِرَاكِينَ قَالَ: هَذَا شَيْءٌ
كُنْتُ أَصْبَهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانٌ مِنْ نَارٍ)).
[طرفہ فی: ۶۷۰۷].

روایت میں فتح خبر کا ذکر ہے، اسی لیے اسے یہاں درج کیا گی اس سے امانت میں خیانت کی بھی انتہائی نہ ملت ثابت ہوئی۔

۴۲۳۵ - حدثنا سعيد بن أبي مريم، أخبرنا محمد بن جعفر قال: أخبرني زيد عن أبيه، أنه سمع عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول: أما والدي نفسي بيده، لو لا أن أترك آخر الناس بيانا ليس لهم شيء ما فتحت على قربة إلا قسمها كما قسم النبي ﷺ خير، ولكني أتركها خزانة لهم يقسمونها.

[راجع: ۲۲۳۴]

حضرت عمر بن عبد الرحمن نے جو فرمایا تھا وہی ہوا بعد کے زمانوں میں مسلمان بنت پڑھے اور اطراف عالم میں پھیلے۔ چنانچہ منفرد اراضی کو انہوں نے قواعد شرعیہ کے تحت اسی طرح تقسیم کیا اور حضرت عمر بن عبد الرحمن کا فرمانا صحیح ثابت ہوا۔ حدیث میں بیان ۔۔۔ کاظم آیا ہے دو پائے موحدہ سے دوسری پائے مشدود ہے۔ ابو عبیدہ بن عبد الرحمن کے نامیں ہے۔ زہری کہتے ہیں یہ یمن کی زبان کا ایک لفظ ہے جو عربیوں میں مشور نہیں ہوا۔ بیان کے معنی یک مسلمان اور ایک روش پر اور بعضوں نے کماندار عجاج کے معنی میں ہے۔ (وجیری)

۴۲۳۶ - حدثنا محمد بن المثنى حدثنا ابن مهدي عن مالك بن أنس عن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر رضي الله عنه قال: لو لا آخر المسلمين ما فتح عليهم قربة إلا قسمها كما قسم النبي ﷺ خير. [راجع: ۲۲۳۴]

نشیخ حضرت عمر بن عبد الرحمن کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ کو ان لوگوں کا خیال نہ ہوتا جو آئندہ مسلمان ہوں گے اور وہ محض مغلس ہوں گے تو میں جس قدر ملک فتح ہوتا جاتا وہ سب کا سب مسلمانوں کو جاکریوں کے طور پر بانٹ دیتا اور خالق کچھ نہ رکھتا جس کا روپیہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے مگر مجھ کو ان لوگوں کا خیال ہے جو آئندہ مسلمان ہوں گے وہ اگر ندار ہوئے تو ان کی گزر

وقات کے لیے کچھ رہے گا۔ اس لیے خزان میں ملک کی تحصیل جو رکھتا ہوں کہ آئندہ ایسے مسلمانوں کے کام آئے۔ (۷) (۳۲۳) مجھ سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے نہ اور ان سے اسماعیل بن امیہ نے سوال کیا تھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عنبه بن سعید نے خبر دی کہ ابو ہریرہ بن عباد بن سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے (خبر کی غیمت میں نے) حصہ مانگا۔ سعید بن عاص کے ایک لڑکے (ابان بن سعید بن عباد) نے کہا کہ یا رسول اللہ! نہیں نہ دیکھتے۔ اس پر ابو ہریرہ بن عباد نے کہا کہ یہ شخص تو ابن قول کا قاتل ہے۔ ابا بن عباد اس پر بولے جیسے ہے اس ویر (لبی سے چھوٹا ایک جانور) پر جو قدم الصان پہاڑی سے اتر آیا ہے۔

(۳۲۴) اور زبیدی سے روایت ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا، انسین عنبه بن سعید نے خبر دی، انہوں نے ابو ہریرہ بن عباد سے سنا، وہ سعید بن عاص بن عباد کو خبر دے رہے تھے کہ ابا بن عباد کو حضور اکرم ﷺ نے کسی سریہ پر مدینہ سے نجد کی طرف بھیجا تھا۔ ابو ہریرہ بن عباد نے بیان کیا کہ پھر ابا بن عباد اور ان کے ساتھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، خبر فتح ہو چکا تھا۔ ان لوگوں کے گھوڑے تک چھال دی کے تھے، (یعنی انہوں نے مم میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کی تھی) ابو ہریرہ بن عباد نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! غیمت میں ان کا حصہ نہ لکائیے۔ اس پر ابا بن عباد بولے اے وبر! تمی حیثیت تو صرف یہ ہے کہ قدم الصان کی چوٹی سے اتر آیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابا بن! بیٹھ جا! آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا حصہ نہیں لگایا۔

۴۲۳۷ - حدیثی علیُّ بنُ عبدِ اللہِ حدیثی سُفیانَ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ، قَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِي سَعِيدٍ بْنِ الْعَاصِ أَبُو هُرَيْرَةَ: هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ، فَقَالَ: وَأَعْجَبَاهُ لَوْنُهُ تَدَلُّى مِنْ قَدْوَمِ الصَّنَانِ۔

[راجع: ۲۸۲۷]

۴۲۳۸ - وَيَذَكُرُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَخْبِرُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ قَالَ: بَعْثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِبَانَ عَلَى سَرِيَّةِ مِنَ الْمَدِينَةِ قَبْلَ نَجْدِهِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَدِيمُ أَبَانٍ وَاصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخَيْرٍ بَعْدَهُمَا، افْتَسَحَهَا وَإِنَّ حُوتَمَ خَلِيلُهُ لِلْيَفِيفِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَقْسِمْ لَهُمْ قَالَ أَبَانٌ: وَأَنْتَ بِهَذَا يَا وَبْرُ تَحْذَرُ مِنْ رَأْسِ صَنَانِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَبَانُ اجْلِسْ) فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ أَبُو عبدِ اللَّهِ: الصَّانُ السُّدُرُ.

[راجع: ۲۸۲۷]

شیخ ابن قول بن عباد صحابی ہیں ابا بن سعید بن عباد ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور اسی حالت میں انہوں نے ابن قول بن عباد کو شہید کیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ بن عباد کا اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا مگر ابا بن سعید بن عباد کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی اور ان کی ذات پر یہ کہتے چیزیں کی۔ (غفران اللہ لسم اجمعین) وبر ایک جانور لبی کے برادر ہوتا ہے۔ صنان اس پہاڑ کا نام ہے جو حضرت ابو ہریرہ بن عباد کے ملک دوس میں تھا۔ بعض نسخوں میں

لظوظ فلم یقسم لهم کے آگے یہ الفاظ اور ہیں قال ابو عبد الله الصال السدر رحمۃ الرحمہن خاری نے کامضال جنگلی بیوی کو کہتے ہیں۔ یہ تفسیر اسی نسخہ کی بناء پر ہے، جن میں بجائے راس صان کے راس ضال ہے۔

(۳۲۳۹) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، کما ہم سے عمرو بن میجی بن سعید نے بیان کیا، کما کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی اور انہیں اباں بن سعید بن عثیم نے کہ وہ نبی کرم مسیح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ ابو ہریرہ بن عثیم بولے کریار رسول اللہ! یہ تو ابن قول کا قاتل ہے اور اباں بن عثیم نے ابو ہریرہ بن عثیم سے کہا جرت ہے اس ویرپر جو قدم الفان سے ابھی اترتا ہے اور مجھ پر عیب لگاتا ہے ایک ایسے شخص پر کہ جس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے انسیں (ابن قول بن عثیم کو) عزت دی اور ایسا نہ ہونے دیا کہ ان کے ہاتھ سے مجھے ذلیل کرتا۔

حدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْرَجَنِي
جَدِّي أَنَّ أَبَاهُنَّ بْنَ سَعِيدٍ أَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ هَذَا قَاتِلُ أَنِّي قُوْقَلٌ وَقَالَ أَبَاهُنَّ
لِأَبْنِي هُرَيْرَةَ: وَأَعْجَبَنَا لَكَ وَتَبَرَّ تَذَادَا مِنْ
قَدْوُمِ صَنَانَ يَنْعَنِي عَلَيْهِ إِنْزَا أَنْكَرْمَةَ اللَّهِ
بِيَدِي وَمَنْعَةَ أَنْ يُهْمِنَنِي بِيَدِي.

[راجح: ۲۸۲۷]

شادت حضرت اباں بن سعید بن عثیم کے کئے کامطلب یہ تھا کہ میں نے ابن قول بن عثیم کو اگر شہید کیا تو وہ میرے کفر کا زمانہ تھا اور شادت سے اللہ کی بارگاہ میں عزت حاصل ہوتی ہے جو میرے ہاتھوں انہیں حاصل ہوئی۔ دوسرا طرف اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فضل ہوا کہ کفر کی حالت میں ان کے ہاتھ سے مجھے قتل نہیں کروایا جو میری اخزوی ذلت کا سبب بنتا اور اب میں مسلمان ہوں اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ لذا اب ایسی باتوں کا ذکر نہ کرنا بہتر ہے۔ آنحضرت مسیح علیہ السلام حضرت اباں بن عثیم کے اس بیان کو سن کر خاموش ہو گئے۔

(۳۲۳۱-۳۲۳۰) ہم سے میجی بن بکیر نے بیان کیا، کما ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاب نے، ان سے عروہ نے، ان سے عائشہ بنت عقبہ نے کہ نبی کرم مسیح علیہ السلام کی صاحبزادی فاطمہ بنت ابی ابی قحافیہ نے ابو بکر صدیق بن عثیم کے پاس کسی کو بھیجا اور اپنی میراث کا مطالبه کیا۔ آنحضرت مسیح علیہ السلام کے اس مال سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور خیر کا جو پانچ ماں حصہ رہ گیا تھا۔ ابو بکر بن عثیم نے یہ جواب دیا کہ آنحضرت مسیح علیہ السلام نے خود ہی ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے، البتہ آل محمد بن عثیم اسی مال سے کھاتی رہے گی اور میں خدا کی قسم جو صدقہ حضور اکرم مسیح علیہ السلام چھوڑ گئے ہیں اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا، جس حال میں وہ آنحضرت مسیح علیہ السلام کے عہد میں تھا اب بھی اسی طرح رہے گا اور اس میں (اس کی تقسیم وغیرہ) میں،

حدَّثَنَا الْمُتَّبِعُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ
عَنْ غَرْوَةَ عَنْ عَابِشَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا
السَّلَامُ بَنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَرْسَلَتْ إِلَيْ أَبِيهِ بَكْرٍ نَسَالَةً مِيرَاثَهَا مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا
أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدْكَ وَمَا تَبَقَّى مِنْ
خُمُسٍ خَيْرٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا
نُورِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً)), إِنَّمَا يَاكْلُ الْأَنَّ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا
الْمَالِ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَغْيِرُ هَذِهِ مِنْ صَدَقَةٍ

میں بھی وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو آخر خصوص رشیلہ کا اپنی زندگی میں تھا۔ غرض ابو بکر نے فاطمہ بنت ابی شہر کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا۔ اس پر فاطمہ ابو بکر بھی کی طرف سے خدا ہو گئیں اور ان سے ترک ملاقات کر لیا اور اس کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ فاطمہ بنت ابی شہر آخر خصوص رشیلہ کے بعد چھ میں تک زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر علی بن ابی طالب نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور ابو بکر بن ابی شہر کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نماز جانہ پڑھ لی۔ فاطمہ بنت ابی شہر جب تک زندہ رہیں علی بن ابی شہر پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ابو بکر بن ابی شہر سے ملح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا۔ اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے ابو بکر بن ابی شہر سے بیعت نہیں کی تھی پھر انہوں نے ابو بکر بن ابی شہر کو بلا بھیجا اور کہا بھیجا کہ آپ صرف تھا آئیں اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں ان کو یہ منظور نہ تھا کہ عمر بن ابی شہر ان کے ساتھ آؤں۔ عمر بن ابی شہر نے ابو بکر بن ابی شہر سے کہا کہ اللہ کی قسم: آپ تھا ان کے پاس نہ جانا۔ ابو بکر بن ابی شہر نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو خدا کی قسم ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ آخر آپ علی بن ابی شہر کے یہاں گئے۔ علی بن ابی شہر نے خدا کو گواہ کیا اس کے بعد فرمایا ہمیں آپ کے فضل و مکال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشنے ہے، سب کامیں اقرار ہے جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس میں کوئی ریس بھی نہیں کی لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی (کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ ملکیتی کے ساتھ اپنی قربات کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے) ابو بکر بن ابی شہر پر ان پا چوں سے گریہ طاری ہو گیا اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ ملکیتی کی قربات کے ساتھ صد رحمی مجھے اپنی قربات سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میرے اور آپ لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو

رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالہ اپنی کان علیہا فی عہدِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَلَّمَ، وَلَا يَعْلَمُ لِيَهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَنِي أَبُوكُمْ إِنِي نَذَرْتُ لِيَهَا فِي الْفَاطِمَةِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ لِيَ ذَلِكَ لِهَجْرَتِهِ فَلَمْ تَكُنْ مُحَاجَةً حَتَّى تُوقِّتَ وَعَاشْتَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنَةً أَشْهِرٍ، فَلَمَّا تُوقِّتَ دَفَنَهَا رَوْجُهَا عَلَيْهِ تِلَاءً وَلَمْ يُؤْذَنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهَا، وَكَانَ لِعَلَى مِنَ النَّاسِ وَجْهَ حَيَاةِ فَاطِمَةَ، فَلَمَّا تُوقِّتَ اسْتَنَكَ عَلَى وَجْهِ النَّاسِ فَالْمَسَسَ مُصَالَحةً أَبِي بَكْرٍ وَمَبِاعِتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ يَبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهِرَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَبِي بَكْرٍ إِنِّي أَنْتَ وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَعَكَ كَرَاهِيَّةً لِمَخْضُرِ عَمَرٍ فَقَالَ عَمَرٌ : لَا وَاللَّهِ لَا تَدْخُلَ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : وَمَا عَسَيْتُهُمْ أَنْ يَفْعُلُوا بِي وَاللَّهِ لَا يَتَبَيَّنُهُمْ، فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلَيْهِ فَقَالَ : إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا أَعْطَاكَ اللَّهُ وَلَمْ تَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلِكِنْكَ اسْتَبَدَّتْ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَرِي لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبًا حَتَّى فَاضَتْ عَنَّا أَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوبَكْرٍ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لِقَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ

اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے حضور اکرم ﷺ کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ علی بن ابی طالب نے اس کے بعد ابو بکر بن ابی طالب سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا۔ چنانچہ طبری نماز سے فارغ ہو کر ابو بکر بن ابی طالب منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد علی بن ابی طالب کے معاٹے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو علی بن ابی طالب نے پیش کیا تھا پھر علی بن ابی طالب نے استغفار اور شادوت کے بعد ابو بکر بن ابی طالب کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کا باعث ابو بکر بن ابی طالب سے حد نہیں تھا اور ان کے اس فعل و کمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے (کہ ہم سے مشورہ لیا جاتا) ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب علی بن ابی طالب نے اس معاملہ میں یہ مناسب راست اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے اور علی بن ابی طالب سے اور زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے۔

تَشْبِيهُ [۳۰۹۲، ۳۰۹۳] مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کے بعد اٹھے اور حضرت ابو بکر بن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان کے خلافت کو صحیح نہ سمجھے وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا مخالف ہے اور وہ اس آیت کی دعید شدید میں داخل ہے۔ «وَيَسْأَلُونَهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ نَوْلَهُ مَا تَوَلَّ إِلَيْهِ» (نساء: ۱۱۵) ابن حبان نے ابوسعید سے حضرت ابو بکر بن ابی طالب کے ہاتھ پر شروع ہی میں بیعت کر لی تھی۔ یہیق نے اسی روایت کو صحیح کہا ہے تو اب مکر بیعت تاکید کے لیے ہو گی۔

(۲۲۲۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حری نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمارہ نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب خبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب کھجوروں سے ہمارا جی بھرجائے گا۔

کھجوروں کی پیداوار کے لیے خبر مشور تھا۔ اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خوشی ہوئی کہ فتح خبر کی وجہ سے مدینہ میں کھجوریں کھافت آنے لگیں گی۔

أَصَلِّ مِنْ قَرَائِبِي وَأَمَّا الْذِي شَجَرَ ثَنْبِي
وَبَيْنَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَمْوَالِ فَلَمْ آلِفْ يُنْهَا عَنِ
الْغَيْرِ وَلَمْ أَرْتُكْ أَمْرًا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا
صَنْعَتَهُ فَقَالَ عَلَيِّ لَأَبِي بَكْرٍ: مَوْعِدُكَ
الْقَبْشَيَّةَ لِلنَّيْعَةِ فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الطَّهْرَ
رَفِيَّ عَلَى الْمُبَيْرَ فَصَنَعَهُ وَذَكَرَ شَانَ عَلَى
وَتَخْلُفَةِ عَنِ النَّيْعَةِ وَغَدْرَةً بِالْمُبَيْرِ اغْتَدَرَ
إِلَيْهِ لَمْ اسْتَغْفِرْ وَتَشَهَّدَ عَلَى فَقَطْمَنْ حَقَّ
أَبِي بَكْرٍ وَحْدَهُ أَنَّهُ لَمْ يَخْمُلْهُ عَلَى الْذِي
صَنَعَ نَفَاسَةً عَلَى أَبِي بَكْرٍ، وَلَا إِنْكَارًا
لِلَّذِي فَصَلَّى اللَّهُ بِهِ وَلَكِنَّ نَرِي لَنَا فِي
هَذَا الْأَمْرِ نَصِيبًا فَاسْتَبَدَ عَلَيْنَا فَوَجَدْنَا فِي
أَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ وَقَالُوا
أَصَبْتَ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى عَلَيِّ قَرِيبًا
حِينَ رَاجَعَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ.

[۳۰۹۲، ۳۰۹۳]

۴۲۴۲ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَرَمَيٌّ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمَارَةُ
عَنْ عَكْرَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ: لَمَّا فُتُحَتْ خَيْرٌ فُلِّنَا الْآنَ نَشْيَعَ
مِنَ النَّفْرِ.

(۳۲۳۳) ہم سے حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے قرہ بن جبیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن عبد اللہ ابن ربار نے بیان کیا، ان سے ان کے والدے اور ان سے عبداللہ بن عمر بن حنفیہ نے بیان کیا کہ جب تک خیرخ نیں ہو اتحاہم شکی میں تھے۔

خیرخ کے بعد مسلمانوں کو کشادگی نصیب ہوئی وہاں سے بکثرت کھوریں آئے گئیں۔ خیرخ کی زمین کھوردوں کی پیداوار کے لئے مشورہ تھی۔

باب نبی کرم ﷺ کا خیرخ والوں پر تحقیل دار مقرر فرمانا

(۳۲۳۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالجید بن سعید نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہو نے کہ نبی کرم ﷺ نے ایک صحابی (سود بن غزیہ رضی اللہ عنہ) کو خیرخ کا عامل مقرر کیا۔ وہ وہاں سے عمدہ قسم کی کھوریں لائے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا خیرخ کی تمام کھوریں ایسی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم یا رسول اللہ ہم اس طرح کی ایک صلح کھور (اس سے خراب) دو یا تین صلح کھور کے بدلتے میں ان سے لے لیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہ کیا کرو، بلکہ (اگر اچھی کھور لانی ہو تو) ساری کھور پہلے درہم کے بدلتے نجڑا کرو، پھر ان ذرا ہم سے اچھی کھور خرید لیا کرو۔

(۳۲۳۵) اور عبدالعزیز بن محمد نے بیان کیا، ان سے عبدالجید نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہو نے بیان کیا اور انہوں نے انصار کے خاندان بنی عدری کے بھائی کو خیرخ بھیجا اور انہیں وہاں کا عامل مقرر کیا اور عبدالجید سے روایت ہے کہ ان سے ابوصالح سمان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہو اور ابوسعید رضی اللہ عنہو نے اسی طرح نقل کیا ہے۔

خیرخ کے پہلے عامل حضرت سود بن غزیہ ثانی انصاری رضی اللہ عنہو مقرر کئے گئے تھے۔ یہی وہاں کی کھوریں بطور تحفہ لائے تھے جس پر

٤٤٣ - حدَّثَنَا الحَسْنُ حَدَّثَنَا قُرْيَةُ بْنُ حَسْنِيْبٍ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِيَّارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَا شَبَعَنَا حَتَّىٰ فَطَحَنَا خَيْرَهُ.

فع خیرخ کے بعد مسلمانوں کو کشادگی نصیب ہوئی وہاں سے بکثرت کھوریں آئے گئیں۔ خیرخ کی زمین کھوردوں کی پیداوار کے لئے مشورہ تھی۔

٤ - باب اسْتِغْمَالِ النَّبِيِّ

عَلَىٰ أَهْلِ خَيْرٍ

٤٤٤ - حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَنْدِيَ الْمَجِيدِ بْنِ سَهْنَيْلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسِبِّبِ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ الْحَذْرَيِّ وَأَبِيهِ هُرَيْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَغْمَلَ رَجُلًا عَلَىٰ خَيْرٍ فَجَاءَهُ بَشَّرٌ خَيْرِيْبٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((كُلُّ تَمَرٍ خَيْرٌ هَكَذَا)) فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَا خُدُودٌ الصَّاغِرُ مِنْ هَذَا بِالصَّاغِرِينَ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ : ((لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعِ بِالدَّرَّاِهِمِ ثُمَّ ابْتَعِ بِالدَّرَّاِهِمِ جَنِيْبًا)).

[راجع: ۲۲۰۱، ۲۲۰۲]

٤٤٦ - وَقَالَ عَنْدَ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ سَعِيدِ الْأَبِيِّ سَعِيدِ وَأَبِيهِ هُرَيْزَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَاهُ بْنَ عَدَىٰ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى خَيْرٍ فَأَمْرَأَهُ عَلَيْهَا وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ صَالِحِ السُّمَانِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ وَأَبِيهِ سَعِيدِ مِثْلَهُ [راجع: ۲۲۰۱، ۲۲۰۲]

آنحضرت ﷺ نے ان کو مدحہ بالا برات فرمائی۔

۴۱ - باب معاملۃ النبی ﷺ

أهل خیر

باب خیر والوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا معاملہ طے کرنا

(۳۲۲۸) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا کہ اہم سے جو یہ نے بیان کیا ان سے تافع نہ اور ان سے مدد اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خیر (کی زمین و بخات وہیں کے) یہودیوں کے پاس ہی رہنے دیئے تھے کہ وہ ان میں کام کریں اور بتوں میں جو تم اور ان میں ان کی پیداوار کا آدھا حصہ طے کرے۔

۴۲۴۸ - حدثنا موسى بن إسماعيل
حدثنا جعفرية عن نالع عن عتيق الله
رضي الله عنه قال أبغض النبي
ختير اليهود ان يعملواها ويزرخوها وآلمهم
شطر ما يخرج منها. [راجع: ۲۲۸۵]

ادعو آدم پر معاملہ کرنا اس حدیث سے درست قرار پایا۔

باب ایک بکری کا گوشت جس میں نبی کریم ﷺ کو خیر میں زہر دیا گیا تھا۔ اس کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

۴۲۴۹ - باب الشاة التي سمّت للنبي
البيهقي رواه عروة عن عائشة
عن النبي ﷺ

(۳۲۲۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہ اہم سے لیٹ نے بیان کیا ان سے سعید نے بیان کیا ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خیر کی فتح کے بعد نبی کریم ﷺ کو (ایک یہودی عورت کی طرف سے) بکری کے گوشت کا پدھر یہ پیش کیا گیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔

۴۲۴۹ - حدثنا عبد الله بن يوسف
حدثنا الليث حدثني سعيدة عن أبي هريرة
رضي الله عنه قال لما فتحت خير
أهليت رسول الله ﷺ شاة فيها سمٌ.

[راجع: ۳۱۶۹]

لئے جائیں زہر سمجھنے والی زینب بنت حارث سلام بن مسلم یہودی کی عورت تھی۔ اس نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کو دست کا گوشت بت پسند ہے۔ اس نے اسی میں خوب زہر ملا۔ آپ نے ایک نوالہ چکے کر تھوک دیا۔ بشر بن براء بن بشیر کھائے وہ عورت کو بلا کر پوچھا۔ وہ کہنے لگی میں نے یہ اس لئے کیا کہ اگر آپ چے ر رسول ہیں تو اللہ آپ کو خبر کر دے گا اگر آپ جھوٹے ہیں تو آپ کا مرنا بتر ہے۔ این سعد کی روایت میں ہے جب بشر بن براء بن بشیر کے اڑھے زہر کے اڑھے مرنے کے تو آپ نے اس عورت کو بشیر بن بشیر کے دارشوں کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا (اس حدیث سے یہ بھی لٹا کر زہر دے کر مارڈا لایا ہی قتل عمر ہے اور اس میں قصاص لازم آتا ہے اور حنفیہ کا رد ہوا جو اسے قتل بالسبب کہتے ہیں اور قصاص کو اس میں ساقط کرتے ہیں۔ (وجیری)

۴۲ - باب غزوۃ زید بن حارثۃ

لئے جائیں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے کئی لا ایں میں سردار بنا کر سمجھا۔ سلہ نے کہا کہ ہم نے سات لا ایں ان کے ساتھ کیں۔ پسلے مجد کی طرف پھر بن سلیمان کی طرف پھر قبیش کے قاتلوں کی طرف جس میں ابو العاص بن رجع بن بشیر آنحضرت

شہباد کے داماد قید ہو کر آئے تھے۔ پھر بنو ثعلبہ کی طرف، پھر حسی کی طرف، پھر دادی القری کی طرف، پھر نبی فزارہ کی طرف۔ حافظ نے کما امام بخاری کی مراد یہاں یہی آخری غزوہ ہے۔ اس میں بڑے بڑے مساجرین اور انصار شریک تھے۔ جیسے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، ابو عبیدہ، سعد، سعید اور قاتدہ وغیرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۳۲۵۰) ہم سے مسد دنے بیان کیا، کہا ہم سے تجیب بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری بن شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن زیبار نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن شعبہ نے بیان کیا کہ ایک جماعت کا امیر رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید بن شعبہ کو ہبایا۔ ان کی امارت پر بعض لوگوں کو اعتراض ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج تم کو اس کی امارت پر اعتراض ہے تم ہی کچھ دن پہلے اس کے باپ کی امارت پر اعتراض کر چکے ہو۔ حالانکہ خدا کی قسم وہ امارت کے مستحق اور اہل تھے۔ اس کے علاوہ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے جس طرح یہ اسامہ بن شعبہ ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

٤٢٥٠ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ثُورَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ أَبْنَى دِينَارٍ عَنْ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَسَاطِةً عَلَى قَوْمٍ لَطَغُوْتُمْ لِي إِمَارَيْهِ لَقَالَ: ((إِنْ طَغُوتُمْ لِي إِمَارَيْهِ لَقَدْ طَغَيْتُمْ لِي إِمَارَةً أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ، وَإِنَّمَا اللَّهُ لَقَدْ كَانَ خَلِيقًا لِلِّإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنْ هَذَا لِمَنْ أَحَبَ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)).

[راجح: ۳۷۳]

تَسْبِيح ان طعنہ کرنے والوں کا سردار عیاش بن ابی ربیعہ تھا وہ کہنے لگا آنحضرت ﷺ نے ایک لڑکے کو مساجرین کا افسر بنا دیا ہے۔ اس پر دسرے لوگ بھی گفتگو کرنے لگے۔ یہ خبر حضرت عمر بن شعبہ کو پہنچی۔ انہوں نے ان لوگوں کا رد کیا اور آنحضرت ﷺ کو اخلاق دی۔ آپ بہت تنگا ہوئے اور یہ خطبہ مذکورہ سنایا۔ اسی کو جیش اسامہ کہتے ہیں۔ مرض الموت میں آپ نے وصیت فرمائی کہ اسامہ کا لشکر روانہ کرو۔ اسامہ بن شعبہ کے سردار مقرر کرنے میں یہ مصلحت تھی کہ ان کے والد ان کافروں کے ہاتھوں سے مارے گئے تھے۔ اسامہ کی دلچسپی کے علاوہ یہ بھی خیال تھا کہ وہ اپنے والد کی شادست یاد کر کے ان کافروں سے دل کھول کر لزیں گے۔ (اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضلوں کی سرداری جائز ہے۔ کیونکہ ابو بکر اور عمر بن شعبہ ایقیناً اسامہ بن شعبہ سے افضل تھے۔

باب عمرہ قضاء کا بیان

٤ - باب عمرہ القضاء

تَسْبِيح اس کو عمرہ قضاء لیے کہتے ہیں کہ یہ عمرہ اس قضائیں فیصلے کے مطابق کیا گیا تھا جو آپ نے قربیش کے کفاروں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اگلے عمرے کی قضاء کا عمرہ تھا کیونکہ اگلا عمرہ بھی آپ کا پورا ہو گیا تھا گو کافروں کی مزاحمت کی وجہ سے اس کے ارکان بجا نہیں لاسکے تھے۔ حضرت انس بن شعبہ والی روایت کو عبد الرزاق اور ابن حبان نے وصل کیا ہے۔ اس عمرہ میں عبد اللہ بن رواحہ بن شعبہ آنحضرت ﷺ کے سامنے شعر پڑھتے جاتے تھے۔ حضرت عمر بن شعبہ نے کما عبد اللہ تم آنحضرت ﷺ کے سامنے شعر پڑھتے ہو؟ آپ نے فرمایا عمرہ اس کو شعر پڑھنے دیے کافروں پر تیروں سے بھی زیادہ خست ہیں۔ وہ اشعار یہ تھے۔

خلوا	بني	الكافر	عن	سبيله
قد	انزل	الرحن	في	تنزيله
بان	خير	القتل	في	سبيله
نحن	قتلناكم	على	تاويله	

کما فلانکم علی تزیله
و ندهل العلیل من جبلیله
با رب ایلی مومن بقلیله

ترجمہ: اے کافروں کی اولاد! آنحضرت ﷺ کا راست پھوڑ دو۔ اللہ نے ان پر اپنا پاک کلام کے موافق قتل کرتے ہیں۔ یہ قتل اللہ کی راہ میں سست ہی مدد ہے۔ اب اس قتل کی وجہ سے ایک دوست اپنے دوست سے جدا ہو جائے گا۔ یا اللہ امیں نبی کرم ﷺ کے فرمودہ پر ایمان لا یا ہوں۔

ذکرۃ انس عن النبی ﷺ

(۴۲۵) مجھ سے صیدالہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن بشیر نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے ذی قعده میں عمرو کا حرام باندھا۔ کہ وادی آپ کے کہ میں داخل ہونے سے مانع آئے۔ آخر معاہدہ اس پر ہوا کہ (آئندہ سال) کہ میں تین دن آپ قیام کر سکتے ہیں، معاہدہ یوں لکھا جانے لگا ”یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا، کفار قریش کرنے لگے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو روکتے ہی کیوں، آپ تو بس محمد بن عبد اللہ ہیں۔“ حضرت نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور میں محمد بن عبد اللہ بھی ہوں، پھر علی بن بشیر سے فرمایا کہ (رسول اللہ کا لفظ مٹا دو) انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم! میں یہ لفظ کبھی نہیں مٹا سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے وہ تحریر اپنے ہاتھ میں لے لی۔ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن آپ نے اس کے الفاظ اس طرح کر دیے ”یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبد اللہ نے کیا کہ وہ تھیار لے کر مکہ میں نہیں آئیں گے۔ البتہ ایسی تواریخ جو نیام میں ہو ساچھ لاسکتے ہیں اور یہ کہ اگر کہہ والوں میں سے کوئی ان کے ساچھ جانا چاہے گا تو وہ اسے اپنے ساچھ نہیں لے جائیں گے۔ لیکن اگر ان کے ساتھیوں میں سے کوئی کہہ میں رہنا چاہے گا تو وہ اسے نہ روکیں گے۔“ پھر جب (آئندہ سال) آپ اس معاہدہ کے مطابق مکہ میں داخل ہوئے (اور تین دن کی) مدت پوری ہو گئی تو کہہ والے علی بن بشیر کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھی سے کو کہہ اب یہاں سے

۴۲۵ - حدیثی عبید اللہ بن موسیٰ عن اسرائیل عن أبي اسحاق عن البراء رضي الله عنه قال: لَمَّا اغْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَتَى أهْلَ مَكَّةَ أَن يَدْعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى فَاضْطَهَمُوا عَلَى أَن يَقِيمَ بِهَا تَلَاقَةً أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ قَالُوا: لَا تُقْرُبُ بِهَا لَوْ نَعْلَمُ أَنْكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا مِنْعَنَّا شَيْئًا وَلَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: ((أَنَا رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ)), ثُمَّ قَالَ يَعْلَمُ ((إِنَّمَا رَسُولُ اللَّهِ)) قَالَ عَلَيْيَ: لَا وَاللَّهِ لَا أَمْحُوكُ أَنِّي فَأَخْذُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يَخْسِنُ يَكْتَبْ فَكَتَبَ ((هَذَا مَا قَاضَى مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ السَّلَاحَ إِلَّا السَّيْفُ فِي الْقِرَابِ، وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَخْدِيَّ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَبْقَيْهَ وَأَنْ لَا يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَخْدِيَّ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَقِيمَ بِهَا)), فَلَمَّا دَخَلُوا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتُوا عَلَيْهَا فَقَالُوا: قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَا

چلے جائیں، کیونکہ مدت پوری ہو گئی ہے۔ جب آنحضرت ﷺ کے سے لٹکے تو آپ کے پیچھے حمزہ بن شہر کی بیٹی مجھا بچا کہتی ہوئی آئیں۔ علی بن شہر نے انہیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ کر قاطرہ بن شہر کے پاس لائے اور کہا کہ اپنے بچا کی بیٹی کو لے لوئیں اسے لیتا آیا ہوں۔ علی، زید، جعفر کا اختلاف ہوا۔ علی بن شہر نے کہا کہ میں اسے اپنے ساتھ لایا ہوں اور یہ میرے بچا کی بڑی ہے۔ جعفر بن شہر نے کہا کہ یہ میرے بچا کی بڑی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہیں۔ زید بن شہر نے کہا یہ میرے بھائی کی بڑی ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کی خالہ کے حق میں فیصلہ فرمایا ہو۔ جعفر بن شہر کے نکاح میں تھیں اور فرمایا خالہ میں کے درجے میں ہوتی ہے اور علی بن شہر سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، جعفر بن شہر سے فرمایا کہ تم صورت و شکل اور عادات و اخلاق دوںوں میں مجھ سے مشابہ ہو اور زید بن شہر سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولا ہو۔ علی بن شہر نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ حمزہ بن شہر کی صاحبزادی کو آپ اپنے نکاح میں لے لیں لیکن آپ نے فرمایا کہ وہ میرے رضای بھائی کی بڑی ہے۔

لشیخ حمزہ بن شہر آنحضرت ﷺ کے رضای بھائی اور حقیقی بھائی تھے، اس لیے وہ آپ کے لیے حلال نہ تھی۔ روایت میں عمرہ قضا کا ذکر ہے جب سے بھائی وجہ مطابقت ہے۔

لشیخ حمزہ بن شہر آنحضرت ﷺ کے رضای بھائی اور حقیقی بھائی تھے، اس حدیث کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ گو آپ لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ نے مجھو کے طور پر اس وقت لکھ دیا۔ قسطلانی نے کہا کہ حدیث کا ترجیح یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ سے کندھ لے لیا اور آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے۔ آپ نے حضرت علی بن شہر سے فرمایا رسول اللہ کا لفظ کمال ہے، انہوں نے تلاویا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے میٹ دیا پھر وہ کافر حضرت علی بن شہر کو دے دیا، انہوں نے پھر پورا صلح نہ کیا اس تقریر پر کوئی اتفاق بلیغ نہ رہے گا۔ جائز نہ کہاں حدیث سے حضرت جعفر بن شہر کی بڑی فضیلت تھی۔ خصائص اور سیرت میں آپ رسول اللہ ﷺ سے مشہد تکہ رکھتے تھے۔ یہ بڑی حضرت جعفر بن شہر کی زندگی تک ان کے پاس رہی، جب وہ شہید ہوئے تو ان کی وصیت کے مطابق حضرت علی بن شہر کے پاس رہی اور انہی کے پاس جوان ہوئی۔ اس وقت حضرت علی بن شہر نے آنحضرت ﷺ سے نکاح کے لیے کہا تو آپ نے یہ فرمایا جو روایت میں موجود ہے۔

۴۲۵۲ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ زَيْنَالِ حَدَّثَنَا سُرِيقٌ حَدَّثَنَا فَلَيْحَةُ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الحُسْنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا فَلَيْحَةُ بْنُ سَلَيْمانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي

(۳۲۵۲) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم ہے سرتخ نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قلع بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے مائف نے اور ان سے اہن

عمر بن حیثما نے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کے ارادے سے لٹکے، لیکن کفار قریش نے بیت اللہ مکہ سے آپ کو روکا۔ چنانچہ آخرت ﷺ نے اپنا قربانی کا جانور حدیبیہ میں ہی ذبح کر دیا اور وہیں سر بھی منڈل دیا اور ان سے معالہ کیا کہ آپ آئندہ سال عمرہ کر سکتے ہیں لیکن (تیام میں) تکاروں کے سوا اور کوئی ہتھیار ساتھ نہیں لاسکتے اور جتنے دنوں کہ والے چاہیں گے، اس سے زیادہ آپ وہاں ٹھہر نہیں سکیں گے۔ اس لیے آخرت ﷺ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور معالہ کے مطابق مکہ میں داخل ہوئے۔ تین دن وہاں مقیم رہے۔ پھر قریش نے آپ سے جانے کے لیے کما اور آپ مکہ سے چڑھنے آئے۔

لشیخ [الدوس شرکہ کو چھوڑ کر واپس آگئے۔ کاش! آج بھی مسلمان اپنے وعدوں کی الگی ہی پابندی کریں تو دنیا میں ان کی تدریروں مزالت بست بڑھ سکتی ہے۔

(۳۲۵۳) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہاں سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، کہاں سے منصور ابن معتر نے، ان سے جہاں نے بیان کیا کہ میں اور عروہ بن زبیر دونوں مسجد بنبوی میں داخل ہوئے تو حضرت ابن عمر بن حیثما حضرت عائشہؓ کے جمرو کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے۔ عروہ نے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کل کتنے عمرے کئے تھے؟ حضرت ابن عمر بن حیثما نے کہا کہ چار۔ اور ایک ان میں سے رجب میں کیا تھا۔

(۳۲۵۴) پھر ہم نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے (اپنے گمراہ میں) مساوک کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے ان سے پوچھا، اے ایمان والوں کی ماں! آپ نے سنایا ہے، "ابو عبد الرحمن" (عبدالله بن عمر بن حیثما) کیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے چار عمرے کئے تھے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آخرت ﷺ نے جب بھی عمرہ کیا تو عبد الله بن عمر بن حیثما آپ کے ساتھ تھے لیکن آپ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

لشیخ [حضرت عائشہؓ کی یہ بات سن کر حضرت ابن عمر بن حیثما خاموش ہو گئے۔ اس سے حضرت عائشہؓ کی بات کا صحیح ہوتا

اعْمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
خَرَجَ مُغَمِّراً فَخَالَ كُفَّارٌ قُرَيْشٌ بَيْنَهُ
وَبَيْنَ النَّبِيِّ فَجَرَ هَذِهِ وَخَلَقَ رَأْسَهُ
بِالْحَدِيدِيَّةِ وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَغْمِرُ الْعَامَ
الْمُقْبِلَ وَلَا يَخْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا
سَيْوَفًا وَلَا يَقِيمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحْبَبُوا فَاغْتَمَرَ
مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلُوهَا كَمَا كَانَ
صَالِحُهُمْ فَلَمَّا أَنْ أَقَمَ بِهَا ثَلَاثَةً أَمْرُوهُ أَنْ
يَخْرُجَ لِخَرْجَ.

لشیخ [الدوس عمد کا تقاضا بھی یہ تھا جو آخرت ﷺ نے پورے طور پر ادا فرمایا اور آپ صرف تین دن قیام فرمایا کہ اپنے پارے تدریروں مزالت بست بڑھ سکتی ہے۔

۴۲۵۳ - حدثنا عثمان بن أبي شيبة
حدثنا جريرا عن منصور عن مجاهيد قال:
دخلت أنا وعروة بن الزبير المساجدة
فإذا عبد الله بن عمر رضي الله عنهما
جالس إلى حجرة عائشة ثم قال: كم
اغتمر النبي ؟ قال أربع عمر إخداهن في
رجب. [راجع: ۱۷۷۵]

۴۲۵۴ - ثم سمعنا استبانة عائشة قال
عروة : يا أم المؤمنين إلا تسمعين ما
يقول أبو عبد الرحمن إن النبي ؟
اغتمر أربع عمر إخداهن في رجب؟
فقالت ما اغتمر النبي ؟ عمرة إلا وهو
شاهد وما اغتمر في رجب فقط.

[راجع: ۱۷۷۶]

ثابت ہوا۔ (قطلانی)

(۳۲۵۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، انہوں نے عبد اللہ بن ابی اویٰ بنیٹ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو ہم آپ پر آڑ کئے ہوئے مشرکین کے لذکوں اور مشرکین سے آپ کی حفاظت کرتے رہتے تھے تاکہ وہ آپ کو کوئی ایمان دے سکیں۔

[راجع: [۱۶۰۰]

صلح حدیبیہ کے بعد یہ عمرہ دوسرے سال کیا گیا تھا، کفار کے قلوب اسلام اور پیغمبر اسلام کی طرف سے صاف نہیں تھے، مسلمانوں کو خطرات برایران تھے۔ خاص طور پر حضور ﷺ کی حفاظت مسلمانوں کے لیے ضروری تھی۔ روایت میں اسی طرف اشارہ ہے۔ یہ حدیث غزوہ حدیبیہ میں بھی گزر چکی ہے۔

(۳۲۵۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مسیحی نے کہ جب نبی کرم ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ تشریف لائے تو مشرکین نے، کہا کہ تمہارے یہاں وہ لوگ آرہے ہیں جنہیں یہ رب (مذہب) کے بخار نے کنور کر دیا ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ طواف کے پلے تین چکروں میں اکڑ کر چلا جائے اور رکن یہاں اور جر اسود کے درمیان حسب معمول چلیں۔ تمام چکروں میں اکڑ کر چلنے کا حکم آپ نے اس لیے نہیں دیا کہ کہیں یہ (امت پر) دشوار نہ ہو جائے اور حماد بن سلمہ نے ایوب سے اس حدیث کو روایت کر کے یہ اضافہ کیا ہے۔ ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آنحضرت ﷺ اس سال عمرہ کرنے آئے جس میں مشرکین نے آپ کو امن دیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اکڑ کر چلو تاکہ مشرکین تمہاری قوت کو دیکھیں۔ مشرکین جبل قیمعان کی طرف کھڑے دیکھ رہے تھے۔

قیمعان ایک پہاڑ ہے وہاں سے شاید دونوں رکن عقبہ کے نظر پڑتے ہیں یہاں رکن نظر نہیں آتے۔

(۳۲۵۷) ہدیثی مُحَمَّد عن سُفِيَّانَ بنَ مُحَمَّدَ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ

۴۲۵۵ - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ سَمِعَ أَبْنَ أَبِي أُوفَى يَقُولُ : لَمَّا اغْصَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرَّنَاهُ مِنْ غَلْمَانَ الْمُشْرِكِينَ وَمِنْهُمْ أَنْ يُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ .

[راجع: [۱۶۰۰]

۴۲۵۶ - حدَّثَنَا سُلَيْمَانَ بْنَ حَوْنَبَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ أَبْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّيرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَدِيمٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاضْخَابَهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ : إِنَّهُ يَقْدِمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنَّهُمْ خَمُّيْنَ بَنِيْرَ وَأَمْرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الْثَّالِثَةَ ، وَإِنَّ يَمْشُوا مَانِيَّيِ الْمُكَبِّتِينَ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلُّهَا ، إِلَّا الْإِنْبَقاءُ عَلَيْهِمْ . وَزَادَ أَبْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّيرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : لَمَّا قَدِيمُ النَّبِيُّ ﷺ لَعَاهُ الْأَذِيْنِيْ أَسْتَأْمَنَ قَالَ : ((أَرْمُلُوا)) لَبِرِي الْمُشْرِكِينَ فَوْتُهُمْ ، وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قِبَلِ قُعْدِيْقَانَ . [راجع: [۱۶۰۲]

نے، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء ابن الجراح نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے طواف میں رمل اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑ، مشرکین کے سامنے اپنی طاقت دکھانے کے لیے کی تھی۔

مودودی ہے ہلاتے ہوئے اکٹھ کر جانا اس کو مرکتے ہیں جواب بھی مسنون ہے۔

(۳۲۵۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین میمونہ بنتی خبیر سے نکاح کیا تو آپ محروم تھے اور جب ان سے خلوت کی تو آپ احرام کھول چکے تھے۔ میمونہ بنتی خبیر کا انتقال بھی اسی مقام سرف میں ہوا۔

(۳۲۵۹) امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اور ابن احیا نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مجھ سے ابن الیخج—— اور ابن بن صالح نے بیان کیا، ان سے عطاء اور مجاهد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ بنتی خبیر سے عمرہ قضاۓ میں نکاح کیا تھا۔

نقیب حضرت میمونہ بنتی خبیر ایبن عباس رضی اللہ عنہ کی غالہ تھیں جن کی بین ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پیوی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہی میمونہ رضی اللہ عنہنا کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کیا۔ سرف مکے دس میل کے فاصلہ پر ایک موضع ہے۔ سن ۱۵۶ میں حضرت میمونہ بنتی خبیر نے اسی جگہ انتقال فرمایا۔ احادیث مذکورہ بالا میں کسی نہ کسی پبلو سے عمرہ قضاۓ کا ذکر ہوا ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ رمل وغیرہ وقتی اعمال تھے کہ بعد میں ان کو بطور سنت برقرار رکھا گیا تاکہ اس وقت کے حالات مسلمانوں کے ذہن میں تازہ رہیں اور اسلام کے غالب آنے پر وہ خدا کا شکر ادا کرتے رہیں۔ عمرہ قضاۓ کا بیان بیچھے مفصل گزر چکا ہے۔

باب غزوۃ موتۃ مِنْ أَرْضِ

تحا

الشام

مودہ بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلہ پر بلقاء کے قریب ایک جگہ کام تھا۔ یہاں شام میں شریعتیں ایں عمرو غسانی قیصر کے حاکم نے رسول کریم ﷺ کے ایک قاصد حرث بن عمیر رضی اللہ عنہ نے کو قتل کر دیا تھا۔ یہ سنہ ۴۸ھ مہ جماں الاول کا واقعہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس پر چڑھائی کے لیے فوج روانہ کی جو تین ہزار مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ (فتح الباری)

(۳۲۶۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن

عینہ عن عفیرو، عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قائل: إنما سعى النبي ﷺ بالبيت وبين الصفا والمروءة ليري المشركين فؤاده. [راجح: ۱۴۴۹]

حدائقنا موسیٰ بن اسماعیل ۴۲۵۸ - حدائقنا وہیب قائل: حدائقنا ایوب عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قائل: تزوج النبي ﷺ میمونة وهو محروم وتبی بہا وهو حلال وماتت بسرف.

[راجح: ۱۸۳۷]

وزاد ابن إسحاق حدائقنا ابن أبي نجیح، وأباذر بن صالح عن عطاء ومجاهد عن ابن عباس قائل: تزوج النبي ﷺ میمونة في عمرة القضاء.

[راجح: ۱۸۳۷]

وہب نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حارث انصاری نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے بیان کیا اور کماکر مجھ کو تنازع نے خردی اور انہیں این عمر بن حنفیتہ نے خردی کہ اس غزوہ موبہ میں حضرت جعفر طیار بنشہ کی لاش پر کھڑے ہو کر میں نے شمار کیا تو نیزول اور سکواروں کے پچاس زخم ان کے جسم پر تھے لیکن پیچھے یعنی پیٹھ پر ایک زخم بھی نہیں تھا۔

عَنْ عَمْرُو، عَنْ ابْنِ أَبِي هَلَّلٍ قَالَ:
وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عَمْرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ
وَقَفَ عَلَى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ، وَهُوَ قَبِيلٌ
فَمَدَّتْ بِهِ خَمْسِينَ يَيْنَ طَغْيَةً وَضَرَبَهُ
لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِي دُبْرِهِ يَغْنِي فِي ظَهْرِهِ.
[طرفة في: ٤٢٦١]

حضرت جعفر طیار بن شریح اسلام کے ان بہادروں میں سے ہیں جن پر امت مسلمہ بیش نازار رہے گی۔ پشت پر کسی زخم کا
ہونا اس کا مطلب یہ کہ جنگ میں وہ آخر تک سینہ پر رہے، ہمگی کر پیٹھے دکھلانے کا دل میں خیال تک بھی نہیں آیا۔ آپ
ابوطالب کے بیٹے ہیں، شادوت کے بعد اللہ نے ان کو جنت میں دو بازو عطا کئے جن سے یہ جنت میں آزادی کے ساتھ اڑتے پھرتے
ہیں۔ اس لیے ان کا لقب طیار ہوا، رضی اللہ عن دار رضا۔ موذ ملک شام میں ایک جگہ کا ہم تھا۔

(۳۷۶) ہمیں الحسن بن ابی بکر نے خبر دی، انہوں نے کامیم سے مخبر
بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن سعد نے بیان کیا، ان
سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ مودعہ کے لشکر کا امیر زید بن
حارث رضی اللہ عنہ کو بیانیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا
کہ اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن شریح امیر ہوں اور
اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواجہ بن
امیر ہوں۔ عبداللہ بن عمر بھی نہیں نے بیان کیا کہ اس غزوہ میں میں بھی
شریک تھا۔ بعد میں جب ہم نے جعفر کو تلاش کیا تو ان کی لاش نہیں
شداء میں ملی اور ان کے جسم پر کچھ اور نوے زخم نیزدیں اور تیروں
کے تھے۔

[رَاجِعٌ: ٤٢٦]

زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شادت کی خبر اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے دی تھی جب بھی ان کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ فرماتے جا رہے تھے کہ اب زید رضی اللہ عنہ جہذا الحاء ہوئے ہیں، اب وہ شہید کر دیے گے، اب جعفر رضی اللہ عنہ نے جہذا الحمالیا، وہ بھی شہید کر دیے گے۔ اب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جہذا الحمالیا، وہ بھی شہید کر دیے گے۔ آخر خضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آخر اللہ کی تواروں میں سے ایک توار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جہذا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عتیت فرمائی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قبلَ أَنْ يَأْتِيهِمْ خَيْرُهُمْ فَقَالَ: أَخْدَ الرَايَةَ زَيْنَدَ، فَأَصْبَبَ ثُمَّ أَخْدَ جَعْفَرَ فَأَصْبَبَ، ثُمَّ أَخْدَ ابْنَ رَوَاحَةَ فَأَصْبَبَ، وَعِنْيَاهُ تَذَرَّفَانِ حَتَّى أَخْدَ الرَايَةَ سَيْفَ مِنْ سَيْفِ اللَّهِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ.

[راجع: ۱۲۴۶]

تَسْبِيحٌ
آخر خضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ میں شریک نہ تھے۔ آپ یہ سب خبریں مدینہ میں بیٹھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے رہے تھے اور آپ کو بذریعہ وحی یہ سارے حالات معلوم ہو گئے تھے۔ آپ غیب وال نہیں تھے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اس جنگ میں دائیں ہاتھ میں جہذا تھامے ہوئے تھے۔ دشمنوں نے وہ ہاتھ کاٹ ڈالا تو انہوں نے باسیں ہاتھ میں جہذا لے لیا۔ دشمنوں نے اس کو بھی کاٹ ڈالا، وہ شہید ہو گئے۔ آخر خضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں دو بازو پرندے کی طرح کے بخش دیے ہیں، وہ ان سے جنت میں جہاں چاہیں اڑتے پھرتے ہیں۔ لفظ طیار کے معنی اڑنے والے کے ہیں۔ ابی سے آپ کو جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارا گیا، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے عبد اللہ اور محمد نبی تھے۔ آخر خضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو موت والوں کا حال مجھ کو سناؤ ورنہ میں خود ہی تم کو ان کا پورا حال سناؤ دیتا ہوں۔ (جو اللہ نے تمہارے آنے سے پہلے مجھ کو وحی کے ذریعہ بتا دیا ہے) چنانچہ خود آپ نے ان کا پورا حال بیان فرمادیا ہے سن کر یعنی بن امیہ کئے گئے کہ قوم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے کہ آپ نے اہل موت کے حالات سنانے میں ایک حرفاً کی بھی کی نہیں چھوڑی ہے۔ آپ کا بیان حرف بـ حرف صحیح ہے۔ (قطلانی)

۴۲۶۳ - حَدَّثَنَا قَيْمَيْهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْوَهَابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْقِي بْنَ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرْتَنِي عُمَرَةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: لَمَّا جَاءَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرَ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُعْرَفُ فِي الْحُزْنِ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَآتَا أَطْلَعَ مِنْ صَالِبِ الْبَابِ تَغْنِي مِنْ شَقِ الْبَابِ فَاتَّاهَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْ رَسُولُ اللَّهِ إِنِّي نِسَاءٌ

(۲۲۶۳) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب بن عبد الجید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سن، کہا کہ مجھے عمرہ بنت عبدالرحمن نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سن، انہوں نے بیان کیا زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شادت کی خبر آئی تھی، آخر خضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے چڑے سے غم ظاہر ہو رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں دروازے کی درازی سے جھانک کر دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک آدمی نے آگر عرض کیا یا رسول اللہ! جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتیں چلا کر رورہی ہیں۔ آخر خضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم

جَعْفَرُ قَالَ: وَذَكْرُ بُكَاءِهِنْ فَأَمْرَهُ أَنْ
يَنْهَا هُنْ قَالَ: فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ:
فَذَنْهُنْ وَذَكْرُ أَنَّهُ لَمْ يُطْعَنْهُ قَالَ: فَأَمْرَ
أَيْضًا فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ: وَاللهِ لَقَدْ
غَلَبَنَا فَرَعَمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ:
(فَأَخْثُرْ فِي أَفْوَاهِهِنْ مِنَ التُّرَابِ) قَالَ
عَائِشَةُ: فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللَّهَ أَنْفَكْ فَوَاللهِ مَا
أَنْتَ تَفْعَلُ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ قَالَ مِنَ
الْعِنَاءِ. [راجع: ۱۲۹۹]

٤٢٦٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ
حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلَيْهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي
خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا
حَيَا ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ
ذِي الْجَنَاحَيْنِ. [راجع: ۳۷۰۹]

اے دوپروں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو جو، حضرت جعفر بن شیر کے بیٹے کا نام عبد اللہ تھا۔

لَشَرِحِ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں فالمراد بالجناحين صفة ملكية وقرة روحانية اعطيها جعفر يعني سیلی نے کما کہ جناحين سے مراد وہ صفات ملکی و قوت روحاںی ہے جو حضرت جعفر بن شیر کو دی گئی۔ مگر واذا لم یثبت خبر فی بیان کیفیتها فومن بها من غير بحث عن حقیقتها (فتح الباری) یعنی جب ان پروں کی کیفیت کے بارے میں کوئی خبر ثابت نہیں تو ہم ان کی حقیقت کی بحث میں نہیں پڑتے بلکہ جیسا حدیث میں وارد ہوا، اس پر ایمان لاتے ہیں۔

٤٢٦٥ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا سَفِينَ
عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ
قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ: لَقَدْ
انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مُوْتَهِ تِسْعَةً أَسْيَابِ
فَمَا بَقَى فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحةً يَمَانِيَةً.
[طرفہ فی: ۴۲۶۶]

٤٢٦٦ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْتَى حَدَّثَنَا
يَحْتَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسَ،

(۳۲۶۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کما ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے خالد بن ولید بن شیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ غزوہ موئیہ میں میرے ہاتھ سے نو تکواریں نوٹی تھیں۔ صرف ایک یمن کا پہاہوا چوڑے پھل کا تیغہ باقی رہ گیا تھا۔

(۳۲۶۶) مجھ سے محمد بن شفیع نے بیان کیا، کما ہم سے سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے

قیس بن ابی حازم نے بیان کیا، کما کہ میں نے خالد بن ولید بن شوہر سے سنًا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تواریں نوئی تھیں، صرف ایک یعنی تیغہ میرے ہاتھ میں باقی رہ گیا تھا۔

قال: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ : لَقَدْ دَقَّ فِي يَدِي يَوْمَ مُوتَةٍ تِسْعَةً أَسْنَافاً وَصَرَّتْ فِي يَدِي صَفِيحةً لِي يَمَايِّهَةً.

[راجع: ۴۲۶۵]

یہ حضرت خالد بن شوہر کی کمال بداری دلیری اور جرأت کی دلیل ہے۔

(۴۲۶۷) مجھ سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، لما هم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے حسین بن عبد الرحمن نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے نعمان بن بشیر نے کہ عبد اللہ بن رواحہ بن شوہر پر (ایک مرتبہ کسی مرض میں) بے ہوش طاری ہوئی تو ان کی بہن عمرو والدہ نعمان بن بشیر یہ سمجھ کر کہ کوئی حادثہ پیش آگیا، عبد اللہ بن رواحہ بن شوہر کے لیے پکار کر رونے لگیں۔ ہائے میرے بھائی ہائے میرے ایسے اور ویسے۔ ان کے محاسن اس طرح ایک ایک کر کے گئانے لگیں لیکن جب عبد اللہ بن شوہر کو ہوش آیا تو انہوں نے کما کر تم جب میری کسی خوبی کا بیان کرتی تھیں تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا تم واقعی ایسے ہی تھے۔

۴۲۶۷ - حدَثَنِي عَمْرَانُ بْنُ مَسْتَرَةَ، حدَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنِ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ بِهِ عَنْهُمَا قَالَ: أَغْمَى عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ، فَجَعَلَتْ أَخْتَهُ عَمْرَةً تَنْكِي وَاجْبَلَاهُ وَأَكَدَاهُ وَأَكَدَاهُ، تَعَذَّذَ عَلَيْهِ فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ: مَا قُلْتَ شَيْئاً إِلَّا قِيلَ لِي أَنَّ

كَذَلِكَ، [طرفة في: ۴۲۶۸].

ایک روایت میں ہے کہ فرشتے لوہے کا گزر اٹھاتے اور عبد اللہ بن شوہر سے پوچھتے کیا تو ایسا ہی تھا۔ معلوم ہوا کہ بعض بیماریوں میں مرنے سے پہلے ہی فرشتے نظر پڑ جاتے ہیں گو آدمی نہ مرے۔ چنانچہ عبد اللہ بن شوہر اس بیماری سے اچھے ہو گئے تھے یہی عبد اللہ بن رواحہ بن شوہر ہیں جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ اس مناسبت سے اس حدیث کو اس باب کے ذیل میں لایا گیا۔ مزید تفصیل حدیث ذیل میں آرہی ہے۔

(۴۲۶۸) ہم سے قتبہ نے بیان لیا، لما هم سے عبیر بن قاسم نے بیان کیا، ان سے حسین نے، ان سے شعبی نے اور ان سے نعمان بن بشیر بن شوہر نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن رواحہ بن شوہر کو بے ہوش ہو گئی تھی، پھر اوپر کی حدیث کی طرح بیان کیا۔ چنانچہ جب (غزوہ موتہ) میں وہ شہید ہوئے تو ان کی بہن ان پر نہیں روئیں۔

۴۲۶۸ - حدَثَنَا قُبَيْلَةَ، حدَثَنَا عَبْرَةَ عَنْ حُصَيْنِ، عَنْ الشَّفَعِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أَغْمَى عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهَذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ.

[راجع: ۴۲۶۷]

ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ میت پر نوجہ کرنا خود میت کے لیے باعث عذاب ہے۔ اس لیے انہوں نے اس حرکت سے پر ہیز اختیار کیا، غالباً آنسو اگر جاری ہوں تو یہ معنی نہیں ہے، چلا کر بروتا اور میت کے اوصاف بیان کرنا منع ہے۔

۶ - باب بَعْثَتِ النَّبِيِّ ﷺ أَسَمَّةً بْنَ زَيْدَ بْنَ سَعْدٍ کو حرقات کے

باب نبی کریم ﷺ کا اسامہ بن زید بن سعید کو حرقات کے

زید إلى المحرقات من جهة

لظ حرقات حرقة کی طرف منسوب ہے۔ اس کا نام جیش بن عامر بن ثعلبہ بن مودع بن جبیہ تھا، اس نے ایک لڑائی میں ایک قوم کو آگ میں جلا دیا تھا۔ اس لیے حرقة نام سے موسم ہوا۔

(۳۲۶۹) مجھ سے عمرو بن محمد بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشم نے بیان کیا، انہیں حسین نے خبر دی، انہیں ابوظیان حسین بن جنبد نے، کما کہ میں نے اسامہ بن زید بن شیخ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ملئیل نے قبلہ حرقة کی طرف بھجو۔ ہم نے صح کے وقت ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی، پھر میں اور ایک اور انصاری صحابی اس قبیلہ کے ایک شخص (مرداں بن عمرو نای) سے بھڑ گئے۔ جب ہم نے اس پر غلبہ پالیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا۔ انصاری تو فوراً ہمیں رک گیا لیکن میں نے اسے اپنے برچھے سے قتل کر دیا۔ جب ہم لوٹے تو آنحضرت ملئیل کو بھی اس کی خبر ہوئی۔ آپ ملئیل نے دریافت فرمایا۔ اسامہ بن شیخ کیا اس کے لا الہ الا اللہ کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ قتل سے پچنا چاہتے تھے (اس نے یہ کلمہ دل سے نہیں پڑھا تھا) آپ بار بار یہی فرماتے رہے (کیا تم نے اس کے لا الہ الا اللہ کہنے پر بھی اسے قتل کر دیا) کہ میرے دل میں یہ آزو پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے اسلام نہ لاتا۔

لشیخ [کلمہ پڑھنے کے باوجود اسے قتل کرنا حضرت اسامہ بن شیخ کا کام تھا جس پر آنحضرت ملئیل کو انتہائی رنج ہوا اور آپ نے بار بار یہ جملہ دہرا کر خفیٰ کا انہصار فرمایا۔ اسامہ بن شیخ کے دل میں تنبا پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور مجھ سے یہ غلطی سرزد نہ ہوتی اور آج جب اسلام لاتا تو میرے پچھے سارے گناہ معاف ہو پچھے ہوتے۔ کیونکہ اسلام کفر کی زندگی کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اسی لیے کسی کلمہ گو کی عکفیر کرنا وہ بدترین حرکت ہے جس نے مسلمانوں کی ملی طاقت کو پاپ پاٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ مزید افسوس ان علماء پر ہے جو ذرا ذرا اسی پاؤں پر تیر عکفیر چلاتے رہتے ہیں۔ ایسے علماء کو بھی سوچنا چاہیے کہ وہ کلمہ پڑھنے والوں کو کافر ہنا بنا کر خدا کو کیا منہ دھکھائیں گے۔ ہاں اگر کوئی گو افعال کفر کا رتکاب کرے اور توبہ نہ کرے تو ان افعال کفریہ میں اس کی طرف لظ کفر کی نسبت کی جا سکتی ہے۔ جو کفر دون کفر کے تحت ہے۔ برعکمال افراط تفیریط سے پچالازم ہے۔ لانکفر اہل القبلہ جملہ مسائل اہل سنت کا متفقہ اصول ہے۔]

(۳۲۷۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اساعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا اور انہوں نے سلمہ بن اکوع بن شیخ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کرم

۴۲۶۹ - حدثنا عمرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هشِيمَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنَ أَخْبَرَنَا أَبُو ظَبَيْلَانَ قَالَ: سَمِعْتَ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: بَعْنَا رَسُولُ اللَّهِ إِلَى الْمَحْرَقَةِ فَصَبَّخَنَا الْقَوْمُ فَهَزَّنَاهُمْ، وَلَحِقَتْ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِيَاهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ، فَطَعَنَتْهُ بِرَمْحِي حَتَّى قُتِلَتْهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا بِلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((بِإِيمَانِ أَسَامَةَ أَفْتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) فَقُلْتُ كَانَ مَتَعْوِذًا فَمَا زَالَ يَكْرَرُهَا حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

[طرفة في : ۶۸۷۲].

۴۲۷۰ - حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا حاتم عن يزيد بن أبي عبيدة، قال: سمعت سلمة بن الأكوع يقول: غرقت

شیعہ کے ہمراہ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسے لکھوں میں شریک ہوا ہوں جو آپ نے روائہ کئے تھے۔ (مگر آپ خود ان میں نہیں گئے) کبھی ہم پر ابو بکر شیعہ امیر ہوئے اور کسی فوج کے امیر اسامہ بن عثیمین ہوئے۔

(۳۲) اور عمر بن حفص بن غیاث نے (امام بخاری شیعہ کے شیخ ہیں) بیان کیا کہا ہم سے ہمارے والدے نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا اور انہوں نے سلمہ بن اکوع بن شیعہ سے نا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم شیعیل کے ساتھ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسی لڑائیوں میں گیا ہوں جن کو خود حضور اکرم شیعیل نے بھیجا تھا۔ کبھی ہمارے امیر ابو بکر ہوتے اور کبھی اسامہ بن عثیمین ہوتے۔

تشریح راوی کا مقصد یہ ہے کہ جملہ غزوات میں رسول کریم شیعیل نے کبھی امیر لٹکر حضرت ابو بکر صدیق بن عثیمین سے اکابر کو بیالا اور کبھی اسامہ بن عثیمین سے نوجوانوں کو، مگر ہم لوگوں نے کبھی اس بارے میں امیر لٹکر کے بڑے چھوٹے ہونے کا خیال نہیں کیا بلکہ فربان رسالت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ آپ نے بار بار فرمایا تھا کہ اگر کوئی جبھی غلام بھی تم پر امیر بنا دیا جائے تو اس کی اطاعت تھمارا فرض ہے۔

(۳۲) ہم سے ابو عاصم الفحاک بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوع بن شیعہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم شیعیل کے ساتھ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور میں نے ابن حارث (یعنی اسامہ بن عثیمین) کے ساتھ بھی غزوہ کیا ہے۔ حضور اکرم شیعیل نے انسیں ہم پر امیر بنا لیا تھا۔

معَ النَّبِيِّ تِسْنَعُ غَزَوَاتٍ وَخَرَجَتْ لِيَمَا يَعْفُتْ مِنَ الْبَعْثَةِ تِسْنَعُ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أُبُوبَكْرٌ وَمَرَّةً عَلَيْنَا أَسَمَّةً.

[اطرافہ فی: ۴۲۷۱، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳]

۴۲۷۱ - وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ نَّبِيٌّ شِيعَةً، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي عَبِيدِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةً يَقُولُ : غَزَوَتْ مَعَ النَّبِيِّ تِسْنَعُ غَزَوَاتٍ، وَخَرَجَتْ لِيَمَا يَعْفُتْ مِنَ الْبَعْثَةِ تِسْنَعُ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أُبُوبَكْرٌ وَمَرَّةً أَسَمَّةً. [راجح: ۴۲۷۰]

تشریح راوی کا مقصد یہ ہے کہ جملہ غزوات میں رسول کریم شیعیل نے کبھی امیر لٹکر حضرت ابو بکر صدیق بن عثیمین سے اکابر کو بیالا اور کبھی اسامہ بن عثیمین سے نوجوانوں کو، مگر ہم لوگوں نے کبھی اس بارے میں امیر لٹکر کے بڑے چھوٹے ہونے کا خیال نہیں کیا بلکہ فربان رسالت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ آپ نے بار بار فرمایا تھا کہ اگر کوئی جبھی غلام بھی تم پر امیر بنا دیا جائے تو اس کی اطاعت تھمارا فرض ہے۔

۴۲۷۲ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمِ الصَّحَافِيِّ بْنُ مَخْلُدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عَبِيدِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْنَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: غَزَوَتْ مَعَ النَّبِيِّ تِسْنَعُ غَزَوَاتٍ، وَغَزَوَتْ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا.

[راجح: ۴۲۷۰]

تشریح یہ اس روایت کے خلاف نہیں جس میں آخرت کے ساتھ نوجاذہ کور ہیں۔ شاید سلمہ نے وادی القری اور عمرہ قضا کا سفر بھی جاد سمجھ لیا اس طرح نہ ہو گئے۔ قسطلانی نے کہا یہ حدیث امام بخاری کی پندرہ عویں مثالی حدیث ہے۔ حارث حضرت اسامہ کے دادا کا نام ہے۔ (وہیدی)

(۳۲) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن مسude نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم شیعیل کے ساتھ سات غزوے کئے۔ اس سلمہ میں انہوں نے غزوہ خیر، غزوہ حدیبیہ، غزوہ حنین اور غزوہ ذات القروہ کا ذکر کیا۔ یزید نے کہا کہ باقی غزووں کے نام

۴۲۷۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ مَسْعِدَةَ، عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي عَبِيدِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْنَعِ، قَالَ: غَزَوَتْ مَعَ النَّبِيِّ تِسْنَعُ غَزَوَاتٍ، فَذَكَرَ حَبَّيْرَ وَالْحَدِيْبِيَّةَ وَيَوْمَ حَنِينَ وَيَوْمَ الْقَرْدَ،

میں بھول گیا۔

قالَ تَبِعِيدُ وَنَسِيْتُ نَقِيّْهُمْ.

[راجع: ۴۲۷۰]

ان جملہ غزوہات کا بیان اسی پارے میں جگہ جگہ مذکور ہوا ہے۔ ذات القدر کا واقعہ پارے کے شروع میں لاحظہ کیا جائے۔ یہ ان ڈاکوں کے خلاف غزوہ تھا جو آنحضرت ﷺ کی میں عدد دو دوہ دینے والی اوثائق کو بھاگ کر لے جا رہے تھے۔ جنک خبر سے چند روز پیشتر حادثہ پیش آیا تھا۔ مزید بن غزوہات کے نام بھول گئے، ان سے مراد غزوہ فتح کہ، غزوہ طائف اور غزوہ توبک ہیں۔ (فتح)

باب غزوہ فتح مکہ کا بیان

اس کا سبب یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ تھی کہ فرقین کے حلیف قبائل بھی باہم جنگ نہ کریں گے۔ بنو بکر قریش کے حلیف تھے اور بنو خزاعہ رسول کرم ﷺ کے مگر بنو بکر نے اپاٹک بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے اپنے حلیف بنو بکر کا ساتھ دیا۔ اس پر بنو خزاعہ نے دربار رسالت میں جا کر فریاد کی۔ اس کے نتیجے میں غزوہ فتح کہ وجود میں آیا۔ کان سبب ذالک ان قربانیان نقضوا العهد الذی وقع بالحدیبیۃ فهم ذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغزاہم (فتح)

وَمَا بَعْثَتْ بِهِ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَغَةَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يَخْبِرُهُمْ بِغَزْوَ النَّبِيِّ ﷺ ۖ

(۳۲۷۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن

عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انسیں حسن بن

محمد بن علی نے خبر دی اور انہوں نے عبد اللہ بن رافع سے سنا، انہوں

نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علیؑ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ

مجھے اور زیر اور مقدادؓ کو رسول کرم ﷺ نے روانہ کیا اور

ہدایت کی کہ (مکہ کے راستے پر) چلے جانا جب تم مقام روضہ خالی پر

پہنچو تو وہاں تمہیں ہودج میں سوار ایک عورت ملے گی۔ وہ ایک خط

لیے ہوئے ہے، تم اس سے وہ لے لینا۔ انہوں نے کہا کہ ہم روانہ

ہوئے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لیے جا رہے تھے۔

جب ہم روضہ خالی پر پہنچے تو داقتی دہاں ہمیں ایک عورت ہودج میں

سوار ملی (جس کا نام ساریا کنود ہے)، ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔

وہ کہنے لگی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے لیکن جب ہم نے اس

سے یہ کہا کہ اگر تو نے خود سے خط نکال کر ہمیں نہیں دیا تو ہم تیر کپڑا

اتار کر (ٹلاشی لیں گے) تب اس نے اپنی چوٹی میں سے وہ خط نکالا۔ ہم

وہ خط لے کر نبی کرم ﷺ کی خدمت میں واپس ہوئے۔ اس میں یہ

۴۲۷۴ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا

سَفِيَّاً عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْيَدَ اللَّهِ بْنَ

إِبِي رَافِعٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلَيْهَا رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ يَقُولُ: بَعْثَتِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالرَّبِيعُ وَالْمَقْدَادُ فَقَالَ:

أَنْطَلَقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخَ، فَإِنَّ بَهَا

طَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُدُّلُوا مِنْهَا، قَالَ:

فَانْطَلَقْنَا تَعَادِي بَنَا خَيْلَنَا حَتَّى أَتَيْنَا

الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالطَّعِينَةِ قَدَّنَا لَهَا

أَخْرَجِي الْكِتَابَ قَالَتْ: مَا مَعِيْ كِتَابٌ

فَقَدَّلَا لَتَخْرِجِنَ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَ الْكِتَابَ،

قَالَ: فَأَخْرَجْنَاهُ مِنْ عِفَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَإِذَا

فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَغَةَ إِلَى نَاسٍ

لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلقہ بیٹھ کی طرف سے چند مشرکین مکہ کے نام (صفوان بن امیہ اور سعیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابو جمل) پھر انہوں نے اس میں مشرکین کو حضور اکرم ﷺ کے بعض بھیوں کی خبر بھی دی تھی۔ (آپ فوج لے کر آنا چاہتے ہیں) حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، اے حاطب! تو نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں آپ جلدی نہ فرمائیں، میں اس کی وجہ عرض کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں دوسرے مهاجرین کی طرح قریش کے خاندان سے نہیں ہوں، صرف ان کا حلیف بن کران سے جڑا گیا ہوں اور دوسرے مهاجرین کے وہاں عزیز و اقتداء ہیں جو ان کے گھر بارماں اسباب کی گمراہی کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ خیر جب میں خاندان کی رو سے ان کا شریک نہیں ہوں تو کچھ احسان ہی ان پر ایسا کروں جس کے خیال سے وہ میرے کنہہ والوں کو نہ ستائیں۔ میں نے یہ کام اپنے دین سے پھر کر نہیں کیا اور نہ اسلام لانے کے بعد میرے دل میں کفر کی حمایت کا جذبہ ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ واقعی انہوں نے تمہارے سامنے کچھ بات کہہ دی ہے۔ حضرت عمر بیٹھ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اجازت ہو تو میں اس شریک کی گردن اڑا دوں لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ غزوہ بدر میں شریک رہے ہیں اور تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ جو غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں کے کام سے واقف ہے۔ سورہ محمد میں اس نے ان کے متعلق خود فرمادیا ہے کہ ”جو چاہو کرو میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیے۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ ان سے تم اپنی محبت کا انہصار کرتے رہو۔ آیت ”فقد ضل سواء السبيل“ تک۔

تَسْبِيحٌ حضرت حاطب بن ابی بلقہ بیٹھ نے مشرکین مکہ کو لکھا تھا کہ رسول کرم ﷺ مکہ پر فوج لے کر آنا چاہتے ہیں، تم اپنا انتظام کر لو۔ حضرت عمر بیٹھ نے جو کچھ کہا وہ ظاہری قانونی سیاست کے مطابق تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ کو ان کی سچائی وحی سے معلوم ہو گئی۔ لہذا آپ نے ان کی غلطی سے درگزر فرمادیا۔ معلوم ہوا کہ بعض امور میں محض ظاہری وجودہ کی بناء پر فتویٰ ٹھوک دینا

بِمُكْثَةٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُمْ بِيَغْضِبِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((يَا حَاطِبُ مَا هَذَا؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ اغْرِيًّا مُّلْصِقًا فِي قُرْبَتِي يَقُولُ : كُنْتُ حَلِيفًا وَلَمْ أَكُنْ مِّنْ أَنفُسِهَا، وَكَانَ مِنْ مَعْكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَخْمُونُ أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ، فَأَخْبَيْتُ إِذَا فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ السَّبِّ فِيهِمْ أَنْ أَتَخْدِعَ عِنْهُمْ يَدَا يَخْمُونُ قَرَابَتِي وَلَمْ أَفْعُلْهُ إِرْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضَا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ)) فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عَنِّي هَذَا الْمُنَافِقَ فَقَالَ : ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُذْرِيكَ لَعْلَّ اللَّهُ اطْلَعَ عَلَى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا؟)) قَالَ : اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ السُّورَةَ **بِيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَحْذِدُوا عَذَوْيَ وَعَذُوكُمْ أَوْلَيَاءُ تُلْقَوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمُوَدَّةِ - إِلَى قَوْلِهِ - فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءُ السَّبِيلُ)).**

[راجع: ۳۰۰۷]

درست نہیں ہے۔ مفتی کو لازم ہے کہ ظاہر و باطن کے جملہ امور و حالات پر خوب فور و غرض کر کے فتویٰ نویسی کرے۔ روایت میں غزوہ فتح کے عزم کا ذکر ہے، میں ہاپ سے وجہ مطابقت ہے۔

فتح الباری میں حضرت طالب رضاؑ کے خط کے یہ الفاظ متعلق ہوئے ہیں: یا معاشر قریش فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء کم بجهش كالليل بسرور كالسیل فوالله لوجاه کم وحده لنصره اللہ وانجز له وعده فانظر والانسکم والسلام۔ والقدی نے یہ لفظ نقل کئے ہیں۔ ان طالب کعب الی سہیل بن عمرو و صفوان بن اسد و عکرمہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن فی الناس بالغزو ولا ارادہ ہرید غیرکم و قد اجہیت ان بکون لی عدکم بد۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول کرم ﷺ ایک لشکر جرا لے کر تھارے اور پڑھائی کرنے والے ہیں تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ۔ میں نے تھارے ساتھ احسان کرنے کے لئے ایسا لکھا ہے۔

باب غزوہ فتح مکہ کا بیان، حور رمضان سنہ ۸ھ میں ہوا تھا

(۳۲۷۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن مسعود نے، کما کہ مجھ سے عقیل بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، کما کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کرم ﷺ نے غزوہ فتح مکہ رمضان میں کیا تھا۔ زہری نے ابن سعد سے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا کہ وہ بھی اسی طرح بیان کرتے تھے۔ زہری نے عبید اللہ سے روایت کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (غزوہ فتح کے سفر میں جاتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ روزے سے تھے لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے، جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے تو آپ نے روزہ توڑ دیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے روزہ نہیں رکھا یہاں تک کہ رمضان کا مینہ ختم ہو گیا۔

لشکر مجھ روزے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ جو خاص طور سے جادا کے لیے نقصان دیتا ہے۔ میں وجہ تھی کہ آخر حضرت ﷺ نے خود بھی روزے نہیں رکھے اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور عام سفر کے لیے بھی یہی حکم قرار پایا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ «فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُّرِيبًا أو عَلَى سُفُرٍ لِّعْدَةٍ مِّنْ أَيَّامٍ أُخْرَ» یعنی جو مریض ہو وہ صحت کے بعد اور جو مسافر ہو وہ واپسی کے بعد روزہ رکھ لے۔

(۳۲۷۶) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، کما مجھے زہری نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ (فتح مکہ کے لیے) مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ (دس یا بارہ ہزار کا) لشکر تھا۔ اس وقت آپ کو مدینہ میں تشریف لا کر

۴۸ - باب غزوۃ الفتح فی رمضان

۴۲۷۵ - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْلَّايثُ حَدَّثَنِي عَفَّيْلٌ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْيَدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَّبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَّبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ غَزْوَةُ الْفَتحِ فِي رَمَضَانَ قَالَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ الْمُسَيْبَ يَقُولُ: مِثْلُ ذَلِكَ وَعَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللَّهِ هَذِهِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيدَ الْمَاءَ الَّذِي بَيْنَ قَدِيدٍ وَعَسْفَانَ أَفْطَرَ فَلَمْ يَزِلْ مُفْطِرًا حَتَّى أَنْسَلَخَ الشَّهْرُ۔ [راجح: ۱۹۴۴]

۴۲۷۶ - حدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَنْ الرَّزَاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ عَنْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الَّبَيْهَى هَذِهِ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ عَشْرَةُ آلَافٍ وَذَلِكَ عَلَى

سارے ہے آٹھ سال پورے ہوئے والے تھے۔ چنانچہ آخرت ﷺ اور آپ کے ساتھ جو مسلمان تھے مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ بھی روزے سے تھے اور تمام مسلمان بھی، لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے جو تدبیر اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے تو آپ نے روزہ توڑ دیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی روزہ توڑ دیا۔ زہری نے کہا کہ آخرت ﷺ کے سب سے آخری عمل پر ہی عمل کیا جائے گا۔

[راجع: ۱۹۴۴] قرآن مجید میں بھی مسافر کے لیے خاص اجازت ہے کہ مسافرنہ چاہے تو روزہ سفر میں نہ رکھے یا سفر پر اکر کے چھوٹے ہوئے روزوں کو پورا کر لے۔

(۷۲۷) مجھ سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا تم سے عبد الاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں حین کی طرف تشریف لے گئے۔ مسلمانوں میں بعض حضرات تو روزے سے تھے اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا لیکن جب حضور ﷺ اپنی سواری پر پوری طرح بیٹھ گئے تو آپ نے برتن میں دودھ پاپنی طلب فرمایا اور اسے اپنی اوپنی پریا اپنی ہتھیلی پر رکھا (اور پھر بھی لیا) پھر آپ نے لوگوں کو دیکھا جن لوگوں نے پہلے سے روزہ نہیں رکھا تھا، انہوں نے روزہ داروں سے کہا کہ اب روزہ توڑلو۔

(۷۲۸) اور عبد الرزاق نے کہا تم کو معمونے خردی، انہیں ایوب نے، انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ اور حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

[راجع: ۱۹۴۴] مشور رواجوں میں ہے کہ آخرت ﷺ غزوہ حین کے لیے شوال میں فتح کہ کے بعد تشریف لے گئے تھے۔ اس روایت میں ہے کہ آخرت ﷺ میں غزوہ حین کا سفر کیا تھا۔ سو تظییق یہ ہے کہ سفر مبارک رمضان میں شروع ہوا۔ شوال میں اس کی سمجھیل ہوئی۔ غزوہ حین کا وقوع شوال ہی میں صحیح ہے۔ (قطلانی)

رَأَسِ قَمَانِ سَيِّنَ وَيَصْفُو مِنْ مَقْدِيمِ
الْمَدِينَةِ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
إِلَى مَكَّةَ، يَصُومُ وَيَصْمُونَ حَتَّى تَلَعَّ
الْكَبِيدَةَ وَهُوَ مَاةَ نَيْنَ عَسْفَانَ وَلَدَنَدَ الْفَطَرَ
وَالْفَطَرُوا، قَالَ الرُّهْرِيُّ: وَإِنَّا لَنُؤْخَذُ مِنْ
أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ الْأَكْبَرِ فَلَا تَعْرُو.

[راجع: ۱۹۴۴]

۴۲۷۷ - حدثني عياش بن الوليد حدثنا عبد الأعلى حدثنا خالد عن عكرمة عن ابن عباس قال: خرج النبي ﷺ في رمضان إلى حنين والناس مختلفون فصاليم ومفترض، فلما استوى على راحليه دعا يائمه من لين أو ماء فوضعة على راحليه أو على راحليه ثم نظر إلى الناس فقال المنفطرون للصوم: انظروا.

[راجع: ۱۹۴۴]

۴۲۷۸ - وقال عبد الرزاق : أخبرنا معمر عن ابيه عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله عنهما خرج النبي ﷺ عام الفتح . وقال حماد بن زيد : عن ابيه عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي ﷺ . [راجع: ۱۹۴۴]

لشیخ

میں ہے کہ آخرت ﷺ میں غزوہ حین کے لیے شوال میں فتح کہ کے بعد تشریف لے گئے تھے۔ اس روایت میں ہے کہ آخرت ﷺ میں غزوہ حین کا سفر کیا تھا۔ سو تظییق یہ ہے کہ سفر مبارک رمضان میں شروع ہوا۔ شوال میں اس کی سمجھیل ہوئی۔ غزوہ حین کا وقوع شوال ہی میں صحیح ہے۔ (قطلانی)

(۳۲۷۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا کہ ان سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے مجہد نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں (فتحِ مکہ کا) سفر شروع کیا۔ آپ روزے سے تھے لیکن جب مقام عصفان پر پہنچے تو پانی طلب فرمایا۔ دن کا وقت تھا اور آپ نے وہ پانی پیا تاکہ لوگوں کو دکھلا سکیں پھر آپ نے روزہ نہیں رکھا اور مکہ میں داخل ہوئے۔ بیان کیا کہ ابن عباس نے کما کرتے تھے کہ نبی کے میں داخل ہوئے۔ سفر میں (بعض اوقات) روزہ بھی رکھا تھا اور بعض اوقات روزہ نہیں بھی رکھا۔ اس لیے (سفر میں) جس کاجی چاہے ہے روزہ رکھنے کی رکھے اور جس کاجی چاہے نہ رکھے۔ مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ (روایت میں فتحِ مکہ کے لیے سفر کرنے کا ذکر ہے۔ یہی

باب سے مطابقت ہے۔)

٤٢٧٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤسٍ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ لَصَّامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا يَوْنَاءَ مِنْ مَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيُرِيهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِيمَ مَكَّةَ. قَالَ: وَكَانَ أَبْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ، وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ. [راجع: ۱۹۴۴]

تَسْبِيحَةٌ قریش کی بعد مددی پر مجبوراً مسلمانوں کو سنہ ۸ھ میں بہارِ رمضان مکہ شریف پر لٹکر کشی کرنی پڑی۔ قریش نے سنہ ۱۰ھ کے معاهدہ کو توڑ کر بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا جو آنحضرت ﷺ کے حلیف تھے اور جن پر حملہ نہ کرنے کا وعدہ پیاں تھا گر قریش نے اس وعدہ کو اس بڑی طرح توڑا کہ سارے بنی خزاعہ کا صفائیا کر دیا۔ ان چخاروں نے بھاگ کر کعبہ شریف میں پناہ مانگی اور الہک المک کہ کر پناہ مانگتے تھے کہ اپنے اللہ کے واسطے ہم کو قتل نہ کرو۔ مشرکین ان کو جواب دیتے لا الہ الا یوم آج اللہ کوئی چیز نہیں۔ ان مظلوموں کے پیچے ہوئے چالیس آدمیوں نے دربارِ رسالت میں جا کر اپنی بربادی کی ساری داستان سنائی۔ آنحضرت ﷺ کی پابندی، فرقہ مظلوم کی دادرسی، دوستدار قبائل کی آئندہ حفاظت کی غرض سے دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ بجانب مکہ عازم سفر ہوئے۔ دو منزلہ سفر ہوا تھا کہ راستے میں ابوسفیان بن حراث بن عبد اللہ بن امیہ ملائی ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اس موقع پر ابوسفیان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے عجب جوش و نشاط کے ساتھ مدرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

الله	من	طرد	تہ	کل	مطرد
الى	الى	غير	نفسی	و	دلنی
هذا	اواني	جين	هدی	فاہتدی	
لکا	المد لج	الحیران	اظلم	ليلة	
لتعلب	الات	حبل	حبل	حبل	حبل
رايه	اني	جين	احمل	احمل	احمل

ترجمہ "تم ہے کہ میں جن دنوں لڑائی کا جھنڈا اس نیاپک خیال سے اٹھایا کرتا تھا کہ لات بست کے پونے والوں کی فوج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسالم کی فوج پر غالب آجائے۔ ان دنوں میں اس خار پشت جیسا تھا جو اندھیری رات میں ٹکریں کھاتا ہو۔ اب وقت آگیا ہے کہ میں ہدایت پاؤں اور سیدھے راستے (اسلام پر) گامزن ہو جاؤں۔ مجھے پچھے ہادی برحق نے ہدایت فرمادی ہے (نه کہ میرے نفس نے) اور اللہ

کارست نبھے اس ہادی برحق نے دھکایا ہے جسے میں نے (اپنی غلطی سے) بھیش دھکار رکھا تھا۔

آخر ۲۰ رمضان سنہ ۸ھ کو آپ کمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اور جملہ و شسان اسلام کو عام محلی کا اعلان کر دیا گیا۔ اس موقع پر آپ نے یہ خطبہ پیش فرمایا۔

یامعشر! قریش ان اللہ قد اذہب منکم نخورة الجاهلية وتعظمها بالباء۔ الناس من آدم وآدم خلق من تراب ثم نلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالیہا الناس انا خلقنکم من ذکر و انتی وجعلناکم شعوبیا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عندالله الفقاکم۔ اذہبوا فانتم الظلاء لانثرب علیکم اليوم (طبری)

اے خاندان قریش والو! خدا نے تمہاری جہلائیہ نجوت اور ہاپ دادوں پر اترانے کا غور آج ختم کر دیا، سن لو! سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے پھر آپ نے اس آہت کو پڑھا، اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ہی مرد عورت سے پیدا کیا ہے اور گوت اور قیلے سب تمہاری آپس کی پہچان کے لیے بنا دیئے ہیں اور خدا کے ہاں تو صرف تقویٰ والے کی عزت ہے۔ پھر فرمایا (اے قریشید!) جاؤ آج تم سب آزاد ہو تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اس جنگ کے جتنے جستے حالات حضرت امام بخاری رض نے مندرجہ ذیل ابواب میں بیان فرمائے ہیں۔

۴۹ - باب أَيْنَ رَكَّزَ النَّبِيُّ ﷺ

الرواية يوم الفتح؟

۴۲۸۰ - حدثنا عبيدة بن إسماعيل حدثنا أبو أمامة عن هشام، عن أبيه قال: لما سار رسول الله ﷺ عام الفتح فبلغ ذلك فريشاً، خرج أبو سفيان بن حرب، وحكيم بن ورقاء، يلخصون الخبر عن رسول الله ﷺ فأقبلوا يسيرون حتى أتوا مَرْطَبَةَ الظفران فإذا هم بنيانِ كانوا نيزانَ عرقَةَ، فقلَّ أبو سفيان: ما هذوه؟ لكانوا نيزانَ عرقَةَ؟ فقال بنتيل بن ورقاء: نيزانَ بني عمرو، فقال: أبو سفيان: عمرو وأقل من ذلك، فرأهم ناسٌ من حرس رسول الله ﷺ فاذركُهم فأخذوهم فاتوا بهم رسول الله ﷺ، فأسلماً أبو سفيان، فلما سار قال للعباس: ((احبسْ أبا سفيانَ عندَ

باب فتح مکہ کے دن نبی کرم ﷺ کے نے جہنمڈا کھاں گاڑا تھا؟

(۳۲۸۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو قریش کو اس کی خرمل گئی تھی۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حرام اور بدیل بن ورقاء نبی کرم ﷺ کے بارے میں معلومات کے لیے مکہ سے نکلے۔ یہ لوگ چلتے چلتے مقامِ مرا الظہران پر جب پہنچے تو انہیں جگہ جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مقامِ عرفات کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ یہ تعریفات کی آگ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس پر بدیل بن ورقاء نے کہا کہ یہ بنی عمرو (یعنی قباء کے قیلے) کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ بنی عمرو کی تعداد اس سے بہت کم ہے۔ اتنے میں حضور ﷺ کے محافظتے نے انہیں دیکھ لیا اور ان کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے، پھر ابوسفیان رض نے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد جب آنحضرت ﷺ آگے (مکہ کی طرف) بڑھے تو عباس رض سے فرمایا کہ ابوسفیان رض ایسی جگہ پر روکے رکھو جماں گھوڑوں کا جاتے وقت ہجوم ہو تاکہ وہ

مسلمانوں کی فوجی قوت کو دیکھ لیں۔ چنانچہ عباس بن شعبان نہیں ایسے ہی مقام پر روک کر کھڑے ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قبائل کے دستے ایک ایک کر کے ابوسفیان بن شعبان کے سامنے سے گزرے گئے۔ ایک دستے گزار انسوں نے پوچھا، عباس ایسے کون ہیں؟ انسوں نے بتایا کہ یہ قبلیہ غفار ہے۔ ابوسفیان بن شعبان نے کماکہ مجھے غفار سے کیا سروکار، پھر قبلیہ جیہیہ گزار اتو ان کے متعلق بھی انسوں نے یہی کہا، قبلیہ سلیم گزار اتو ان کے متعلق بھی یہی کہا۔ آخر ایک دستے سامنے آیا۔ اس جیسا فوجی دستے نہیں دیکھا گیا ہو گیا۔ ابوسفیان بن شعبان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عباس بن شعبان نے کماکہ یہ انصار کا دستہ ہے۔ سعد بن عبادہ بن شعبان اس کے امیر ہیں اور انہیں کے ہاتھ میں (النصار کا علم ہے) سعد بن عبادہ بن شعبان نے کما ابوسفیان! آج کا دن قتل عام کا ہے۔ آج کعبہ میں بھی لڑا درست کر دیا گیا ہے۔ ابوسفیان بن شعبان اس پر بولے اے عباس! (قریش کی ہلاکت و بر بادی کا دن اچھا آگاہ ہے۔ پھر ایک اور دستے آیا یہ سب سے چھوٹا دستہ تھا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ آنحضرت ﷺ کا علم زبیر بن العوام بن شعبان الحاخاء ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ ابوسفیان بن شعبان کے قریب سے گزرے تو انہوں نے کہا آپ کو معلوم نہیں، سعد بن عبادہ بن شعبان کیا کہے گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو ابوسفیان بن شعبان نے بتایا کہ یہ یہ کہے ہیں کہ آپ قریش کا کام تمام کر دیں گے۔ (سب کو قتل کر دیں گے۔) حضور ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن شعبان نے قاطع کہا ہے بلکہ آج کا دن وہ ہے جس میں اللہ کعبہ کی عظمت اور زیادہ کر دے گا۔ آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ عروہ نے بیان کیا پھر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ آپ کا علم مقام محوں میں گاڑ دیا جائے۔ عروہ نے بیان کیا اور مجھے نافع بن جبیر بن مطعم نے خبر دی، کماکہ میں نے عباس بن شعبان سے سنائے انہوں نے زبیر بن عوام بن شعبان سے کہا (ختم مکہ کے بعد) کہ حضور ﷺ نے ان کو یہیں جھنڈا گاڑنے کے لیے حکم فرمایا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس دن حضور ﷺ نے خالد بن ولید بن شعبان کو

خطم الغنیل حتى ينظر إلى المسلمين
لختة العياش لجعلت القبائل تمر مع
النبي ﷺ تمر كحبة كحبة، على أبي
سفيان فمررت كحبة قال: يا عياش من
هذا؟ قال: هذيلو غفار قال: ما لي ولغفار؟
ثم مررت جهينة، قال مثل ذلك، ثم مررت
سند بن هذيم فقال مثل ذلك، ومررت
سليم فقال مثل ذلك، حتى أثبتت كحبة.
لم ير مثلها قال من هذا؟ قال: هو لاء
الأنصار عليهم سند بن عبادة معه الرواية،
فقال سند بن عبادة : يا آبا سفيان اليوم
يوم الملحمة اليوم تستحل الكعبة، فقال
أبو سفيان: يا عياش حذرا يوم الدمار ثم
جاءت كحبة وهي أقل الكتاب فيهم
رسول الله ﷺ وأصحابه ورآية النبي ﷺ
مع الزبير بن العوام، فلما مر رسول الله
ﷺ بأبي سفيان قال: ألم تعلم ما قال
سند بن عبادة؟ قال : ((ما قال؟)) قال:
قال: كذا وكذا، فقال: ((كذب سند
ولكن هذا يوم يعظم الله في الكعبة ويوم
تكسي فيه الكعبة)) قال: وأمر رسول
الله ﷺ أن تذكر رآية بالجحون، قال
عروفة: وأخبرني نافع بن جعفر بن مطعم،
قال: سمعت العباس يقول للزبير بن
العوام: يا آبا عبد الله ههنا أمرك رسول
الله ﷺ أن تذكر الرواية، قال: وأمر رسول
الله ﷺ يومئذ حالدة بن الوليد أن يدخل

من أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَذَاءٍ وَدَخَلَ النَّبِيُّ
مِنْ كُذَى فُقِيلَ مِنْ خَيْلٍ حَالِدٍ يَوْمَهُ
رَجَلَانِ حَيْشَ بنُ الْأَشْعَرِ وَكُرَذَّ بنُ جَابِرٍ
الْفَهْرِيُّ.

حکم دیا تھا کہ کہ کے بالائی علاقہ کداء کی طرف سے داخل ہوں اور خود حضور اکرم ﷺ کداء کے (نشی علاقہ) کی طرف سے داخل ہوئے۔ اس دن خالد بن شیخ کے دو صاحبی، حیث بن اشعر اور کرزبن جابر فہری عیا شہید ہوئے تھے۔

لشیخ روایت میں مراظہ ان ایک مقام کا نام ہے کہ سے ایک منزل پر۔ اب اس کو وادی فاطمہ کہتے ہیں۔ عرفات میں حاجیوں کی عادت تھی کہ ہر ایک آگ سلاحت۔ کتنے ہیں آنحضرت ﷺ نے صاحبہ بن شیخ کو الگ الگ آگ جلانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ہزاروں جگہ آگ روشن کی گئی۔ روایت کے آخر میں لفظ ایوم الدمار کا ترجمہ بعضوں نے پوں کیا ہے۔ ”وہ دن اچھا ہے جب تم کو مجھے بچانا چاہیے۔“ کتنے ہیں آنحضرت ﷺ سامنے سے گزرے تو ابوسفیان بن شیخ نے آپ کو تم دے کر پوچھا کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ ابوسفیان بن شیخ نے سعد بن عبادہ بن شیخ کا منایاں کیا۔ آپ نے فرمایا نہیں آج تو رحمت اور کرم کا دن ہے۔ آج اللہ قریش کو عزت دے گا اور سعد بن شیخ سے جہذا لے کر ان کی بجائے قبیل کو دیا۔ فتح کہ کے دن علم نبوی مقام حمون میں گاڑا گیا تھا۔ کہ آپ بالد اور کداء بالنصر دونوں مقاموں کے نام ہیں۔ پہلا مقام کہ کے بالائی جانب میں ہے اور دوسرا نیشی جانب میں۔ جب خالد بن ولید بن شیخ فوج کے ساتھ کہ میں داخل ہوئے تو صفویان بن امیہ اور سمل بن عمرو نے کچھً ادویوں کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ کافر ۱۳۳ مارے گئے اور مسلمان دو شہید ہوئے۔

روایت میں مذکور شدہ حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن شیخ ہیں جو رسول کرم ﷺ کے پیغمبرے بھائی ہوتے ہیں۔ یہ شاعر بھی تھے اور ایک وفہ آنحضرت ﷺ کی بھو میں انہوں نے ایک تصیدہ کما تھا۔ جس کا جواب حسان بن شیخ نے بڑے شاندار شعروں میں دیا تھا۔ فتح کے دن اسلام لانے کا ارادہ کر رہے تھے مگر پچھلے حالات یاد کر کے شرم کے مارے سر نہیں اٹھا رہے تھے۔ آخر حضرت علی بن شیخ نے کہا کہ آپ آنحضرت ﷺ کے منہ مبارک کی طرف منہ کر کے وہ الفاظ کہ دستیجے جو حضرت یوسفؐ کے سامنے ان کے خطکار بھائیوں نے کے تھے۔ (تَالَّهُ تَقَدَّمَ تَرْكَ اللَّهِ عَلَيْنَا وَإِنَّ كُلَّا الْخَاطِئِينَ) (یوسف: ۹۱) یعنی اللہ کی حسم! آپ کو اللہ نے ہمارے اور پر بڑی فضیلت بخشی اور ہم بلالک خطکار ہیں۔ آپ یہ الفاظ کہیں گے تو رسول کرم ﷺ کے الفاظ بھی جواب میں وہی ہوں گے جو حضرت یوسفؐ کے تھے۔ (لَا تَنْرِيبَ عَلَيْكُمْ يَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرَحَمُ الرَّحْمَنِينَ) (یوسف: ۹۲) اے بھائیو! آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اللہ تم کو بخشنے وہ بست برارحم کرنے والا ہے۔ آخر مسلمان ہوئے اور اچھا پر خلوص اسلام لائے۔ آخر عمر میں حج کر رہے تھے جب حجاج نے سرمونہ تو سر میں ایک رسول تھی اسے بھی کاٹ دیا، یہی ان کی موت کا سبب ہوا۔ سنہ ۲۰ھ میں وفات پائی۔

حضرت فاروق بن شیخ نے نماز جنازہ پڑھا۔

٤٢٨١ - حدثنا أبو الوليد حدثنا شعبة عن معاوية بن قرۃ، قال : سمعت عبد الله بن مغفل بن شیخ سے ما ایسو نے بیان کیا، انہوں نے عبد الله بن مغفل بن شیخ کے موقع پر اپنے اوٹ پر سوار ہیں اور خوشحالی کے ساتھ سورہ فتح کی تلاوت فرمائے ہیں۔ معاویہ بن قرۃ بھائی نے کہا کہ اگر اس کا خطہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے تو میں بھی اسی طرح تلاوت کر کے

وَكَمَا تَبَيَّنَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفِلٍ شَيْخُ الْمُسْلِمِ نَبَّأَ بِهِ كَمَا تَبَيَّنَ لَهُ.

[اطرافہ فی : ۴۸۲۵، ۴۸۳۴، ۵۰۳۴، ۵۰۴۷، ۷۵۴۰]

(۳۲۸۲) ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا ہم سے سعدان بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی حفصہ نے بیان کیا، کما ان سے زہری نے، ان سے زین العابدین علی بن حسین نے، ان سے عمرو بن عثمان نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے سفر میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! کل (مکہ میں) آپ کمال قیام فرمائیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیے عقیل نے کوئی گھر ہی کمال چھوڑا ہے۔

(۳۲۸۳) پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن "کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ کافر مومن کا وارث ہو سکتا ہے۔" زہری سے پوچھا گیا کہ پھر ابو طالب کی وراثت کے ملی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ ان کے وارث عقیل اور طالب ہوئے تھے۔ معمر نے زہری سے (اسامہ بن شیخ کا سوال یوں نقل کیا ہے کہ) آپ اپنے حج کے دوران کمال قیام فرمائیں گے؟ اور یونس نے (اپنی روایت میں) سچ کا ذکر کیا ہے اور نہ فتح مکہ کا۔

اس لیے ابو طالب کے وہ وارث ہوئے اور علی اور جعفر بن عیاش کو کچھ ترک عقیل اور طالب اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس لیے ابو طالب کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ ہماری قیام گاہ اگر اللہ تعالیٰ نے فتح عتیقت فرمائی تو خیفت بنی کنانہ میں ہو گی۔ جمال قریش نے کفر کی حمایت کے لیے قسم کھائی تھی۔

تفسیر خیفت اس جگہ کو کہتے ہیں جو معمولی زمین سے اوپری اور پہاڑ سے کچھ اور پیچی ہو۔ مسجد خیفت اسی جگہ واقع ہے۔ کسی وقت کفار کمہ نے اسلام دشمنی پر یہیں قسم کھائی تھی۔ اللہ نے ان کا غور خاک میں ملایا اور اسلام کو عتلت عطا فرمائی۔ قریش نے قسمیں کھائی تھیں کہ وہ رسول کریم ﷺ کو آپ کے پورے خاندان بوناہم اور بونطلب کو کمہ سے نکال کر ہی دم لیں گے آخر وہ

۴۲۸۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَعْتَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلَيِّ بْنِ حُسْنَيْ، عَنْ عَمْرُو بْنِ عَمْدَانَ، عَنْ أَسَأَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ زَمْنَ الْفَتْحِ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ نَنْزِلُ غَدًا؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَهُلْ تَرَكْ لَنَا عَقِيلًا مِنْ مُنْزَلٍ؟)).

[راجع: ۱۵۸۸]

۴۲۸۳ - ثُمَّ قَالَ : ((لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ، وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ)). قِيلَ لِلْزُهْرِيِّ وَمَنْ وَرَثَ أَبَا طَالِبٍ؟ قَالَ : وَرَثَهُ عَقِيلٌ، وَطَالِبٌ. قَالَ مَغْمُرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ : أَيْنَ نَنْزِلُ غَدًا فِي حَجَّتِهِ؟ وَلَمْ يَقُلْ يُونُسُ حَجَّيْهُ وَلَا زَمْنَ الْفَتْحِ .

عقیل اور طالب اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ نیس ملائیکہ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے۔

۴۲۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شَعِيبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ إِذَا فَتَحَ اللَّهُ الْعَيْفَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفَرِ)). [راجع: ۱۵۸۹]

دن آیا کہ وہ خود ہی نیست و تابود ہو گئے اور اسلام کا جنذا کمہ پر لمریا۔ حق ہے، «(جَاءَ الْقُوَّةَ وَذُوقَ الْبَاطِلِ إِنَّ الْبَاطِلَ كَيْأَنَ زَعْفَافَا)» (بنی اسرائیل: ۸۱) مسلمان اگر آج بھی بچے مسلمان بن جائیں تو نصرت خداوندی ان کی مدد کے لیے حاضر ہے۔

۴۲۸۵ - حدثنا موسى بن إسماعيل (۳۲۸۵) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابن شاہب نے خبر دی، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خسین کا ارادہ کیا تو فرمایا ان شاء اللہ کل ہمارا قیام خیفتی کنانہ میں ہو گا جماں قریش نے کفر کے لیے قدم کھالی تھی۔

حدثنا إبراهيم بن سعد أخبارنا ابن شهاب عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ حين أراد خسينا : ((منزلتنا غدا إن شاء الله بخييف بني كنانة حيث تقاسموا على الكفر)).

[راجع: ۱۵۸۹]

۴۲۸۶ - حدثنا يحيى بن فرغة حدثنا مالك عن ابن شهاب عن أنس بن مالك رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ حَطَلَ مَتَعْلِقٍ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((اقْتُلْهُ)) فَأَلْقَى مَالِكٌ: وَلَمْ يَكُنْ النَّبِيُّ ﷺ فِيمَا نُرِيَ وَالله أَعْلَمُ

یہاں آپ اس لیے اترے کہ اللہ کا احسان ظاہر ہو کہ ایک دن تو وہ تھا کہ بوناہش قریش کے کافروں سے ایسے مغلوب اور مروع ہوتے یا ایک دن دھکایا کہ سارے قریش کے کافر مغلوب ہو گئے اور اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا۔ اس سے انہم ترین تاریخی مقالات کو یاد رکھنا بھی ثابت ہوا۔

(۳۲۸۶) ہم سے یحیی بن قریض نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح کمہ کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ کمہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود تھی۔ آپ نے اسے اتارا ہی تھا کہ ایک صحابی نے اگر عرض کیا کہ ابن حطل کعبہ کے پردہ سے چٹا ہوا ہے۔ حضوز ﷺ نے فرمایا کہ اسے (وہیں) قتل کرو۔ امام رضا نے کہا بیسا کہ ہم سمجھتے ہیں آگے اللہ جانے، نبی کریم ﷺ اس دن احرام باندھے ہوئے نہیں تھے۔

۴۲۸۷ - حدثنا صدقة بن الفضل أخبارنا ابن عيسية، عن ابن أبي نجيح عن مجاهد (۳۲۸۷) این حطل اسلام سے پھر کر مردہ ہو گیا تھا۔ ایک آدمی کا قاتل بھی تھا اور رسول کریم ﷺ کی بھوکے گیت گایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر وہ کعبہ کے پردوں سے باہر نکلا گیا اور زرم اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی گردون ماری گئی۔ آنحضرت ﷺ نے آئندہ کے لیے اس طرح کرنے سے منع فرمایا کہ اب قریش کا آدمی اس طرح بے بن کر کے نہ مارا جائے۔ خود لوہے کا کنٹوپ جسے جگ میں سرکی حفاظت کے لیے اوڑھ لیا جاتا تھا۔

۴۲۸۸ - حدثنا صدقة بن الفضل أخبارنا ابن عيسية، عن ابن أبي نجيح عن مجاهد (۳۲۸۸) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیمان بن عبیسہ نے خبر دی، انہیں ابن ابی نجح نے، انہیں مجاهد نے، انہیں ابو معمر نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود ﷺ نے بیان کیا کہ فتح کمہ کے دن جب نبی کریم ﷺ کمہ میں داخل ہوئے تو پیت اللہ کے چاروں طرف

تین سو ساٹھ بت تھے۔ حضور اکرم ﷺ ایک چھڑی سے جودست مبارک میں تھی، مارتے جاتے تھے اور اس آیت کی حلاوت کرتے جاتے کہ ”حق قائم ہو گیا اور باطل مغلوب ہو گیا، حق قائم ہو گیا اور باطل سے نہ شروع میں کچھ ہو سکا ہے نہ آئندہ کچھ ہو سکتا ہے۔

لئے جائے پہلی آیت سورہ بنی اسرائیل میں اور دوسری آیت سورہ سبائیں ہے۔ حق سے مراد دین اسلام اور باطل سے بت اور شیطان مراد ہے۔ باطل کا آغاز اور انجام سب خراب ہی خراب ہے۔

(۳۲۸۸) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کماہم سے عبد الصمد نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے میرے والد عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے عکرمه نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ آئے تو آپ بیت اللہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوئے جب تک اس میں بت موجود رہے بلکہ آپ نے حکم دیا اور بتوں کو باہر نکال دیا گیا۔ انہیں میں ایک تصویر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل میہما السلام کی بھی تھی اور ان کے ہاتھوں میں (پانس) کے تیر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ ان مشرکین کا ناس کرے، انہیں خوب معلوم تھا کہ ان بزرگوں نے کبھی پانس نہیں پھینکا۔ پھر آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اندر چاروں طرف بکیر کی پھرباہر تشریف لائے، آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی تھی۔ عبد الصمد کے ساتھ اس حدیث کو معمراً بھی ایوب سے روایت کیا اور وہیب بن خالد نے یوں کہا، ہم سے ایوب نے بیان کیا، انہوں نے عکرمه سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے۔

باب نبی کریم ﷺ کا شرکے بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہونا

(۳۲۸۹) اور یہ نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، کماکہ مجھے نافع نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کی طرف سے شر میں داخل ہوئے۔ اسماعیل بن زید رضی اللہ عنہم آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ بلاں بنیٹھ اور کعبہ کے حاجب غمان

ستون و تلہمنا نصب، فوجقل یطفئها
بمُؤْدِّيٍّ وَيَقُولُ : ((جَاءَ الْحَقُّ وَرَأَهُ
الْبَاطِلُ، جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يَنْدِيُهُ الْبَاطِلُ وَمَا
يُعِيدُ)). [راجح: ۲۴۷۸]

لئے جائے حديثی اسحاق حدثنا عبد الصمد حدثني أبي حدثنا أثيوب عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله عنهم ما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قدم مكانة أتي أن يدخل النبي، وفيه الآلهة، فأمر بها فاخرجت فاخراج صورة إبراهيم وإسماعيل في أيديهما من الأذالم، فقال النبي ﷺ : ((قاتلهم الله، لقد علموا ما استفسما بها قط)) ثم دخل النبي فكبّر في نواحي النبي وخرج ولم يصل فيه.تابعة مغمّر عن أثيوب وقال وهيبي: حدثنا أثيوب عن عكرمة عن النبي ﷺ .

[راجح: ۳۹۸]

۵۰- باب دخول النبي ﷺ

مِنْ أَغْلَى مَكَّةَ

۴۲۸۹ - وَقَالَ النَّبِيُّ : حَدَّثَنِي يُونُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَغْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَمَعَهُ بِلَالَّ وَمَعَهُ عَثْمَانَ

بن طلحہ بن عثیمین بھی تھے۔ آخر اپنے اونٹ کو آپ نے مسجد (کے قریب باہر) بھایا اور بیت اللہ کی کنجی لانے کا حکم دیا پھر آپ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ اسامہ بن زید، زید، بلاال اور عثمان بن طلحہ بھی تھے۔ آپ اندر کافی دیر تک ٹھہرے، جب باہر تشریف لائے تو لوگ جلدی سے آگے بڑھے۔ عبداللہ بن عمر بن عقبہ سب سے پہلے اندر جانے والوں میں تھے۔ انہوں نے بیت اللہ کے دروازے کے پیچے حضرت بلاال بن عثیمین کو کھڑے ہوئے دیکھا اور ان سے پوچھا کہ آنحضرت مسیح موعود نے کمال نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے وہ جگہ بتائی جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ بن عمر بن عقبہ نے کہا کہ یہ پوچھنا بھول گیا کہ آنحضرت مسیح موعود نے نماز میں کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔

بن طلحۃ من المُحَجَّةِ حَتَّیْ أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمْرَهُ أَنْ يَأْتِي بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَسَامَةً بْنَ زَيْدٍ وَبِلَالَ وَعَثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ، فَمَكَثَ فِيهِ نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسَ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرَ اُولَمْ مِنْ دَخْلِهِ، فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا، فَسَأَلَهُ أَنَّى صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ : فَسَبَّبَتِيْ أَنَّ أَسَأَلَ كَمْ صَلَّى مِنْ سَجَدَةٍ.

[راجع: ۳۹۷]

ابن عباس رض کی روایت میں ہے کہ آپ نے کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی لیکن بلاال بن عثیمین کی روایت میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے ممکن ہے کہ ابن عباس رض باہر ہوں ان کو آپ کے نماز پڑھنے کا علم نہ ہوا ہو، آپ نے فراغت کے بعد کبھی کی کنجی پھر عثمان بن عثیمین کے حوالہ کرو دی اور فرمایا کہ یہ یوں تیرے ہی خاندان میں رہے گی۔ یہ میں نے تجوہ کو نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور جو کوئی ظالم ہو گا وہ یہ کنجی تجوہ سے چھینے گا۔ آج تک یہ کنجی اسی خاندان شہنشاہی کے اندر محفوظ ہے اور کعبہ شریف جب بھی کھولا جاتا ہے، وہی لوگ اُکر کھولتے ہیں۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالہ وآلہ وسالم سے ۱۹۵۲ء کے حج میں میں کعبہ شریف میں داخل ہوا تھا اور دروازہ پر شہنشاہی خاندان کے بزرگ کو میں نے دیکھا تھا جو بہت ہی سفید ریش بزرگ تھے، غفران اللہ۔

۴۲۹۰ - حدثاً أَلْهَبَتْمُ بْنُ خَارِجَةَ حَفْصَ بْنَ مَيْسَرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَزْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَقْعَ منْ كَدَاءَ الْتَّيْ بِأَغْلَى مَكْثَةً. تَابَعَهُ أَبُو أَسَامَةَ وَوَهْبَ بْنَ

هـ - حدثنا الهيثم بن خارجة حفص
بن ميسرة عن هشام بن عزوة، عن أبيه عائشة رضي الله عنها أخبرته أن النبي صلّى اللهم دخل عام الفقع من كداء التي بأغلى مكثة. تابعه أبوأسامة وهب بن كداء. [راجع: ۱۵۷۷]

کداء بالمد اور کداء بالنصر دونوں مقاموں کے نام ہیں۔ پلا مقام کہ کے بالائی جانب میں ہے اور دوسرا نیچی جانب میں اور یہ روایت ان صحیح روایتوں کے خلاف ہے جن میں ہے کہ آنحضرت مسیح موعود صلی اللہ علیہ وسالہ وآلہ وسالم بالائی جانب سے داخل ہوئے اور خالد بن عثیمین کو کداء یعنی نیچی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ جب خالد بن ولید بن عثیمین پاہ گراں لیے ہوئے تھے میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے ذرا سا مقابلہ کیا۔ کفار کو صفوان بن امیہ اور سکل بن عمرو نے اکٹھا کیا تھا۔ مسلمانوں میں سے دو شخص شہید ہوئے اور کافر بارہ تیرے مارے گئے، باقی سب بھاگ نکلے، یہ پہلے بھی مذکور ہو چکا ہے۔

(۴۲۹۱) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسماد نے بیان کیا، ان سے رشام نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کرم ﷺ فتح کہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کداء کی طرف سے داخل ہوئے تھے۔

حدَّثَنَا عَبْيَذُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ،
حدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ،
ذَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ عَالَمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ
مِنْ كَدَاءٍ۔ [راجع: ۱۵۷۷]

باب فتح مکہ کے دن قیام نبوی کا بیان

۵۱- باب منزل النبی ﷺ یوم الفتح

(۴۲۹۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابن الی لیلی نے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا ہمیں کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی، انہیں نے کہا کہ جب مکہ فتح ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر عسل کیا اور آنحضرت نماز پڑھی۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو میں نے اتنی ہلکی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر بھی اس میں آپ رکوع اور سجده پوری طرح کرتے تھے۔

حدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدَ، حدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبْنِ أَبِيهِ لَيْلَى، قَالَ: مَا
أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي
الصُّحْنَى غَيْرُ أُمَّةِ هَانِيٍّ فَلَمَّا ذَكَرَنَا أَنَّهُ
يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا، ثُمَّ صَلَّى
ثَمَانِيَّ رَكَعَاتٍ، قَالَتْ: لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلَوةً
أَحَفَّ مِنْهَا غَيْرُ أَنَّهُ يَنْعُمُ الرُّكُوعَ
وَالسُّجُودَ۔ [راجع: ۱۱۰۳]

لَتَبَرُّجْ ہلکی پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نمازوں میں آپ نے قرات بست مختصر کی تھی حدیث سے مقصد یہاں یہ ثابت کرنا ہے کہ فتح مکہ کے دن آنحضرت ﷺ کا قیام ام ہانی بیٹھا کے گھر میں تھا۔

حضرت ام ہانی بیٹھا کے ہاں آپ نے جو نمازوں ادا فریائی اس بابت حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشور کتاب زاد العاد میں لکھتے ہیں: ثم دخل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم دار ام ہانی بنت ابی طالب فاغتسل و صلی ثمان رکعات فی بيتها و كان ضحی لفظها من صلوٰۃ الصحنی و انما هذه صلوٰۃ الفتح وكان امراء الاسلام اذا تبحروا حصلوا او بلدا صلوا عقب الفتح هذه الصلوٰۃ اقتداء برسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وفي القصة ما يبدل على انها بسبب الفتح شكر الله عليه فان ام ہانی قالت ما رايته صلاها قبلها ولا بعدها (زاد العاد) لینی پھر رسول کرم ﷺ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ نے وہاں عسل فرما کر آنحضرت رکعات نماز ان کے گھر میں ادا کی اور یہ ضحی کا وقت تھا۔ پس جس نے گمان کیا اس نے کہا کہ یہ ضحی کی نماز تھی حالانکہ یہ فتح کے شکرانہ کی نماز تھی۔ بعد میں امراء الاسلام کبھی بھی قاعدہ رہا کہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے جب بھی کوئی شریا قلعہ فتح کرتا اس نماز کو ادا کرتے تھے اور قصہ میں ایسی دلیل بھی موجود ہے جو اسے نماز شکرانہ ہی ثابت کرتی ہے۔ وہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی پسلی یا چیچے اس نماز کو پڑھا ہو۔ اس سے بھی ثابت ہوا یہ فتح کی خوشی میں شکرانہ کی نماز تھی۔

باب

۵۲- باب

(۴۲۹۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے

حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
غَنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُنْصُورٍ، عَنْ أَبِيهِ

ابوالضھی نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضیتھا نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں یہ دعا پڑھتے تھے (دعا یہ ہے)

سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفرلی

الضھی عن مسروق عن عائشة رضی الله عنھا قالت: کان النبی ﷺ يقول في رُكُوعه وسجوده: ((سبحانک اللہم ربنا وَبِحَمْدِكَ اللہُمَّ اغفِرْ لِي)).

[راجح: ۷۹۴]

لئے لیجن تو پاک ہے اے خدا! ہمارے مالک تمی تعریف کرتے ہیں ہم یا اللہ مجھ کو بخش دے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ رکوع یا سجدے میں دعا کرنا منع نہیں ہے۔ اس حدیث کا تعلق باب سے یوں ہے کہ اس حدیث کے درمیں طریق میں یوں مذکور ہے کہ جب آپ پر سورہ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی لیجن فتح کم کے بعد تو آپ ہر نماز میں رکوع اور سجدے میں یوں ہی فرمائے گے۔ اس سورت میں اللہ نے یہ حکم دیا (فَتَبَّعَ بِخَمْدَ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرَةً) (النصر: ۳) پس سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفرلی اسی کی تعلیم ہے۔ آخرست ملکیت کا آخری عمل یہی تھا کہ آپ رکوع اور سجدے میں بکفرت اس کو پڑھا کرتے تھے۔ لہذا اور دعاوں پر اس کو فوکیت حاصل ہے۔ ضمی طور پر اس میں بھی فتح کم کا ذکر ہے اور حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

(۳۲۹۳) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابن عباس نے بیان کیا کہ عمر بن شریٹ مجھے اپنی مجلس میں اس وقت بھی بلا لیتے جب وہاں بدر کی جگہ میں شریک ہونے والے بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوتے۔ اس پر بعض لوگ کہنے لگے اس جوان کو آپ ہماری مجلس میں کیوں بلا تے ہیں؟ اس کے حیثیتے تو ہمارے پچے بھی ہیں۔ اس پر عمر بن شریٹ نے کہا وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کا علم و فضل تم جانتے ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ان بزرگ صحابیوں کو ایک دن عمر بن شریٹ نے بلا یا اور مجھے بھی بلا یا۔ بیان کیا کہ میں سمجھتا تھا کہ مجھے اس دن آپ نے اس لیے بلا یا تھا تاکہ آپ میرا علم بتا سکیں۔ پھر آپ نے دریافت کیا اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس يدخلون، ختم سورت تک، کے متعلق تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا کہ ہمیں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد بیان کریں اور اس سے استغفار کریں کہ اس نے ہماری مدد کی اور ہمیں فتح عنایت فرمائی۔ بعض نے کہا کہ ہمیں اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے اور بعض نے کوئی جواب نہیں دیا پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا، این

۴۲۹۴ - حدثنا أبو العصمان حدثنا أبو عوانة عن أبي بشرٍ عن سعيد بن جبيرٍ، عن ابن عباسٍ رضي الله عنهما قال: كان عمرَ يدخلني مع أشياخَ نذر، فقالَ بغضهم، لم تدخلْ هذا الفقي معنا ولنا أبناء مثله؟ فقالَ إلهٌ ممن قد علمْتُمْ، قال: فدعهم ذاتَ يومَ ودعاني معهمَ، قال: وما أرتهُ دعاني يومِئذ إلا ليبرهمَ مبني، فقالَ ما تقولون: في (إِذَا جاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَذْكُلُونَ) حتى ختمَ السُّورَةَ، فقالَ بغضهم : أمِرْنَا أَن نَحْمِدَ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ، إذا نُصِرْنَا وَفَتَحَ عَلَيْنَا وَقَالَ بغضهم : لا نذرِي ولم يقل بغضهم شيئاً فقالَ لي: يا ابنَ عَبَّاسَ أَكَذَّاكَ تَقُولُ؟ قَلْتُ: لا، فَمَا تَقُولُ؟ قَلْتُ: هُوَ أَجْلُ رَسُولِ اللهِ

عباس! کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں، پوچھا، پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح حاصل ہو گئی۔ یعنی فتح مکہ تو یہ آپ کی وفات کی نشانی ہے۔ اس لیے آپ اپنے رب کی حمد اور تسبیح کریں اور اس کی مغفرت طلب کریں کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ عمر بن جعفر نے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا وہی میں بھی سمجھتا ہوں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُهُ اللَّهُ لَهُ أَذْنًا
جَاءَ نَصْرًا اللَّهُ وَالْفَتْحُ^{۱۹۶} فَتَحَّ مَكَّةَ فَدَأَكَ
عَلَامَةُ أَجْلِكَ هَفَسَّيْ بْنُ حَمْدَنَ رَبِّكَ،
وَاسْتَغْفِرَةً إِنَّهُ كَانَ تَوَابَنَ^{۲۰۰} قَالَ عَمْرٌ : مَا
أَنْ عَلِمْ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

[راجع: ۳۶۲۷]

لئے حضرت عمر بن جعفر نے وین کی ایک بات پوچھ کر ابن عباس رض کی فضیلت بوڑھوں پر ظاہر کر دی جیسے اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم دے کر بری بردی عمرو اے فرشتوں پر ان کی فضیلت ثابت کر دی اور ان فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو بجہہ کرو۔ حدیث میں وفات نبوی پر اشارہ ہے۔ اس کا یہاں اندر ارجح کا یہی مقصد ہے۔ سورہ شریفہ میں اشارہ تھا کہ ہر کمالے راز دالے۔ ہر زوالے را کمالے۔ اس حدیث کے ذیل مولانا وحید الزماں کی تقریر دل پذیر یہ ہے کہ عمر بن جعفر کا عمل اس پر تھا بزرگی بحق است نہ بہ سال۔ ابن عباس رض اس وقت کے بڑے عالم تھے اور عالم گو جوان ہو گر علم کی فضیلت سے وہ بوڑھوں کے برابر بلکہ ان سے بھی افضل سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے پیشوا خلفاء راشدین اور دوسرے شہابین اسلام نے علم کی ایسی تقدیر ان کی ہے جب مسلمان علم حاصل کرنے میں کوشش کرتے تھے مگر افسوس کہ ہمارے زمانہ کے مسلمان بادشاہ ایسے نلاتیں ہیں جن کے ایک بھی عالم، فاضل یا حکیم فلسفہ نہیں ہوتا نہ ان کو دینی علوم کی تقدیر ہے نہ دنیاوی علوم کی بلکہ حق پوچھو تو علم و لیاقت کے دشمن ہیں۔ ان کے ملک میں کوئی شاذ و نادر دین کا عالم پیدا ہو گیا تو اس کو ستانے بے عزت کرنے اور نکالنے کے فکر میں رہتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا بالله اگر یہی لیل و نمار رہے تو ایسے بادشاہوں کی حکومت کو بھی چرا غصہ سمجھنا چاہیے۔ (وحیدی) یہ پرانی باتیں ہیں اب تو گیا دور سرمایہ داری گیا۔ دکھا کر تماشہ مداری گیا۔

(۳۲۹۵) ہم سے سعید بن شرحبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے مقبری نے کہ ابو شریخ عدوی بن جعفر نے (مدینہ کے امیر) عمرو بن سعید سے کہا جکہ عمرو بن سعید (عبداللہ بن زیبر بن جعفر کے خلاف) کہ کی طرف لشکر بیحیج رہے تھے کہ اے امیر! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے ایک حدیث بیان کروں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی۔ اس حدیث کو میرے دونوں کاؤں نے سن، میرے قلب نے اس کو یاد رکھا اور جب حضور اکرم ﷺ ارشاد فرمारہے تھے تو میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھ رہا تھا۔ حضور اکرم رض نے پسلے اللہ کی حمد و شابیان کی اور پھر فرمایا، بلاشبہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا شر قرار دیا ہے، کسی انسان

۴۲۹۵ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَرَحْبِيلَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنِ الْمُقْبَريِّ عَنْ أَبِي شَرْبَيْعِ
الْعَدُويِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرُو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ
يَنْعَثُ الْبَعْوَثَ إِلَى مَكَّةَ: إِنَّذَنَ لِي أَيُّهَا
الْأَمِيرُ أَخْدُثُكَ قَوْلًا فَوَلََّ قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَدَى مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ
مَكَّةَ سَمِعْتَهُ أَذْنَانِي وَرَعَاهُ قَلْبِي وَابْتَصَرْتَهُ
عَيْنَانِي حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ، إِنَّهُ حَمْدَ اللَّهِ وَاثْنَيْ
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَمَهَا اللَّهُ وَلَمْ
يَحْرَمْهَا النَّاسُ، لَا يَجْعَلُ لِأَفْرِيَءٍ يُؤْمِنُ

نے اسے اپنی طرف سے حرمت والا قرار نہیں دیا۔ اس لیے کسی شخص کے لیے بھی جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، جائز نہیں کہ اس میں کسی کاخون بھائے اور نہ کوئی اس سرزین کا کوئی درخت کاٹے اور اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے فتح کم کے موقع پر جنگ سے اپنے لیے بھی رخصت نکالے تو تم اس سے کہ دنیا کے اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول کو (تموڑی دیر کے لیے) اس کی اجازت دی تھی۔ تمہارے لیے بالکل اجازت نہیں ہے اور مجھے بھی اجازت دی تھی۔ اس کی اجازت دن کے تھوڑے سے حصے کے لیے ملی تھی اور آج پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل یہ شر حرمت والا تھا۔ پس جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ (ان کو میرا کلام) پہنچادیں جو موجود نہیں۔ ابو شریح سے پوچھا گیا کہ عمرو بن سعید نے آپ کو پھر جواب کیا دیا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس نے کہا کہ میں یہ مسائل تم سے زیادہ جانتا ہوں، حرم کسی گنگا کو پناہ نہیں دیتا، نہ کسی کاخون کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے، مفسد کو بھی پناہ نہیں دیتا۔

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ إِنِّي سَفِيلُ دَمًا، وَلَا يَغْصِبُ بِهَا شَجَرًا، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا، فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذِنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَقَدْ عَادَتْ حَرَمَتُهَا الْيَوْمَ كَحَرَمَتِهَا بِالْأَنْسِ، وَلَيَلِلُ الشَّاهِدُ الْغَابِبُ،) فَقَبِيلَ لِأَبِي شَرِيعٍ مَاذَا قَالَ لَكَ عَمْرُو؟ قَالَ: قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبا شَرِيعٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيدُ عَاصِيَا وَلَا فَارِداً بِدَمِ وَلَا فَارِداً بِحَرَمَةٍ.

[راجع: ۱۰۴]

لَئِنْ شَرِيفَ حضرت عبد اللہ بن زبیرؑ نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی۔ اس لیے یزید نے ان کو زیر کرنے کے لیے گورنمنٹ معمود بن سعید کو مامور کیا تھا جس پر ابو شریح نے ان کو یہ حدیث سنائی اور مکہ پر حملہ آور ہونے سے روکا گر عموہ بن سعید طاقت کے نشہ میں چور تھا۔ اس نے حدیث نبوی کو نہیں سنا اور مکہ پر چڑھائی کر دی اور ساتھ ہی یہ بانے بنائے جو یہاں مذکور ہیں۔ اس طرح تاریخ میں یہیش کے لیے بدناہی کو اختیار کیا اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؑ کے خون ناقہ کا بوجہ اپنی گردان پر رکھا اور حدیث میں فتح کم و حرمت مکہ پر اشارہ ہے، یہی مقصود باب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؑ اسدی قربیؑ ہیں، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نواسے ہیں۔ مہینہ میں مہاجرین میں یہ پسلے پچھے ہیں جو سنہ اہ میں پیدا ہوئے۔ محترم نانا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کے کانوں میں اذان کی، ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما ہیں۔ مقام قبائل ان کو جناب آنحضرت ﷺ نے چھوبارہ چبا کر اپنے لحاب دہن کے ساتھ ان کے منہ میں ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ بہت ہی بارع بصفہ چہرے والے موٹے تازے بڑے تو قوی بدار تھے۔ ان کی دادی حضرت صفیہؓ نے آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ ان کی خالہ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ سے بیعت کی اور انہوں نے آٹھ حج کئے اور حجاج بن یوسف نے ان کو مکہ میں منتقل کے دن ۷/۱ جمادی الثانی سہ ۳۷۳ھ کو شہید کر ڈالا۔ ایسی ہی ظالمانہ حرکتوں سے عذاب الہی میں گرفتار ہو کر حجاج بن یوسف بوی ذلت کی موت مرا۔ اس نے جس بزرگ کو آخر میں ظلم سے قتل کیا، وہ حضرت سعید بن جبیر ہیں۔ جب بھی حجاج بن یوسف سوتا حضرت سعید خواب میں اگر اس کا پاؤں پکڑ کر ہلا دیتے اور اپنے خون ناقہ کی یاد دلاتے۔ (إِنَّمَا ذَلِكَ لَعْنَةً لِأَوْلَى الْأَنْصَارِ) (آل عمران: ۱۳)

(۲۲۹۶) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، کہا تم سے لیٹ نے بیان کیا، ان

4296 - حدَّثَنَا فَيْنَيُّ حَدَّثَنَا الْلَّبِيْثُ عَنْ

سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انسوں نے نبی کرم شلیل سے نہ آپ نے فتح کمکے موقع پر کمکہ مکرمہ میں فرمایا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید و فروخت مطلق حرام قرار دے دی ہے۔

یزید بن ابی حبیب، عن عطاء بن ابی رباح عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما آنہ سمع رسول اللہ ﷺ یقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمُكْثٍ : ((إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَمَ نَيْعَةَ الْخَمْرِ)). [راجع: ۲۲۳۶]

لئے گئے یعنی اللہ نے جیسے شراب بینا حرام کیا ہے ویسے ہی شراب کی تجارت بھی حرام کر دی ہے۔ جو لوگ مسلمان کھلانے کے باوجود یہ وحدا کرتے ہیں وہ عبد اللہ سخت ترین مجرم ہیں۔

باب فتح کمکے زمانہ میں نبی کرم شلیل کامکہ میں قیام کرنا

(۴) ۳۲۹۷ ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا (دوسری سن) اور ہم سے قیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے تیکی بن ابی اسحاق نے اور ان سے انس بن شٹو نے بیان کیا کہ ہم نبی کرم شلیل کے ساتھ (بکہ میں) دس دن ٹھہرے تھے اور اس مدت میں ہم نماز قصر کرتے تھے۔

یہاں راوی نے صرف قیام کہ کے دن شارکے ورنہ صحیح یہی ہے کہ آپ نے ۱۹ دن قیام کیا تھا اور منی و عرفات کے دن چھوڑ دیئے ہیں۔

(۴) ۳۲۹۸ ہم سے عبدالاہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور ان سے اہن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کرم شلیل نے کہ میں انہیں دن قیام فرمایا تھا اور اس مدت میں صرف نماز و رکعتیں (قصر) پڑھتے تھے۔

۴۲۹۸ - حدثنا عبدان أخبرنا عبد الله قال: أخبرنا عاصم عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: أقام النبي ﷺ بمنطقة تسعه عشر يوما يصلى ركعتين. [راجع: ۱۰۸۰]

لئے گئے روایت میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت شلیل نے بھال سفر انہیں دن کے قیام میں نماز قصر ادا کی تھی، الہم دریث کا یہی مسلک ہے۔ فتح کمکے کی تفصیلات لکھتے ہوئے علامہ ابن قیم شلیل فرماتے ہیں کہ فتح کمکے بعد رسول کرم شلیل نے امن عام کا اعلان فرمادیا مگر نو آدمی ایسے تھے جن کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ اگرچہ وہ کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوئے پائے جائیں۔ وہ یہ تھے، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح، عکرمہ بن ابی جمل، عبد العزیز بن خطل، حارث بن نفیل، میسین بن صابہ، ہمار بن اسود اور ابن خطل کی دو لوئذیاں جو رسول کرم شلیل کی بھجو کے گیت گایا کرتی تھیں اور سارہ ناہی ایک (بعض کے نزدیک) بنی عبد المطلب کی لوئذی۔ قیام امن کے لیے ان فسادیوں کا خاتمه ضروری تھا۔ جب ان لوگوں نے یہ خبر سنی تو عکرمہ بن ابی جمل سنتے ہی فرار ہو گیا مگر اس کی عورت نے اس کے لیے امن طلب کیا اور آپ نے امن دے دیا، وہ مسلمان ہو گیا، بعد میں ان کا اسلام بست بترتیب ثابت ہوا۔ جنگ یرموک میں سن

سالہ میں بعمر ۶۲ سال شہید ہوئے۔ باقی ان میں صرف ابن خطل، حارث، مقیم اور حارث کی وہ دو لوٹنیاں قتل کی گئیں؛ باقی اسلام قبول کر کے نج گئے۔ ان ہی ایام فتح مکہ میں حضرت خالد بن ولید بن شوہر نے عزیز بنت کا خاتمه کیا تھا جس میں ایک عورت (چیل قسم کی) نکلی اور اسے بھی قتل کیا۔ عزیزی قریش اور بونوکنانہ کا سب سے بڑا بت تھا۔ حضرت عمرو بن عاصی بن شوہر نے سواع نای بت کو ختم کیا اور سعد بن زید اشسلی بن شوہر کے ہاتھوں منات بت کو ختم کرایا گیا۔ اس میں سے بھی ایک چیل نکلی تھی جو قتل کر دی گئی۔ (مخترزاد العاد)

۴۲۹۹ - حدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا (۳۲۹۹) هم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو شاہب نے

بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس بھی نہ نہیں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں (فتح مکہ کے بعد) انہیں دن تک مقیم رہے اور عبد اللہ بن عباس بھی نہ نہیں نے کہا کہ ہم (سفر میں) انہیں دن تک تو نماز قصر پڑھتے تھے، لیکن جب اس سے زیادہ مدت گزر جاتی تو پھر پوری نماز پڑھتے تھے۔

ابو شہاہب عن عاصِمٍ عن عَكْرِمَةَ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَفْمَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ، نَفَصَرُ الصَّلَاةَ وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ : وَنَحْنُ نَفَصَرُ مَا يَنْتَنَا وَبَنِنَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَإِذَا زِدْنَا أَتَمَّنَا.

[راجح: ۱۰۸۰]

لشیخ اسی حدیث کی بنابر سفر میں نماز انہیں دن تک قصر کی جا سکتی ہے، یہ آخری مدت ہے۔ اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھنی چاہیے۔ جماعت الحدیث کا عمل یہ ہے۔

باب

(۳۳۰۰) اور لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، کہا مجھ کو عبد اللہ بن شعبہ بن معیر بن شوہر نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ان کے چڑے پر شفقت کی راہ سے ہاتھ پھیرا تھا۔

امام بخاری نے اختصار کے لیے اصل حدیث بیان نہیں کی۔ صرف اسی جملہ پر اکتفا کی کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے سال ان کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔

(۳۳۰۱) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خردی، انہیں معمر نے اور انہیں زہری نے، انہیں سفیان نے، انہیں ابو جیلہ نے، زہری نے بیان کیا کہ جب ہم سے ابو جیلہ بن شوہر نے حدیث بیان کی تو ہم سعید بن مسیب کے ساتھ تھے۔ بیان کیا کہ ابو جیلہ بن شوہر نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی اور وہ آپ کے ساتھ غزوہ فتح مکہ کے لیے نکلے تھے۔

ابن مندہ اور ابو حیم اور ابن عبد البر نے بھی ان ابو جیلہ بن شوہر کو صحابہ ہمیشہ میں ذکر کیا ہے اور یہ کہ جب الوداع میں یہ جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

۴۳۰۰ - وَقَالَ الْلَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَغْلَةَ بْنِ صَعْبٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ عَامَ الْفَتْحِ . [طرفة في ۶۲۵۶]

۴۳۰۱ - حدثني إبراهيم بن موسى . أخبرنا هشام عن معمراً، عن الزهرى عن سينى أبي جميلة قال: أخبرنا وأخوه أبو جميلة أبا زرعه عام الفتح .

ابن مندہ اور ابو حیم اور ابن عبد البر نے بھی ان ابو جیلہ بن شوہر کو صحابہ ہمیشہ میں ذکر کیا ہے اور یہ کہ جب الوداع میں یہ جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

(۳۳۰۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کماہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے اور ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے عمرو بن سلمہ بن شریٹ نے، ایوب نے کماکہ مجھ سے ابو قلابہ نے کما، عمرو بن سلمہ بن شریٹ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ قصہ کیوں نہیں پوچھتے؟ ابو قلابہ نے کماکہ پھر میں ان کی خدمت میں گیا اور ان سے سوال کیا، انہوں نے کماکہ جاہیت میں ہمارا قیام ایک چشمہ پر تھا جس کا عام راستہ تھا۔ سوار ہمارے قریب سے گزرتے تو ہم ان سے پوچھتے، لوگوں کا کیا خیال ہے؟ اس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ (یہ اشارہ نبی کریم شریعت کی طرف ہوتا تھا)۔ لوگ بتاتے کہ وہ کتنے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ ان پر وحی نازل کرتا ہے، یا اللہ نے ان پر وحی نازل کی ہے (وہ قرآن کی کوئی آیت سناتے) میں وہ فوراً یاد کر لیتا، اس کی باتیں میرے دل کو لگتی تھیں۔ ادھر سارے عرب والے فتح مکہ پر اپنے اسلام کو موقوف کئے ہوئے تھے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ اس نبی کو اور اس کی قوم (قریش) کو منشی دو، اگر وہ ان پر غالب آگئے تو پھر واقعی وہ سچ نبی ہیں۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم نے اسلام لانے میں پہل کی اور میرے والد نے بھی میری قوم کے اسلام میں جلدی کی۔ پھر جب وہ (مدینہ) سے واپس آئے تو کماکہ میں خدا کی قسم ایک سچ نبی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ فلاں نماز اس طرح فلاں وقت پڑھا کر اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور امامت وہ کرے جسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہو۔ لوگوں نے اندازہ کیا کہ کسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہے تو کوئی شخص (ان کے قبیلے میں) مجھ سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا نہیں ملا۔ کیونکہ میں آنے جانے والے سواروں سے سن کر قرآن مجید یاد کر لیا کرتا تھا۔ اس لیے مجھے لوگوں نے امام بنایا۔ حالانکہ اس وقت میری عمر چھ بیساٹ سال کی تھی اور میرے پاس ایک ہی چادر تھی، جب میں (اے) سے لپیٹ کر سجدہ کرتا تو اوپر ہو جاتی (اور پیچے کی جگہ) کھل جاتی۔ اس قبیلہ کی ایک عورت نے کہا، تم اپنے قاری کا چوتھا تو پہلے

۴۳۰۲ - حدثنا سليمان بن حزب حدثنا
حماد بن زيد عن أبوب عن أبي قلابة،
عن عمرو بن سلمة قال : قال لي أبو
قلابة ألا تلقاه فسألته، قال : فلقيته
فسألته، فقال : كذا بماء ممّن الناس وكان
يمرّ بنا الرّبّان فسألهم ما للناس، ما
للناس ما هذا الرجل؟ فيقولون : يزعم
أن الله أرسله أوحى إليه أو أوحى الله
بكتأ، فكنت أحفظ ذلك الكلام،
وكانت يفرى في صدرني وكانت العرب
تلوم ياسلامهم الفتح، فيقولون : إن رُؤْسَه
وقومة فإنه إن ظهر عليهم فهو نبيٌّ
صادق فلما كانت وفقة أهل الفتح يادر
كل قوم ياسلامهم وبدر أبني قومي
ياسلامهم، فلما قدم قال : جئتكم والله
من عند النبي صلى الله عليه وسلم
حقاً فقال : ((صلوا صلاة كذا، في حين
كذا وصلوا كذا في حين كذا فإذا
حضرت الصلاة فليؤذن أحدكم
وليؤذنكم أكثركم قرأتنا)) فنظروا فلم
يكن أحد أكثر قرأتنا مني لما كنّت ألتقي
من الرّبّان، فقد موني بين أيديهم وأنا
ابن سنت أو سبع سين وكانت على بودة
كنت إذا سجّدت تقلصت عني فقالت
امرأة من الحبي : ألا تعطوا عنّا است
قارنكم؟ فاشترعوا فقطعوا لي قميصاً لـما
فرحت بشيء فرجي بذلك القميص.

چھپا دو۔ آخر انہوں نے کپڑا خریدا اور میرے لیے ایک قیص بنائی،
میں جتنا خوش اس قیص سے ہوا اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہوا تھا۔

تَسْبِيحٌ اس سے الحدیث اور شافعیہ کا ذہب ثابت ہوتا ہے کہ بلاغ لڑکے کی امامت درست ہے اور جب وہ تمیزار ہو فرانگ اور نوافل سب میں اور اس میں خنیہ نے خلاف کیا ہے۔ فرانگ میں امامت جائز نہیں رکھی (وجیدی) روایت میں لفظ فکنت احفظ ذلك الكلام و كانما يغزى في صدرى۔ پس میں اس کلام قرآن کو یاد کر لیتا ہے کوئی میرے سینے میں اتار دینا۔ بعض لوگ ترجمہ یوں کرتے ہیں جیسے کوئی میرے سینے میں چپکا دیتا یا کوٹ کر بھر دیتا۔ یہ کتنی ترجیحے اس بنا پر ہیں کہ بعض شخصوں میں بغزی فی صدری ہے بعض میں بفرالی صدری ہے، بعضوں میں بفرالی صدری ہے۔ عربوں کی قیص ساختہ ہی = بند کا کام بھی دے دیتی ہے۔ اسی لیے کہ روایت میں صرف قیص بناۓ کا ذکر ہے۔ یعنی وہ شخص تک لمبی ہوتی ہے جس کے بعد تبدیل ہوت بھی جسم چھپ جاتا ہے۔ (۲۳۰۳) مجھ سے عبد اللہ بن مسلمہ قنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے

امام الائک نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے، ان سے عروہ بن زیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی کریم ﷺ سے (دوسری سند) اور یحیث بن سعد نے کما جھسے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے، انہیں عروہ بن زیر نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عتبہ بن ابی وقار نے (مرتب وقت زمانہ جاہلیت میں) اپنے بھائی (سعد بن ابی وقار، یعنی شعبہ) کو وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ بن لیسی کی باندی سے پیدا ہوئے والے پچ کو اپنے قبضہ میں لے لیں۔ عتبہ نے کما تھا کہ وہ میرا لڑکا ہو گا۔ چنانچہ جب قبضہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں داخل ہوئے تو سعد بن ابی وقار شعبہ اس پچے کو لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ عبد بن زمعہ بھی آئے۔ سعد بن ابی وقار شعبہ نے تو یہ کہا یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ بھائی نے وصیت کی تھی کہ اسی کا لڑکا ہے۔ لیکن عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے (میرے والد) زمعہ کا بیٹا ہے کیونکہ انہیں کے بستر پیدا ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے زمعہ کی باندی کے لڑکے کو دیکھا تو وہ واقعی (سعد کے بھائی) عتبہ بن ابی وقار کی شکل پر تھا لیکن حضور ﷺ نے (قانون شریعت کے مطابق) فیصلہ یہ کیا کہ اے عبد بن زمعہ! تمہیں اس پچے کو رکھو، یہ تمہارا بھائی ہے، کیونکہ یہ تمہارے

عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ غُرْزَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَقَالَ اللَّيْتُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ حَدَّثَنِي غُرْزَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ : أَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ عَتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ عَهِدَ إِلَيْيَ أَخِيهِ سَعْدَ أَنْ يَقْبِضَ أَبْنَ وَلِيَدَةَ زَمْعَةَ، وَقَالَ عَتْبَةُ : إِنَّهُ أَبِي، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكْهُ فِي الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصِ أَبْنَ وَلِيَدَةَ زَمْعَةَ، فَأَفْقَلَ بَهُ إِلَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَقْبَلَ مَعَهُ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ، فَقَالَ سَعْدَ بْنُ أَبِي وَقَاصِ : هَذَا أَبْنُ أَخِي عَهِدَ إِلَيْيَ أَنْهُ أَبِي. قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَخِي هَذَا أَبْنُ زَمْعَةَ وَلَدٌ عَلَى فَرَاسِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَبْنِ وَلِيَدَةَ زَمْعَةَ فَلَمَّا أَشْبَهَ النَّاسُ بَعْتَبَةَ بْنَ أَبِي وَقَاصِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((هُوَ لَكَ هُوَ أَخُوكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ)) مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ

والد کے فراش پر اس کی باندی کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ لیکن دوسری طرف ام المؤمنین سودہ بنت خدا سے جو زمعہ کی بیٹی تھیں فرمایا سودہ! اس لڑکے سے پرده کیا کرنا کیونکہ آپ نے اس لڑکے میں عتبہ بن ابی و قاصِ بنت خدا کی شباہت پائی تھی۔ ابن شاہب نے کماں سے عاشرہ بنت خدا نے بیان کیا کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا تھا، لہذا اس کا ہوتا ہے جس کی جور ویا لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور زنا کرنے والے کے حصے میں سُنگ ہی ہیں۔ ابن شاہب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو پکار پکار کر بیان کیا کرتے تھے۔

لئے بنت خدا حدیث میں ایک موقع پر رسول کرم ﷺ کے فتح مکہ میں مکہ میں داخلہ کا ذکر ہے۔ باب سے مطابقت یہی ہے کہ حدیث سے ایک اسلامی قانون کا بھی اثبات ہوا کہ پچھے جس بست پر پیدا ہو اکبر ستر والے کاما جائے گا، زانی کے لیے سُنگ ساری ہے اور پچھے بست والے کا ہے۔ اس قانون کی وسعت پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ اس سے کتنی برا بیوں کا سد باب ہو گیا ہے۔ بست کا مطلب یہ ہے کہ جس کی پیوی یا لونڈی کے بطن سے وہ پچھے پیدا ہوا ہے وہ اس کاما جائے گا۔ حضرت سودہ نامی خاتون بنت زمعہ ام المؤمنین بنت خدا ہیں۔ یہ اپنے چچا کے بیٹے سکران بن عمر بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کے انتقال پر آنحضرت ﷺ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ آپ، کائنات حضرت خدیجہ بنت خدا کی وفات کے بعد حضرت عاشرہ بنت خدا کے نکاح سے پہلے ہوا۔ ماہ شوال سنہ ۵۵ھ میں مدینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہا

(۳۳۰۳) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، اُنہیں یونس نے خبر دی، اُنہیں زہری نے، کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ غزودہ فتح (مکہ) کے موقع پر ایک عورت نے نبی کرم ﷺ کے عمد میں چوری کر لی تھی۔ اس عورت کی قوم کھبرائی ہوئی اسامہ بن زید بنت خدا کے پاس آئی تاکہ وہ حضور ﷺ سے اس کی سفارش کر دیں (کہ اس کا ہاتھ چوری کے جرم میں نہ کاتا جائے) عروہ نے بیان کیا کہ جب اسامہ بنت خدا نے اس کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے گفتگو کی تو آپ کے چہرے مبارک کارنگ بدال گیا اور آپ نے فرمایا! تم مجھ سے اللہ کی قائم کی ہوئی ایک حد کے بارے میں سفارش کرنے آئے ہو۔ اسامہ بنت خدا نے عرض کیا، میرے لیے دعائے مغفرت کیجیے، یا رسول اللہ! پھر وہ پر بعد آنحضرت ﷺ نے صاحبہ بنت خدا کو خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی اس کے شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد فرمایا، اب بعد! تم میں سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہو

وَلَدٌ عَلَىٰ فِرَاشِهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (اَخْجَعَيْتُ مِنْهُ يَا سَوْدَةً) لِمَا رَأَى مِنْ شَهِيدَةٍ عَذْنَةَ نِنْ أَبِي وَقَاصٍ. قَالَ ابْنُ شَهَابٍ: قَاتَ عَائِشَةَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْوَلَدُ لِلْفَوَافِ وَالْعَاهِرِ الْحَجَرِ)). وَقَالَ ابْنُ شَهَابٍ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَصْبِحُ بِذَلِكَ.

[راجع: ۲۰۵۳]

۴۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الرُّهْرَيْ أَخْبَرَنِي عَزْرُوَةُ بْنُ الزُّبَيْرٍ أَنَّ امْرَأَةَ سَرْقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ، فَفَزَعَ قَوْمُهَا إِلَى أَسَاطِةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُونَهُ قَالَ عَزْرُوَةُ: فَلَمَّا كَلَمَةَ أَسَاطِةَ فِيهَا تَلَوْنٌ وَخَةٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَتَكُلَّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حَدُودِ اللَّهِ؟)) قَالَ أَسَاطِةُ: أَسْتَغْفِرُ لِي يَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَطَبَنَا فَأَتَشَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا يَنْهَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ أَنْهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقُ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا

گئے کہ اگر ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کوئی کنزور چوری کر لیتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کر لے تو میں اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اس عورت کے لیے حکم دیا اور ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر اس عورت نے صدق دل سے توبہ کر لی اور شادی بھی کر لی۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ بعد میں وہ میرے یہاں آتی تھیں۔ ان کو اور کوئی ضرورت ہوتی تو میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیتی۔

سرقٰ فِيهِمُ الضعيفُ أقاموا عَلَيْهِ الْحَدْ
وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ يَبْدِي، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ
بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَفْطَتْ يَدَهَا) ثُمَّ
أَمْرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِعِلْكَ الْمَرْأَةِ لَفْطَتْ
يَدَهَا فَعَسْتَ تَوْبَتْهَا بَعْدَ ذَلِكَ،
وَتَرَوْجَتْ فَقَالَتْ غَائِشَةً فَكَانَتْ تَائِيَيْ
بَعْدَ ذَلِكَ فَارْفَعْ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ. [راجع: ۲۶۴۸]

شیخ | امام احمد کی روایت میں ہے کہ اس عورت نے خود آخرت فیصلہ سے عرض کیا تھا کہ حضور کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا آج تو اسکی ہے جیسے اس دن تھی جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی۔ حدود اسلامی کا پس منظر یہ ہے ان کے قائم ہونے کے بعد مجرم گناہ سے بالکل پاک صاف ہو کر مقبول الہی ہو جاتا ہے اور حدود کے قائم ہونے سے جرام کا سدباب بھی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مملکت سعودیہ ایڈھا اللہ بنصرہ میں موجود ہے، جمل حدود شرعی قائم ہوتے ہیں۔ اس لیے جرام بہت کم پائے جاتے ہیں۔ آیت شریفہ (فِي الْقِصَاصِ حِلْوَةٌ يَأْتُوا الْأَتْبَابُ) (البقرۃ: ۱۷۹) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ روایت میں جس عورت کا مقدمہ ذکر ہے اس کا ہاتھ خروجیہ تھا، بعد میں بنو سلیمان کے ایک شخص سے اس نے شادی بھی کر لی تھی۔

(۳۳۰۵-۳۳۰۶) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا تم سے زہیر

حدَثَنَا زَهْرَىٰ حَدَثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُمَرٍ

بن معاویہ نے بیان کیا، کہا تم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے مجاشع بن مسعود بن شٹن نے بیان کیا کہ فتح کہ کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی (مجاہد) کو لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اسے اس لیے لے کر حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ بھرت پر اس سے بیعت لے لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا بھرت کرنے والے اس کی فضیلت و ثواب کو حاصل کر چکے (یعنی اب بھرت کرنے کا زمانہ تو گزر چکا) میں نے عرض کیا، پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، ایمان، اسلام اور جہاد پر۔ ابی عثمان نہدی نے کہا کہ پھر میں (مجاشع کے بھائی) ابو سعید مجاہد سے ملا وہ دونوں بھائیوں سے بڑے تھے، میں نے ان سے بھی اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع نے حدیث ٹھیک طرح بیان کی ہے۔

حدَثَنَا زَهْرَىٰ حَدَثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُمَرٍ

حدَثَنِي مُجَاشِعٌ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخِي بَعْدَ الْفَضْحِ قُلْتَ :

يَا رَسُولَ اللهِ حَتَّىٰ بِأَخِي لِتَابِعَةَ عَلَى

الْهِجْرَةِ قَالَ : ((ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا

فِيهَا)) فَقُلْتُ عَلَىٰ أَيِّ شَيْءٍ تَبِاعِعُهُ؟ قَالَ:

((أَبَايَةَهُ عَلَىِ الْإِسْلَامِ، وَالإِيمَانِ

وَالْجَهَادِ)) فَلَقِيَتْ أَبَا مَعْبُدَ بَعْدَ وَكَانَ

أَكْبَرُهُمَا فَسَأَلَهُ فَقَالَ : صَدَقَ مُجَاشِعَ.

. [راجع: ۲۹۶۲، ۲۹۶۳].

لئے پڑھنے معلوم ہوا کہ صحابہ و تابعین کے پاک زمانوں میں احادیث نبوی کے مذکورات مسلمانوں میں جاری رہا کرتے تھے اور وہ اپنے اکابر سے احادیث کی تصدیق کرایا بھی کرتے تھے۔ اس طرح سے احادیث نبوی کا ذخیرہ صحیح حالت میں قیامت تک کے واسطے محفوظ ہو گیا جس طرح قرآن مجید محفوظ ہے اور یہ صداقت محمدی کا ایک برا ثبوت ہے۔ جو لوگ احادیث صحیح کا انکار کرتے ہیں، درحقیقت اسلام کے نادان دوست ہیں اور وہ اس طرح تغییر اسلام شیعیت کے پاکیزہ حالات زندگی کو مٹا رہا چاہتے ہیں مگر ان کی یہ ناپاک کوشش بھی کامیاب نہ ہوگی۔ اسلام اور قرآن کے ساتھ احادیث محمدی کا پاک ذخیرہ بھی یہیش محفوظ رہے گا اسی طرح بخاری شریف کے ساتھ خادم کا یہ عام فہم ترجیح بھی لئے پاک نقوص کے لیے ذریعہ ہدایت بتا رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

(۴۳۰۷) ۴۳۰۸ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي هُبَيْلٍ (۲۳۰۸-۴۳۰۷) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے اور ان سے مجاشع بن مسعود بن عثمن نے کہ میں اپنے بھائی (ابو عبد الرحمن) کو بنی کرم شیعیل کی خدمت میں آپ سے بھرت پر بیعت کرانے کے لیے لے گیا۔ حضور شیعیل نے فرمایا کہ بھرت کا وہ تو بھرت کرنے والوں کے ساتھ ختم ہو چکا۔ البتہ میں اس سے اسلام اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں۔ ابو عثمان نے کہا کہ پھر میں نے ابو سعید بن عثمن سے مل کر ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع بن عثمن نے ٹھیک بیان کیا اور خالد حداء نے بھی ابو عثمان سے بیان کیا کہ ان سے مجاشع بن عثمن نے کہ وہ اپنے بھائی جمال بن عثمن کو لے کر آئے تھے، پھر حدیث کو آخر تک بیان کیا۔ اس کو اساعیل نے (صلی کیا ہے)

(۴۳۰۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے اور ان سے مجاهد نے کہ میں نے ابن عمر بن عثمن سے عرض کیا کہ میرا را رہ ہے کہ ملک شام کو بھرت کر جاؤ۔ فرمایا، اب بھرت باقی نہیں رہی، جہاد ہی باقی رہ گیا ہے۔ اس لیے جاؤ اور خود کو پیش کرو۔ اگر تم نے کچھ پالیا تو بتر ورنہ واپس آجائنا۔

(۴۳۱۰) نفر نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی، انہیں ابو بشر نے خبر دی، انہوں نے مجاهد سے سنا کہ جب میں نے عبد اللہ بن عمر بن عثمن

بنکر، حدَّثَنَا الفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الْهَنْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْنُودٍ أَنَّهُ لَظَفَرَ بِأَبِي مَعْبُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِسَاعَةٍ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ: ((مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا أَبْيَعَةً عَلَى الْإِسْلَامِ، وَالْجِهَادِ)) فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبُودٍ فَسَأَلْتُهُ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ. وَقَالَ حَالِهُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ: إِنَّهُ جَاءَ بِأَخِيهِ مُجَاهِدًا.

[راجع: ۲۹۶۲، ۲۹۶۳]

(۴۳۱۱) حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غَنْدَرَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشَّرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَلَّتِ لَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَهَاجِرَ إِلَى الشَّاءِمِ، قَالَ: لَا هِجْرَةُ، وَلَكِنْ جِهَادٌ، فَانطَلِقْ فَاغْرِضْ نَفْسَكَ فَإِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا وَالآ رَجِعْتَ.

[راجع: ۳۸۹۹]

(۴۳۱۰) وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَشَّرٍ، قَالَ: سَمِعْتَ مُجَاهِدًا،

سے عرض کیا تو انہوں نے کہا کہ اب بھرت باقی نہیں رہی یا (فرمایا کہ) رسول اللہ ﷺ کے بعد پھر بھرت کہاں رہی۔ (اگلی روایت کی طرح بیان کیا)

(۳۳۱۱) مجھ سے اسحاق بن یزید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بھی بن حمزہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو محرو او زاعی نے بیان کیا، ان سے عبدہ بن الیلبان نے، ان سے مجاہد بن جبریل نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ فتح مکہ کے بعد بھرت باقی نہیں رہی۔

فَلَتَ لَابْنِ حُمَرَةَ قَالَ: لَا هِجْرَةُ الْيَوْمِ أَوْ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ مِثْلُهُ.

[راجح: ۳۸۹۹]

۴۳۱۱ - حدئنا اسحاق بن یزید حدئنا یختی بن حمزہ، قال: حدئنا ابی عمرہ الأوزاعی عن عبدة بن أبي بابة عن مجاہد بن جبیر، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حُمَرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ : لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ . [راجح: ۳۸۹۹]

لشیخ یہ حکم مدنی بھرت کی بابت ہے۔ اگر اسلام کیلئے کسی بھی علاقہ میں کہ جیسے حالات پیدا ہو جائیں تو دارالامان کی طرف وہ اب بھی بھرت کر سکتے ہیں۔ جس سے ان کو یقینہ بھرت کا ثواب مل سکتا ہے گر اما الاعمال بالیات کا سامنے رکھنا ضوری ہے۔

(۳۳۱۲) ہم سے اسحاق بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام او زاعی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن الی ربان نے بیان کیا کہ میں عبد بن عمر کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں خاضر ہوا۔ عبد بن انس کے بعد تھا کہ مسلمان اپنا پوچھتا تو انہوں نے کہا کہ اب بھرت باقی نہیں رہی، پہلے مسلمان اپنا دین پچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پناہ لینے کے لیے آتے تھے، اس خوف سے کہ کہیں دین کی وجہ سے قتلہ میں نہ پڑے جائیں۔ اس لیے اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا تو مسلمان جہاں بھی چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے۔ اب تو صرف جہاں اور جہاں کی نیت کا ثواب باقی ہے۔

یہ سوال فتح مکہ کے بعد مدینہ شریف ہی کی طرف بھرت کرنے سے متعلق تھا جس کا جواب وہ دیا گیا ہو روایت میں مذکور ہے، باقی عام حیثیت سے حالات کے تحت دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف بھرت کرنا بوقت ضرورت اب بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ ایسے حالات پائے جو اس کیلئے ضروری ہیں۔ روایات بلا میں کسی نہ کسی پہلو سے فتح مکہ کا ذکر ہوا ہے، اسی لیے ان کو اس باب کے تحت لایا گیا ہے۔

۴۳۱۳ - حدئنا اسحاق حدئنا ابی غاصبم عن ابن جریج اخیرتی حسن بن

[راجح: ۳۰۸۰]

۴۳۱۲ - حدئنا اسحاق بن یزید حدئنا یختی بن حمزہ حدئنا الأوزاعی عن عطاء بن أبي رباح، قال: زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عَبْدِهِنَّ بْنِ عَمِيرٍ فَسَأَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَتْ : لَا هِجْرَةُ الْيَوْمِ، كَانَ الْمُؤْمِنُ يَقُولُ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَخَافَةً أَنْ يَقْنَعَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَرِبَّةٌ.

مسلم نے خبردی اور انہیں مجاہد نے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن خطبہ سننے کھڑے ہوئے اور فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا، اسی دن اس نے مکہ کو حرمت والا شر قرار دے دیا تھا۔ پس یہ شراللہ کے حکم کے مطابق قیامت تک کے لیے حرمت والا رہے گا۔ جو مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوا گا اور میرے لیے بھی صرف ایک گھٹری کے لیے حلال ہوا تھا۔ یہاں حدود حرم میں شکار کے قاتل جانور نہ چھپتے جائیں۔ یہاں کے کائنے دار درخت نہ کائے جائیں نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے اور یہاں پر گری پڑی چیزیں اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور کسی کے لیے اٹھانی جائز نہیں۔ اس پر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اذ خر (گھاس) کی اجازت دیجئے کیونکہ ناروں کے لیے اور مکانات (کی تعمیر وغیرہ) کے لیے یہ ضروری ہے۔ آپ خاموش ہو گئے پھر فرمایا اذ خراس حکم سے الگ ہے۔ اس کا (کائنا) حلال ہے۔ دوسری روایت ابن جریح سے (ای سند سے) ایسی ہی ہے۔ انہوں نے عبدالکریم بن مالک سے، انہوں نے ابن عباس سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت ﷺ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

مسلم عن مُجَاهِدِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ : ((إِنَّ اللَّهَ حَرَمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، فَهُنَّ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَمْ تَحِلْ لِأَحَدٍ قِبْلَتِي وَلَا تَحِلْ لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَلَمْ تَخْلُلْ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنَ الدَّهْرِ، لَا يُنَفَّرُ صِدِّهَا، وَلَا يُعْضَدُ شُوْكُهَا، وَلَا يُخْتَلِي خَلَاهَا، وَلَا تَحِلْ لِقَطْطَهَا إِلَّا لِمُشْبِدِ)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِلَّا الإِذْجَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمَّا نَهَى عَنِ الْأَذْجَرِ لِمَنْ شِئَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ : ((إِلَّا الإِذْجَرُ فَلَانَهُ حَلَالٌ)). وَعَنِ ابْنِ حُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَنْ الْكَرِيمِ عَنْ عَكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِعِشْلٍ هَذَا أَوْ نَحْوُ هَذَا。 رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

[راجح: ۱۳۴۹]

لَهُبْلَهُبْلَهُ مجاہد تابعی ہیں تو یہ حدیث مرسلا ہوئی مگر حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کو کتاب المحدث کتاب الجہاد میں وصل کیا ہے۔ مجاہد سے، انہوں نے طاؤس سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ صداقت محمدی اس سے ظاہر ہے کہ مکہ المکرمة آج تک بھی حرم ہے اور قیامت تک حرمت والا رہے گا۔ آج تک کسی غیر مسلم حکومت کا وہاں قیام نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکے گا۔ حکومت سودویہ نے بھی اس مقدس شرکی حرمت و عزت کا بہت کچھ تحفظ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو قائم دا تم رکھے۔ آئین۔ حضرت علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فتح کہ کو فتح اعظم سے تبیر کرتے ہوئے کھاہے فصل فی الفتح الاعظم الذی اعزَ الله به دینه و رسوله وجده و حرمه الامین واستنقذه به بلده و بیته الذی جعله هدی للعلمین من ایدی الكفار والمرشکین وهو الفتح الذی استبشر به اهل السماء وضررت اطباب عزة على مناكب الجنوازاء ودخل الناس به في دین الله الفواج واشرق به وجه الارض ضباء وابتها جا (زاد المعاد) یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے فتح کہ بے اپنے دین کو اپنے رسول کو اپنی فوج کو اپنے امن والے شر کو بہت عزت عطا فرمائی اور شر کمکہ اور خانہ کعبہ کو جو سارے جانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے اس کو کفار اور مرشکین کے ہاتھوں سے آزادی نصیب کی۔ یہ وہ فتح ہے جس کی خوشی آسمانی مخلوق نے مٹا لی اور جس کی عزت کے جھنڈے جو زمانے ستارے پر لمراہے اور لوگ جو حق در جو حق جس کی وجہ سے اللہ کے ذین میں داخل ہو گئے جس کی برکت سے ساری زمین منور ہو کر روشنی اور سرست سے بھرپور ہو گئی۔ غزوہ فتح

کہ کا ذکر مزید تفصیل کے ساتھ یوں ہے۔ غزوہات نبوی کے سلسلے میں فتح کہہ کارنا نام (گو صحیح متفقہ میں غزوہ وہ بھی نہیں) کہنا چاہیے کہ سب سے بڑا کارنا نام ہے اور لڑائیاں چھوٹی بڑی جتنی بھی ہوئی سب کا مرکزی نقطہ یہی تھا۔ صلح حدیبیہ کا زمانہ فتح کہہ سے کوئی دو سال قبل کا ہے۔ قرآن مجید نے پیش خبری اسی وقت قصین کے ساتھ کہ دوستی (انا فتحنا لک فتحجا مبنا) (الفتح ع۔) "ہم نے اے پیغمبر! آپ کو ایک فتح دے دی کھلی ہوئی" فتح آیت میں گو اشارہ قریب صلح حدیبیہ کی وجہ ہے لیکن سب جانتے ہیں کہ اشارہ بعد فتح کہ کی جانب ہے۔ عرب اب جوں در جوں ایمان لارہے تھے اور قبیلے پر قبیلے اسلام میں داخل ہوتے جا رہے تھے۔ فتح کہ چیزیں انسی تھیں۔ قرآن مجید نے اس کی اپنی زبان بلطف میں یوں تفہیش کی ہے۔ «إذ جاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَذْكُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا» (التصر: ۱۔) جب آنی اللہ کی مدد اور فتح کہہ اور آپ نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ فوج کی فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں اور خیر یہ صورت تو فتح کہ کے بعد واقع ہوئی کہ گو آنحضرت ﷺ کے ہمراہ دس ہزار صحابیوں کا لفکر تھا اور عرب کے بڑے بڑے پر قوت قبیلے اپنے الگ الگ میش بناتے ہوئے اور اپنے اپنے پرچم اڑاتے ہوئے جلو میں تھے لیکن خوزیزی دشمن کے اس شر بلکہ دار الحکومت میں برائے نام ہی ہونے پائی اور شرپر قبضہ بغیر خون کی ندیاں بنے گویا چپ چپاتے ہو گیا۔ «هُوَ الَّذِي كَفَى أَنْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَنْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِيَظْنِ مَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَنْظَرْتُكُمْ عَلَيْهِمْ» (الفتح: ۲۲) وہ اللہ ہی ہے جس نے روک دیئے ان کے ہاتھ تم سے اور تم سارے ہاتھ ان سے شر کہہ میں بعد اس کے کہ تم کو اس نے پر فتح مند کر دیا تھا۔ اس آیت میں اشارہ جمال بقول شارحین کے حدیبیہ کی طرف ہے وہیں یہ قول بعض دوسرے شارحین کے غیر خون پر فتح کہ کی جانب ہے۔ فتح کہ کا یہ عظیم الشان اور دنیا کی تاریخ کے لیے نادر اور یادگار واقعہ رمضان سنہ ۸ھ مطابق جوری سنہ ۳۰ عیسوی میں پیش آیا۔ (قرآنی سیرت نبوی)

۵۵- باب قول الله تعالى:

سورہ توبہ میں ہے کہ یاد کرو تم کو اپنی کثرت تعداد پر گھمنڈ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے نگک ہونے لگی، پھر تم پیشہ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے، اس کے بعد اللہ نے تم پر اپنی طرف سے تسلی نازل کی "غفور رحیم تک۔

﴿وَوَيْمَ حُنَيْنٍ إِذَا أَخْجَبْتُكُمْ كُثُرَكُمْ، فَلَمْ تُفْنِ عَنْكُمْ شَيْئاً وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحَبْتُ، ثُمَّ وَلَيْسَ مُدْبِرِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِيْتَهُمْ إِلَى قَوْلِهِ ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

حنین ایک وادی کا نام ہے جو کہ اور طائف کے بیچ میں واقع ہے، وہاں آپ فتح کے بعد چھٹی شوال کو تشریف لے گئے تھے۔ آپ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ مالک بن عوف نے کئی قبیلے کے لوگ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے جمع کئے ہیں جیسے ہوازن اور شفیق وغیرہ۔ اس جگہ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار اور کافروں کی چار ہزار تھی۔ مسلمانوں کو اپنی کثرت تعداد پر کچھ غور ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس غور کو توزنے کے لیے پہلے مسلمانوں کے اندر کافروں کا خوف دہراں پیدا کر دیا بعد میں آخری فتح مسلمانوں کو عینصیب ہوئی۔

(۳۳۱۱۲) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمير نے بیان کیا، کہا ہم سے بیزید بن ہارون نے بیان کیا، کہا ہم کو اساعیل بن ابی خالد نے خودی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی بن شریعت کے ہاتھ میں زخم کا نشان دیکھا پھر انہوں نے بتالیا کہ مجھے یہ زخم اس وقت آیا تھا جب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا۔ میں نے کہا،

٤٣١٤ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ رَأَيْتُ بَيْدَ ابْنِ أَبِي أَوْفَى ضَرِبَةً قَالَ: ضَرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَلْتُ: شَهَدْتَ حُنَيْنًا؟

آپ خین میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ اس سے بھی پہلے میں کئی غزوہات میں شریک ہو چکا ہوں۔

قال: ذلک.

(۳۳۱۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابو حمّاق نے، کہا کہ میں میں نے براء بن بخش سے سنا، ان کے یہاں ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا کہ اے ابو عمارہ! کیا تم نے خین کی لڑائی میں پیٹھ پھیری تھی؟ انہوں نے کہا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہے تھے۔ البتہ جو لوگ قوم میں جلد باز تھے، انہوں نے اپنی جلد بازی کا ثبوت دیا تھا، پس قبلہ ہوازن والوں نے ان پر تبر بر سارے۔ ابو سفیان بن حارث بن بخش حضور ﷺ کے سفید چتر کی لگام تھامے ہوئے تھے اور حضور ﷺ فرمایا رہے تھے ”میں نبی ہوں اس میں بالکل جھوٹ نہیں، میں عبد المطلب کی اولاد ہوں۔“

٤٣١٥ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْيَدْ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتَ الْتَّرَاءَ وَجَاهَةَ رَجُلٍ فَقَالَ: يَا أَبَا عُمَارَةَ أَوْلَىٰتِ يَوْمِ حَنْينٍ؟ فَقَالَ: أَمَا أَنَا فَأَشَهُدُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يُولَّ وَلَكِنْ عَجَلَ سَرَغَانَ الْقَوْمَ فَرَشَقَهُمْ هَوَازِنَ، وَأَبُو سَفِيَّاً بْنُ الْحَارِثِ أَخْذَ بِرَأْسِ بَقْلَيْهِ الْيَضِّاءَ يَقُولُ :

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبٌ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

[راجع: ۲۸۶۴]

لَشَرِحِ حافظ صاحب فرماتے ہیں وابو سفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب بن هاشم وہ ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان اسلامہ قبل فتح مکہ لانہ خرج الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم للقیہ فی الطریق وہو سائز الی فتح مکہ فاسلم وحسن اسلامہ وخرج الی غزوہ حنین فکان فیمن نبت (فتح) یعنی حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن هاشم بن بخش نبی کریم ﷺ کے پیٹھ کے بیٹے تھے۔ یہ مفت ہونے سے پہلے ہی سے نکل کر راستے میں آخضرت ﷺ سے جا کر ملے اور اسلام قبول کر لیا اور یہ غزوہ خین میں ثابت قدم رہے تھے۔

(۳۳۱۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو حمّاق نے کہ براء بن ماذب بن بخش سے پوچھا گیا، میں سن رہا تھا کہ تم لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ خین میں پیٹھ پھیری تھی؟ انہوں نے کما جمل تک حضور اکرم ﷺ کا تعلق ہے تو آپ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ ہوا یہ تھا کہ ہوازن والے بڑے تیرانداز تھے حضور ﷺ نے اس موقع پر فرمایا تھا میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

٤٣١٦ - حدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَبْلَ الْتَّرَاءِ وَأَنَا أَسْمَعْتُ أَوْلَىٰتِ يَوْمِ حَنْينٍ؟ فَقَالَ: أَمَا النَّبِيُّ ﷺ فَلَا، كَانُوا رُمَّاً فَقَالَ:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبٌ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

[راجع: ۲۸۶۴]

لَشَرِحِ آپ نے اس ناذک موقع پر دعا فرمائی یا اللہ! اپنی مدعا ادار۔ سلسلہ کی روایت میں ہے کہ کافروں نے آپ کو گھیر لیا آپ چھپر سے اتر پڑے پھر خاک کی ایک مٹی لی اور کافروں کے منہ پر ماری فرمایا شاہت الوجوہ کوئی کافر بلیں نہ رہا، جس کی آنکھ میں نہ سمجھی ہو۔ آخر نکست پا کر سب بھاگ لئے۔ شاہت الوجوہ کا معنی ان کے منہ برے ہوئے۔ قسطلانی نے کہا یہ آپ کا ایک بڑا

مجزہ ہے۔ چار ہزار کافروں کی آنکھوں پر ایک مٹھی خاک کا ایسا اڑ پننا بالکل عادت کے خلاف ہے۔ (مولانا وحید الدین) مترجم کرتا ہے آنحضرت ﷺ کی شجاعت اور بہادری کو اس معنی سے دریافت کر لینا چاہیے کہ سارے ساتھی بھائی نکلے، تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے اور آپ چھر پر میدان میں بنے ہوئے ہیں۔ ایسے موقعوں پر بڑے بڑے بھائروں کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ اگر آپ کا ہم کوئی مجوزہ نہ دیکھیں صرف آپ کے صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ پر غور کر لیں تب بھی آپ کی تغیری میں کوئی تک شیش نہیں رہتا۔ شجاعت، ایسی خواست ایسی کہ کسی سائل کو محروم نہ کرتے۔ لاکھ روپیہ آیا تو سب کا سب اسی وقت باٹ دیا۔ ایک روپیہ بھی اپنے لیے نہیں رکھا۔ ایک دفعہ گھر میں ذرا سامونا رہ گیا تھا تو نماز کا سلام پھیرتے ہی تشریف لے گئے اس کو باٹ دیا پھر سنتیں پڑھیں۔ وقت اور طاقت ایسی کہ نو یو یوں سے ایک ہی رات میں صحبت کر آئے۔ صبر اور تحمل ایسا کہ ایک گوار نے تکوار کھنچ لی مارڈا نا چاہا مگر آپ نے اس پر قابو پا کر اسے معاف کر دیا۔ ایک یہودی عورت نے زہر دے دیا مگر اس کو سزا نہ دی، عفت اور پاک دامنی ایسی کہ کسی غیر عورت پر آنکھ نکلنے کا اعلانی۔ کیا یہ صفات کسی ایسے شخص میں جمع ہو سکتی ہیں جو موئیہ من اللہ اور پیغمبر اور ولی نہ ہو اور پڑا بے وقوف ہے وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کو پڑھ کر پھر آپ کی نبوت میں تک شکر کرے۔ معلوم ہوا کہ اس کو عقل سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ایک جاہل ناطریت یافت قوم میں ایسے جامع کمالات اور مذہب اور صاحب علم و معرفت کا وجود بغیر تائید الہی اور تعلیم خداوندی کے ناممکن ہے پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت وادود علیم تو پیغمبر ہوں اور حضرت محمد ﷺ پیغمبر ہوں۔ اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو انصاف اور سمجھ دے۔ (وحیدی)

(۷۳۱) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، ان سے شبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، انہوں نے براء بن بشیر سے سنا اور ان سے قبیلہ قیس کے ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا تم لوگ نبی کرم ﷺ کو غزوہ حسین میں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے کہا لیکن حضور اکرم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہے تھے۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ تیر انداز تھے، جب ان پر ہم نے حملہ کیا تو وہ پسپا ہو گئے پھر ہم لوگ مال غیمت میں لگ گئے۔ آخر ہمیں ان کے تیروں کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے خود دیکھا تھا کہ حضور اکرم ﷺ اپنے سفید چھپر پر سوار تھے اور حضرت ابوسفیان بن عثیمین اس کی لگام تھاے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ فرار ہے تھے، میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں۔ اسرائیل اور زہیر نے بیان کیا کہ بعد میں حضور ﷺ اپنے چھر سے اتر گئے۔

۴۳۱۷ - حدثني محمد بن بشير حدثنا
غدر، حدثنا شعبة عن أبي إسحاق سمع
البراء و سأله رجلٌ من قيس أفرزتم عن
رسول الله ﷺ يوم حنين؟ فقال: لكن
رسول الله ﷺ لم يقُرِّرْه، كانت هوازن رمأة
وإنما حملنا عليهم انكشفوا، فاكتبنا
على الفتن فاستقبلنا بالسهام، ولقد
رأيته رسول الله ﷺ على يقليه البيضاء،
وإن أبا سفيان آخذ بزمائها وهو
يقول: أنا النبي لا كذب. قال إنسانيل
وزهير: نزل النبي ﷺ عن يقليه.

[راجح: ۲۸۶۴]

لشيخ میدان جگ میں آنحضرت ﷺ ثابت قدم رہے اور چار آدمی آپ کے ساتھ ہے رہے۔ تین بھائیم کے ایک حضرت عباس بن عثیمین آپ کے سامنے تھے اور ابوسفیان بن عثیمین آپ کے چھر کی باگ تھاے ہوئے تھے، عبد اللہ بن مسعود بن عثیمین آپ کے دوسری طرف تھے۔ تنہی کی روایت میں ہے کہ سو آدمی بھی آپ کے ساتھ نہ رہے اور امام احمد اور حاکم کی روایت میں ہے، این مسعود بن عثیمین سے کہ سب لوگ بھاگ نکلے صرف اسی (۸۰) آدمی مہاجرین اور انصار میں سے آپ کے ساتھ رہ گئے۔ مسلم کی روایت میں

ہے کہ کافروں نے آپ کو گھیر لیا آپ چھر سے اتر پڑے پھر خاک کی ایک مٹھی لی اور کافروں کے منہ پر ماری، کوئی کافر بقیٰ نہ رہا جس کی آنکھ میں مٹی نہ تھی ہو۔ آخر میں کافر ہار کر سب بھاگ گئے۔ آپ نے فرمایا شاہت الوجوه یعنی ان کے منہ کالے ہوں۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کے بڑے مESSAGES میں سے ہے۔

(۳۳۱۸-۳۳۱۹) ہم سے سعید بن عفیرنے بیان کیا، کما کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کما مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے (دوسری صد) اور مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کما ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کما ہم سے ابن شاب کے سنتیجے (محمد بن عبد اللہ بن شاب نے) بیان کیا کہ محمد بن شاب نے کما کہ ان سے عروہ بن زیر نے بیان کیا کہ انہیں مروان بن حکم اور مسروں بن مخرمہ بھی خوش نے خبر دی کہ جب قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ رخصت دینے کھڑے ہوئے، انہوں نے آپ سے یہ درخواست کی کہ ان کا مال اور ان کے (قبیلے کے قیدی) انہیں واپس دے دیے جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جیسا کہ تم لوگ دیکھ رہے ہو، میرے ساتھ کتنے اور لوگ بھی ہیں اور دیکھو چیز بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس لیے تم لوگ ایک ہی چیز پسند کر لو یا تو اپنے قیدی لے لو یا مال لے لو۔ میں نے تم ہی لوگوں کے خیال سے واپس ہو کر تقریباً دس دن ان کا انتظار کیا تھا۔ آخر جب ان پر واضح ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو انہوں نے کہا کہ پھر ہم اپنے (قبیلے کے) قیدیوں کی واپسی چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق شاکرنے کے بعد فرمایا امام بعد! تمہارے بھائی (قبیلہ ہوازن کے لوگ) توبہ کر کے ہمارے پاس آئے ہیں، مسلمان ہو کر اور میری رائے یہ ہے کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اس لیے جو شخص (بلا کسی دنیاوی صدر کے) اپنی خوشی سے واپس کرنا چاہے وہ واپس کر دے یہ بہتر ہے اور جو لوگ اپنا حصہ نہ چھوڑنا چاہتے ہوں، ان کا حق قائم رہے گا۔ وہ یوں کر لیں کہ

٤٣١٨، ٤٣١٩ - حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرَ
حَدَّثَنِي لَيْثٌ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ
حَوَّلَهُ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبْنُ أَخْيَرِ أَبْنِ
شَهَابٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شَهَابٍ : وَرَأَمْ
عَرْوَةُ بْنُ الرَّبِيعِ، أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمُسْوَرَ بْنَ
مَعْرِمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفَدُّ هَوَازِنَ
مُسْلِمِينَ، فَسَأَلَهُ أَنَّ يُرَدُّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ
وَسَيِّهِمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
((مَعِي مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْخَدِيثَ إِلَيْهِ
أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِنْدَى الطَّافِقَيْنِ إِمَّا
السَّيِّئَةِ وَإِمَّا الْمَالِ، وَقَدْ كَتَّتْ اسْتَأْنِيَتْ
بِكُمْ)), وَكَانَ انْظَرُهُمْ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَعْعَةِ عَشْرَةِ لَيْلَةً حِينَ قَفلَ مِنَ
الْطَّافِقِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍ إِلَيْهِمْ إِلَّا
إِنْدَى الطَّافِقَيْنِ قَالُوا : فَلَمَّا نَخْتَارُ سَيِّئَةَ
لَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ
أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ : ((إِمَّا بَعْدَ فَإِنَّ إِخْرَانَكُمْ قَدْ
جَاءَوْنَا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنَّ أَرْدَادَ
إِلَيْهِمْ سَيِّهِمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيبَ
ذَلِكَ فَلْيَفْعُلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونْ

اس کے بعد جو سب سے پہلے غیمت اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت فرمائے گا اس میں سے ہم انہیں اس کے بدلہ میں دے دیں گے تو وہ ان کے قیدی واپس کر دیں۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم خوشی سے (بلا کسی بدلہ کے) واپس کرنا چاہتے ہیں لیکن حضور ﷺ نے فرمایا اس طرح ہمیں اس کا علم نہیں ہوا کہ کس نے اپنی خوشی سے واپس کیا ہے اور کس نے شیئں، اس لیے سب لوگ جائیں اور تمہارے چودھری لوگ تمہارا فیصلہ ہمارے پاس لائیں۔ چنانچہ سب واپس آگئے اور ان کے چودھریوں نے ان سے گفتگو کی پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سب نے خوشی اور فراخ دلی کے ساتھ اجازت دے دی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اتنا نے کہا یہی ہے۔

وہ حدیث جو مجھے قبلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق پہنچی ہے۔

علیٰ حظِّه حتیٰ نفعیٰ ایاہ من اول ما یُفْرِیءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلَيَقُولَنَّ). فَقَالَ النَّاسُ : قَدْ طَبَّيْنَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِنَّا لَا نَذَرِي مَنْ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمْنَ لَمْ يَأْذُنَ فَأَرْجِعُوهَا حَتَّىٰ يَرْفَعَ إِلَيْنَا عَرْفَاؤُكُمْ أَغْرِيْكُمْ)). فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَمُهُمْ عَرْفَاءُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَرُوهُمْ أَنْهُمْ قَدْ طَبَّيْنَا وَأَذَنُوا.

هذا الذي بلغني عن سفي هوازن.

[راجع: ۲۳۰۷، ۲۳۰۸]

لشیخ ہوازن کے وفات میں ۲۳ آدمی آئے تھے جن میں ابو بر قان سعدی بھی تھا، اس نے کہا یا رسول اللہ! ان قیدیوں میں آپ کے دودھ کے رشتے سے آپ کی کئی مائیں اور خالہ ہیں اور دودھ کی بہنیں بھی ہیں۔ آپ ہم پر کرم فرمائیں اور ان سب کو آزاد فرمادیں۔ آپ پر اللہ بہت کرم کرے گا۔ آپ نے جو ہواب دیا وہ روایت میں یہاں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ آپ نے سارے قیدیوں کو آزاد فرمادیا۔

(۳۳۳۰) ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے کہ عمر بن شٹر نے عرض کیا یا رسول اللہ! (دوسری سند) اور مجھ سے محمد ابن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں نافع نے اور ان سے ابن عمر بن شٹر نے بیان کیا کہ جب ہم غزوہ حشین سے واپس ہو رہے تو عمر بن شٹر نے نبی کرم ﷺ سے اپنی ایک نذر کے متعلق پوچھا جو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں اعتکاف کی مانی تھی اور آنحضرت ﷺ نے انہیں اسے پوری کرنے کا حکم دیا اور بعض (احمد بن عبدہ ضمی) نے حماد سے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر بن شٹر نے۔ اور اس روایت کو جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے ایوب سے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر بن شٹر نے، نبی کرم

٤٣٢٠ - حَدَّثَنَا أَبُو الْعَمَانَ حَدَّثَنَا حَمَادَ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ حَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَنْدَ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَغْمَرٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حَيْنِ سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذْرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اغْتَكَافًا فَأَمْرَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِوْفَانِهِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَمَادَ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرٍ عُمَرَ، وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَ حَمَادَ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

شیعیم سے

شیعیم حضرت نافع بن سر جلیس حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ حدیث کے فن میں مند اور جنت ہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ جب بھی نافع سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سن لیتا ہو تو پھر کسی اور راوی سے سننے کی ضرورت نہیں رہتی۔ سنن کے اہم میں وفات پائی۔

(۳۳۲۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک روشنی نے خبر دی، انہیں بیکی بن سعید نے، انہیں عمرو بن کثیر بن الفتح نے، انہیں قادہ کے مولیٰ ابو محمد نے اور ان سے ابو قادہ بن شریٹ نے بیان کیا کہ غرودہ خین کے لیے ہم بنی کشم شیعیم سے ساتھ نہ لے۔ جب جنگ ہوئی تو مسلمان ذرا ذگگا گئے (یعنی آگے پیچھے ہو گئے) میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان کے اوپر غالب ہو رہا ہے، میں نے پیچھے سے اس کی گردن پر تکوار ماری اور اس کی زرہ کاٹ ڈالی۔ اب وہ مجھ پر پلٹ پڑا اور مجھے اتنی زور سے بھینچا کہ موت کی تصویر میری آنکھوں میں پھر گئی، آخر وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میری ملاقات عمر بن شریٹ سے ہوئی۔ میں نے پوچھا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے پھر مسلمان پڑے اور (جنگ ختم ہونے کے بعد) حضور اکرم شیعیم سے تشریف فرمادی اور فرمایا جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے لیے کوئی گواہ بھی رکھتا ہو تو اس کا تمام سلامان و ہتھیار اسے ہی طے گا۔ میں نے اپنے دل میں کما کہ میرے لیے کون گواہی دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ بیان کیا کہ پھر آپ نے دوبارہ یہی فرمایا۔ اس مرتبہ پھر میں نے دل میں کما کہ میرے لیے کون گواہی دے گا؟ اور پھر بیٹھ گیا۔ حضور شیعیم نے پھر انہی فرمان دہرا یا تو میں اس مرتبہ کھڑا ہو گیا۔ حضور شیعیم نے اس مرتبہ فرمایا کیا بات ہے اے ابو قادہ؟ میں نے آپ کو بتایا تو ایک صاحب (اسود بن خزانی اسلامی) نے کما کہ یہ سچ کہتے ہیں اور ان کے مقتول کا سلامان میرے پاس ہے۔ آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں (کہ سلامان مجھ سے نہ لیں) اس پر ابو بکر بن شریٹ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم! اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر، جو اللہ اور اس کے رسول شیعیم کی طرف سے لڑتا ہے پھر

۴۳۲۱ - حدثنا عبد الله بن يوسف،
أخبرنا مالك عن يحيى بن سعيد، عن
عمر بن كثير بن الفتح عن أبي محمد
مؤذن أبي قادة، عن أبي قادة قال:
خرجنا مع النبي ﷺ عام ختن، فلما
التقينا كانت للمسلمين جولة فرأيت
رجالاً من المشركين قد علا رجالاً من
المسلمين فضربيه من ورائهم على حبل
عاتقه بالسيف فقطفت الذرع وأقبل على
فضمني ضمة وجدت منها ريح الموت،
ثم أذركه الموت، فأرسلني للجنة عمر
فقلت: ما بال الناس؟ قال: أمر الله عز
وجل ثم رجعوا وجلس النبي ﷺ فقال:
((من قتل قتيلاً له عليه بيئة فله سلبه)),
فقلت من يشهد لي؟ ثم جلست فقال
النبي ﷺ: مثلك قال: ثم قال النبي ﷺ
: مثلك فلمت فقلت: من يشهد لي؟ ثم
جلست، قال: ثم قال النبي ﷺ مثلك،
فقمت فقال: ((ما لك يا أمبا قادة؟))
فأخبرته فقال رجل: صدق وسأله عندي
فأرضيه مبني فقام أبو بكر : لاها الله إذا
لا يعمد إلى أسله من أسل الله، يقاتل عن
الله ورسوله ﷺ فيعطيك سلبه فقال

حضور ﷺ اس کا حق تمیں ہرگز نہیں دے سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کما، تم سامان ابو قادہ بن شریٹ کو دے دو۔ انسوں نے سامان مجھے دے دیا۔ میں نے اس سامان سے قبلہ سلمہ کے محلہ میں ایک باغ خریدا۔ اسلام کے بعد یہ میرا پہلا مال تھا۔ جسے میں نے حاصل کیا تھا۔

(۳۳۲۲) اور لیث بن سعد نے بیان کیا، مجھ سے بھی بن سعید انصاری نے بیان کیا تھا کہ ان سے عمر بن کثیر بن فالح نے، ان سے ابو قادہ بن شریٹ کے مولیٰ ابو محمد نے کہ ابو قادہ بن شریٹ نے بیان کیا، غزوہ حنین کے دن میں نے ایک مسلمان کو دیکھا کہ ایک مشرک سے لڑ رہا تھا اور ایک دوسرا مشرک پیچھے سے مسلمان کو قتل کرنے کی گھات میں تھا، پہلے تو میں اسی کی طرف بڑھا، اس نے اپنا ہاتھ مجھے مارنے کے لیے اٹھایا تو میں نے اس کے ہاتھ پر وار کر کے کاٹ دیا۔ اس کے بعد وہ مجھ سے چٹ گیا اور اتنی زور سے مجھے بھینچا کہ میں ڈر گیا۔ آخر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور ڈھیلا پڑ گیا۔ میں نے اسے دھکا دے کر قتل کر دیا اور مسلمان بھاگ لکھے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ پڑا۔ لوگوں میں عمر بن خطاب بن شریٹ نظر آئے تو میں نے ان سے پوچھا، لوگ بھاگ کیوں رہے ہیں؟ انسوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے، پھر لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر بجع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس پر گواہ قائم کر دے گا کہ کسی مقتول کو اسی نے قتل کیا ہے تو اس کا سارا سامان اسے ملے گا۔ میں اپنے مقتول پر گواہ کے لیے اخنا لیکن مجھے کوئی گواہ دکھائی نہیں دیا۔ آخر میں بیٹھ گیا پھر میرے سامنے ایک صورت آئی۔ میں نے اپنے معاملے کی اطلاع حضور اکرم ﷺ کو دی۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک صاحب (اسود بن خراونی اسلامی بن شریٹ) نے کہا کہ ان کے مقتول کا تھیمار میرے پاس ہے، آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں۔ اس پر حضرت ابو بکر بن شریٹ نے کہا ہرگز نہیں، اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو چھوڑ کر جو اللہ اور اس کے رسول کے لیے جنگ کرتا ہے، اس کا حق قریش کے ایک بزدل کو آنحضرت ﷺ نہیں دے سکتے۔ ابو قادہ بن شریٹ نے بیان کیا چنانچہ حضور

الْهُنَّى ﷺ: ((صَدَقَ فَاغْطِي)) فَاغْطَاهُ
فَانْبَغَتْ بِهِ مَخْرُقًا فِي تَبَيْيَنِ سَلَمَةَ، فَلَأَنَّهُ
لَا يَوْلُ مَالِ تَأْلِمَةٍ فِي الْإِسْلَامِ.

[راجع: ۲۱۰۰]

٤٣٢٢ - وَقَالَ النَّبِيُّ : حَدَّثَنِي يَحْتَنِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ أَفْلَحٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَاتَدَةَ أَنَّ أَبَا قَاتَدَةَ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حَنْينَ نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، يَخْتَلِهُ مِنْ وَرَاءِهِ لِيُقْتَلَهُ فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِي يَخْتَلِهُ فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِي وَأَضْرِبَ يَدَهُ لِيَقْطَعَهَا، ثُمَّ أَخْدَبَنِي فَضْمَنَنِي حَتَّى شَدِيدًا حَتَّى تَحْوَفَتْ ثُمَّ تَرَكَ فَتَحَلَّ وَدَفَعَتْ، ثُمَّ قُتِلَهُ، وَانْهَمَ الْمُسْلِمُونَ وَانْهَرَتْ مَعَهُمْ، فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ، فَقُلْتُ لَهُ : مَا شَانَ النَّاسِ، قَالَ : أَمْرُ اللَّهِ ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَقَامَ بَيْتَهُ عَلَى قَبْيلَ قَتْلَهُ، فَلَهُ سَلَمَةً)), فَقَمْتُ لِأَلْتَسِمَ بَيْتَهُ عَلَى قَبْيلِي فَلَمْ أَرِ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي، فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: سِلَاحٌ هَذَا الْقَبِيلَ الَّذِي يَذْكُرُ عِنْدِي، فَأَرْضَيْهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَلَّا، لَا يَغْطِي أَصْبَحَ مِنْ قُرْبَشَ وَيَدْعُ أَسْدًا مِنْ أَسْدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، قَالَ: فَلَاقَمَ رَسُولُ

اللَّهُ فَلَّا فَلَّا فَلَّا فَلَّا إِلَيْ فَاشْتَرَى مِنْهُ خِرَافًا،
فَكَانَ أَوْلُ مَا لَمْ تَأْتِهِ فِي الْإِسْلَامِ.
بَاعَ خَرِيدًا أَوْ رِيهَ سَبَ سَبَ لِمَالٍ تَحَاجَّ مَنْ نَفَّعَ إِلَيْهِ
بَعْدَ حَاصِلَ كَيْا تَهَا۔

[راجح ۲۱۰۰]

غزوہ خین کے بارے میں مزید معلومات درج ذیل ہیں۔ غزوہ بدر کے بعد دوسرا غزوہ جس کا تذکرہ اشارہ نہیں بلکہ نام کی صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے وہ غزوہ خین ہے۔ خین ایک وادی کا نام ہے جو شرطانک سے ۳۰-۳۰ میل شمال و مشرق میں ببل او طاس میں واقع ہے۔ یہ عرب کے مشور جگجو و جنگ باز قبیلہ ہوازن کا مکن تھا اور اس قبیلہ کے ملکہ تمیر اندازی کی شرست دور دور تھی۔ انہوں نے فتح کم کی خپڑا کر دل میں کما کہ جب قبیلہ ہوازن نے خمر سکے تو اب ہماری بھی خیر نہیں اور خود ہیں جنگ و قبال کا سلام شروع کر دیا اور چاہا کہ مسلمانوں پر جو ابھی کہتی ہیں میں سمجھا تھا، یہ بیک آپسیں اور اسی مخصوصہ میں ایک دوسرے پر قوت اور جگجو قبیلہ نی تثیف بھی ان کا شریک ہو گیا اور ہوازن اور ثقیف کے اتحاد نے دشمن کی جنگی قوت کو بہت ہی بڑھا دیا۔ حضور ﷺ کو جب اس کی معترض برمل گئی تو ایک اعجھے جزل کی طرح آپ خود ہی پیش قدمی کر کے باہر نکل آئے اور مقام خین پر غنیم کے سامنے صاف آ رائی کر لی۔ آپ کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان میں دس ہزار توہی فدائی جو مدنہ سے ہم رکاب آئے تھے۔ دو ہزار آدی مکہ کے بھی شامل ہو گئے مگر ان میں سب مسلمان نہ تھے کچھ تو ابھی بہ دستور مشرک ہی تھے اور کچھ نو مسلم کی بجائے، نیم مسلم تھے۔ بھر حال محبوبین کی اس جمعیت کیثیر مسلمانوں کو ناز ہو چلا کہ جب ہم تعداد قلیل میں رہ کر برابر قبح پاتے آئے تو اب کی تو تعداد اتنی بڑی ہے، اب فتح میں کیا شہر ہو سکتا ہے۔ لیکن جب جنگ شروع ہوئی تو اس کے بعض دور اسلامی لشکر پر بہت ہی سخت گزرے اور مسلمانوں کا اپنی کثرت تعداد پر فخر کرنا زرا بھی ان کے کام نہ آیا۔ ایک موقع ایسا بھی پیش آیا کہ اسلامی فوج کو ایک تھنی وادی میں اترنا پڑا اور دشمن نے کمین گاہ سے یہ بیک ان پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ خیر پھر نہیں امداد کا نزول ہوا اور آخری فتح مسلمانوں ہی کے حصہ میں رہی۔ قرآن مجید نے اس سارے تسبیب و فراز کی نقشہ کشی اپنے الفاظ میں کر دی ہے۔ «لَقَدْ نَصَرَ اللَّهُ فِي مَوَاطِنِ كَثِيرَةٍ وَّ يَوْمَ خُنَيْنٍ إِذَا أَعْجَبَتْهُمْ كَثْرَتُهُمْ فَلَمْ يُفْعَلُنَّ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحِبَّتْ ثُمَّ وَلَيْسَ مُؤْمِنُونَ لَمَّا أُتُولُوا اللَّهَ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَاتَّزَلَ جَنُودًا لَمْ تَرُوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكُفَّارِينَ» (التوبہ: ۲۵) اللہ نے یقیناً بت سے موقعوں پر تمہاری نصرت کی ہے اور خین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنی کثرت تعداد پر غور ہو گیا تھا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین پر تسلی ناصل فریلی اور اس نے ایسے لشکر اتارتے جنہیں تم دیکھ نہ سکے اور اللہ نے کافروں کو عذاب میں پکڑا۔ یہی بدلتے ہے اور مومنین پر تسلی ناصل فریلی اور اس نے ایسے لشکر اتارتے جنہیں تم دیکھ نہ سکے اور اللہ نے کافروں کو عذاب میں پکڑا۔ کافروں کے لیے۔ غزوہ خین کا زمانہ شوال سنہ ۸ھ مطابق جنوری سنہ ۶۲۳ء کا ہے۔ (قرآنی سیرت نبوی) حدیث ہذا ہے۔ کے ذیل علامہ قسطلانی لکھتے ہیں۔ قال الحافظ ابو عبد الله الحمیدی الاندلسی سمعت بعض اهل العلم يقول بعد ذکر هذا الحديث لو لم يكن من فضيلة الصديق رضي الله عنه الا هذا فانه بثاقب عمله و شدة ضرامةه و قرفة انصافه و صحة توفيقه و صدق تحقيقه بادر الى القول الحق فرجروا فتقى و حكم و امضى و اخبرنى الشریعہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضورته و بنی یدیہ بما صدقہ فيه و اجراءه علی قوته وهذا من خصائصه الکبریٰ الی ملا یحصی من فضائله الاخزی (قطسطلاني) یعنی حافظ ابو عبد الله حمیدی اندر لکی نے کما کہ میں نے اس حدیث کے ذکر میں بعض اہل علم سے ساکر اگر حضرت صدیق اکبر یا پتو کے فضائل میں اور کوئی حدیث نہ ہوتی تو بھی ان کے فضائل کے لیے یہی کافی تھی جس سے ان کا علم ان کی جنگی قوت انصاف اور عمرہ توفیق اور تحقیق حق وغیرہ اوصاف حمیدہ ظاہر ہیں۔ انہوں نے حق بات کرنے میں کس قدر دلیری سے کام لیا اور فتویٰ دینے کے ساتھ غلط گو کو ڈانتا اور سب سے بڑی خوبی یہ کہ آنحضرت ﷺ کے دربار عالی

میں آواز حق کو بلند کیا، جس کی آنحضرت ﷺ نے بھی تقدیق فرمائی اور ہوبو اسے جاری فرمادیا۔ یہ امور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خصائص میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت صدیق اکبر بن عاصی کی روح پر بے شمار سلام اور رحمت نازل فرمائے۔ آمين (راز)

۵۶- باب غزوۃ او طاس کا بیان

او طاس قبیلہ ہوازن کے ملک میں ایک وادی کا نام ہے۔ یہ جگہ خین کے بعد ہوئی کیونکہ ہوازن کے کچھ لوگ بھاگ کر او طاس کی طرف چل گئے کچھ طائف کی طرف تو او طاس پر آپ نے ابو عامر اشعری بن عاصی کو سردار کر کے لشکر بھیجا اور طائف کی طرف بذات خاص تشریف لے گئے۔ او طاس میں درید بن محمد سردار او طاس کو رفیع یا زبید بن عوام بن عاصی نے قتل کیا تھا۔

۴۳۲۳ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلَاءَ نَبَأَ أَنَّ كَمَّا هُمْ مَعَ ابْوَاسَمَةَ (۳۳۲۳) هُمْ مَعَ مُحَمَّدٍ بْنَ عَلَيْهِ الْبَشَرَى أَنَّ بَرِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ نَبَأَ أَنَّ ابْوَاسَمَةَ نَبَأَ أَنَّ كَمَّا هُمْ مَعَ بَرِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ نَبَأَ أَنَّ ابْوَاسَمَةَ نَبَأَ أَنَّ كَمَّا هُمْ مَعَ ابْوَاسَمَةَ

ابو موسیٰ اشعری بن عاصی نے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۃ خین سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ ابو عامر بن عاصی کو وادی او طاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکہ میں درید ابن الصمد سے مقابلہ ہوا۔ درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ ابو موسیٰ اشعری بن عاصی نے بیان کیا کہ ابو عامر بن عاصی کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر بن عاصی کے گھٹنے میں تیر آگر لگا۔ بنی جعشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا تھا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا چا! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا ہے؟ انہوں نے ابو موسیٰ بن عاصی کو اشارے سے بتایا کہ وہ جعشمی میرا قاتل ہے جس نے مجھے نشانہ بنا لیا ہے۔ میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگ پڑا میں نے اس کا پہنچا کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا، مجھے شرم نہیں آتی، مجھے سے مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ آخر وہ رک گیا اور میں نے ایک دوسرے پر توار سے وار کیا۔ میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر بن عاصی سے جا کر کہا کہ اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروادیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے (گھٹنے میں سے) تیر نکال لے، میں نے نکال دیا تو اس سے پانی جاری ہو گیا پھر انہوں نے فرمایا بھیج! حضور اکرم ﷺ کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ابو عامر بن عاصی نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں

ابو اسامة عن بُرِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْرِنَّ بَعْثَةً أَتَاهَا غَامِرٌ عَلَى جِيشِ إِلَيْهِ أَوْطَاسِ، فَلَقِيَ ذَرِيدَ بْنَ الصَّمَّةَ فَقُتِلَ ذَرِيدٌ وَهَزَّ اللَّهُ أَصْحَابَهُ، قَالَ أَبُو مُوسَى: وَعَشَى مَعَ أَبِي غَامِرٍ فَرُومِي أَبُو غَامِرٍ فِي رَكْبِهِ، رَمَاهُ جُشْمِي بِسَهْمٍ فَأَبْتَثَهُ فِي رَكْبِهِ فَأَنْهَيْتَ إِلَيْهِ فَقُلْتَ: يَا عَمَّ مَنْ رَمَكَ؟ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسَى، فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِيُ الَّذِي رَمَانِي، فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحَقْتُهُ، فَلَمَّا رَأَيْتَهُ وَلَيْ فَأَبْتَثَهُ وَجَعَلْتُ أَقْوَلَهُ الْأَسْنَاحِيَ الْأَنْتَبَتَ فَكَفَّ فَأَخْتَلَفْتَا ضَرَبَتِينَ بِالسَّيْفِ فَقُتِلَتْ، ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي غَامِرٍ: قُتِلَ اللَّهُ صَاحِبَكَ، قَالَ فَأَنْزَغَ هَذَا السَّهْمَ، فَنَزَعَتْ فَنَزَ مِنْهُ الْمَاءُ، قَالَ: يَا ابْنَ أَحْمَى أَفْرِيَ النَّبِيُّ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي، وَاسْتَخْلَفْنِي أَبُو غَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكَثَ نِسِيرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

واپس ہوا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے گھر میں بانوں کی ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا اور بانوں کے نشانات آپ کی پیشہ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے اپنے اور ابو عامرہ بن شٹر کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انسوں نے دعاۓ مغفرت کے لیے درخواست کی ہے، آنحضرت ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی، اے اللہ! عبید ابو عامرہ بن شٹر کی مغفرت فرمایا۔ میں نے آپ کی بغل میں سفیدی (جب آپ دعا کر رہے تھے) دیکھی پھر حضور ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! قیامت کے دن ابو عامرہ بن شٹر کو اپنی بستی تھلوق سے بلند تر درجہ عطا فرمائیو۔ میں نے عرض کیا اور میرے لیے بھی اللہ سے مغفرت کی دعا فرمادیجھے۔ حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ! عبد اللہ ابن قیس ابو موسیٰ کے گناہوں کو بھی معاف فرمایا اور قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرمائیو۔ ابو رودہ نے بیان کیا کہ ایک دعا ابو عامرہ بن شٹر کے لیے تھی اور دوسری ابو موسیٰ بن شٹر کے لیے۔

لئے تھے علی سَرِيرِ مُرْقَلِ وَعَلَيْهِ فَوَاثِنَ قَدْ أَثَرَ رِمَانُ السَّرِيرِ فِي ظَهَرِهِ وَجَنَاحِيهِ، فَأَخْبَرَتُهُ بِخَبْرِنَا وَخَبْرِ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ: قُلْ لَهُ أَسْتَغْفِرُ لِي لَذَعًا بِمَا فَوَصَّنَا لَمْ رَفَعَ يَدِيهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِنِي أَبِي عَامِرٍ)) وَرَأَيْتَ بِيَاضِ إِنْطِيَهِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ شَعْبَرِ مِنْ خَلْقِكَ مِنْ أَنْفُسِ النَّاسِ)) فَقَلَّتْ وَلِيَ فَاسْتَغْفِرَ لَهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِنِي أَبِي عَامِرٍ ذَنْبَهُ، وَأَذْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَذْخَلًا كَرِيمًا)). قَالَ أَبُو بُرَزَةَ: إِذَا هَمَا لَأِبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لَأِبِي مُوسَى.

[راجح: ۲۸۸۴]

لئے تھے حدیث میں ایک جگہ لفظ و علیہ فروش آیا ہے۔ ہملا (ما) نافیہ راوی کی بحول سے رہ گیا ہے۔ اسی لیے ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ جس چارپائی پر آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا۔ اس حدیث میں دعا کرنے کے لیے رسول کرم ﷺ کے ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے جس میں ان لوگوں کے قول کی تردید ہے جو دعا میں ہاتھ اٹھانا صرف دعاۓ استقاء کے ساتھ خاص کرتے ہیں (قطلانی)

۵۷۔ باب غزوۃ الطائف فی شوال سنہ ۱۸ھ میں ہوا۔ یہ موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے

لئے تھے طائف کہ سے تم میل کے فاصلے پر ایک بہتی کا نام ہے۔ اس کو طائف اس لیے کہتے ہیں کہ یہ طوفان نوح میں پانی کے اوپر تیرتی رہی تھی یا حضرت جبرئیلؑ نے اسے ملک شام سے لا کر کعبہ کے گرد طواف کرایا۔ بعضوں نے کہا اس کے گرد ایک دیوار بیانی گئی تھی اس لیے اس کا نام طائف ہوا۔ یہ دیوار قبیلہ صدف کے ایک شخص نے بنوائی تھی جو حضرموت سے خون کر کے یہاں چلا آیا تھا۔ بڑی زرخیز جگہ ہے یہاں کی زمین میں جملہ اقسام کے میوے پھل، غلے پیدا ہوتے ہیں۔ موسم بھی بہت خوبگوار معتدل رہتا ہے۔ گرمائیں رو سائے کہ پیشتر طائف پلے جاتے ہیں۔

۴۳۲۴۔ حدَثَنَا الحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفِيَّانَ، سُفِيَّانَ بْنَ عَبِيْنَةَ أَبِي حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي

ان کے والدے ان سے زنہ بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ان کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ پتھر نے کہ نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایک مخت بیٹا ہوا تھا پھر آنحضرت ﷺ نے سنا کہ وہ عبد اللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا کہ اے عبد اللہ! دیکھو اگر کل اللہ تعالیٰ نے طائف کی فتح تمیں عنایت فرمائی تو غیلان بن سلمہ کی بیٹی (بادیہ نامی) کو لے لیا وہ جب سامنے آئی ہے تو پھر پرچار میں اور پیغمبر مسیح کو جاتی ہے تو آئندہ میں دکھلی دیتے ہیں (یعنی بہت مویٰ تازہ عورت ہے) اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ مخصوص اب تمہارے گھر میں نہ آیا کرے۔ ابن عیینہ نے بیان کیا کہ ابن جرج نے کہا "اس مخت کا نام بہت تھا۔ ہم سے محمود نے کہا، ان سے ابواسامة نے بیان کیا، ان سے هشام نے اسی طرح بیان کیا اور یہ اضافہ کیا ہے کہ حضور ﷺ اس وقت طائف کا حاصرو کئے ہوئے تھے۔

(۳۳۲۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دریار نے، ان سے ابوالعباس نابینا شاعر نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر پیش کیا ہے، انسوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا حاصرو کیا تو دشمن کا کچھ بھی نقصان نہیں کیا۔ آخر آپ نے فرمایا کہ اب ان شاء اللہ ہم واپس ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کے لئے ناکام لوٹا بڑا شاق گزرا۔ انسوں نے کہا کہ وہ بغیر فتح کے ہم واپس چلے جائیں (راوی نے) ایک مرتبہ (نذر) کے بجائے، (نقفل) کا فقط استعمال کیا یعنی ہم-----لوٹ جائیں اور طائف کو فتح نہ کریں (یہ کیونکر ہو سکتا ہے) اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر صح سویرے میدان میں جنگ کے لئے آجاؤ۔ محلہ صح سویرے ہی آگئے لیکن ان کی بڑی تعداد زخمی ہو گئی۔ اب پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس چلیں گے۔ صحابہ نے اسے بہت پسند کیا۔ آنحضرت ﷺ اس پر بس پڑے۔ اور سفیان بن عیینہ نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ مسکرا دیئے۔ بیان کیا کہ حیدری نے کہا کہ ہم سے سفیان نے یہ پوری خبر بیان کی۔

سلمة عن أمها أم سلمة، دخلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْدِي مُخْتَثَ فَسَبَعَةً يَقُولُ لِعَنْدِهِ اللَّهُ بْنُ أُمِّهِ: يَا عَنْدَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ خَذَا، فَعَلَيْكُمْ بِأَنْتُمْ غَلَانٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ بِأَرْبَعَ وَتُدْنِيرُ بِسَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَدْخُلُنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُنْ)) قَالَ أَنْ غَيْثَةً وَقَالَ أَنْ جَرِيجَ الْمُخْتَثَ هِيَ.

[طرفاہ فی: ۵۲۳۵، ۵۸۸۷]۔

٤٣٢٥ - حدثنا محمود حدثنا أبو أسامة عن هشام بهذا وزاد وهو محاصر الطائف يومئذ.

٤٣٢٥ - حدثنا علي بن عبد الله حدثنا سفيان، عن عمرو عن أبي العباس الشاعر الأعمى عن عبد الله بن عمر عن عبد الله بن عمر قال: لما حاصر رسول الله صلى الله عليه وسلم الطائف فلم ينزل منهم شيئاً قال: ((إنا فايلون إن شاء الله)) فنفل غلينهم وقالوا: نذهب ولا نفتحه، وقال مرة نفل ف قال: ((اغدوا على القتال)) فهدوا فأصابهم جراح ف قال: ((إنا فايلون غدا إن شاء الله)) فاغجهبهم فضحكت النبي صلى الله عليه وسلم، وقال سفيان مرة: فبسم قال: قال الحميدي حدثنا سفيان العبر كله.

[طرفاہ فی: ۶۰۸۶، ۷۴۸۰]۔

تَبَرِّع اس بُنگ میں اتنا مسلمانوں ہی کا نقصان ہوا کیونکہ طائف والے قلعہ کے اندر تھے اور ایک برس کا ذخیرہ انہوں نے اس کے اندر رکھ لیا تھا۔ آخرت میں ہم اخبارہ دن یا پھر دن یا اور کم و بیش اس کا محاصرہ کئے رہے۔ کافر قلعہ کے اندر سے مسلمانوں پر تمبر ساتے رہے، لوہے کے ٹکڑے گرم کر کر کے پھینکتے جس سے کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ آپ نے نو فل بن معاویہ پر بخش سے مشورہ کیا، انہوں نے کہا یہ لوگ لو مژدی کی طرح ہیں جو اپنے مل میں کھس گئی ہے۔ اگر آپ یہاں ٹھہرے رہیں گے تو لو مژدی پکڑ پائیں گے اگر چھوڑ دیں گے تو لو مژدی آپ کا کچھ نقصان نہیں ٹکر سکتی۔ (وحیدی)

(۳۳۲۷-۳۳۲۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے ابو عثمان نہدی سے نا، کہا میں نے سعد بن ابی و قاص پر بخش سے نا، جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کے راستے میں تمیز چالایا تھا اور ابو بکر پر بخش سے جو طائف کے قلعہ پر چند مسلمانوں کے ساتھ چڑھے تھے اور اس طرح نبی کریم پر بخش کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان دونوں صحابیوں نے بیان کیا کہ ہم نے حضور اکرم پر بخش سے نا، آپ فرمائے تھے کہ جو شخص جانتے ہوئے اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہے۔ اور ہشام نے بیان کیا اور انہیں معمر نے خردی، انہیں عاصم نے، انہیں ابوالعالیٰ یا ابو عثمان نہدی نے، کہ کہ میں نے سعد بن ابی و قاص پر بخش اور ابو بکر پر بخش سے نا کہ نبی کریم پر بخش نے فرمایا، عاصم نے بیان کیا کہ میں نے (ابوالعالیٰ یا ابو عثمان نہدی پر بخش) سے کہا آپ سے یہ روایت ایسے دو صحابہ (سعد اور ابو بکر پر بخش) نے بیان کی ہے کہ یقین کے لیے ان کے نام کافی ہیں۔ انہوں نے کہا یقیناً ان میں سے ایک (سعد بن ابی و قاص پر بخش تو وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تمیز چالایا تھا اور دوسرے (ابو بکر پر بخش) وہ ہیں جو تمیزیں آدمی تھے ان لوگوں میں جو طائف کے قلعہ سے اتر کر آخرت میں پر بخش کے پاس آئے تھے۔

تَبَرِّع حافظ نے کہا یہ ہشام کی تعليق مجھے موصولة نہیں ملی اور اس نہد کے بیان کرنے سے امام بخاری و مسلمان کی غرض یہ ہے کہ اگلی روایت کی تفصیل ہو جائے، اس میں مجملًا یہ ذکر کا کہ کہی آدمیوں کے ساتھ قلعہ پر چڑھے تھے، اس میں بیان ہے کہ وہ تیس آدمی تھے۔

(۳۳۲۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے

۴۳۲۶- حدثنا محمد بن بشار
حدثنا عبد الله بن عاصم قال:
سمعت أبا غنمًا، قال: سمعت سعدًا
وهو أول من رمى سهم في سبيل الله
وابا بكره، وكان تصور حصن الطائف
في أناس فجاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: سمعنا النبي صلى الله عليه وسلم يقول: ((من أدعى إلى غير أبيه
وفو يعلم، فالجهة عليه حرام)). وقال
هشام : وأخبرنا معمرا عن عاصم، عن أبي الغالية، أو أبي بن عثمان الهدوي قال:
سمعت سعدًا وأبا بكره عن النبي صلى الله عليه وسلم قال عاصم: قلت لقذ
شهد عندك رجال حسبك بهما قال:
اجل أنا أحدهما فأول من رمى سهم
في سبيل الله وأما الآخر فنزل إلى النبي
صلى الله عليه وسلم ثالث ثلاثة
وعشرین من الطائف.

[طرفة فی: ۶۷۶۷].

۴۳۲۸- حدثنا محمد بن العلاء حدثنا

بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ نے، ان سے ابوہرہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری بن بشیر نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ کے قریب ہی تھا جب آپ جعرانہ سے، جو کہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک مقام ہے اتر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ بلاں بن بشیر تھے۔ اسی عرصہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس ایک بدوسی آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کیوں نہیں کرتے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو۔ اس پر وہ بدوسی بولا بشارت تو آپ مجھے بت دے چکے پھر حضور ﷺ نے چہرہ مبارک ابو موسیٰ اور بلاں کی طرف پھیرا کیا پھر آپ بست غصے میں معلوم ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اس نے بشارت واپس کر دی اب تم دونوں اسے قول کرو۔ ان دونوں حضرات نے عرض کیا ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ نے پانی کا ایک پالہ طلب فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو اس میں دھویا اور اسی میں کل کی اور (ابو موسیٰ اشعری بن بشیر اور بلاں بن بشیر ہردو سے) فرمایا کہ اس کا پانی پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر اسے ڈال لو اور بشارت حاصل کرو۔ ان دونوں نے پالہ لے لیا اور ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ پر وہ کے پیچھے سے ام سلمہ بنہ شہزادے بھی کہا کہ اپنی مل کے لیے بھی کچھ چھوڑ دینا۔ چنانچہ ان ہردو نے ان کے لیے ایک حصہ چھوڑ دیا۔

ابو أسامة عن بُرِيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرِيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الرَّضِيَّ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَتَنَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلًا بِالْجَعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، وَمَقْمَةً بِلَالَّ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْرَائِيْ بِهِ فَقَالَ: إِلَّا تَنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي فَقَالَ لَهُ: ((ابنِي)). فَقَالَ: لَذَّ أَكْتَرْتُ عَلَيْيَ مِنْ أَبْشِرٍ. فَأَقْبَلَ عَلَيَ أَبِي مُوسَى وَبِلَالَ كَهْنَةَ الْعَقْبَانِ فَقَالَ: ((رَدَّ الْبَشَرَى فَاقْبِلَا أَنْتَمَا)). قَالَا: قَبَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدْحٍ فِيهِ مَاءً، فَعَسَلَ يَدِيهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَنْجَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَشْرَبَا مِنْهُ وَافْرَغَا عَلَيَ وُجُوهِكُمَا وَنَحْوِرُكُمَا وَأَبْشِرَا)) فَأَخَذَا الْقَدْحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السُّرِّ أَنْ أَفْضِلَا لِأَمْكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً.

[راجع: ۱۸۸]

تشریح اس حدیث کی باب سے مناسب اس فقرے سے نکلتی ہے کہ آپ جعرانہ میں اترے ہوئے تھے کیونکہ جعرانہ میں آپ غزوہ طائف میں ٹھہرے تھے۔

بدوسی کو آنحضرت ﷺ نے شاید کچھ روپے پیسے یا مال غیمت دیئے کا وعدہ فرمایا ہو گا جب وہ تقاضا کرنے آیا تو آپ نے فرمایا مال کی کیا حقیقت ہے جنت تجوہ کو مبارک ہو لیکن بدستی سے وہ بے ادب، گنو اس بشارت پر خوش نہ ہوا۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور ابو موسیٰ بن بشیر اور بلاں بن بشیر کو یہ نعمت سرفراز فرمائی تھی۔

تحتی وستان قسمت راچہ سودا زرہ برکال کر ذہراز آب حیوان تندہ نی آرد سکندر را۔

جعرانہ کو مکہ اور مدینہ کے درمیان کمنا راوی کی بھول ہے۔ جعرانہ کہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔ سنہ ۷۰ء کے جی میں جعرانہ جانے اور اس تاریخی گلگہ کو دیکھنے کا شرف مجھ کو بھی حاصل ہے۔ (رازان)

حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَبْنُ جُرْجِيَّجَ قَالَ ۖ ۶۴۳۲۹ ۶۴۳۲۹ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ ابْرَاهِيمَ بن ابراهیم بن علیہ نے بیان کیا، ان سے ابن جرجیج نے بیان کیا، کما مجھ

کو عطاء بن الی رہا جنے خردی، انہیں صفوان بن یعلیٰ بن امیر نے خردی کہ یعلیٰ نے کماکاش میں رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھ سکتا جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ جمراہ میں شمرے ہوئے تھے۔ آپ کے لیے ایک کپڑے سے سایہ کر دیا گیا تھا اور اس میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ موجود تھے۔ اتنے میں ایک اعرابی آئے وہ ایک جبہ پنے ہوئے تھے، خوبیوں میں باہوا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک ایسے شخص کے پارے میں آپ کا کیا حکم ہے جو اپنے جبہ میں خوبیوں کے بعد عمرہ کا حرام باندھے؟ فوراً ہی عمرہ بندھنے یعلیٰ بندھ کو آنے کے لیے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یعلیٰ بندھ حاضر ہو گئے اور اپنا سر (آنحضرت ﷺ کا چہرہ دیکھنے کے لیے) اندر کیا (زوال وحی کی کیفیت سے) آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور زور زور سے سانس چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی پھر ختم ہو گئی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ ابھی عمرہ کے متعلق جس نے سوال کیا تھا وہ کہا ہے؟ انہیں تلاش کر کے لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو خوبیوں نے لگا رکھی ہے اسے تین مرتبہ دھولو اور جبہ اتار دو اور پھر عمرہ میں وہی کام کرو جو حج میں کرتے ہو۔

آخرین عطا، ان صفوان بن یعلیٰ نے
امہۃ اخیرۃ ان یعلیٰ کا نہ یقُول : لَیَقُول
اویٰ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، حِنْ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ
لَهُنَا النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ تَوْبَةٌ فَذَ
أَهْلَلَ بِهِ مَعْةً فِيهِ نَاسٌ مِنْ أَصْنَاعِهِ إِذْ جَاءَهُ
أَغْرَابِيٍّ عَلَيْهِ جَمَّةٌ مَتَضَمِّنٌ بِطِيبٍ فَقَالَ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَخْرَمَ
بِعُمْرَةٍ فِي جَمَّةٍ بَعْدَمَا تَضَمَّنَ بِالطِّيبِ?
فَأَشَارَ عَمَرًا إِلَى يَعْلَى بِيَدِهِ أَنْ تَعَالَمَ لَهُجَاءَ
يَعْلَى فَادْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُخْرَمٌ
الْوَجْهَ يَبْطِئُ كَذَلِكَ سَاعَةً، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ
فَقَالَ: ((أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ
آتِفًا؟)) فَالْتَّمِسَ الرِّجْلُ فَأَتَيَ بِهِ، فَقَالَ:
((أَمَا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ
مَرَاتٍ، وَأَمَا الْجَمَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنِعْ فِي
عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعْ فِي حَجَّكَ)).

[راجع: ۱۵۳۶]

اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں گزر جکی ہے۔ قطلانی نے کماجعۃ الوداع کی حدیث اس کی نائج ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے۔ مجعۃ الوداع کی حدیث میں ذکور ہے کہ حضرت ماائشہ رضی اللہ عنہا نے حرام باندھنے وقت آنحضرت ﷺ کے خوبیوں کے خوبیوں کا انتہا ہے۔

(۳۳۳۰) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے عمرو بن سیفی نے، ان سے عبدالبن تمیم نے، ان سے عبد اللہ بن زید بن عاصم بندھ نے بیان کیا کہ غزوہ حنین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان کے لوگوں میں (جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے) کر دی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ اس کا انہیں کچھ مطالب ہوا کہ وہ مال جو آنحضرت ﷺ نے دوسروں کو دیا انہیں کیوں

4330 - حدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ
حَدَّثَنَا وَهِبَّةُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى
عَنْ عَبَادِ بْنِ تَعْمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
رَبِيعٍ بْنِ عَاصِيمٍ، قَالَ: لَمَّا أَلَّأَ اللَّهُ عَلَى
رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
حنين لَسْمَ فِي النَّاسِ فِي الْمَوْلَفَةِ
فَلَوْبُهُمْ، وَلَمْ يَنْفِطِ الْأَنْصَارُ شَهِيَا

نہیں دیا۔ آپ نے اس کے بعد انہیں خطاب کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور تم میں آپس میں دشمنی اور ناقلتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تم میں باہم الفت پیدا کی اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ غنی کیا۔ آپ کے ایک ایک جملہ پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری باقی کا جواب دینے سے تمہیں کیا چیز مانع رہی؟ بیان کیا کہ حضور ﷺ کے ہر اشارہ پر انصار عرض کرتے جاتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو مجھ سے اس اس طرح بھی کہہ سکتے ہے (کہ آپ آئے تو لوگ آپ کو جھٹلارہے تھے، لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب لوگ اونٹ اور بکھاں لے جا رہے ہوں گے تو تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے جا رہے ہو گے؟ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی بن جاتا۔ لوگ خواہ کسی گھٹائی یا وادی میں چلیں، میں تو انصار کی وادی اور گھٹائی میں چلوں گا۔ انصار اس کپڑے کی طرح ہیں یعنی استرجو یہ شے جسم سے لگا رہتا ہے اور دوسرا لوگ اوپر کے کپڑے کی طرح ہیں یعنی ابرہ۔ تم لوگ (النصار) دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم ایسے وقت میں صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آلو۔

لکھائیم وَجَدُوا إِذَا لَمْ يُصْنِفُوهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبُوهُمْ، فَقَالَ : ((يَا مَغْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلمَ اجْدَنْكُمْ ضَلَالًا فَهَذَا كُمُّ اللَّهِ بِي، وَكُتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَاللَّفْكُمُ اللَّهُ بِي، وَغَالَةَ فَاغْنَاكُمُ اللَّهُ بِي)) كُلُّمَا قَالَ شَيْنَا قَالُوا : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْنٌ قَالَ : ((مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيَّبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟)) قَالَ : كُلُّمَا قَالَ شَيْنَا قَالُوا : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْنٌ قَالَ : ((لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جَنَّتَا كَذَا وَكَذَا أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَنْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْبَغْرِيرِ، وَتَنْهَبُونَ بِالنَّسِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ؟ لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيَ وَشَعْبَهَا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشَعْبَهَا، الْأَنْصَارُ شَعَارٌ، وَالنَّاسُ دِلَارٌ، إِنْكُمْ سَلَقُونَ بَقْدِيَ الْوَرَةَ فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

[طرفة فی : ۷۲۴۵]۔

لکھائیم اس حدیث کی سند میں حضرت عبد اللہ بن زید بن عامر زمانی کا ذکر ہے جو مشور صحابی ہیں۔ کہتے ہیں مسیلہ کذاب کو انہوں نے ہی مارا تھا۔ یہ واقعہ حرہ سنہ ۶۳ھ میں زید کی فوج کے ہاتھ سے شدید ہوئے۔ روایت میں آخرست ﷺ کے مال تعمیم کرنے کا ذکر ہے۔ آپ نے یہ مال قربیش کے ان لوگوں کو دیا تھا جو نو مسلم تھے، انہی ان کا اسلام مضبوط نہیں ہوا تھا، جیسے ابوسفیان، سسیل، حوبیط، حکیم بن حرام، ابوالسلطان، صفوان بن یوسف وغیرہ۔ شعار سے مراد یا استر میں سے یعنی کاپڑا اور دثار سے ابرہ یعنی اوپر کا کپڑا مراد ہے۔ انصار کے لیے آپ نے یہ شرف عطا فرمایا کہ ان کو ہر وقت اپنے جسم مبارک سے لگا کر اپکڑا کی مثال قرار دیا۔ فی الواقع قیامت تک کے لیے یہ شرف انصار میں کو حاصل ہے کہ آپ ان کے شرمن آرام فمارہ ہے ہیں۔ (لکھائیم)۔

. (۳۳۳) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا تم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں عمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا اور انہیں انس بن مالک نے خبر دی، بیان کیا کہ جب قبلہ ہوا زن کے مال میں سے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جو دینا تھا وہ دیا تو انصار کے کچھ لوگوں کو رنج ہوا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے کچھ لوگوں کو سوسو اونٹ دے دیئے تھے کچھ لوگوں نے کہا کہ اللہ اپنے رسول ﷺ کی مغفرت کرے، قریش کو تو آپ عنایت فرمائے ہیں اور ہم کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ ابھی ہماری تکواروں سے ان کا خون پُک رہا ہے۔ انس بن شیراز نے بیان کیا کہ انصار کی یہ بات حضور اکرم ﷺ کے کان میں آئی تو آپ نے انہیں بلا بھیجا اور چڑے کے ایک خیے میں انہیں جمع کیا، ان کے ساتھ ان کے علاوہ کسی کو بھی آپ نے نہیں بلایا تھا، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا تمہاری جو بات صحیح معلوم ہوئی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار کے جو سمجھدار لوگ تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ ہمارے معزز اور سردار ہیں، انہوں نے اسی کوئی بات نہیں کی ہے۔ البتہ ہمارے کچھ لوگ جو ابھی نو عمر ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت کرے، قریش کو آپ دے دیے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا ہے حالانکہ ابھی ہماری تکواروں سے ان کا خون پُک رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا میں ایسے لوگوں کو درتا ہوں۔ جو ابھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں، اس طرح میں ان کی دل جوئی کرتا ہوں۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ تومال دولت ساتھ لے جائیں اور تم نبی ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے جاؤ۔ خدا کی قسم کہ جو چیز تم اپنے ساتھ لے جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے جا رہے ہیں۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ اس وقت صبر کرنا، یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آملو۔ میں حوض کو شرپ ملوں گا۔ انس

۴۳۱ - حدیثی عنده اللہ بن محمد
حدیثنا هشام أخبرنا معمراً عن الزهري
قال أخبرني أنس بن مالك رضي الله عنه
قال : قال ناس من الأنصار حين أفاء الله
عليه رسوله ﷺ ما أفاء من أموال هؤازن،
فقطين النبي ﷺ يعطي رجالاً أمانة من
الإبل . فقالوا: يغفر الله لرسول
الله ﷺ يعطي فريشاً ويتركتنا، وستوفنا
تفطر من دمائهم، قال أنس: فحدث
رسول الله ﷺ بمقائهم فأذن لهم إلى
الأنصار فجعهم في قبة من أدم ولم
يذعن لهم غيرهم فلما اجتمعوا قام النبي
ﷺ فقال: ((ما حدثت بالغنى عنكم؟))
فقال فقهاء الأنصار: أما رؤساً لنا يا
رسول الله فلم يقولوا شيئاً، وأماماً ناساً منا
حادية أسانthem فقالوا: يغفر الله لرسول
الله ﷺ يعطي فريشاً ويتركتنا وستوفنا
تفطر من دمائهم، فقال النبي ﷺ: ((فاني
أعطي رجالاً حديثي عهد بکفر، أنا ألقهم
اما ترصنون ان يذهب الناس بالأموال
وينهبون بالنبي ﷺ إلى رحالكم؟ فو الله
لما تقلبون به خير مما يتقلبون به))
قالوا: يا رسول الله قد رضينا، فقال
لهم النبي ﷺ: ((ستجدون أثرة شديدة
فاصبروا حتى تلقوا الله ورسوله فإني
على الخوض)). قال أنس: فلما يصبروا.

بیشتر نے کہا لیکن انصار نے نہیں کیا۔

حضرت انس بن میثاق کا اشارہ غالباً سردار انصار حضرت عبادہ بن صامت بیشتر کی طرف ہے، جنوں نے وفات نبوی کے بعد منا امیر و منکم امیر کی آواز اخْلَقَ تھی مگر جسور انصار نے اس سے موافقت نہیں کی اور خلافتے قریش کو تسلیم کر لیا۔ رَبِّنَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَضِيَ عَنَّا

لَشَّابِرْجِ سند میں حضرت ہشام بن عروہ کا نام آیا ہے۔ یہ مدینہ کے مشور مُباہین میں سے ہیں جن کا شمار اکابر علماء میں ہوتا ہے۔ سنہ ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۴۲۶ھ میں بمقام بغداد انتقال ہوا۔ امام زہری بھی مدینہ کے مشور جلیل القدر تابعی ہیں۔ زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں کنیت ابو بکر نام محمد بن عبد اللہ بن شلب ہے، وقت کے بہت بڑے عالم باللہ تھے۔ ماہ رمضان سنہ ۱۴۳۳ھ میں وفات پائی۔

(۳۳۳۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا تم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالطالب نے اور ان سے انس بن مالک بیشتر نے بیان کیا کہ فتح کہ کے زمانہ میں آنحضرت ﷺ نے قریش میں (حنین کی) غنیمت کی تقسیم کر دی۔ انصار **لَشَّابِرْجِ** اس سے اور رنجیدہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں اور تم اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو لے جاؤ۔ انصار نے عرض کیا کہ ہم اس پر خوش ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگ دوسرے کسی وادی یا گھٹائی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھٹائی میں چلوں گا۔

لَشَّابِرْجِ حضرت سلیمان بن حرب بصری مکہ کے قاضی ہیں۔ تقریباً دس ہزار احادیث ان سے مروی ہیں۔ بغداد میں ان کی مجلس درس میں شرکاء درس کی تعداد چالیس ہزار ہوتی تھی۔ سنہ ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۴۵۸ھ تک طلب حدیث میں سرگردان رہے۔ انہیں سال حماد بن زید نامی استاد کی خدمت میں گزارے۔ سنہ ۱۴۲۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت امام بخاری **لَشَّابِرْجِ** کے بزرگ ترین استاذ ہیں، رحمہم اللہ اجمعین۔

(۳۳۳۳) ہم سے علی بن عبد اللہ میمنی نے بیان کیا، کہا تم سے ازہر بن سعد سمان نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ ابن عون نے، اُنہیں ہشام بن زید بن انس نے خبر دی اور ان سے انس بن میثاق نے بیان کیا کہ غزوہ حنین میں جب قبلہ ہوازن سے جنگ شروع ہوئی تو نبی کریم ﷺ کے ساتھ دس ہزار فوج تھی۔ قریش کے وہ لوگ بھی ساتھ تھے جنہیں فتح کہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا تھا پھر سب نے پیغام پھیر لی۔ حضور ﷺ نے پکارا، اے انصار یو! انہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں، یا رسول اللہ! آپ کے ہر حکم کی تعییل کے لئے ہم حاضر

۴۳۳۲ - حَدَّثَنَا سَلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي الْيَّاْحِ عَنْ أَنْسِ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَحْكَةَ قَمَةَ قَسْمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرْبَشَ فَفَضَّبَتِ الْأَنْصَارُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ؟) قَالُوا بَلَى قَالَ ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيَ أُوْ شَعْبَانَ لَسَلَكَتْ وَادِيَ الْأَنْصَارَ أَوْ شَعْبَهُمْ)).

[راجح: ۳۱۴۶]

۴۳۳۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ عَنْ ابْنِ عَوْنَ اَبْنَاءَ هِشَامَ بْنَ زَيْدِ بْنَ اَنْسٍ عَنْ اَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حَنِينَ التَّقَى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةُ آلَابِ وَالْعَلْفَلَاءَ فَادْبَرُوا قَالَ : ((يَا مَغْشَرَ الْأَنْصَارِ !) قَالُوا : لَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعَدَيْلَكَ لَيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَنَزَلَ

ہیں۔ ہم آپ کے سامنے ہیں۔ پھر حضور ﷺ اپنی سواری سے اتر گئے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر مشرکین کو ہار ہو گئی۔ جن لوگوں کو حضور ﷺ نے فتح کے بعد چھوڑ دیا تھا اور مهاجرین کو آنحضرت ﷺ نے دیا لیکن انصار کو کچھ نہیں دیا۔ اس پر انصار ﷺ نے اپنے غم کا اظہار کیا تو آپ نے اُنہیں بلایا اور ایک خیمه میں جمع کیا پھر فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ بکری اور اونٹ اپنے ساتھ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلانا پسند کروں گا۔

[راجع: ۳۱۴۶]

روایت میں طلاقاء سے مراد ہو لوگ ہیں جن کو آپ نے فتح کے دن چھوڑ دیا (احسان) ان کے پہلے جرائم پر ان سے کوئی گرفت نہیں کی جیسے ابوسفیان، ان کے بیٹے معاویہ، حکیم بن حزام، گنڈھی وغیرہ۔ ان لوگوں کو عام معلق دے دی گئی اور ان کو بست نوازا گیا۔ بعد میں یہ حضرات اسلام کے پچ جانشیر مددگار ثابت ہوئے اور کانہ ولی حمیم کا نمونہ بن گئے۔ انصار کے لیے آپ نے جو شرف عطا فرمیا دیا کامال و دولت اس کے مقابلہ پر ایک بال برابر بھی وزن نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ انصار نے بھی اس کو سمجھا اور اس شرف کی قدر کی اور اول سے آخر تک آپ کے ساتھ پوری وفاداری سے برداشت کیا، رضی اللہ عنہم و رضوان علیہ۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ وفات نبوی کے بعد جملہ انصار نے بخوبی و رغبت طلاقاء قریش کی اطاعت کو قبول کیا اور اپنے لیے کوئی منصب نہیں چاہا۔ صدقوا ماعا هدو اللہ علیہ جنک ختنیں میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کی سواری کی لگام تھے ہوئے تھے۔

(۳۳۳۲) مجھ سے محدث بن بشیر، حدیثا غذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے قیادہ سے بنا اور ان سے اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے کچھ لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ قریش کے کفر کا اور ان کی بربادیوں کا زمانہ قریب کا ہے۔ میرا مقصد صرف ان کی دلجوکی اور مکالیف قلب تھا کیا تم اس پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے کر اپنے ساتھ جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ سب انصاری بولے کیوں نہیں (ہم اسی پر راضی ہیں) حضور ﷺ نے فرمایا اگر دوسرے لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) فَإِنَّهُمْ الْمُشْرِكُونَ فَأَغْطِي الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَلَمْ يُغْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالُوا: فَدَعَاهُمْ فَأَذْخَلَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضُونَ أَنْ يَنْدَهَنَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعْيرِ وَتَدْهُنُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيَنَ، وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شَيْئًا، لَا خَرَقَ شَعْبَ الْأَنْصَارِ)).

[راجع: ۳۱۴۶]

۴۳۴ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حدیثا غنڈر حدیثنا شعبۃ قال: سمعت فتادۃ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: جمیع النبی ﷺ ناسا من الانصار فقال: ((إنْ فَرِیشَا حَدِیثُ عَهْدِ بِجَاهِلِیَّةِ وَمُصَبِّیَّةِ وَأَنِی ارَدْتُ اَنْ أَجْبَرَهُمْ وَأَتَأَلَّهُمْ، اَمَا تَرْضُونَ اَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَيْوتِكُمْ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيَنَ، وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شَيْئًا، لَسَلَكْتَ وَادِيَ الْأَنْصَارِ - او شَعْبَ الْأَنْصَارِ)).

[راجع: ۳۱۴۶]

(۳۳۳۵) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالکل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کر رہے تھے تو انصار کے ایک شخص نے (جو منافق تھا) کہا کہ اس تقسیم میں اللہ کی خوشنودی کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ میں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس بدگو کی اطلاع دی تو آپ کے چہرہ مبارک کارنگ بدلتا گیا پھر آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ موسیٰ ﷺ پر رحم فرمائے، انہیں اس سے بھی زیادہ دکھ پہنچایا گیا تھا، پس انہوں نے صبر کیا۔

[راجع: ۳۱۵۰]

۴۳۴۵ - حدثنا قيصرة حدثنا سفيان عن الأعمش عن أبي وائل عن عبد الله قال: لما قسم النبي صلى الله عليه وسلم قسمة حنين قال رجل من الأنصار: ما أراد بها وجه الله؟ فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبرته فغير وجهه ثم قال: ((رحمة الله على موسى لقد أودي بأكثري من هذا فصبر)).

لشیخ حضرت موسیٰ ﷺ کے مزاج میں شرم اور حیا ہوتے تھے۔ بنی اسرائیل کو یہ شکونہ ہاتھ آیا۔ کسی نے کہا کہ ان کے خیے بڑے گے ہیں۔ کسی نے کہا، ان کو برس ہو گیا ہے۔ اس قسم کے بہتان لگنے شروع کئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی اور بے عینی ظاہر کر دی۔ یہ قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے (بِأَيْمَانِ الَّذِينَ آتُوكُمْ مُؤْمِنِيْہ (الاحزاب: ۴۹) آخر تک۔ روایت میں جس منافق کا ذکر مذکور ہے۔ اس کم بخت نے اتنا غور نہیں کیا کہ دنیا کا مال و دولت اسباب سب پروردگار کی ملک ہیں جس پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر دنیا میں بیج دیا اس کو پورا اختیار ہے کہ جیسی مصلحت ہو اسی طرح دنیا کا مال تقسیم کرے۔ اللہ کی رضا مندی کا خیال جتنا اس کے پیغمبر کو ہو گا، اس کا عشر عمر بھی اور وہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ بدباطن قسم کے لوگوں کا شیوه ہی یہ رہا ہے کہ خواہ مخواہ دوسروں پر الزام بازی کرتے رہتے ہیں اور اپنے عیوب پر کبھی ان کی نظر نہیں جاتی۔ سند میں حضرت سفیان ثوری کا نام آیا ہے۔ یہ کوئی ہیں اپنے زمانہ میں فقہ اور اجتہاد کے جامع تھے۔ خصوصاً علم حدیث میں مرینج تھے۔ ان کا شے اور زاہد عابد ہوتا مسلم ہے۔ ان کو اسلام کا قطب کہا گیا ہے۔ ائمہ مجتہدین میں ان کا شمار ہے۔ سنہ ۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۲۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی، حشرنا اللہ علیہم آمين۔

(۳۳۳۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابوالکل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ غزوۃ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو بہت بہت جانور دیئے۔ چنانچہ اقرع بن حais کو جن کا دل بہلانا منتظر تھا، سو اونٹ دیئے۔ عبینہ بن حصن فواری کو بھی اتنے ہی دیئے اور اسی طرح دوسرے اشراف عرب کو دیا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا کوئی خیال نہیں کیا گیا۔ (اہن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) میں نے کہا کہ میں اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو کروں

۴۳۴۶ - حدثنا قبيصة بن سعيد حدثنا جرير عن متصور، عن أبي وائل عن عبد الله رضي الله عنه قال: لما كان يوم حنين أثر النبي ﷺ ناساً أغطى الأفرع مائة من الإبل وأغطى عينيه مثل ذلك، وأغطى ناساً فقال رجل: ما أريد بهنـه أقسمة وجه الله. فقلـت لأخـبرـنـ النبي ﷺ قال: ((رحم الله موسى قد أودي

گا۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ کلمہ ساتو فرمایا اللہ موئی پر رحم فرمائے کہ انہیں اس سے بھی زیادہ دکھ دیا گیا تھا لیکن انہوں نے صبر کیا۔

[راجع: ۳۱۵۰] پاکٹر من هذا فصیر).

صریح عجیب نعمت ہے چیزوں کی خصلت ہے۔ جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہوا، آخر میں اس کام میں ذلیل و خوار ہوا۔ اللہ کالاکھ بار شکر ہے کہ مجھ تاچیز کو بھی اپنی زندگی میں بہت سے غبیث النفس دشمنوں سے پلا پڑا۔ مگر صبر سے کام لیا، آخر وہ دشمن ہی ذلیل و خوار ہوئے۔ خدمت بخاری کے دوران بھی بہت سے حادثوں کی ہفوات پر صبر کیا۔ آخر اللہ کالاکھوں لاکھ شکر جس نے اس خدمت کے لیے مجھ کو بہت عطا فرمائی، والحمد لله علی ذلک۔

٤٣٣٧ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مَعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَوْنَ عنْ هِشَامَ بْنِ زَيْدٍ بْنِ أَنَّسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حَيْنَى أَقْبَلَ هَوَازِنُ وَغَطَّافَانُ وَغَيْرُهُمْ بِعِمَّهُمْ وَذَرَارِيهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةُ الْأَفْ بَنَادِي يُوْمَنِدِ نَدَاءِنِ لَمْ يَخْلُطْ بَيْنَهُمَا التَّفْتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)) قَالُوا : لَيْكَ يا رَسُولَ اللَّهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ، ثُمَّ التَّفْتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)). قَالُوا : لَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ وَهُوَ عَلَى بَعْلَةِ بَيْضَاءِ فَنَرَلَ فَقَالَ : ((أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ فَأَصَابَ يُوْمَنِدِ غَنَّامَ كَثِيرَةً فَقَسَمَ فِي الْمَهَاجِرِينَ وَالظَّقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَ الْأَنْصَارُ : إِذَا كَانَتْ شَدِيدَةً فَنَحْنُ نُذْعَنِ وَيُعْطَى الْفَيْسِمَةَ غَيْرُنَا قَبَلَهُ ذَلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قَبَّةٍ فَقَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثُ بَلْغَنِي عَنْكُمْ؟)) فَسَكَوُا فَقَالَ :

(۷) ۲۳۳ هـ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے، ان سے ہشام بن زید بن انس بن مالک نے اور ان سے انس بن مالک شیخ نے بیان کیا کہ جب حین کاون ہوا تو قبلہ ہوازن اور غطفان اپنے مویش اور بال بچوں کو ساتھ لے کر جنگ کے لیے نکلے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ ان میں کچھ لوگ وہ بھی تھے جنہیں آنحضرت ﷺ نے فتح کہ کے بعد احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا، پھر ان سب نے پیش پھیری اور حضور اکرم ﷺ نے دو مرتبہ پکارا دونوں پکارا ایک دوسرے سے الگ الگ تھیں، آپ نے دو میں طرف متوجہ ہو کر پکارا، اے انصاریو! انہوں نے جواب دیا ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! آپ کو بشارت ہو، ہم آپ کے ساتھ ہیں، لڑنے کو تیار ہیں۔ پھر آپ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی اے انصاریو! انہوں نے اوہر سے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! بشارت ہو، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ حضور ﷺ اس وقت ایک سفید خچبر پر سوار تھے پھر آپ اتر گئے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ انجام کار کافروں کو ہار ہوئی اور اس لڑائی میں بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی۔ حضور ﷺ نے اسے مہاجرین میں اور قریشیوں میں تقسیم کر دیا (جنہیں فتح کہ کے موقع پر احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا) انصار کو اس میں سے کچھ نہیں عطا فرمایا۔ انصار (کے بعض نوجوانوں) نے کہا کہ جب سخت وقت آتا ہے تو ہمیں بلا یا جاتا ہے اور غنیمت دوسروں کو تقسیم کر دی جاتی ہے۔ یہ بات حضور اکرم ﷺ تک پہنچی

تو آپ نے انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا وہ بات صحیح ہے جو تمہارے بارے میں مجھے معلوم ہوئی ہے؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے پھر آخر حضور ﷺ نے فرمایا اے انصاریو! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں گے اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ گے۔ انصاریوں نے عرض کیا ہم اسی پر خوش ہیں۔ اسکے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھٹائی میں چلیں تو میں انصار ہی کی گھٹائی میں چلنا پسند کروں گا۔ اس پر ہشام نے پوچھا اے ابو حمزہ! کیا آپ وہاں موجود تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں حضور ﷺ سے غائب ہی کب ہوتا تھا۔

(یا مقتصرُ الْأَنْصَارِ الْأَتَرَضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذَهَّبُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْزُونَهُ إِلَى يَوْنَكُمْ؟) قَالُوا: بَلَى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيَّا وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شِقَابًا لَأَخْدَثَ شِقَابَ الْأَنْصَارِ)) لَقَالَ هِشَامٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ: وَأَنَّ أَغَيْبَ عَنْهُ؟

[راجع: ۳۱۴۶]

مسلم کی روایت میں ہے آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا شجرہ رضوان والوں کو آواز دو۔ ان کی آواز بلند تھی۔ انہوں نے پکارا اے شجرہ رضوان والو! تم کمال چلے گئے ہو، ان کی پکارتے ہی یہ لوگ ایسے لپک جیسے گائیں شفقت سے اپنے بچوں کی طرف دوڑتی ہیں۔ سب کئے گئے ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔

۵۸ - باب السَّرِيَّةِ الَّتِي قِيلَ نَجْدٌ.

اس کا بیان

حضرت امام بخاری نے اس کو جنگ طائف کے بعد ذکر کیا ہے لیکن اہل مغازی نے کہا ہے کہ یہ لشکر فتح کہ کو جانے سے پہلے آپ نے روانہ کیا تھا۔ ابن سعد نے کہا کہ یہ آٹھویں سنہ ہجری کے ماہ شعبان کا واقعہ ہے۔ بیضوں نے کما مہ رمضان میں یہ لشکر روانہ کیا تھا۔ اس کے سردار ابو قادہ بن شریح تھے۔ اس میں صرف پیچیں آدمی تھے، جنہوں نے غطفان سے مقابلہ میں دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں حاصل کیں۔

(۲۳۳۸) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی کشم ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا تھا، میں بھی اس میں شریک تھا۔ اس میں ہمارا حصہ (مال غنیمت میں) بارہ بارہ اونٹ پڑے اور ایک ایک اونٹ ہمیں اور فال تو دیا گیا۔ اس طرح ہم تیرہ تیرہ اونٹ ساتھ لے کر واپس آئے۔

باب بنی کشم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمه قبلے کی

طرف بھیجننا

۴۳۳۸ - حدَثَنَا أَبُو الْعُمَانِ، حَدَثَنَا حَمَادٌ، حَدَثَنَا أَيُوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعْثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قِيلَ نَجْدٌ فَكَثُرَتْ فِيهَا قَبْلَتْ سِهَامُنَا الَّتِي عَشَرَ بَعِيرًا وَنَفَلُنَا بَعِيرًا بَعِيرًا فَرَجَعَنَا بِثَلَاثَةِ عَشَرَ بَعِيرًا [راجع: ۳۱۳۴]

۵۹ - باب بَعْثِ النَّبِيِّ ﷺ

خَالِدٌ بْنُ الْوَلِيدٍ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ

یہ بعد فتح کہ کے تھا باتفاق مغازی آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تین سو بچاں آدمی ساتھ دے کر اس لیے روانہ کیا تھا کہ

بوجذیہ کو اسلام کی دعوت دیں۔ لڑائی کے لیے نہیں بھیجا تھا۔

٤٣٣٩ - حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ .

(۳۳۳۹) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی۔

(دوسری سند) اور مجھ سے فتح بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور ان سے ان کے والد عبد اللہ بن عمر بن حفیظ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید بن مبشر کو بنی جذیہ کی طرف بھیجا۔ خالد بن ولید بن مبشر نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہیں "اسلمنا" (ہم اسلام لائے) کہنا نہیں آتا تھا، اس کے بجائے وہ "صباًنا، صباًنا" (ہم بے دین ہو گئے، یعنی اپنے آبائی دین سے ہٹ گئے) کہنے لگے۔ خالد بن مبشر نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کر دیا اور پھر ہم میں سے ہر شخص کو اس کا قیدی حفاظت کے لیے دے دیا پھر جب ایک دن خالد بن مبشر نے ہم سب کو حکم دیا کہ ہم اپنے قیدیوں کو قتل کروں۔ میں نے کما اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا آخر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صورت حال کا بیان کیا تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ! میں اس فعل سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں، جو خالد نے کیا، دو مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔

لَهُمَّ إِنَّمَا خالد بن ولید بن مبشر فوج کے سردار تھے مگر عبد اللہ بن عمر بن حفیظ نے اس حکم میں ان کی اطاعت نہیں کی کیونکہ ان کا یہ حکم شرع کے خلاف تھا۔ جب بنی جذیہ کے لوگوں نے لفظ صباً نے مسلمان ہونا مراد لیا تو حضرت خالد بن مبشر کو ان کے قتل کرنے سے رک جانا ضروری تھا اور یہ وجہ کہ آنحضرت ﷺ نے خالد بن مبشر کے فعل سے اپنی برأت ظاہر فرمائی۔ ان کی خطا اجتنادی تھی، وہ صباً کا معنی اسلام نہ سمجھے اور انہوں نے ظاہر حکم پر عمل کیا کہ جب تک وہ اسلام نہ لائیں، ان سے لڑو۔ حضرت خالد بن مبشر و ولید قریشی کے بیٹے ہیں جو مخروبی ہیں۔ ان کی والدہ لبابۃ الصفری نامی ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔ یہ اشراف قریش سے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو سیف اللہ کا خطاب دیا تھا۔ سنہ ۶۲۱ھ میں وفات پائی، رضی اللہ عنہ۔

اس سریہ کے کچھ حالات علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے لفظوں میں یہ ہیں: قال ابن سعد ومما راجع خالد بن الولید من هدم العزی ورسول الله صلى الله عليه وسلم مقیم بمکہ بعده ای بنتی جذیمة داعیۃ الى الاسلام ولم يبعثه مقاتلاً فخرج في ثلاثة مائة وخمسين رجلاً من المهاجرين والانصار وبنی سليم فانتهی اليهم فقال ما انتم قالوا مسلمون قد صلينا وصدقنا بمحمد وبنينا المساجد في ساحتنا واذنا فيها قال فما بال السلاح عليكم قالوا ان بيننا وبين قوم من العرب عداوة فخفتنا ان تكونوا هم وقد قبل انهم قالوا صباًنا ولم يحسنوا ان

يقولوا اسلمنا قال فعنوا السلاح فوضعوه فقال لهم استارسو فاستارس القوم فامر بعضهم لكتف بعضها وفرتهم في اصحابه فلما كان في السحر نادى خالد بن الوليد كان معهم اسير للبظر بعينه فاما بدو سليم فقلعوا من كان في ايديهم واما المهاجرون والانصار فارسلوا اسرا هم لبلع النبي صلى الله عليه وسلم ماصنع خالد فقال لهم ابرايم ما صنع خالد وبعث عليا بودي لهم فعلام وما ذهب منهم (زاد المعاد) يعني جب حضرت خالد بن ولید بپتوہ عزیزی کو قائم کر کے لوئے اس وقت رسول کرم ﷺ ملکہ کہ ہی میں موجود تھے۔ آپ نے ان کو میں چنیہ کی طرف تبعیق کی فرض سے بھیجا اور لڑائی کے لئے میں بھیجا تھا۔ حضرت خالد بپتوہ سازی میں سو مساجر اور انصار صحابیوں کے ساتھ لئے۔ کچھ بوسیم کے لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب وہ بوجذبہ کے ہاں پہنچے تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ وہ بولے ہم مسلمان ہیں، نمازی ہیں، ہم نے حضرت محمد ﷺ کا کلمہ پڑھا ہوا ہے اور ہم نے اپنے والائوں میں مساجد بھی بنائی ہیں؟ وہ بولے ہیں اور ہم دہان بھی دیتے ہیں، وہ سب تھیار بنتے۔ حضرت خالد نے پوچھا کہ تمہارے جسموں پر یہ تھیار کیوں ہیں؟ وہ بولے کہ ایک عرب قوم کے اور ہمارے درمیان عداوت چل رہی ہے۔ ہمارا مکان ہوا کہ شاید تم وہی لوگ ہو۔ یہ بھی منقول ہے کہ ان لوگوں نے بجائے اسلامنا کے صباانا صباانا کما کہ ہم اپنے پرانے دین سے ہٹ گئے ہیں۔ حضرت خالد بپتوہ نے ان کو حکم دیا کہ تھیار اتار دو۔ انہوں نے تھیار اتار دیئے اور خالد بپتوہ نے ان کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ پس حضرت خالد بپتوہ کے ساتھیوں نے ان سب کو قید کر لیا اور ان کے ہاتھ باندھ دیئے۔ حضرت خالد بپتوہ نے ان کو اپنے ساتھیوں میں حفاظت کے لیے تقسیم کر دیا۔ صبح کے وقت انہوں نے پکارا کہ جن کے پاس جس قدر بھی قیدی ہوں وہ ان کو قتل کر دیں۔ بوسیم نے تو اپنے قیدی قتل کر دیئے مگر انصار اور مساجرین نے حضرت خالد بپتوہ کے اس حکم کو نہیں مانا اور ان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر رسول کرم ﷺ کو ہوئی تو آپ نے حضرت خالد بپتوہ کے اس فعل سے اطمینان پذیری فرمایا اور حضرت علی بپتوہ کو دہان بھیجا تاکہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان کا فندیہ ادا کیا جائے اور ان کے نقصان کی تلافی کی جائے۔

باب عبد اللہ بن حذافہ سہی بن الحشر اور علقمہ بن مجزر زملجی بن الحشر کی ایک لشکر میں روانگی جسے انصار کا لشکر کہا جاتا تھا

(۳۳۴۰) ہم سے مدد بن مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعشش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن اسلی نے اور ان سے حضرت علی بپتوہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے ایک محض رشک روانہ کیا اور اس کا امیر ایک انصاری صحابی (عبد اللہ بن حذافہ سہی بپتوہ) کو بنا لیا اور لشکریوں کو حکم دیا کہ سب اپنے امیر کی اطاعت کریں پھر امیر کسی وجہ سے غصہ ہو گئے اور اپنے فوجیوں سے پوچھا کر کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے؟ سب نے کہا کہ ہاں فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا پھر تم سب لکھیاں

٦٠ - باب سریة عبد الله بن حذافة
السہمی وعلقمة بن مجزر المذاجی
ویقال: إنها سریة الأنصار

٤٣٤٠ - حدثنا مسدد حدثنا عبد الواحد حدثنا الأغمش حدثني قال سعد
بن عبيدة عن أبي عبد الرحمن عن علي
رضي الله عنه قال بعث النبي صلى الله
عليه وسلم سرية فاستعمل عليها رجالا
من الأنصار وأمرهم أن يطیغوه فقضى
فقال: أليس أمركم النبي صلى الله عليه
وسلم. ان تطیغوني؟ قالوا: نبأ قال:
لأجمعوا لي خطبا فجتمعوا فقال: أوقدوا

جع کرو۔ انہوں نے لکڑیاں جع کیں تو امیر نے حکم دیا کہ اس میں آگ لگاؤ اور انہوں نے آگ لگادی۔ اب انہوں نے حکم دیا کہ سب اس میں کوڈ جاؤ۔ فوجی کو دجالاتی چاہتے تھے کہ انہیں میں سے بعض نے بعض کو روکا اور کما کر ہم تو اس آگ ہی کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے ہیں! ان پاتوں میں وقت گزر گیا اور آگ بھی بجھ گئی۔ اس کے بعد امیر کا غصہ بھی ملٹھدا ہو گیا۔ جب اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کوڈ جاتے تو پھر قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے۔ اطاعت کا حکم صرف نیک کاموں کے لیے ہے۔

نَارًا فَأُوْقَدُوهَا فَقَالَ: إِذْخُلُوهَا فَهُمُوا
وَرَجَعُلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَيَقُولُونَ
فَرَزَنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ النَّارِ، فَمَا زَالُوا حَتَّىٰ خَمْدَتِ النَّارُ
فَسَكَنَ عَضْبَهُ فَتَبَعَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا (لَوْ ذَخَلُوهَا مَا
خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الطَّاغِيَةِ لِيَ
الْمَغْرُوفِ)).

[طرفاہ فی : ۷۱۴۵، ۷۲۵۷]

لشیخ امام ظیفہ پیر مرشد کی اطاعت صرف قرآن و حدیث کے مطابق احکام کے اندر ہے۔ اگر وہ خلاف ہات کہیں تو پھر ان کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی لیے ہمارے امام ابو حینیہ رض نے فرمایا کہ اذا صاحب الحديث فهو مذهبني جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میراذ ہب ہے۔ ایسے موقع پر میرے فتویٰ کو چھوڑ کر صحیح حدیث پر عمل کرنا۔ حضرت امام کی وصیت کے باوجود کتنے لوگ ہیں جو قول امام کے آگے صحیح احادیث کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے۔ بقول حضرت شاہ ولی اللہ رض مرحوم ایسے لوگ: قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں کیا جواب دے سکیں گے۔ مروجہ تقلید شخصی کے خلاف یہ حدیث ایک مشعل ہدایت ہے۔ بشرطیکہ آنکھ کھول کر اس سے روشنی حاصل کی جائے۔ ائمہ کرام کا ہرگز یہ مختار نہ تھا کہ ان کے ناموں پر الگ الگ مذاہب بنائے جائیں کہ وہ اسلامی وحدت کو پارہ کر کے رکھ دیں۔ صدق اللہ ان الذين فرقوا دینهم و كانوا شیعات ملک کا حضرت ابو موسیٰ

۶۱ - باب بَعْثَ أَبِي مُوسَى وَمَعَادٍ

اشعری او۔ حضرت معاذ بن جبل رض کو یہنہ بھیجا

(۳۲-۳۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن میمر نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رض کو یہنہ کا حاکم بنانا کر بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ دونوں صحابیوں کو اس کے ایک ایک صوبے میں بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ یہنہ کے دو صوبے تھے پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا دیکھو لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا، دشواریاں نہ پیدا کرنا، انہیں خوش کرنے کی کوشش کرنا، دین سے نفرت نہ دلانا۔ یہ دونوں بزرگ اپنے اپنے کاموں پر روانہ ہو گئے۔ دونوں میں سے جب کوئی اپنے

إِلَى الْيَمِنِ قَبْلَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ

۴۳۴۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا
أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي
بُرْدَةَ قَالَ: بَعْثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ مُوسَى وَمَعَادٌ بْنُ جَبَلٍ
إِلَى الْيَمِنِ قَالَ: وَبَعْثَ كُلُّ وَاجِدٍ مِنْهُمَا
عَلَى مُخْلَفٍ، قَالَ: وَالْيَمِنُ مُخْلَفُانِ ثُمَّ
قَالَ: ((بَسْرًا وَلَا تَعْسِرًا، وَبَشْرًا وَلَا
تَنْفَرًا)), فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاجِدٍ مِنْهُمَا إِلَى
عَمَلِيهِ، وَكَانَ كُلُّ وَاجِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ

علاقے کا دورہ کرتے کرتے اپنے درمیان ساتھی کے قریب پہنچ جاتا تو ان سے تازی (ملقات) کے لیے آتا اور سلام کرتا۔ ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جہش اپنے علاقہ میں اپنے صاحب ابو موسیٰ بن جہش کے قریب پہنچ گئے اور اپنے فخر رہن سے ملاقات کے لیے چلے چلے۔ جب ان کے قریب پہنچنے تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کچھ لوگ جمع ہیں اور ایک شخص ان کے سامنے ہے جس کی ملکیتیں کسی ہوتی ہیں۔ معاذ بن جہش نے ان سے پوچھا اے عبد اللہ بن قیس! یہ کیا واقعہ ہے؟ ابو موسیٰ بن جہش نے بتایا کہ یہ شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہے۔ انسوں نے کہا کہ پھر جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں اپنی سواری سے نہیں اتروں گا۔ ابو موسیٰ بن جہش نے کہا کہ قتل کرنے ہی کے لیے اسے یہاں لایا گیا ہے۔ آپ اتر جائیں لیکن انسوں نے اب بھی یہی کہا کہ جب تک اسے قتل نہ کیا جائے گا میں نہ اتروں گا۔ آخر ابو موسیٰ بن جہش نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ تب وہ اپنی سواری سے اترے اور پوچھا، عبد اللہ! آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ انسوں نے کہا میں تو تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا ہوں پھر انہوں نے معاذ بن جہش سے پوچھا کہ معاذ! آپ قرآن مجید کس طرح پڑھتے ہیں؟ معاذ بن جہش نے کہا میں تورات کے شروع میں سوتا ہوں پھر اپنی نیند کا ایک حصہ پورا کر کے میں اٹھ بیٹھتا ہوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مقدر کر رکھا ہے اس میں قرآن مجید پڑھتا ہوں۔ اس طرح بیداری میں جس ثواب کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہوں سونے کی حالت کے ثواب کا بھی اس سے اسی طرح امیدوار رہتا ہوں۔

لَيْلَةِ الْقُرْبَانَ حضرت معاذ بن جہش کا یہ کمال جوش ایمان تھا کہ مرتد کو دیکھ کر فوراً ان کو وہ حدیث یاد آگئی جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کر دو۔ حضرت معاذ بن جہش نے جب تک شریعت کی حد جاری نہ ہوئی، اس وقت ابو موسیٰ بن جہش کے پاس اتنا اور نظرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ یمن کے بلند حصے پر معاذ بن جہش کو حاکم بنیالیا گیا تھا اور نشیبی علاقہ ابو موسیٰ بن جہش کو دیا گیا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے ملک یمن کی بہت تعریف فرمائی۔ جس کی برکت ہے کہ وہاں بڑے بڑے عالم فاضل محدث پیدا ہوئے۔ حضرت علامہ شوکانی یمنی مشور الحدیث عالم یمنی ہیں جن کی حدیث کی شرح کی کتاب نیل الادوار مشور ہے۔ یا اللہ! میں ان بزرگوں سے خاص عقیدت محبت رکھتا ہوں، ان کے ساتھ مجھ کو جمع فرامیو، آمین۔ یارب العالمین۔ (راز)

فِي أَرْضِهِ وَكَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَخْذَتْ
بِهِ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَارَ مَعَاذَ فِي أَرْضِهِ
قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوسَى، فَجَاءَ يَسِيرًا
عَلَى بَعْدِهِ حَتَّى اتَّهَى إِلَيْهِ وَإِذَا هُوَ
جَالِسٌ وَلَذِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَأَجْلَ
عِنْدَهُ قَدْ جَمِيعَتْ بَدَأَهُ إِلَى عَفْيِهِ، فَقَالَ لَهُ
مَعَاذًا : يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ أَئِمَّةُ هَذَا؟
قَالَ: هَذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ؟ قَالَ: لَا
أَنْوَلُ حَتَّى يُقْتَلَ، قَالَ : إِنَّمَا جِيءَ بِهِ
لِذَلِكَ، فَأَنْوَلَ، قَالَ: مَا أَنْوَلُ حَتَّى يُقْتَلَ،
فَأَمْرَرَ بِهِ فَقِيلَ ثُمَّ نَزَّلَ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ
كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ: أَنْفَوْقَةَ تَفُوقَا،
قَالَ: فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مَعَاذًا قَالَ: أَنَّمَا
أَوْلَ الْلَّيْلَ، فَأَقْوَمُ وَقَدْ قَصَيْتُ جُزُّنِي مِنَ
النُّومِ فَأَقْرَأَ مَا كَتَبَ اللَّهُ لِي فَأَخْسِبُ
نَوْمِي كَمَا أَخْسِبُ قَوْمِي.

[طرفة في : ٤٣٤٥]

(۳۳۳۲۳) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا تم سے خالد نے ان سے شیبانی نے، ان سے سعید بن ابی بردہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری ہنگامہ نے کہ نبی کرم شہیل نے انہیں میں بھیجا۔ ابو موسیٰ ہنگامہ نے آخرت شہیل سے ان شریتوں کا مسئلہ پوچھا جو میں میں ہائے جاتے تھے۔ آخرت شہیل نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہیں؟ ابو موسیٰ ہنگامہ نے بتایا کہ "البعض" اور "المزر" (سعید بن ابی بردہ نے کہا کہ) میں نے ابو بردہ (اپنے والد) سے پوچھا البعض کیا جائز ہے؟ انسوں نے بتایا کہ شد سے تیاری کی ہوئی شراب اور المزر جو سے تیار کی ہوئی شراب۔ آخرت شہیل نے جواب میں فرمایا کہ ہر نوش آور پینا حرام ہے۔ اس کی روایت جریر اور عبد الواحد نے شیبانی سے کی ہے اور انسوں نے ابو بردہ سے کی ہے۔

جو چیز کھانے کی ہوں یا پینے کی نہ ہوں ان کا استعمال حرام ہے۔ اگر ان مک چند شراب وغیرہ یہ سب اسی میں داخل ہیں۔ (۳۳۳۲۵-۳۳۳۲۴) ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا تم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا تم سے سعید بن ابی بردہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کرم شہیل نے ان کے دادا حضرت ابو موسیٰ ہنگامہ اور معاز بن جبل ہنگامہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا، ان کو دشواریوں میں نہ ڈالنا۔ لوگوں کو خوش خبریاں دینا، دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں موافقت رکھنا۔ اس پر ابو موسیٰ اشعری ہنگامہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہمارے ملک میں جو سے ایک شراب تیار ہوتی ہے۔ جس کا نام "المزر" ہے اور شد سے ایک شراب تیار ہوتی ہے جو "البعض" کہلاتی ہے۔ آپ شہیل نے فرمایا کہ ہر نوش لانے والی چیز حرام ہے۔ پھر دونوں بزرگ روانہ ہوئے۔ معاز ہنگامہ نے ابو موسیٰ ہنگامہ سے پوچھا آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ انسوں نے بتایا کہ کھڑے ہو کر بھی، بیٹھ کر بھی اور اپنی سواری پر بھی اور میں تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد پڑھتا ہی رہتا ہوں۔ معاز ہنگامہ نے کہا لیکن میرا معمول یہ ہے کہ شروع رات میں میں سو جاتا ہوں اور پھر بیدار ہو جاتا ہوں۔ اس طرح میں اپنی نیند پر

۶۳۴۳ - حدثني أنس بن حذيفة خالد عن الشيطاني عن سعيد بن أبي بردة عن أبيه عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه أن النبي ﷺ بعثه إلى التمرين فسألته عن أشربة تصنف بها فقال : ((وما هي؟)) قال أبغض وأبغض لقلت لا أبي بردة : ما البغض؟ قال نبذ القتل، وأبغض نبذ الشعير، فقال ((كُلْ مِسْكِرَ حَرَامٌ)) رواه جريراً وعبد الواحد عن الشيطاني عن أبي بردة.

[راجح: ۲۲۶۱]

۶۳۴۴ - حدثنا سعيد بن أبي بردة عن أبيه شعبة حدثنا سعيد بن أبي بردة عن أبيه قال: بعث النبي صلى الله عليه وسلم جدّه أبو موسى ومعاذًا، إلى اليمن فقال: ((يسراً ولا تعسرًا، وبشراً ولا تفراً، وتطأرعاً)) فقال أبو موسى : يا نبى الله إن أرضنا بها شراب من الشعير المزر وشراب من القتل أبغضه فقال : ((كُلْ مِسْكِرَ حَرَامٌ)) فانطلقاً فقال معاذ لأبي موسى: كيف تقرأ القرآن؟ قال : قاتماً وقاعدًا، وعلى راحلته وأنفوفة تفوق، قال أمّا أنا فأتّأم وأقوم فاختسب نونتي كما اختسب قونتي، وضرب فسطاطاً فجعلها يترأوزان، فزار معاذ أبو موسى فإذا رجل موثق فقال: ما هذَا؟ أبو موسى: يهوديٌ

بھی ثواب کا امیدوار ہوں جس طرح بیدار ہو کر (عجابت کرنے پر) ثواب کی نگھے امید ہے اور انہوں نے ایک خیسہ لگالیا اور ایک دوسرے سے ملاقات بردار ہوتی رہتی۔ ایک برتقبہ معاذ بن عثیم ابو موسیٰ بن عثیم سے مٹکے لئے آئے، دیکھا ایکٹھیں بندھا ہوا ہے۔ پوچھا یہ کیا ہاتھ ہے؟ ابو موسیٰ بن عثیم نے تھلایا کہ یہ ایک یہودی ہے، پہلے خود اسلام لایا اور اب یہ مرد ہو گیا ہے۔ معاذ بن عثیم نے کہا کہ میں اسے قتل کئے بغیر ہرگز نہ رہوں گا۔ مسلم بن ابراہیم کے ساتھ اس حدیث کو عبد الملک بن عمرو عقدی اور وہب بن جریر نے شعبہ سے روایت کیا ہے اور وکیع اور نصر اور ابو داؤد نے اس کو شعبہ سے، انہوں نے اپنے باپ بردہ سے، انہوں نے سعید کے دادا ابو موسیٰ بن عثیم ہے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا اور جریر بن عبد الجمید نے اس کو شیبانی سے روایت کیا، انہوں نے ابو بردہ سے۔

لَشَّافِي عقدی کی روایت کو امام بخاری وثیق نے احکام میں اور وہب کی روایت کو احلاق بن راہویہ نے وصل کیا ہے۔ وکیع کی روایت کو امام بخاری وثیق نے جماد میں اور ابو داؤد طیالی کی روایت کو امام نسائی نے اور نصر اور ابو داؤد نے اس حدیث کو شعبہ سے موصول روایت کیا اور نے ادب میں وصل کیا ہے۔ مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ وکیع اور نصر اور ابو داؤد نے اس حدیث کو شعبہ سے موصول روایت کیا اور مسلم بن ابراہیم اور عقدی اور وہب بن جریر نے مرسلاً روایت کیا۔ اس میں مبلغین کے لیے خاص ہدایات ہیں کہ لوگوں کو نفرت نہ دلائیں، دشوار باتیں ان کے سامنے نہ رکھیں، آپس میں مل جل کر کام کریں۔ اللہ یہی توفیق بخشدے۔ آئین یارب العالمین مگر آج کل ایسے مبلغین بت کم ہیں۔ الاما شاء اللہ۔

(۳۳۳۶) مجھ سے عباس بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے ایوب بن عائذ نے، ان سے قیس بن مسلم نے بیان کیا، کہا میں نے طارق بن شاہب سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو موسیٰ اشعری وثیق نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے میری قوم کے وطن (یمن) میں بھیجا۔ پھر میں آیا تو آنحضرت ﷺ نے (مکہ کی) وادی البطح میں پڑا کے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا، عبد اللہ بن قیس! تم نے حج کا حرام باندھ لیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے دریافت فرمایا کلمات حرام کس طرح کے؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا (کہ یوں کلمات ادا کئے ہیں)، ”اے اللہ

اسلم نہم ازندہ، لفغان معاذ: لا ضربهنْ غنمة.
تابعة العقدي و وهب عن شفقة وقال: :
وكبيع والنضر و أبو ذاود عن شفقة عن
سعيد عن أبيه عن جده، عن النبي صلي
الله عليه وسلم رواه جريز بن عبد
الحميد عن الشيباني عن أبي هردة.

[راجح: ۲۲۶۱، ۴۳۴۲]

۴۳۴۶ - حدثني عباس بن الوليد، حدثنا عبد الواحد عن أبوبن عائذ، حدثنا قيس بن مسلم، قال: سمعت طارق بن شهاب يقول: حدثني أبو موسى الأشعري رضي الله عنه قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أرض قونمي لجنت ورسول الله صلى الله عليه وسلم مني بالأنبطة فقال: ((أحتججت يا عبد الله بن قيس)) قلت: نعم يا رسول الله قال:

میں حاضر ہوں، اور جس طرح آپ نے احرام پاندھا ہے، میں نے بھی اسی طرح پاندھا ہے۔ ”فرمایا تم اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لائے ہو؟ میں نے کہا کہ کوئی جانور تو میں اپنے ساتھ نہیں لایا۔ فرمایا تم پھر سلے بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مرودہ کی ہی کرو۔ ان رکنوں کی ادائیگی کے بعد حلال ہو جانا۔ میں نے اسی طرح کیا اور ہونقیں کی خاتون نے میرے سر میں سکھا کیا اور اسی قاعدے پر ہم اس وقت تک چلتے رہے جب تک حضرت عمر بن الخطاب غیفارہ ہوئے۔ (اسی کوچ تسعیت کئے ہیں اور یہ بھی سنت ہے)

(۷) (۲۳۳) مجھ سے خبیان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انسیں زکریا بن اسحاق نے، انسیں عیین بن عبد اللہ بن صیفی نے، انسیں ابن عباسؓ کے غلام ابو معبد نافذ نے اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجیے وقت انسیں بدایت فرمائی تھی کہ تم ایک ایسی قوم کی طرف بھیجے جارہے ہو جو اہل کتاب یہودی نصرانی وغیرہ میں سے ہیں، اس لیے جب تم وہاں پہنچو تو پہلے انسیں اس کی دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اگر اس میں وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر انسیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے روزانہ ان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، جب یہ بھی مان لیں تو انسیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو بھی فرض کیا ہے، جو ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے گی اور انسیں کے غربوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ جب یہ بھی مان جائیں تو (پھر زکوٰۃ وصول کرتے وقت) ان کا سب سے عمده مال لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی آہ سے ہر وقت ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے۔ ابو عبد اللہ امام خواری نے کہا کہ سورہ مائدہ میں جو طوعت کا لفظ آیا ہے اس کا وہی معنی ہے جو طاعت اور اطاعت کا ہے جیسے کہتے ہیں طمعت طمعت اطاعت سب کا معنی ایک ہی ہے۔

((کیف قُلْتَ؟)) قَالَ قُلْتَ لَيْلَكَ إِهْلَلَأْ كَإِهْلَلَكَ، قَالَ : ((فَهَلْ سُقْتَ مَعْكَ هَذِيَا؟)) قُلْتَ: لَمْ أَسْقَنْ، قَالَ: ((فَفَطَنَ بالثَّيْتَ وَاسْنَعَ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ جَلَ)) فَفَعَلَتْ حَتَّى مَشَطَتْ لِي امْرَأَةً مِنْ يَسَاءَ بَنِي قَسِّ وَمَكَثَتْ بِذَلِكَ حَتَّى اسْتَعْلِفَ عَمْرًا.

[راجع: ۱۵۵۹]

۴۳۴۷ - حدیثی جیاثُ اخْبَرَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَكَرِيَا بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيِّ، ابْنِ أَبِي مَقْبِدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمَعَاذَ بْنِ جَبَلَ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ : ((إِنَّكَ سَتَأْتَيْ قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَإِذَا جَنَّتْهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهُدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ طَاغُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرِضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةً، فَإِنْ هُمْ طَاغُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرِضَ عَلَيْكُمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاهُمْ، فَتَرَدَ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ طَاغُوا لَكَ بِذَلِكَ فَلَيْكَ وَكَرَامَةً أَمْوَالَهُمْ، وَأَنْتَ دَغْرِةُ الْمَظْلُومِ فَلَأَنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابَ)). قَالَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: طَوَعْتَ طَاعَتْ وَأَطَاعَتْ لَهُ، طَفْتَ وَطَفَتْ وَأَطَفَتْ. [راجع: ۱۳۵۹]

لشیخ حدیث میں اطاعوا یا طاعوا کا لفظ آیا تھا۔ حضرت امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق قرآن کے لفظ طوعت کی تفسیر کر دی کیونکہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے اور غرض یہ ہے کہ اس میں تین لفظ آئے ہیں طبع طاع اطاع معنی ایک ہی ہیں یعنی راضی ہوا، مان لیا۔ مظلوم کی پروار سے بچا اس کا مطلب یہ کہ کسی کو نہ ستاؤ کر وہ مظلوم بن کر بدروار کر بیٹھے۔

(۳۳۳۸) ہم سے سليمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب وہ مکن پہنچے تو یمن والوں کو صحیح کی نماز پڑھائی اور نماز میں آیت ﴿وَاتَّخَدَ اللَّهَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ کی قرأت کی تو ان میں سے ایک صاحب (نمازی میں) بولے کہ ابراہیم کی والدہ کی آنکھ مٹھی ہو گئی ہو گئی۔ معاذ بن معاذ بقوی نے شعبہ سے، انہوں نے حبیب سے، انہوں نے سعید سے، انہوں نے عمرو بن میمون سے اس حدیث میں صرف اتنا بدھلایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معاذ پڑھ کر کوئی بھیجا وہاں انہوں نے صحیح کی نماز میں سورہ نساء پڑھی جب اس آیت پر پہنچے ﴿وَاتَّخَدَ اللَّهَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ تو ایک صاحب جو ان میں کھڑے ہوئے تھے کہا کہ ابراہیم کی والدہ کی آنکھ مٹھی ہو گئی ہو گئی ہو گئی۔

یعنی ان کو تو بڑی خوشی اور مبارک بادی ہے کہ ان کا بیٹا اللہ کا خلیل ہوا۔ اس شخص نے مسلمہ نہ جان کر نماز میں بات کر لی ایسی نادانی کی حالات میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

باب حجۃ الوداع سے پہلے علی بن ابی طالب

اور خالد بن ولید علیہ السلام

کوئیں بھیجننا

(۳۳۳۹) مجھ سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان بن ابی اسحاق نے بیان کیا، کہا مجھ سے ساتھ میں بھیجا، بیان کیا کہ اسے ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب بن ثابت سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خالد بن ولید علیہ السلام کے ساتھ میں بھیجا، بیان کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی جگہ جضرت علی علیہ السلام کو بھیجا اور آپ نے انہیں

۴۳۴۸ - حدثنا سليمان بن حرب، حدثنا شعبة عن حبيب بن أبي ثابت عن سعيد بن جبير، عن عمرو بن ميمون أن معاذ رضي الله عنه لما قدم اليمن صلى بهم الصريح فقرأ: ﴿وَاتَّخَدَ اللَّهَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ قال: ﴿وَاتَّخَدَ اللَّهَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ فقال رجل من القوم: لقد قرأت عين أم إبراهيم، زاد معاذ عن شعبة عن حبيب عن سعيد عن عمرو أن النبي ﷺ بعث معاذًا إلى اليمن، فقرأ معاذ في صلاة الصريح سورة النساء، فلما قال: ﴿وَاتَّخَدَ اللَّهَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ [النساء]: ۱۲۵ قال رجل خلفه قرأت عين أم إبراهيم.

۶۲ - باب بعث عليٌّ بن أبي طالب

طالب، وَخَالِدٌ بْنُ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ۴۳۴۹ - حدثني أحمدر بن عثمان، حدثنا إبراهيم بن يوسف بن إسحاق بن أبي إسحاق، حدثني أبي عن أبي إسحاق، سمعت البراء رضي الله عنه، بعثنا رسول الله ﷺ مع خالد من الوليد إلى اليمن، قال:

ہدایت کی کہ خالد بن شریٹ کے ساتھیوں سے کوئی کہ جوان میں سے تمہارے ساتھیوں میں میں رہنا چاہیے وہ تمہارے ساتھی پھر میں کو لوٹ جائے اور جو دہل سے والیں آنا چاہیے وہ چلا آئے۔ یہاں بن شریٹ کتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھابو میں کو لوٹ گئے۔ انسوں نے بیان کیا کہ مجھے غیمت میں کمی اور قیہ چاندی کے ملے تھے۔

لشیخ اس ایام کی روایت میں ہے کہ جب ہم حضرت علی بن شریٹ کے ساتھی پھر میں کو لوٹ گئے تو کافروں کی ایک قوم ہمان سے مقابلہ ہوا۔ حضرت علی بن شریٹ نے ان کو آخرت شریٹ کا خط سنایا۔ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت علی بن شریٹ نے یہ حال آخرت شریٹ کو لکھا۔ آپ نے سجدہ شکردا کیا اور فرمایا ہمان سلامت رہے۔

(۳۳۵۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن سوید بن منجوف نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان کے والد (بریدہ بن حصیب) نے بیان کیا کہ نبی کریم شریٹ نے خالد بن ولید بن شریٹ کی جگہ حضرت علی بن شریٹ کو (یعنی) بھیجا تاکہ غیمت کے خس (پانچواں حصہ) کو ان سے لے آئیں۔ مجھے حضرت علی بن شریٹ سے بہت بغرض تھا اور میں نے انہیں عمل کرتے دیکھا تھا۔ میں نے حضرت خالد بن شریٹ سے کہا تم دیکھتے ہو علی بن شریٹ نے کیا کیا (اور ایک لوڈی سے صحبت کی) پھر جب ہم آخرت شریٹ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا (بریدہ) کیا تمہیں علی بن شریٹ کی طرف سے بغرض ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں، فرمایا علی بن شریٹ سے دشمنی نہ رکھنا کیونکہ خس (غیمت کے پانچیں حصے) میں اس کا اس سے بھی

زیادہ حق ہے۔

لشیخ دوسری روایت میں ہے کہ بریدہ بن شریٹ نے کہا تو میں حضرت علی بن شریٹ سے سب سے زیادہ محبت کرنے لگا۔ امام احمد کی روایت میں ہے آخرت شریٹ نے فرمایا علی بن شریٹ سے دشمنی مت رکھ، وہ میرا ہے میں اس کا ہوں اور میرے بعد وہی تمہارا ولی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب میں نے شکایت کی تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ فرمایا میں جس کا ولی ہوں علی بھی اس کا ولی ہے، رضی اللہ عنہ وارضا۔ اصل معاملہ یہ تھا کہ حضرت علی بن شریٹ نے میں سے ایک لوڈی لے لی جو سب قیدیوں میں محمدہ تھی اور اس سے محبت کی۔ بریدہ بن شریٹ کو یہ گمان ہوا کہ حضرت علی بن شریٹ نے مال غیمت میں خیانت کی ہے۔ اس وجہ سے ان کو برا سمجھا۔ حالانکہ یہ خیانت نہ تھی کیونکہ خس اللہ اور رسول کا حصہ تھا اور حضرت علی بن شریٹ اس کے بڑے حقدار تھے اور شاید آخرت شریٹ نے ان کو تقویم کے لیے اختیار بھی دیا ہو گا۔ اب استبراء سے قبل لوڈی سے جماع کرنا تو وہ اس وجہ سے ہو گا کہ وہ لوڈی پاکہ ہو گی اور باکہ کے لیے

نُمْ بَعْثَتْ عَلَيْهَا بَعْدَ ذَلِكَ مَكَانَةُ فَقَالَ : مُنْ اصحابَ خَالِدٍ مِنْ شَاهَ بَنِهِمْ اَنْ يَعْقِبَ مَكَانَ لَتَّهِقْبَ وَمَنْ شَاهَ لَتَّهِقْبَلِنَ ، فَكَتَبَ لِيَمَنْ عَقْبَ مَغَةً ، قَالَ : لَفَيْمَتْ اُوَاقِ دُوَاتِ عَذَبَ .

۴۳۵۰ - حدثنا محمد بن بشير، حدثنا روح بن عبادة، حدثنا علي بن سعيد بن منجوف، عن عبد الله بن بريدة عن أبي رضي الله عنه قال: بعث النبي صلى الله عليه وسلم علينا إلى خالد ليقبض الخمس، وكانت أبغض علينا وقد اغتسل، فقلت لخالد: ألا ترى إلى هذا؟ فلما قدمنا على النبي صلى الله عليه وسلم ذكرت ذلك له فقال: ((يا بريدة أبغض عليك؟)) قلت: نعم. قال: ((لا تبغضه فإن له في الخمس أكثر من ذلك)).

بعضوں کے نزدیک استبراء لازم نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس دن حضرت پاک ہو گئی ہو۔ (حدیثی) بھر حال حضرت علی بن ابو شوشہ سے بعض رکھنا اہل ایمان کی شان نہیں ہے۔ اللهم انت احباب علیا کما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

٤٣٥١ - حدَّثَنَا فَيْيَةً حَدَّثَنَا عَبْدُ الْواحِدِ

(٣٣٥١) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن تعلقاب بن شرمہ نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ابی فیض نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوسعید خدری بن بشیر سے سنا وہ کہتے تھے کہ یعنی سے علی بن ابی طالب بن بشیر نے رسول اللہ مصطفیٰ کے پاس بیڑی کے پتوں سے دباغت دیئے ہوئے چجزے کے ایک تھیلے میں سونے کے چند ڈلے بھیجے۔ ان سے (کان کی) مٹی بھی ابھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت مصطفیٰ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ عیینہ بن بدر، اقرع بن خابس، زید بن خیل اور چوتھے عالمہ بنی قشم تھے یا عامر بن طفیل و بن بشیر۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے اس پر کہا کہ ان لوگوں سے زیادہ ہم اس سونے کے مستحق تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب آنحضرت مصطفیٰ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے حالانکہ اس اللہ نے مجھ پر اعتبار کیا ہے جو آسمان پر ہے اور اس مرکز کی جو آسمان پر ہے وہی میرے پاس صح و شام آتی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، دونوں رخسار پھولے ہوئے تھے، پیشانی بھی ابھری ہوئی تھی، گھنی داڑھی اور سرمنڈا ہوا، تبند اٹھائے ہوئے تھا، کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریے۔ آپ مصطفیٰ نے فرمایا، افسوس مجھ پر کیا میں اس روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں۔ راوی نے بیان کیا پھر وہ شخص چلا گیا۔ خالد بن ولید بن بشیر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن بار دوں؟ آپ مصطفیٰ نے فرمایا نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ اس پر خالد بن بشیر نے عرض کیا کہ بت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے دل میں وہ نہیں ہوتا۔ آپ مصطفیٰ نے فرمایا اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا

عنْ عَمَارَةَ بْنِ الْفَعَقَاعِ بْنِ شِيرَمَةَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نُعْمَمْ، قَالَ: سَمِعْتُ
أَبَا سَعِيدِ الْخُدَرِيَّ يَقُولُ: بَعْثَ عَلَيْيِ بْنَ
أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْيَمَنِ بِذَهْبَيَّةِ
فِي أَدِيمِ مَقْرُوْظِ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تَرَابِهَا،
قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ بَيْنَ عَيْنَةَ
بْنِ بَدْرٍ وَأَفْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيلِ،
وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْمَقَةً وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ،
فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْنَابِهِ: كَنَّا نَحْنُ أَحَقُّ
بِهَذَا مِنْ هُؤُلَاءِ قَالَ: فَبَلَّغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَلَا
تَأْمُونُنِي، وَأَنَا أَمِينٌ مِنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي
خَبْرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً)) قَالَ: فَقَامَ
رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِرُ
الْجَهَنَّمَ كُثُرُ اللَّهُجَّةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ
مُشْمَرُ الْإِزارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَقِ
اللَّهُ قَالَ: ((وَنِلَكَ أَوْلَى نَحْنُ أَحَقُّ أَهْلِ
الْأَرْضِ أَنْ يَتَعَقَّبَنِي)) قَالَ: ثُمَّ وَلَى
الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَلَا أَضْرِبُ غَنَّمَةً؟ قَالَ: ((لَا لَعْلَمَهُ أَنْ
يَكُونَ يُصَلَّى)) فَقَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ
مُصْلَى يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ؟ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي

حکم ہوا ہے کہ ان کے پیٹ چاک کرو۔ راوی نے کہا پھر آخر خضرت شیخیل نے اس (منافق) کی طرف دیکھا تو وہ پیچے پھیر کر جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو کتاب اللہ کی تلاوت ہوئی خوش الحالی کے ساتھ کرے گی لیکن وہ ان کے طبق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ لوگ اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تم بجا نور کے پار نکل جاتا ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ شیخیل نے یہ بھی فرمایا، اگر میں ان کے دور میں ہو تو شہود کی قوم کی طرح ان کو بالکل قتل کر دوں گا۔

لئے جسے اُن مُؤْمِنَاتٍ أَنْهَىَ اللَّهُ أَنْقَبَ قُلُوبَ النَّاسِ، وَلَا أَشْقَى بُطُونَهُمْ) قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقْفَمٌ فَقَالَ: (إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ حَنْضِيِّهِ هَذَا قَوْمٌ يَتَلَوَّنُ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِرُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدَّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ - وَأَظْنَهُ قَالَ - لَئِنْ أَذْرَكُهُمْ لَا قَلْتُهُمْ قُلْتُ نَمُوذَدَ).
[راجح: ۳۳۴۴]

لئے جسے اُن مُؤْمِنَاتٍ أَنْهَىَ اللَّهُ أَنْقَبَ قُلُوبَ النَّاسِ، وَلَا أَشْقَى بُطُونَهُمْ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے۔ یہ پیش گوئی آپ کی پوری ہوئی۔ خارجی جن کے بھی اطوار تھے، حضرت علی بن بشیر کی خلافت میں ظاہر ہوئے۔ آپ نے ان کو خوب قتل کیا۔ ہمارے زمانہ میں بھی ان خارجیوں کے پیرو م موجود ہیں۔ سرمنڈے، دارالمحیی، ازار اوچی، ظاہر میں بڑے مقام پر بیزگار غریب مسلمانوں خصوصاً الحدیث کو لائف مجب اور دہلی قرار دے کر ان پر حملہ کرتے ہیں اور یہود و نصاریٰ اور مشرکوں سے برابر کا میل جوں رکھتے ہیں۔ ان سے کچھ متعرض نہیں ہوتے۔ ہائے افسوس مسلمانوں کو کیا خط ہو گیا ہے اپنے بھائیوں میں حضرت محمد بن بشیر کا لکھ پڑھنے والوں کو تو ایک ایک مسئلہ پر ستائیں اور غیر مسلموں سے دوستی رکھیں۔ ایسے مسلمان قیامت کے دن بھی کرم بن بشیر کو منہ کیا دکھلائیں گے۔ حدیث کے آخری لعنوں کا مطلب یہ کہ ان کے دلوں پر قرآن کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہو گا۔ ہمارے زمانے میں بھی حال ہے۔ قرآن پڑھنے کو تو سینکڑوں آدمی پڑھتے ہیں لیکن اس کے معنی اور مطلب میں غور کرنے والے بت تھوڑے ہیں اور بعض شیاطین کا تو یہ حال ہے کہ وہ قرآن حدیث کا ترجیح پڑھنے پڑھانے سے منع کرتے ہیں۔ (أولیٰكَ الْيَنِنَ لَعْنُهُمُ اللَّهُ فَاصْنَهُمْ وَأَعْنَى أَبْصَارَهُمْ) (صحیح: ۲۳)

۴۳۵۲ - حدثنا المتكىٰ بنُ ابراهيم، عن ابن حرب، حرب بن عبيدة: قال جابر أمراً النبي ﷺ على أن يقيم بن على اخراهم، زاد محمد بن بكر عن ابن حرب: قال جابر أمراً النبي ﷺ على أن يقيم بن على اخراهم، زاد محمد بن بكر عن ابن حرب: قال جابر قديم على بن أبي طالب رضي الله عنه بسعاته، قال له النبي ﷺ: ((بِمَ أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ))، قال: بِمَا أَهْلَلْتَ بِهِ، النبي ﷺ قال: ((فَأَهْلَدْتَ حَرَاماً كَمَا أَنْتَ)). قال: وأهْلَدْتَ لَهُ عَلِيًّا هَذِهِي. [راجع: ۱۵۵۷]
۴۳۵۳ - حدثنا مسدد: قال:

حضرت علی بن بشیر آخر خضرت شیخیل کے لیے قربانی کے جانور لائے تھے۔

۴۳۵۴ - حدثنا مسدد: قال:

(۲۳۵۲-۲۳۵۳) ہم سے مسد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم

سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے کہا ہم سے بکر بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن حیثا سے ذکر کیا تھا کہ انس بن شیخ نے ان سے بیان کیا کہ بنی کرم شیخیم نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا تھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج ہی کا احرام باندھا تھا پھر ہم جب مکہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور رہ ہو وہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کا کر لے اور طواف اور سعی کر کے احرام کھول دے) اور بنی کرم شیخیم کے ساتھ قربانی کا جانور تھا، پھر علی بن ابی طالب بن شیخ میں سے لوٹ کر حج کا احرام باندھ کر آئے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کس طرح احرام باندھا ہے؟ ہمارے ساتھ تمہاری زوجہ قاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس طرح کا احرام باندھا ہے جس طرح آپ نے باندھا ہو۔ آپ شیخیم نے فرمایا کہ پھر اپنے احرام پر قائم رہو، کیونکہ ہمارے ساتھ قربانی کا جانور ہے۔

ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی پلو سے حضرت علی بن شیخ کا مین جانا مذکور ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے اور اسی لیے ان روایات کو یہاں لایا گیا ہے۔ بلحاج کے دیگر مسائل بھی ان سے ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ کتاب الحج میں گزر چکا ہے۔

باب غزوۃ ذی الخلصہ کا بیان

(۳۵۵) ہم سے مدد بن سرید نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ طحان نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے بیان کیا، ان سے قیس نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ بھی بن شیخ نے بیان کیا کہ جاہلیت میں ایک بت خانہ ذوالخلصہ تائی تھا۔ اسے کعبہ بیمانیہ اور کعبہ شامیہ بھی کما جاتا تھا، آنحضرت شیخیم نے مجھ سے فرمایا ذوالخلصہ کی تکلیف سے مجھے کیون نہیں نجات دلاتے؟ چنانچہ میں نے ڈیڑھ سواروں کے ساتھ سفر کیا، پھر ہم نے اس کو مسماں کر دیا اور اس میں ہم نے جس کو بھی پایا قتل کر دیا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اسکی خبر دی تو آپ نے ہمارے اور قبلہ، اعمش کے لیے بست دعا فرمائی۔

حدَّثَنَا يَثْرَةُ بْنُ الْمَقْضِيِّ، عَنْ حَمِيدِ الطُّوْبِيلِ، حَدَّثَنَا بَكْرٌ أَنَّهُ ذَكَرَ لَابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَنَّسًا حَدَّثَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ بَعْثَةٍ وَحْجَةً، فَقَالَ: أَهْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجَّ، وَأَهْلَلَنَا بِهِ مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكْهَةً قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِهِ فَلَيْجُعْلَهَا عُمَرَةً)) وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ فَقِيمَةً عَلَيْنَا عَلَيْهِ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْيَمَنِ حَاجَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِمَ أَهْلَلْتُ فَإِنْ مَعَنَا أَهْلَكَكَ؟)) قَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهْلَلْ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فَأَنْسَلْتَ فَإِنْ مَعَنَا هَذِهِيَّا)).

ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی پلو سے حضرت علی بن شیخ کا مین جانا مذکور ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے اور اسی لیے ان روایات کو یہاں لایا گیا ہے۔ بلحاج کے دیگر مسائل بھی ان سے ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ کتاب الحج میں گزر چکا ہے۔

۶۳ - باب غزوۃ ذی الخلصہ

یہ ایک بت خانہ تھا جو میں میں مشکوں نے تیار کیا تھا اس کو کعبہ بیمانیہ بھی کہتے ہیں اور کعبہ شامیہ بھی کہ اس کا دروازہ ملک شام کے مقابل میں بنا یا گیا تھا۔

۴۳۵۵ - حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حدَّثَنَا يَيَّانٌ عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: كَانَ يَيَّثْرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ، وَالْكَعْبَةُ الْأَيْمَانِيَّةُ، وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) فَنَفَرْتُ فِي مِائَةٍ وَحَمْسِينَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ وَقَلَّنَا مِنْ وَجَدَنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَدَعَاهُ لَهَا وَلَأَخْمَسَهَا [۳۰۲۰]. [راجع: راجع: ۳۰۲۰]

لئیج ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت جریر بن عبد اللہ بن عثیمین کے سر پر ہاتھ رکھا اور منہ اور سینے پر زیرِ ناف تک پھیر دیا پھر سر پر ہاتھ رکھا اور پیٹ پر سیرین تک پھیرایا یعنی پر خاص طور سے ہاتھ پھیرنا۔ ان پاکیزہ و عاؤں کا یہ اثر ہوا کہ حضرت جریر بن عبد اللہ بن عثیمین ایک بہترین شہوار بن کراس مم پر روانہ ہوئے اور کامیابی سے واپس آئے۔ آپ نے اس بت خانے کے بارے میں جو فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں کفار و مشرکین اسلام کے خلاف سازشیں کرتے، رسول کریم ﷺ کی ایذا رسائی کی تدبیر سوچتے اور کعبہ مقدس کی تنقیص کرتے اور ہر طرح سے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے، لہذا قیام امن کے لیے اس کا فتح کرنا ضروری ہوا۔ حالت امن میں کسی قوم و مذہب کی عبادت گاہ کو اسلام نے سمار کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ حضرت عمر بن عثمان نے اپنے عمد خلافت میں ذی یہود اور نصاریٰ کے گرجاؤں کو محفوظ رکھا اور ہندوستان میں مسلمان باوشہوں نے اس ملک کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی اور ان کے لیے جاگیر سوقت کی ہیں۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔

(۳۲۵۶) ہم سے محمد بن شعیؑ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحیؑ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل ابن ابی خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا، کہا مجھ سے جریر بن عبد اللہ بن عثیمین نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم مجھے ذوالخالصہ سے کیوں نہیں بے فکر کرتے؟ یہ قبلہ خشم کا ایک بت خانہ تھا۔ اسے کعبہ بیانیہ بھی کہتے تھے۔ چنانچہ میں ڈیڑھ سو قبیلہ اہم کے سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ یہ سب ابھی سوار تھے۔ مگر میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے آپ کی انگلیوں کا اثر اپنے سینے میں پایا، پھر آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! اے گھوڑے کا اچھا سوار بنا دے اور اسے راستہ بتلانے والا اور خود راستہ پایا ہوا بنا دے، پھر وہ اس بت خانے کی طرف روانہ ہوئے اور اسے ڈھا کر اس میں آگ لگادی پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اطلاع پہنچی۔ جریر کے اپنی نے آگر عرض کیا، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبووث کیا، میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے نہیں چلا جب تک وہ خارش زدہ اونٹ کی طرح جل کر (سیاہ) نہیں ہو گی۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے قبلہ اہم کے گھوڑوں اور لوگوں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

خارش زدہ اونٹ پر ڈامرو گیرہ ملتے ہیں تو اس پر کالے کالے دھبے پڑ جاتے ہیں۔ جل بھن کر، بالکل یہی حال ذی الخالصہ کا ہو گیا۔ ذی الخالصہ والے اسلام کے حرفی بن کر ہر وقت مخالفانہ سازشیں کرتے رہتے تھے۔

٤٣٥٦۔ حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْتَى، حدَّثَنَا يَحْيَى، حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حدَّثَنَا قَيْسُ، قَالَ : قَالَ لِي جَرِيرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا تُرِبِّحُنِي مِنْ ذِي الْخَلْصَةِ؟)) وَكَانَ بَيْتًا فِي خَطْمِ يَسَعَى الْكَعْبَةِ الْيَمَانِيَّةِ، فَانْطَلَقَ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةَ فَارِسٍ مِنْ أَخْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثْرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ : ((اللَّهُمَّ ثِنْتَهُ فَكَسَرَهَا وَحَرَقَهَا ثُمَّ بَعَثْتَ إِلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَقَهَا ثُمَّ بَعَثْتَ إِلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ : وَالَّذِي بَعَثْتَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتَكَ حَتَّى تَرَكَهَا كَانَهَا جَمَلًا أَجْرَبَ قَالَ : ((فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَخْمَسَ وَرِجَالِهَا)) خَمْسَ مَرَاثٍ۔

[راجح: ۳۰۲۰]

(۷۳۵) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہاں کو خبر دی ابو اسامہ نے، انسیں اسماعیل بن خالد نے، انسیں قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ بنی بشیر نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ذوالخصلہ سے مجھے کیوں نہیں بے فکری دلاتے؟ میں نے عرض کیا میں حکم کی تقلیل کروں گا۔ چنانچہ قبلہ احمد کے ذیہ سواروں کو ساتھ لے کر میں روانہ ہوا۔ یہ سب اجھے سوار تھے، لیکن میں سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ میں نے اس کے متعلق آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا جس کا اثر میں نے اپنے سینہ میں دیکھا اور آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! اسے اچھا سوار بنا دے اور اسے ہدایت کرنے والا اور خود ہدایت پایا بنا دے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر اس کے بعد میں کبھی کسی گھوڑے سے نہیں گرا۔ راوی نے بیان کیا کہ ذوالخصلہ ایک بیت خانہ تھا، میں میں قبلہ خشم اور بجیلہ کا، اس میں بت تھے جن کی پوجا کی جاتی تھی اور اسے کعبہ بھی کہتے تھے۔ بیان کیا کہ پھر جریر وہاں پہنچے اور اسے آگ لگادی اور منہدم کر دیا۔ بیان کیا کہ جب جریر بنی بشیر میں پہنچے تو وہاں ایک شخص تھا جو تیروں سے فال نکلا کرتا تھا۔ اس سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اپنے ہاں آگئے ہیں۔ اگر انہوں نے تمیں پالیا تو تمہاری گردن مار دیں گے۔ بیان کیا کہ ابھی وہ فال نکال ہی رہے تھے کہ حضرت جریر بنی بشیر وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ابھی یہ فال کے پتہ توڑ کر کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس شخص نے تیر وغیرہ توڑا لے اور کلمہ ایمان کی گواہی دی۔ اس کے بعد جریر بنی بشیر نے قبلہ احمد کے ایک صحابی ابو راطاط بنی بشیر نامی کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آپ کو خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا۔ جب وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ میوٹ کیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اس وقت تک نہیں چلا جب تک اس بت کرہ کو

۴۳۵۷ - حدثنا يوسف بن موسى أخينا
أبوأسامة عن إسماعيل بن أبي خالد عن
قيس عن جرير قال : قال لي رسول الله
صلى الله عليه وسلم : ((الآتُيَ حُنْتِي مِنْ
ذِي الْحَاضِرَةِ؟)) فقلت : بلى، فانطلقت
في حُمَّيْدَةَ وَمِائَةَ فَارِسٍ مِنْ أَخْمَسَ
وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لَا أَنْتَ
عَلَى الْخَيْلِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ فَضَرَبَ
يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثْرَ يَدِهِ فِي
صَدْرِي فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْنَا وَاجْعَلْنَا
مَهْدِيًّا)) قال : فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَوْسِي بَعْدَهُ
قَالَ وَكَانَ ذُو الْخَلْصَةِ بَيْنَا بَأْتُمْ لِحَتْنِمَ
وَبَجِيلَةَ، فِيهِ نُصْبٌ يُعْدَى يُقَالُ لَهُ : الْكَعْبَةُ،
قَالَ : فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا، قَالَ
وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيرُ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ
يَسْتَقْسِمُ بِالْأَذَالَمِ فَقَبِيلَ لَهُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَّا فَإِنْ قَدَرَ
عَلَيْكَ ضَرَبَ عَنْكَ قَالَ : فَبَيْنَمَا هُوَ
يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيرٌ، فَقَالَ :
لَكَسِرْنَاهَا وَلَشَهَدَنَا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ
لَا يَضْرِبَنَّ عَنْكَ، قَالَ : فَكَسَرَهَا وَشَهَدَ ثُمَّ
بَعَثَ جَرِيرَ رَجُلًا مِنْ أَخْمَسَ يُكْنَى أَبا
أَرْطَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَشَرِّهُ بِذَلِكَ فَلَمَّا أَتَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي بَعَثْتَ بِالْحَقِّ مَا
جِئْتُ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَانَهَا جَمِلٌ أَجْزَبَ

فَقَالَ : فَبِرُّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَيْلٍ أَخْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ آخْضُرَتْ مُلَهِّيَّلَمْ نَقِيلَةَ اَحْمَسْ كَمْهُوْلُونْ اُورْ سَوَارُولْ كَلْيَے پَانْجَ مَرْتَبَهَ بَرَكَتَ كَيْ دَعَافِرَمَائَیْ - [راجح: ۳۰۲۰]

لَشَبَّحَ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وفی الحديث مشروعۃ ازالۃ ما یفتتن به الناس من بناء وغیره سواء كان انسانا او حيوانا او جمادا و فيه استعمالۃ نقوص القوم بتامیر من هو منهم والاستجابة بالدعاء والثناء والبشرارة في الفتوح وفضل رکوب الخيل في الحرب وقبول خبر الواحد والبالغة في نکایۃ العدو ومناقب لجریر وقومه وبرکة ید النبي صلی الله علیہ وسلم ودعانه وانه کان یدعوا وتراؤ قد يجاوز ثلاث الحج (فتح الباری) یعنی حدیث ہذا سے ثابت ہوا کہ جو چیز لوگوں کی گمراہی کا سبب نہیں وہ مکان ہوں یا کوئی انسان ہو یا حیوان ہو یا کوئی جمادات سے ہو، شرعی طور پر ان کا زائل کر دینا جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی قوم کی دیجوئی کے لیے امیر قوم خود ان ہی میں سے بنا بہتر ہے اور فتوحات کے نتیجے میں دعا کرنا، بشارت دینا اور مجاهدین کی تعریف کرنا بھی جائز ہے اور جنگ میں گھوڑے کی سواری کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور خبر واحد کا قبول کرنا بھی ثابت ہوا اور دشمن کو سزا دینے میں مبالغہ بھی ثابت ہوا اور حضرت جریر بن شوشہ اور ان کی قوی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور رسول کرم ملکیت کے دست مبارک اور آپ کی دعاوں کی برکت بھی ثابت ہوئی اور یہ بھی کہ آپ دعاوں میں بھی وتر کا خیال رکھتے اور کبھی تین سے زیادہ پار بھی دعا فرمایا کرتے تھے۔

باب غزوہ ذات السلاسل کا بیان

٦٤- باب غزوۃ ذاتِ السَّلَالِسِ

وَهِيَ غَزْوَةُ لَحْمٍ وَجَذَامَ قَالَهُ :
إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَالِدٍ، وَقَالَ ابْنُ
إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَرْوَةَ هِيَ
بِلَادُ بَلِيٍّ، وَغَدْرَةَ، وَبَنِي الْقَنِينَ.

یہ غزوہ ہے جو قائل نغم و جدام کے ساتھ پیش آیا تھا۔ این احراق نے یزید سے اور انہوں نے عروہ سے کہ ذات السلاسل، قائل بی، عذرہ اور بنی القنین کو کہتے ہیں۔

لَشَبَّحَ یہ غزوہ سنہ ۸ھ میں بہاء جادی الآخر بمقام وادی القری میں ہوا تھا یہ جگہ مدینہ سے پرے دس دن کی راہ پر ہے۔ اس کو ذات السلاسل اس لیے کہتے ہیں کہ کافروں نے اس میں جم کر لئے کے لیے اپنے جسموں کو زنجیروں سے باندھ لیا تھا۔ بعضوں نے کماکہ سلسل وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا۔ ثم اور جدام دونوں قبیلوں کے نام ہیں یہ بھی اس جنگ میں شریک تھے۔

٤٣٥٨ - حدثنا إسحاق أخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عبد الله، عنْ خَالِدِ الْحَدَاءِ، عنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عُمَرَ بْنَ الْفَاعِلَيْهِ عَلَى جِيشِ ذاتِ السَّلَالِسِ قَالَ: فَاتَّبَعْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكُ؟ قَالَ ((غَائِشَةً)) قُلْتُ مِنْ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((أَبُوهَا)) قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((عُمَرُ))، فَعَدَ رِجَالًا فَسَكَتَ مَخَافَةً أَنْ يَخْلُنِي فِي آخرِ هِمْ.

عبد الله، عنْ خالدِ الْحَدَاءِ، عنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عُمَرَ بْنَ الْفَاعِلَيْهِ عَلَى جِيشِ ذاتِ السَّلَالِسِ قَالَ: فَاتَّبَعْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكُ؟ قَالَ ((غَائِشَةً)) قُلْتُ مِنْ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((أَبُوهَا)) قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((عُمَرُ))، فَعَدَ رِجَالًا فَسَكَتَ مَخَافَةً أَنْ يَخْلُنِي فِي آخرِ هِمْ.

[راجح: ۳۶۶۲]

سب سے بعد میں نہ کر دیں۔

لئے جائیں اس لڑائی میں تین سو مهاجرین اور انصار مع تمیں گھوڑے آپ نے بھیجے تھے۔ عمرو بن عاص بن شٹر کو ان کا سردار بنا�ا تھا۔ جب عمرو بن شٹر دشمن کے ملک کے قریب پہنچے تو انہوں نے اور مزید فوج طلب کی۔ آپ بن شٹر نے ابو عبیدہ بن جراح بن شٹر کو سردار مقرر کر کے دو سو آدمی اور بھیجے۔ ان میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ابو عبیدہ بن شٹر جب عمرو بن شٹر سے ملے تو انہوں نے امام بننا چاہا لیکن عمرو بن عاص بن شٹر نے کہا آنحضرت بن شٹر نے آپ کو میری مد کے لیے بھیجا ہے، سردار تو میں ہی رہوں گا۔ عمرو بن عاص بن شٹر نے اس مقبول بات کو مان لیا اور عمرو بن عاص بن شٹر امامت کرتے رہے۔ حامی کی روایت میں ہے کہ عمرو بن عاص بن شٹر نے لشکر میں انگار روش کرنے سے منع کی۔ حضرت عمر بن شٹر نے اس پر انگار فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق بن شٹر نے کہا چپ رہو، آنحضرت بن شٹر نے جو عمرو بن شٹر کو سردار مقرر کیا ہے تو اس وجہ سے کہ وہ لڑائی کے فن سے خوب واقف کار ہے۔ بھیجی کی روایت میں ہے کہ عمرو بن عاص بن شٹر جب لوٹ کر آئے تو اپنے دل میں یہ سمجھے کہ میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر بن شٹر سے زیادہ درجہ رکھتا ہوں۔ اسی لیے انہوں نے آنحضرت بن شٹر سے سوال کیا، جس کا روایت میں تذکرہ ہے۔ جس کو سن کر ان کو حقیقت حال کا علم ہو گیا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مفضول کی امامت بھی افضل کے لیے جائز ہے کیونکہ حضرات شیخین اور ابو عبیدہ بن شٹر حضرت عمرو بن شٹر سے افضل تھے۔

۶۵- باب ذهاب جَرِيرٍ إِلَى الْيَمَنِ

(۳۳۵۹) مجھ سے عبداللہ بن ابی شیبہ عبسی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن ادریس نے بیان کیا، ان سے اساعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ بھجلی بن شٹر نے بیان کیا کہ (یمن سے واپسی پر مدینہ آنے کے لیے) میں دریا کے راستے سے سفر کر رہا تھا۔ اس وقت یمن کے دو آدمیوں ذوکلاغ اور ذو عمرو سے میری ملاقات ہوئی میں ان سے حضور اکرم بن شٹر کی باتیں کرنے لگاں اس پر ذو عمرو نے کہا اگر تمہارے صاحب (یعنی حضور اکرم بن شٹر) وہی ہیں جن کا ذکر تم کر رہے ہو تو ان کی وفات کو بھی تین دن گزر چکے۔ یہ دونوں میرے ساتھ ہی (مدینہ) کی طرف چل رہے تھے۔ راستے میں ہمیں مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے کچھ سوار دکھائی دیئے، ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی کہ آنحضرت بن شٹر وفات پا گئے ہیں۔ آپ کے خلیفہ ابو بکر بن شٹر منتخب ہوئے ہیں اور لوگ اب بھی سب خیریت سے ہیں۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے صاحب (ابو بکر بن شٹر) سے کہنا کہ ہم آئے تھے اور ان شاء اللہ پھر مدینہ آئیں گے یہ کہہ کر دونوں یمن کی طرف واپس چلے گئے۔ پھر میں نے ابو بکر بن شٹر کو ان کی باتوں کی اطلاع دی تو آپ نے

۴۳۵۹ - حدیثی عبد اللہ بن ابی شیبہ القنسیٰ حدّثنا ابنُ ابْرِیسَ عَنْ اسْمَاعِيلَ بنِ ابِي خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ : كُنْتُ بِالْبَحْرِ فَلَقِيتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كِلَاعَ، وَذَا عَمْرُو، فَجَعَلْتُ أَحَدَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُو عَمْرُو: لَيْنَ كَانَ الَّذِي تَذَكَّرُ مِنْ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَ عَلَى أَجْلِهِ مُنْذُ ثَلَاثَةِ، وَأَقْبَلَا مَعِي حَتَّى إِذَا كُنَا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ فَسَأَلْنَاهُمْ، فَقَالُوا : قِبْصُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتُخْلِفُ أَبُوبَكْرَ وَالنَّاسُ صَالِحُونَ، فَقَالَ : أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَا فَذْ جَنَّا وَلَعَلَّنَا سَعَوْدَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرٍ بِحَدِيثِهِمْ قَالَ : أَفَلَا جِئْتَ بِهِمْ؟ فَلَمَّا

فَرِمَا كَهْ پُهْرَانِيْس اپنے ساتھ لائے کیوں نہیں؟ بہت دنوں بعد خلافت عمری میں ذو عمرو نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ جریر! تمہارا مجھ پر احسان ہے اور تمہیں میں ایک بات بتاؤں گا کہ تم اہل عرب اس وقت تک خیر و بخلائی کے ساتھ رہو گے جب تک تمہارا طرز عمل یہ ہو گا کہ جب تمہارا کوئی امیر و فاتح پا جائے گا تو تم اپنا کوئی دوسرا امیر منتخب کر لیا کرو گے۔ لیکن جب امارت کے لیے تواریخ تک بات پنج جائے تو تمہارے امیر بادشاہ بن جائیں گے۔ بادشاہوں کی طرح غصہ ہوا کریں گے اور انہیں کی طرح خوش ہوا کریں گے۔

كَانَ بَعْدَ قَالَ لَيْ ذُو عَمْرٍو : يَا جَرِيرَ إِنْ
بَكَ عَلَيْكَ كَرَامَةً وَإِنِّي مُخْبِرُكَ خَبْرًا إِنْكُمْ
مَفْشِرُ الْعَرَبِ لَنْ تَرَأَلُوا بِخَبْرٍ مَا كُنْتُمْ إِذَا
هَلَكَ أَمِيرُ تَأْمُرْتُمْ فِي آخَرِ فَإِذَا كَانَتْ
بِالسَّيْفِ كَانُوا مُلْوَكًا يَغْضِبُونَ غَضَبَ
الْمُلُوكِ وَيَرْضَوْنَ رِضاَ الْمُلُوكِ.

تشریح حضرت جریر بن عبد اللہ بھلی بہٹو کا یہ سفر یعنی میں دعوت اسلام کے لیے تھا۔ ذوالنھہ کے ڈھانے کا سفر دوسرا ہے۔ راستہ میں ذو عمر آپکو ملا اور اس نے وفات نبوی کی خبر سنائی جس پر تین دن گزر چکے تھے۔ ذو عمرو کو یہ خبر کسی ذریعہ سے مل چکی ہو گی۔

دیوبندی ترجمہ بخاری میں یہاں وفات نبوی پر تین سال گزرنے کا ذکر لکھا گیا ہے۔ جو عقلاء بھی بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ تین سال تو خلافت صدیقی کی مدت بھی نہیں ہے۔ حضرت مولانا وحید الزماں نے تین دن کا ترجمہ کیا ہے، وہی ہم نے نقل کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

ذو عمرو کی آخری نصیحت جو یہاں مذکور ہے وہ بالکل ٹھیک ثابت ہوئی۔ خلافت راشدین کے زمانے تک خلافت مسلمانوں کے مشورے اور صلاح سے ہوتی رہی۔ اس دور کے بعد کسری اور قیصر کی طرح لوگ طاقت کے مل پر بادشاہ بننے لگے اور مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہ بہٹو نے جب خلافت یزید کا اعلان کیا تو کوئی باصیرت مسلمانوں نے صاف کہ دیا تھا کہ آپ سنت رسول ﷺ کو چھوڑ کر اب کسری اور قیصر کی سنت کو زندہ کر رہے ہیں۔ بھر حال اسلامی خلافت کی بنیاد امرهم شوہی بینہم پر ہے جس کو ترقی دے کر آج کی جمورویت لائی گئی ہے۔ اگرچہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں، تاہم شوریٰ کی ایک ادنیٰ جھلک ہے۔

باب غَزْوَةِ سِيفِ الْبَحْرِ

وَهُمْ يَنْلَقُونَ عِبَرًا لِفَرِيْشِ وَأَمِيرُهُمْ أَبُو يَهْيَةَ
یہ دستہ قریش کے قافلہ تجارت کی لکھات میں تھا۔ اس کے سردار حضرت ابو عبیدہ بن الجراح بہٹو تھے۔

تشریح اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ رجب سنہ ۸ھ کا ہے مگر ان دونوں قریش سے صلح تھی۔ اس لیے بعضوں نے کہا کہ یہ غزوہ جہیزہ کی قوم سے ہوا تھا جو سمندر کے متصل رہتی تھی۔ یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۴۳۶۰ - حدَثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَدَثَنِي أَنَّ أَبِيهِ بْنَ أَوِيسٍ نَبَّأَنِي بِأَنَّ كَمَا كَهْ جَهْ سَعَ اِمامَ مَالِكَ رَحِيلَتِهِ نَبَّأَنِي بِأَنَّ كَيْمَانَ كَيْمَانَ سَعَ اِنَّ وَهِبَ بْنَ كَيْمَانَ نَبَّأَنِي بِأَنَّ كَيْمَانَ كَيْمَانَ اَنَّ سَعَ اِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدَ اللَّهِ اَنَّ سَعَ اِنَّ جَابِرَ بْنَ كَيْمَانَ نَبَّأَنِي بِأَنَّ كَيْمَانَ كَيْمَانَ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ

جرح و نیش کو بنایا۔ اس میں تین سو آدمی شریک تھے۔ خیر ہم مہنہ سے روانہ ہوئے اور ابھی راستے ہی میں تھے کہ راش ختم ہو گیا، جو کچھ فوج رہا تھا وہ ابو عبیدہ بن جوش کے حکم سے جمع کیا گیا تو دھیلے کھوروں کے جمع ہو گئے۔ اب ابو عبیدہ بن جوش کے حکم سے جمع کیا گیا تو دھیلے کھوروں کے جمع کھانے کو دیتے رہے۔ آخر جب یہ بھی ختم کے قریب پر پہنچ گیا تو ہمارے ہے میں صرف ایک ایک کھوروں آتی تھی۔ وہب نے کہا میں نے جابر بن جوش سے پوچھا کہ ایک کھوروں سے کیا ہوتا رہا ہو گا؟ جابر بن جوش نے کہا وہ ایک کھوروں نیتی تھی۔ جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو اس کی قدر معلوم ہوئی تھی، آخر ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں بڑے ٹیلے کی طرح ایک پھملی نکل کر پڑی ہے۔ اس پھملی کو سارا لکڑا اٹھا رہا تو نکل کھاتا رہا۔ بعد میں ابو عبیدہ بن جوش کے حکم سے اس کی پسلی کی دو ہڈیاں کھڑی کی گئیں وہ اتنی اوپھی تھیں کہ اونٹ پر کجا وہ کسائیا وہ ان کے تلے سے نکل گیا اور ہڈیوں کو بالکل نہیں لگا۔

(ویرزن من حيث لا يحسب)

(۳۳۶۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے عمرو بن دینار سے جو یاد کیا وہ یہ ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ بن عثیمین سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تین سو سواروں کے ساتھ پہنچا اور ہمارا امیر ابو عبیدہ ابن الجراح بن جوش کو بنایا۔ تاکہ ہم قریش کے قافلہ تجارت کی تلاش میں رہیں۔ ساحل سمندر پر ہم پندرہ دن تک پڑاؤ ڈالے رہے۔ ہمیں (اس سفر میں) بڑی سخت بھوک اور فاقہ کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہم نے بول کے پتے کھا کر وقت گزارا۔ اسی لیے اس فوج کا القلب پتوں کی فوج ہو گیا۔ پھر اتفاق سے سمندر نے ہمارے لیے ایک پھملی جیسا جانور ساحل پر پہنچنکر دیا، اس کا نام غبر تھا، ہم نے اس کو پندرہ دن تک کھایا اور اس کی چربی کو تیل کے طور پر (اپنے جسموں پر) ملا۔ اس سے ہمارے بدن کی طاقت و قوت پھر لوٹ آئی۔ بعد میں ابو عبیدہ بن جوش نے اس کی ایک

قَبْلِ السَّاحِلِ وَأَمْرَ عَلَيْهِمْ أَنْهَا عَبِيْدَةُ بْنُ الْجَرَاحِ وَهُمْ ثَلَمَانَةٌ فَخَرَجُوا وَكُنَّا بِعَضُ الطَّرِيقِ فَتَبَيَّنَ الرَّازُ وَفَأَمْرَ أَبُو عَبِيْدَةَ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجَمِيعَ فَكَانَ مِزْوَادِيَ تَغْرِيْ فَكَانَ يَقُولُنَا كُلُّ يَوْمٍ قَلِيلٌ قَلِيلٌ حَتَّىٰ فَتَبَيَّنَ لَنَا يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمَرَّةً تَمَرَّةً فَقَلَّتْ مَا تَغْنِي عَنْكُمْ تَمَرَّةً فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَبَيَّنَ ثُمَّ اتَّهَيَنَا إِلَى الْبَخْرِ فَإِذَا حَوْتَ مِثْلَ الْطَّرِيبِ فَأَكَلْنَا مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانَ عَشْرَةً لَيْلَةً ثُمَّ أَمْرَ أَبُو عَبِيْدَةَ بِضَلَعِنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَ ثُمَّ أَمْرَ بِرَاجِلَةَ فَرُحِلَّتْ، ثُمَّ مُرْتَ تَخْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا [راجع: ۲۴۸۳]

اللہ نے اس طرح اپنے پیارے مجاہدین بندوں کے رزق کا سامان میا فرمایا۔ یہ ہے (ویرزن من حيث لا يحسب) ۴۳۶۱ - حدثنا علي بن عبد الله حدثنا سفيان قال: الذي حفظناه من عمرو بن دينار قال: سمعت جابر بن عبد الله يقول: بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثمائة راكب، أميرنا أبو عبيدة بن الجراح نرصلد غير قريش فألمنا بالساحل بنصف شهر فأصابنا جوع شديد حتى أكلنا الخبط فسمى ذلك الجيش جيش الخبط فألفي لنا البحر ذاته يقال لها: العبر، فأكلنا منه بنصف شهر، وأدھنا منه ودکھ حتی نامت إلينا أجسامنا فأخذ أبو عبيدة ضلعا من أضلاعه، فنصبه فعمد إلى أطول رجل معه قال سفيان

پلی نکال کر کھڑی کروائی اور جو لشکر میں سب سے لمبے آدمی تھے، اُنہیں اس کے نیچے سے گزارا۔ سفیان بن عبینہ نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا کہ ایک پلی نکال کر کھڑی کر دی اور ایک ٹھنڈ کو اونٹ پر سوار کرایا وہ اس کے نیچے سے نکل گیا۔ جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ لشکر کے ایک آدمی نے پلے تین اونٹ ذبح کئے، پھر تین اونٹ ذبح کئے اور جب تیسرا مرتبہ تین اونٹ ذبح کئے تو ابو عبیدہ بن شریخ نے اُنہیں روک دیا کیونکہ اگر سب اونٹ ذبح کر دیے جاتے تو سفر کیسے ہوتا اور عمرو بن دریبار نے بیان کیا کہ ہم کو ابو صالح ذکوان نے خبر دی کہ قیس بن سعد بن زبیر نے (واپس آگر) اپنے والد (سعد بن عمادہ بن شریخ) سے کہا کہ میں بھی لشکر میں تھا جب لوگوں کو بھوک لگی تو ابو عبیدہ بن شریخ نے کہا کہ اونٹ ذبح کرو، قیس بن سعد بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے ذبح کر دیا کما کہ پھر بھوکے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اونٹ ذبح کرو، میں نے ذبح کیا، بیان کیا کہ جب پھر بھوکے ہوئے تو کہا کہ اونٹ ذبح کرو، میں نے ذبح کیا، پھر بھوکے ہوئے تو کہا کہ اونٹ ذبح کرو، پھر قیس بن زبیر نے بیان کیا کہ اس مرتبہ مجھے امیر لشکر کی طرف سے منع کر دیا گیا۔

بعد میں یہ سوچا گیا کہ اگر اونٹ سارے اس طرح ذبح کر دیے گئے تو پھر سفر کیسے ہو گا۔ لہذا انہوں کا ذبح بند کر دیا گیا اگر اللہ نے مچھلی کے ذریعہ لشکر کی خوراک کا انتظام کر دیا۔ (ذلک فضل اللہ یوتحہ من بشاء اللہ ذوالفضل العظیم)

(۳۳۶۲) ہم سے مسدود بن مسزید نے بیان کیا، کہا ہم سے تیجی بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریح نے بیان کیا، اُنہیں عمرو بن دریبار نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری پرستھا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم پتوں کی فوج میں شریک تھے۔ ابو عبیدہ بن شریخ ہمارے امیر تھے۔ پھر ہمیں شدت سے بھوک لگی، آخر سمندر نے ایک ایسی مردہ مچھلی باہر پھینکی کہ ہم نے وہی مچھلی پلے نہیں دیکھی تھی۔ اسے غیر کرتے تھے۔ وہ مچھلی ہم نے پندرہ دن تک کھلائی۔ پھر ابو عبیدہ بن شریخ نے اس کی ہڈی کھڑی کروادی تو اونٹ کا سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (ابن جریح نے بیان کیا کہ) پھر مجھے ابو الزبیر نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن شریخ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو عبیدہ

مَرْأَةٌ : ضَلَّتَا مِنْ أَضْلَالِهِ فَنَصَبَهُ وَأَخْذَهُ رَخْلَا وَبَعْرِيَا فَمَرَّ تَحْتَهُ، قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَحْرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحْرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحْرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ نَحْرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ إِنَّهَا عَيْنِيَّةٌ نَهَاهُ، وَكَانَ عَنْزُو يَقُولُ: أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ أَنَّ قَيْمَسَ بْنَ سَعْدَ قَالَ لَأَبِيهِ: كَنْتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاءُوكُمْ، قَالَ: أَنْحَرَ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ: ثُمَّ جَاءُوكُمْ، قَالَ: أَنْحَرَ قَالَ: نَحَرْتُ، قَالَ: ثُمَّ جَاءُوكُمْ، قَالَ: أَنْحَرَ، قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ جَاءُوكُمْ قَالَ أَنْحَرَ قَالَ نُهِيتُ.

[راجع: ۲۴۸۳]

بنیٹھو نے کہا اس مچلی کو کھاؤ، پھر جب ہم مدینہ لوٹ کر آئے تو ہم نے اس کا ذکر نہیں کرم ملکہ سے کیا، آپ نے فرمایا کہ وہ روزی کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجی ہے۔ اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ بھی ہو تو مجھے بھی کھاؤ۔ چنانچہ ایک آدمی نے اس کا گوشت لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے بھی اسے تناول فرمایا۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَالَ: ((كُلُوا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللَّهُ أَطْعُمُونَا إِنْ كَانَ مَغْكُومً)) قَاتَاهُ بَغْضَهُمْ فَأَكَلَهُ.

[راجع: ۲۴۸۳]

لئینہج اس حدیث سے یہ لٹلا کہ سمندر کی مردہ مچلی کا کھانا درست ہے اور حنفی نے جو تاویل کی ہے کہ لٹکروالے مضطرب ہے ان کے لیے درست تھی وہ تاویل اس روایت سے مطابق ہے چونکہ یہاں اس مچلی کا گوشت آنحضرت ملکہ کا بھی کھانا مذکور ہے جو یقیناً مضطرب نہیں تھے۔

باب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کالوگوں کے ساتھ

سنہ ۹ ط میں حج کرنا

(۲۳۶۷) سنہ ۹ میں سلیمان بن داؤد ابوالرائیج نے بیان کیا، کہا تم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا کہ ان سے زہری نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ بنیٹھو نے کہ بنی کرم ملکہ سے حضرت ابو بکر بنیٹھو کو وجہ الوداع سے پہلے جس حج کا امیر بنا کر بھیجا تھا، اس میں حضرت ابو بکر بنیٹھو نے مجھے کہنی آدمیوں کے ساتھ قربانی کے دن (منی) میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک (بیت اللہ) کا حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا طواف نہیں ہو کر کرے۔

۶۷- باب حجج أبى بکرٍ بالناسِ فِي

سَنَةِ تِسْعَ

۴۳۶۳ - حدثنا سليمان بن داود أبو الربيع، حدثنا فليخ عن الزهراني، عن حميد بن عبد الرحمن، عن أبي هريرة أن أبا بكر الصديق رضي الله عنه بعث في الحجحة التي أمره النبي ﷺ قبل حجة الوداع يوم التخر في رهط يؤذن في الناس ((لا يحج بعده العام مشترك، ولا يطوف بالنبي غريان)).

[اطراfe in : ۴۶۰۵ ، ۴۶۵۴ ، ۶۷۴۴]

لئینہج یہ واقعہ سنہ ۹ میں توجہ الوداع ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق بنیٹھو ماہ ذی القعدہ سنہ ۹ میں مدینہ سے نکلے تھے۔ ان کے ساتھ تین سو اصحاب تھے اور آنحضرت ملکہ نے میں اوتھ ان کے ساتھ بھیج چکے۔ اس حج میں حضرت ابو بکر صدیق بنیٹھو نے یہ سرکاری اعلان فرمایا جو روایت میں مذکور ہے کہ آئندہ سال سے کعبہ مشرکین سے بالکل پاک ہو گیا اور نگہ دھرنگ ہو کر حج کرنے کی باطل رسم بھی ختم ہو گئی، جو عرصہ سے جاری تھی۔

(۲۳۶۸) مجھ سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، انسوں نے کہا تم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو سحاق نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سب سے آخری سورہ جو پوری اتری وہ سورہ برأت (توبہ) تھی اور آخری آیت جو اتری وہ

۴۳۶۴ - حدثني عبد الله بن رجاء حدثنا إسرايل عن أبي إسحاق، عن البراء رضي الله عنه قال: آخر سورة نزلت كاملاً براءةً وآخر سورة نزلت

خاتمه سُورَة النَّسَاءِ ﴿يَسْتَفْتُونَكُمْ قُلِ اللَّهُ يَعْلَمُكُمْ فِي يُفْتَنُكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء: ١٧٦].

سوہ نامہ کی یہ آیت ہے۔ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يَعْلَمُكُمْ فِي سَاعَةٍ مِّنْهَا مُرَادٌ هُوَ وَرَدَ حضور ﷺ کی وفات سے چند دن قبل آخری آیت نازل ہوئی وہ آیت ﴿وَأَنْقَوا بِزَوْجِهِ تُرْجَمَةً فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ [آل عمران: ٢٨١] والی ہے۔

۶۸- باب وَفْدِ بَنِي تَمِيمِ

شیعیت یہ سنه ۱۸ھ کے آخر میں آئے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ جرانہ سے واپس لوٹ کر آئے تھے۔ ان امیویوں میں عطار، اقرع، زیر قان، عمرو، خباب، قیم، قبس اور عینہ بن حصن تھے۔

(۳۳۶۵) ہم سے ابو تمیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو سخرہ نے، ان سے صفوان ابن محزازی نے اور ان سے عمران بن حسین نے بیان کیا کہ بنو تمیم کے چند لوگوں کا (ایک وفد) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو۔ وہ کہنے لگے کہ بشارت تو آپ ہمیں دے چکے، کچھ مال بھی دیجئے۔ ان کے اس جواب پر حضور اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناگواری کا اثر دیکھا گیا، پھر یمن کے چند لوگوں کا ایک (وفد) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ بنو تمیم نے بشارت نہیں قبول کی، تم قبول کرلو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو بشارت قبول ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے جنت کی دائی نعمتوں کی بشارت کو قبول نہ کیا اور دنیائے دنی کے طالب ہوئے۔ حالانکہ وہ اگر بشارت نبوی کو قبول کر لیتے تو کچھ نہ کچھ دنیا بھی مل ہی جاتی مگر خسر الدنیا والآخرہ کے مصادق ہوئے، یمن کی خوش تھتی ہے کہ وہاں والوں نے بشارت نبوی کو قبول کیا۔ اس سے یمن کی فضیلت بھی ثابت ہوئی، مگر آج کل کی خانہ جنگل نے یمن کو داغدار کر دیا ہے۔ اللهم الف بین قلوب المسلمين، آمين۔ بنو تمیم سارے ہی ایسے نہ تھے یہ چند لوگ تھے جن سے یہ غلطی ہوئی باقی بنو تمیم کے فضائل بھی میں جیسا کہ آگے ذکر آ رہا ہے۔

۶۹- باب بَنْ إِسْحَاقَ غَزَوَةَ

عینہ بن حصن بن حذیفة بن بدرا
رسول اللہ ﷺ نے بنی تمیم کی شاخ بنوالعتر کی طرف
بھیجا تھا، اس نے ان کو لوٹا اور کئی آدمیوں کو قتل کیا اور ان کی کئی عورتوں کو قید کیا

عینۃ بن حصن بن حذیفة بن بدرا
بنی العتر مِنْ بَنِي تَمِيمِ بَعْثَةَ النَّبِيِّ
إِلَيْهِمْ فَأَخَارُ وَأَصَابَ مِنْهُمْ
نَاسًا وَسَيِّدَ مِنْهُمْ نِسَاءً.

لَشْرِيقٌ اس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ نبی مسیح نے خدا کی قوم پر نیادتی کی۔ آپ نے عیینہ کو پچاس آدمیوں کے ساتھ ان پر بھیجا۔ کوئی انصاری یا معاجر اس لڑائی میں شریک نہ تھا۔ کتنے ہیں عیینہ نے اس تھوڑی سی فوج سے نبی مسیح کی گیارہ عورتوں کو اور گیارہ مردوں کو اور تمیں پچھل کو قیدی بنالیا۔

(۳۳۶۶) مجھ سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریہ بن عبد الجمید نے بیان کیا، ان سے عمارہ ابن تقعاع نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس وقت سے ہمیشہ بونو تھیم سے محبت رکھتا ہوں جب سے نبی کریم ﷺ کی زبانی ان کی تین خوبیاں میں نے سنی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ بونو تھیم و جال کے حق میں میری امت کے سب سے زیادہ سخت لوگ ثابت ہوں گے اور بونو تھیم کی ایک قیدی خاتون عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ اسماعیل ﷺ کی اولاد میں سے ہے اور ان کے یہاں سے زکوٰۃ وصول ہو کر آئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی یا (یہ فرمایا کہ) یہ میری قوم کی زکوٰۃ ہے۔

کیونکہ بونو تھیم الیاس بن مضر میں جا کر آنحضرت ﷺ سے مل جاتے ہیں۔

(۳۳۶۷) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں اہن جرجع نے خبر دی، انہیں اہن الی ملیکہ نے اور انہیں عبد اللہ بن زہیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ بونو تھیم کے چند سوار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ہمارا کوئی امیر منتخب کر دیجئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تقعاع بن معبد بن زرارہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بلکہ آپ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کا امیر منتخب فرمادیجئے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہیں میری غرض صرف مجھ سے اختلاف کرنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں میری غرض مخالفت کی نہیں ہے۔ دونوں اتنا جھگڑے کہ آواز بلند ہو گئی۔ اسی پر سورہ مجرمات کی یہ آیت نازل ہو گئی۔ (یا ایها الذین آمنوا لا تقدمو ایت تک۔ آخر آیت تک۔

۴۳۶۶ - حدثانی زهیر بن حرب حدثنا جریہ عن عمارۃ بن الفققاع عن أبي زرعة عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : لا أزال أحب بيتي ثمهم بعد ثلاث سمعتهُ من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لها فيهم ((هم أشد أثني عشرة الذجّال)) وكانت فيهم سيدة عنة عائشة فقال : ((اغبقيها لأنها من ولد إسماعيل)) وجاءت صدقاتهم فقال : ((هذه صدقات قوم أوز قومي)).

[راجع: ۲۵۴۳]

۴۳۶۷ - حدثانی ابن ابراهیم بن موسیٰ، حدثنا هشام بن یوسف، ان اہن جرجع اخبارہم عن اہن ابی ملیکة، ان عبد الله بن الزبیر اخبارہم انه قدیم رکب من بنی تھیم على النبي ﷺ فقال أبو بکر: ان عمر الفققاع بن مقید بن زرارہ، قال عمر: بل امر الأفرع بن حابس، قال أبو بکر: ما أردت إلا خلافي قال عمر: ما أردت خلافك فتماريا حتى ارتفعت اصواتهما فنزلت ذلك: هيا ایها الذين آمنوا لا تقدموا ایت يتدی الله ورسوله [الحجرات: ۱]. حتى انقضت.

[اطرافہ فی : ۴۸۴۵، ۴۸۴۷، ۷۲۰۲]

لئے جائیں ایک خطرناک غلطی: حضرت عمر بنہر نے حضرت ابو بکر بنہر کے جواب میں کہا ما اردت خلافک میرا ارادہ آپ کی مخالفت کرنا نہیں ہے صرف بطور مشورہ و مصلحت یہ میں نے عرض کیا ہے۔ اس کا ترجیح صاحب تفہیم البخاری نے یوں کیا ہے صرف بنہر نے کہا کہ غلط ہے میرا مقصود صرف تہاری رائے سے اختلاف کرنا ہے۔ یہ ایسا خطرناک ترجیح ہے کہ حضرات شیعین کی شان القدس میں اس سے بذاوبہ لگتا ہے جبکہ حضرات شیعین میں ہاہی طور پر بہت ہی ظلومنا تھا۔ اگر کبھی کوئی موقع ہاہی اختلافات کا آہمی گیا تو وہ اس کو فوراً رفع کر لایا کرتے تھے۔ خاص طور پر حضرت عمر بنہر حضرت صدیق اکبر بنہر کا بہت زیادہ احرام کرتے تھے اور حضرت صدیق اکبر بنہر کا بھی یہی حال تھا۔

٧٠ - باب وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ كَابیان

عبدالقیس ایک مشور قبیلہ تھا جو بحرن میں رہتا تھا۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ کے بعد ایک گاؤں میں وہیں بعد کی نماز قائم کی گئی جس گاؤں کا نام جوانی تھا۔ مزید تفصیل آگے ملاحظہ ہو۔

(۳۳۶۸) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عامر عقدی نے خردی کہا ہم سے قرہاں خالد نے بیان کیا، ان سے ابو جہر نے کہ میں نے اہن عباس بھیتھا سے پوچھا کہ میرے پاس ایک گھڑا ہے جس میں میرے لیے نبیذ یعنی کھجور کا شریٹ بھیجا جاتا ہے۔ میں وہ میٹھے رہنے تک پیا کرتا ہوں۔ بعض وقت بست پی لیتا ہوں اور لوگوں کے پاس دیر تک بیٹھا رہتا ہوں تو ذریتا ہوں کہ کہیں فضیحت نہ ہو۔ (لوگ کہنے لگیں کہ یہ نشہ باز ہے) اس پر اہن عباس بھیتھا نے کہا کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اچھے آئے نہ ذمیل ہوئے نہ شرمندہ (خوشی سے مسلمان ہو گئے نہ ہوتے تو ذلت اور شرمندگی حاصل ہوئی۔) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے اور آپ کے درمیان میں مشرکین کے قبائل پڑتے ہیں۔ اسلئے ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ ہمیں وہ احکام وہدایات سنادیں کہ اگر ہم ان پر عمل کرتے رہیں تو جنت میں داخل ہوں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آسکے ہیں انہیں بھی وہ ہدایات پہنچاویں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں اللہ پر ایمان لانے کا، تمہیں معلوم ہے اللہ پر ایمان لانا کے کتنے ہیں؟ اسکی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی

٤٣٦٨ - حدیثی إسحاق أخْبَرَنَا أَبُو عَمِيرٍ الْقَنْدِيُّ، حَدَّثَنَا فَرْعَةُ عَنْ أَبِيهِ جَمْرَةَ، قَلَّتْ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنْ لَمْ يَجِدْ يَسْتَدِّ لِي لِيَهَا نَبِيَّاً فَأَشْرَبَهُ خَلْوَةً فِي جَرَّٰ إِنْ أَكْثَرَتْ مِنْهُ فَجَاءَنَّتِ الْقَوْمُ فَأَطْلَتَ الْجَلُوسُ خَشِيتُ أَنْ أَقْصِبَهُ فَقَالَ: قَدِيمٌ وَفَدَ عَبْدُ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَرْجِنَةٌ بِالْقَوْمِ غَيْرُ خَرَابَةٍ وَلَا النَّدَامِي)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ نَبِيَّنَا وَبَنِيَّكَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُضَرٍّ وَإِنَّا لَا نَصِيلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمَ، حَدَّثَنَا بِحَمْلٍ مِنَ الْأَغْرِيِّ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلَنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهِ مِنْ وَرَاءَنَا، قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِارْتِبَاعٍ ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْتِبَاعٍ: الْإِيمَانُ بِاللَّهِ هُلْ تَذَرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ؟ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيَّاعُ الرِّمَكَةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَإِنْ تُنْطُوا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخَمْسُ، وَأَنْهَاكُمْ

معبود نہیں، نماز قائم کرنے کا، زکوٰۃ دینے، رمضان کے روزے رکھنے اور مال غیرت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرنے کا حکم دیتا ہوں اور میں تمیس چار چیزوں سے روکتا ہوں یعنی کدو کے توپے میں اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن میں اور بزرگی کی برتن میں اور رُغْنی برتن میں نیز بھولے سے منع کرتا ہوں۔

عن أربیع : مَا اتَّبَعَ فِي الدِّيَاءِ، وَالنَّفِيرِ،
وَالْحَنْتِمِ، او الْمُرْفَقِ)).

[راجح: ۵۳]

لئے جائیج یہ اپنی دوبار آئے تھے۔ پہلی بار بارہ تیرہ آدمی تھے اور دوسری بار میں ہالیں تھے۔ آخر فرست ملکہ ان کے ہنپتے سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کے آئے کی خوشخبری بذریعہ وحی سادی تھی۔ ان برعن سے اس لیے منع فرمایا کہ ان میں نیز کو ڈالا جاتا اور وہ جلد سوکر شراب بن جائیا کرتی تھی۔ اس سے شراب کی انتہائی برائی ثابت ہوتی تھی کہ اس کے برتن بھی گروں میں نہ رکھے جائیں۔ افسوس ان مسلمانوں پر جو شراب پیتے تھے اس کا دردناکرتے ہیں۔ اللہ ان کو توبہ کرنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمن)

(۲۳۶۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حاد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن عباس سعیت سے سن کر وہ بیان کرتے تھے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے قبائل پڑتے ہیں۔ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ اس لیے آپ چند ایسی باتیں بتلاتے تھے کہ ہم بھی ان پر عمل کریں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آسکے ہیں، انہیں بھی اس کی دعوت دیں۔ آخر فرست ملکہ نے فرمایا کہ میں تمیس چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں (میں تمیس حکم دیتا ہوں) اللہ پر ایمان لانے کا یعنی اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر آپ نے (اپنی انگلی سے) ایک اشارہ کیا اور نماز قائم کرنے کا، زکوٰۃ دینے کا اور اس کا کہ مال غیرت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرتے رہنا اور میں تمیس دباء، نفیر، مرفت اور حنثہ کے برتوں کے استعمال سے روکتا ہوں۔

(۲۴۳) ہم سے سچی بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے، کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی اور بکر بن مضر نے یوں

۴۳۶۹ - حدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسَ يَقُولُ: قَيْمٌ وَفَدٌ عَنْ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ، وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارًا مُضَرَّ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ، فَمَرْءُونَا بِأَشْيَاءَ نَأْخُذُ بِهَا وَنَذْعُو إِلَيْهَا مِنْ وَرَاءَنَا قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِإِذْبَعِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبِيعَ: الإِيمَانِ بِاللَّهِ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَعَقْدَ وَاحِدَةَ، وَإِقَامَ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَةِ، وَأَنْ تُؤْذُوا اللَّهُ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدِّيَاءِ، وَالنَّفِيرِ، وَالْحَنْتِمِ، وَالْمُرْفَقِ)).

[راجح: ۵۳]

۴۳۷۰ - حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو، وَقَالَ

بیان کیا کہ عبد اللہ بن وہب نے عمرو بن حارث سے روایت کیا، ان سے بکیر نے اور ان سے کرب (ابن عباس کے غلام) نے بیان کیا کہ ابن عباس، عبد الرحمن بن اذہر اور سور بن محمد نے انہیں عائشہ بنت خدا کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ ام المؤمنین سے ہمارا سب کا سلام کتنا اور عصر کے بعد دور رکعتوں کے متعلق ان سے پوچھنا اور یہ کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ انہیں پڑھتی ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھنے سے روکا تھا۔ ابن عباس نے کہا کہ میں ان دور رکعتوں کے پڑھنے پر عمر فتح کے ساتھ (ان کے دور خلافت میں) لوگوں کو مارا کرتا تھا۔ کہ سب نے بیان کیا کہ پھر میں ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا پیغام پہنچایا۔ عائشہ بنت خدا نے فرمایا کہ اسکے متعلق ام سلہ سے پوچھو، میں نے ان حضرات کو آکر اس کی اطلاع دی تو انہوں نے مجھ کو ام سلہ کی خدمت میں بھیجا، وہ باقی میں پوچھنے کے لیے جو عائشہ سے انہوں نے پچھوالی تھیں۔ ام سلہ نے فرمایا کہ میں نے خود بھی رسول اللہ ﷺ سے سنایا کہ آپ عصر کے بعد دور رکعتوں سے منع کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ آپ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر میرے بیان تشریف لائے، میرے پاس اس وقت قبیلہ بن حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ یہ دیکھ کر میں نے خادمہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور اسے ہدایت کر دی کہ حضور ﷺ کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور عرض کرنا کہ ام سلہ نے پوچھا ہے یا رسول اللہ؟ میں نے تو آپ سے ہی ساتھ اور آپ نے عصر کے بعد ان دور رکعتوں کے پڑھنے سے منع کیا تھا لیکن آج میں خود آپ کو دور رکعت پڑھتے دیکھ رہی ہوں۔ اگر آنحضرت ﷺ سے اشارہ کریں تو پھر پچھے ہٹ جانا۔ خادمہ نے میری ہدایت کے مطابق کیا اور حضور ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ پچھے ہٹ گئی۔ پھر جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابو امیہ کی بیٹی! عصر کے بعد کی دور رکعتوں کے متعلق تم نے سوال کیا ہے، وجہ یہ ہوئی تھی کہ قبیلہ عبد القیس کے کچھ لوگ میرے بیان اپنی قوم کا اسلام لے

بکر این مضر: عنْ عَمْرُو بْنِ الْخَارِبِ
عَنْ بَكْرٍ أَنْ كُرِيتَا مَوْلَى أَبْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ
أَنَّ أَبْنَ عَبَّاسٍ وَعَنْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَذْهَرَ
وَالْمَسْوُرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوا إِلَيْ عَائِشَةَ
فَقَالُوا : أَفْرَا عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ جَيْبِكَ
وَسَلَّهَا عَنِ الرَّكْعَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّا
أَخْبَرْنَا أَنَّكَ تُصَلِّيهَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا قَالَ
أَبْنَ عَبَّاسٍ: وَكَنْتُ أَضْرِبُ مَعَ غَمْرَ
النَّاسَ عَنْهُمَا، قَالَ كُرِيتَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا
وَبَلَغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ: مَنْ أَمْ
سَلَّمَهُ، فَأَخْبَرْتُهُمْ فَرَدْوُنِي إِلَيْ أَمْ سَلَّمَةَ
بِعِثْلٍ مَا أَرْسَلُونِي إِلَيْ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ أَمْ
سَلَّمَةَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا وَإِنَّهُ صَلَّى اللَّعْنُ ثُمَّ
دَخَلَ عَلَيَّ وَعَنِّي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامَ
مِنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ
الْخَادِمَ فَقُلْتُ قُوْمِي إِلَيْ جَنْبِهِ فَقُولَيْ
تَقُولُ أَمْ سَلَّمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ
أَسْمَعْكَ تَنْهَى عَنْ هَاتِينِ الرَّكْعَيْنِ فَأَرَاكَ
تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي
لَفَعَلْتِ الْجَارِيَةَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرْتَ
عَنْهُ، فَلَمَّا أَنْصَرَفَ قَالَ: ((يَا بُنْتَ أَبِي
أَمِيَّةَ سَأَلْتَ عَنِ الرَّكْعَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ؟ إِنَّهُ
أَتَانِي أَنَّاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ
قُوْمِهِمْ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ
الظَّهَرِ لَهُمَا هَاتَانِ)).

[راجع: ۱۲۳۳]

کر آئے تھے اور ان کی وجہ سے ظہر کے بعد کی دو رکعتیں میں نہیں
پڑھ سکا تھا یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔

لشیخ ترجمۃ الباب اس سے لکھتا ہے کہ آخر حدیث میں وفد عبد القیس کے آئے کا ذکر ہے جس دو گانہ کا ذکر ہے یہ عمر کا دو گانہ نہ تھا بلکہ ظہر کا دو گانہ تھا۔ طحاوی کی روایت میں یہی ہے کہ میرے پاس زکوٰۃ کے اونٹ آئے تھے، میں ان کو دیکھنے میں یہ دو گانہ پڑھنا بھول گیا تھا۔ پھر مجھے یاد آیا تو گھر آگر تھارے پاس ان کو پڑھ لیا۔ ابو امیہ ام المؤمنین ام سلمہ پڑھنے کے والد تھے۔

(۱۷) ۳۳ مجھ سے عبد اللہ بن محمد الحنفی نے بیان کیا، بیان کیا کہا ہم سے ابو عامر عبد الملک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، (یہ طہران کے بیٹے ہیں)۔ ان سے ابو جہر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد یعنی مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو اُن کی مسجد عبد القیس میں قائم ہوا۔ جو اُن کا ایک گاؤں تھا۔

۴۳۷۱ - حدّثني عبد الله بن محمد الجعفري، حدّثنا أبو عامر عبد الملك، حدّثنا إبراهيم هو ابن طهمان، عن أبي جمرة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: أول جمعة جمعت بعد جمعة جمعت في مسجد رسول الله ﷺ، في مسجد عبد القيس بجوانثي يعني قرية من البخرين. [راجع: ۸۹۲]

لشیخ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو یہاں صرف وفد عبد القیس کے تعارف کے سلسلہ میں لائے ہیں اور بتلایا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گاؤں جوانثی نامی میں جمعہ قائم کیا تھا۔ یہ دو سراج جمع ہے جو مسجد نبوی کے بعد دنیاۓ اسلام میں قائم کیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ گاؤں میں بھی قیام جماعت کے ساتھ قیام جمع جائز ہے۔ مگر صد اقوس کر عالی علائے احاف نے اقامت جمع فی القریٰ کی شدید مخالفت کی ہے۔ میرے سامنے تعجب بابت اپریل سنہ ۱۹۵۷ء کا پرچہ رکھا ہوا ہے جس کے میں پر حضرت مولانا سیف اللہ صاحب مبلغ دیوبند کا ذکر خیز لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دیہات میں جو جمع پڑھتے ہیں مجھ سے لکھا لو وہ دوزخی ہیں۔ یہ حضرت مولانا سیف اللہ صاحب عی کا خیال نہیں بلکہ پیشتر اکابر دیوبند ایسا ہی کہتے چلے آ رہے ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق ہم کتاب البعد میں کافی لکھے چکے ہیں۔ مزید ضرورت نہیں ہے۔ ہاں ایک بڑے زبردست حقیقی عالم مترجم و شارح بخاری شریف کی تقریر میں نقل کردیتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ احاف کی عائد کردہ شرائط جمع کا وزن کیا ہے اور گاؤں میں جمع جائز ہے یا ناجائز۔ انصاف کے لیے یہ تقریر دل پذیر کافی وافی ہے۔

ایک معترض حقیقی عالم کی تقریر یہ ہے جو اُن بھی ملکوں کے متعلق ہے کہ نمازوں فرضیہ کے ہے جو شروط اور نمازوں کے واسطے مثل طمارت بدن و جامہ اور سوائے اس کے مقرر ہیں وہی اس کے واسطے ہیں، سوائے مشروعیت و خطبہ کے اور کوئی دلیل قابل اسناد لال ایسی ثابت نہیں ہوئی جس سے اور نمازوں سے اس کی مخالفت پائی جائے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ اس نماز کے واسطے شروط ثابت کرنے کے واسطے مثل امام اعظم اور مصر جامع اور عدد مخصوص کی سند صحیح پائی نہیں جاتی بلکہ ان سے ثابت بھی نہیں ہوتا اگر وہ شخص نماز جمع کی بھی پڑھ لیں تو ان کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور اکیلے آدمی کا جمع پڑھنا ابوداؤد کی اس روایت کے خلاف ہے۔ الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة اور نہ آنحضرت ﷺ نے سوائے جماعت کے جمع پڑھا ہے اور عدد مخصوص کی پابت شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے جیسا کہ ایک شخص کے اکیل نماز پڑھنے کے واسطے کوئی دلیل نہیں پائی ہے۔

ایسا ہی اسی یا تمسیں یا نویا سات آدمیوں کے واسطے بھی کوئی دلیل نہیں پائی گئی اور جس نے کم آدمیوں کی شرط قرار دی ہے دلیل اس کی یہ ہے، اجماع اور حدیث سے وجوب کا عدد ثابت ہے اور عدم ثبوت دلیل کا واسطے اشتراط عدد مخصوص کے اور صحت نمازوں دو آدمیوں کے باقی نمازوں میں اور عدم فرق درمیان جمع اور جماعت کے شیخ عبدالحق نے فرمایا ہے۔ عدد جمع کی بابت کوئی دلیل ثابت نہیں اور ایسا ہی سبتوں نے کہا ہے اور جو روایتیں جن سے عدد مخصوص ثابت ہوتا ہے وہ سب کی سب ضعیف قائل استدلال کے ان سے کوئی نہیں اور شرط امام اعظم یعنی سلطان کی جو فقط حضرت امام ابو حیفیہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے دلیل ان کی یہ ہے اربعۃ الی سلطان ولی روایۃ الى الانہۃ الجماعة والحدود والزکوٰۃ والقی خرچہ ابن ابی شیبۃ لیکن یہ روایۃ آنحضرت رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں بلکہ یہ چند تماجیوں کا قول ہے ان میں سے حسن بصری ہیں اور عبد اللہ بن محزون اور عمر بن عبد العزیز اور عطاء اور مسلم بن یمار، پس اس سے جلت نصوص ثابت نہیں ہو سکتی اور یہ روایت جو بزار نے جابر بن عبد اللہ سے طرفی نے ابو سعید بن عبد اللہ سے اور یہی حق نے ابو ہریرہ بن عبد اللہ سے ان لفظوں سے ان الله افترض عليکم الجمعة فی شهركم هذا فمن تركها ولهم امام عادل او جابر الحدیث تکالی ہے اضعف ہے بلکہ موضوع اور ابن ماجہ سے جو روایت میں ولہ امام عادل اور جابر کا لفظ نہیں اور یہی لفظ محل جلت کے ہے۔ بزار کی روایت میں عبد اللہ بن محمد سمی ہے، وکیع نے کہا ہے کہ وہ وضع ہے اور بخاری نے کہا ہے کہ وہ مکر الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا ہے اس سے جلت پکوئی درست نہیں اور یہی حق کی روایت زکیا سے ہے اس کو صلح اور ابن عدی اور مغی نے کذب اور وضع سے مقسم کیا ہے۔ (فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری ترجمہ مولانا فضل الرحمن شر夫 الدین و فخر الدین خنزی المذہب لاہور در سنه ۱۸۸۲ھ میسوی پارہ نمبر ۳۰، ص ۳۰)

۷۱ - باب وَفَدِيَّتِيْهِ اُوْرَثَمَامَةَ بْنِ اَهَالِ

وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ اَهَالِ

بُوْحَنِيفِیه بُوْحَنِيفِیه یا مامہ کا ایک مشور قبیلہ ہے یہ وفد سنہ ۹ھ میں آیا تھا۔ جس میں برداشت و اقدی سڑہ آدمی تھے اور ان میں مسیلہ **لَهُ** کذاب بھی تھا۔ ثمame بن اهال بیٹھ فضلاء محبہ میں سے ہیں، ان کا تقصیہ بیوی حنفیہ کے قاصدوں کے آنے سے پہلے کا ہے۔

(۳۳۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، انسوں نے ابو ہریرہ بن عبد اللہ سے سنًا، انسوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے وہ قبیلہ بُوْحَنِيفِیه کے (سرداروں میں سے) ایک شخص ثمame بن اهال ناہی کو پکڑ کر لائے اور مسجد بنوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے اور پوچھا گا میرے پاس خیر ہے؟ (میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) انسوں نے کہا گا! میرے پاس سچھتا ہے؟ (اس کے باوجود اس کے اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو آپ ایک شخص کو قتل کریں گے جو خونی ہے، اس نے جگہ میں مسلمانوں کو مارا ہے اور اگر آپ مجھ پر احسان کریں گے تو ایک ایسے

4372 - حدَّثَنَا عَنْدُهُ اللَّهُ بْنُ يُوسُفَ،
حَدَّثَنَا الْمُتَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ بَعْثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قَبْلَ نَجْدِ فَجَاءَتْ بِوَجْهِهِ مِنْ بَيْنِ
خَيْفَةَ يَقَالُ لَهُ : ثُمَامَةُ بْنُ أَهَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِيِ الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : ((مَا
عِنْكَ يَا ثُمَامَةً؟)) فَقَالَ: عِنْدِي خَيْرٌ يَا
مُحَمَّدُ إِنْ تَقْتَلَنِي تَقْتَلُ ذَا دَمٍ وَإِنْ تَنْعِمُ

شخص پر احسان کریں گے جو احسان کرنے والے کا شکر ادا کرتا ہے لیکن اگر آپ کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں مجھ سے مال طلب کر سکتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ دہل سے چلے آئے، دوسرے دن آپ نے پھر پوچھا شماہد اب تو کیا سمجھتا ہے؟ انہوں نے کہا، وہی جو میں پلے کہہ چکا ہوں کہ اگر آپ نے احسان کیا تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر ادا کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پھر چلے گئے، تیرے دن پھر آپ نے ان سے پوچھا تب تو کیا سمجھتا ہے تمہارے؟ انہوں نے کہا کہ وہی جو میں آپ سے پلے کہہ چکا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تمہارے کو جھوڑ دو (رسی کھول دی گئی) تو وہ مسجد نبوی سے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور پڑھا "اشهدان لا اله الا الله و اشهدان محمد رسول الله" اور کہا اے محمد! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہہ آپ کے چہرے سے زیادہ میرے لیے برائیں لگاتا تھا لیکن آج آپ کے چہرے زیادہ مجھے کوئی چہہ محبوب نہیں ہے۔ اللہ کی قسم کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے برائیں لگاتا تھا لیکن آج آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شر آپ کے شر سے زیادہ مجھے برائیں لگاتا تھا لیکن آج آپ کا شر میرا سب سے زیادہ محبوب شر ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا کہ وہ بے دین ہو گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں اور خدا کی قسم! اب تمہارے یہاں یہاں سے گیوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی کریم ﷺ اجازت نہ دے دیں (بنتیجہ)۔

تَعْمَلُ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كَفَتْ ثُرِيدُ الْمَالِ
فَسَلَّمَ مِنْهُ مَا شِئْتَ حَتَّى كَانَ الْفَدْعُ ثُمَّ قَالَ
لَهُ: ((مَا عِنْدَكَ يَا شَمَامَةً؟)) فَقَالَ: مَا قُلْتَ
لَكَ إِنْ تَعْمَلُ تَعْمَلَ عَلَى شَاكِرٍ فَرَكَهُ، حَتَّى
كَانَ بَعْدَ الْفَدْعِ فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا
شَمَامَةً؟)) قَالَ: عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ: فَقَالَ:
((أَطْلَقُوا شَمَامَةً)) فَانْطَلَقَ إِلَى نَحْلٍ قَرِيبٍ
مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ
فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهُ مَا
كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهَ أَنْفَضَ إِلَيْيَ مِنْ
وَجْهِكَ، لَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ
الْوُجُوهِ إِلَيَّ وَاللَّهُ مَا كَانَ مِنْ دِينِ أَنْفَضَ
إِلَيْ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَ الدِّينِ
إِلَيْ وَاللَّهُ مَا كَانَ مِنْ بَلَى أَنْفَضَ إِلَيْ مِنْ
بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَ الْبَلَادِ إِلَيْ وَإِنَّ
خَيْلَكَ أَخْذَتِي وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ، فَمَاذَا
تَرَى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَمْرَهُ أَنْ يَغْتَسِرْ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ
قَالَ قَاتِلُ : صَبَّوْتَ قَالَ: لَا وَلَكِنَّ
أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا، وَاللَّهُ لَا يَأْتِيْكُمْ مِنْ
الْيَمَامَةِ حَبَّةً جِنْطَةً حَتَّى يَأْذَنَ بِهَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجح: ۴۶۲]

تَسْبِيحٌ مکہ کے کافروں نے تمہارے پوچھا تو نے اپناؤں بدل دیا؟ تو تمہارے یہ جواب دیا، میں نے دین نہیں بدلا بلکہ اللہ کا تبعدار بن گیا ہوں۔ کہتے ہیں تمہارے یہاں یہاں کے کافروں کو غلنہ نہ بھیجا جائے۔ آخر کم۔ والوں نے مجبور ہو کر آنحضرت ﷺ کو لکھ بھیجا کر آپ اقرباء کی پرورش کرتے ہیں، صدر رحمی کا حکم دیتے ہیں، تمہارے نے ہمارا مللہ کیوں روک دیا

ہے۔ اسی وقت آپ نے شامہ کو اجازت دی کہ مکہ غلبہ بھیجا ہو تو ضرور بھجو۔ وان تقتل قتيل ذا دم کا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اگر آپ مجھ کو مارڈالیں گے تو ایک ایسے شخص کو ماریں گے جس کا خون بے کار نہ جائے گا یعنی میری قوم والے میرا بدھ لے لیں گے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں وفی قصة ثمامة من الفوائد ربط الكافر في المسجد والمن على الاسير الكافر و تعظيم امر العفو عن المسوى لأن ثمامة اقسم ان بغضه انقلب حبا في ساعة واحدة لما اسواه النبي صلى الله عليه وسلم اليه من العفو والمن بغير مقابل وفيه الاغتسال عند الاسلام وان الاحسان يزيل البغض ويثبت الحب وان الكافر اذا اراد عمل خير ثم اسلم شرع له ان يستمر في عمل ذالك الخير وفيه الملاطفة بمن يرجى على اسلامه العدد الكبير من قومه وفيه بعث السرايا الى بلاد الكفار واسرة من وجد منهم والتخيير بعد ذالك في قتلهم او الابقاء عليه (فتح الباري) یعنی ثمامة کے قصے میں بہت سے فوائد ہیں اس سے کافر کا مسجد میں قید کرنا بھی ثابت ہوا (اماکہ وہ مسلمانوں کی نماز وغیرہ دلکھ کر اسلام کی رغبت کر سکے) اور کافر قیدی پر احسان کرنا بھی ثابت ہوا اور برائی کرنے والے کے ساتھ بھلانی کرنا ایک بڑی نیکی کے طور پر ثابت ہوا۔ اس لیے کہ ثمامة نے نبی کریم ﷺ کے احسان و کرم کو دیکھ کر کہا تھا کہ ایک ہن گھٹری میں اس کے دل کا بخض جو آخر حضرت ﷺ کی طرف سے اس کے دل میں تھا وہ محبت سے بدل گیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام قبول کرتے وقت عسل کرنا چاہیے اور یہ بھی کہ احسان بخض کو زائل کر دینا اور محبت کو قائم کرنا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کافر اگر کوئی نیک کام کرتا ہوا مسلمان ہو جائے تو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اسے وہ نیک عمل جاری رکھنا چاہیے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس قیدی سے اسلام لانے کی امید ہو اس کے ساتھ ہر ممکن نبی بر تنا مناسب ہے۔ خاص طور پر ایسا آدمی جس کے اسلام سے اس کی قوم کے بہت سے لوگوں کے مسلمان ہونے کی امید ہو، اس کے ساتھ ہر ممکن نبی بر تنا ضروری ہے۔ جیسا ثمامة بن شہر کے ساتھ کیا گیا اور اس سے بلاد کفار کی طرف بوقت ضرورت لشکر بھیجا بھی ثابت ہوا اور یہ بھی کہ جوان میں پائے جائیں وہ قید کر لیے جائیں بعد میں حسب مصلحت ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

(۳۳۷-۴۳۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ائمہ عبد اللہ بن ابی حیین نے، کہا ہم کو نافع بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عمد میں مسیله کذاب آیا، اس دعویٰ کے ساتھ کہ اگر محمدؐ مجھے اپنے بعد (اپنا نائب و خلیفہ) بنا دیں تو میں ان کی ایجاد کر لوں۔ اس کے ساتھ اس کی قوم (بنو حنیفہ) کا بہت بڑا لٹکر تھا۔ حضور ﷺ اس کی طرف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شمس بن شہر بھی تھے۔ آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹھنی تھی۔ جہاں مسیله اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا، آپؐ وہیں جا کر ٹھہر گئے اور آپؐ نے اس سے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ ٹھنی مالکے گا تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور تو اللہ کے اس فصل سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو تیرے بارے میں پہلے ہی ہو چکا ہے۔ تو نے اگر میری اطاعت سے روگروانی کی تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دے گا۔ میرا تو خیال ہے کہ تو وہی ہے جو

٤٣٧٣ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا
شَعِيبٌ، عَنْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَسْيَنٍ،
حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جَبَّارٍ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِيمٌ مُسْتَلِمٌ
الْكَذَابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،
فَجَعَلَ يَقُولُ : إِنْ جَعَلْتَ لِي مُحَمَّدًا مِنْ
بَعْدِهِ تَبَعْتُهُ وَقَدِيمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ
فَأَفْلَلْتُ إِلَيْهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَعْنَهُ ثَابَتْ بْنُ
قَيْسٍ بْنُ شَمَاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ قِطْعَةً جَرِيدَةً حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسْتَلِمٌ
فِي أَصْنَابِهِ لَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ
مَا أَغْطِيْتُكُمَا وَلَنْ تَعْدُوْ أَمْرَ اللَّهِ فِيْكُمْ،
وَلَئِنْ أَذْبَرْتُ لِيْغَفِرْنَكُمُ اللَّهُ، وَإِنِّي لِأَرَاكُ

مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا۔ اب تیری باتوں کا جواب میری طرف سے ثابت بن قیس بن شریعت دیں گے، پھر آپ واپس تشریف لائے۔

الَّذِي أَرَيْتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ، وَهَذَا ثَابِتٌ
بِيَحِيلَكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ.

[راجع: ۳۶۲۰]

(۳۷۳) ابن عباس رض نے بیان کیا کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا کہ ”میرا خیال تو یہ ہے کہ تو وہی ہے جو مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا“ تو ابو ہریرہ رض نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں سوا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو لکنگن دیکھے، مجھے انہیں دیکھ کر بڑا دکھ ہوا پھر خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک مار دوں۔ چنانچہ میں نے ان میں پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تجیری دو جھوٹوں سے لی جو میرے بعد نکلیں گے۔ ایک اسود عنی تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب، جن ہردو کو خدا نے پھونک کی طرح ختم کر دیا۔

۴۳۷۴ - قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ
مَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكَ أَرَى الَّذِي
أَرِيْتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ)) فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ
رَأَيْتُ فِي يَدِيْ سَوَارِتَنِي مِنْ ذَهَبٍ،
فَأَهْمَنَنِي شَانِهِمَا فَلَوْحِي إِلَيْيَ فِي الْمَنَامِ أَنِ
أَنْفَخُهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوْلَاهُمَا
كَذَابِينَ يَخْرُجُونَ بَعْدِي أَحَدُهُمَا الْغَنْسِيُّ
وَالْآخَرُ مُسْلِمَةُ)). [راجع: ۳۶۲۱]

لَشَبَّهَ اسود عنی تو آخر حضرت ﷺ کے زمانہ میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب حضرت صدیق اکبر رض کی خلافت میں ختم ہوا۔ وحی آخر حیچ ہوتا ہے اور جھوٹ چند روز چلتا ہے پھر مت جاتا ہے۔ آج اسود اور مسیلمہ کا ایک ماننے والا باقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ کے تابعدار قیامت تک بلی رہیں گے۔ عیالی مشزیان کس قدر جانشناشی سے کام کر رہی ہیں پھر وہ ناکام ہیں اسلام اپنی برکتوں کے تینے میں خود بخود پھیلاتا ہی جا رہا ہے۔ وحی ہے۔

پھونکوں سے یہ چراغ بھیلانہ جائے گا
(۳۷۵) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا تم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، ان سے معمنے، ان سے ہام نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رض سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خواب میں میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو لکنگن رکھ دیئے گئے۔ یہ مجھ پر برا شاق گزرا۔ اس کے بعد مجھے وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک مار دوں۔ میں نے پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تجیری دو جھوٹوں سے لی جن کے درمیان میں، میں ہوں یعنی صاحب صنائع (اسود عنی) اور صاحب یمامہ (مسیلمہ کذاب)

۴۳۷۵ - حَدَثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَثَنَا
عَبْدُ الرَّزَاقِ، عَنْ مَعْمِرٍ، عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ
سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَرَيْتُ
بِغَزَّلَيْنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي كَفَنٍ سَوَارِتَنِي
مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبَرَا عَلَيْيَ فَلَوْحِي إِلَيْيَ
أَنْفَخْتُهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَلَدَهُمَا فَأَوْلَاهُمَا
الْكَذَابِينَ الَّذِينَ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَةٍ
وَصَاحِبَ الْيَمَافَةِ)). [راجع: ۳۶۲۱]
چنانچہ ہردو پھونک کی طرح اڑ گئے۔

٤٣٧٦ - حدَّثَنَا الصَّلَتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتَ مَهْدِيًّا بْنَ مَيْمُونَ قَالَ: سَمِعْتَ أَبَا رِجَاءَ الْفَطَارِدِيَّ، يَقُولُ: كَمَا نَعْبَدُ الْحَجَرَ فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ أَخْيَرُ الْفَتِنَةِ وَأَحَدُنَا الْآخَرُ، فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَعَلْنَا جُنُوْنَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ جَنَّا بِالشَّاةِ، فَحَلَّبْنَا عَلَيْهِ ثُمَّ طَفَقَاهُ فَإِذَا دَخَلَ شَهْرَ رَجَبٍ، قُلْنَا مُنْصَلِّ الأَسْنَةَ فَلَا نَدْعُ رُمَحًا فِيهِ حَدِيدَةً وَلَا سَهْمًا فِيهِ حَدِيدَةً إِلَّا نَرْغَنَاهُ وَالْفَتِنَةُ شَهْرُ رَجَبٍ.

٤٣٧٧ - وَسَمِعْتَ أَبَا رِجَاءَ يَقُولُ: كَمَا يَوْمَ بُعْثَ النَّبِيِّ ﷺ، غَلَامًا أَرْعَى الْأَبْلِ غَلَى أَهْلِي فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوجِهِ فَرَزَنَا إِلَى النَّارِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَابِ.

(٢٣٧) اور میں نے ابورجاء سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ میتوڑ ہوئے تو میں ابھی کم عمر تھا اور اپنے گھر کے اونٹ چرا یا کرتا تھا پھر جب ہم نے آپکی قص (مکہ کی بھرمنی) تو ہم آپکو چھوڑ کر روزخ میں چلے گئے، یعنی مسیلہ کذاب کے تابعدار بن گئے۔

حضرت ابورجاء پسلے مسیلہ کذاب کے تابعدار بن گئے تھے پھر اللہ نے ان کو اسلام کی توفیق دی، مگر انہوں نے آنحضرت ﷺ کو نہیں دیکھا۔

باب اسود عشی کا قصہ

(٢٣٨) ہم سے سعید بن محمد جرمی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا مجھ سے ان کے والد ابراہیم بن سعد نے، ان سے صالح بن کیمان نے، ان سے ابن عبیدہ شیط نے، دوسرے موقع پر (ابن عبیدہ رضوی) کے نام کی تصریح ہے یعنی عبد اللہ اور ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ جب مسیلہ کذاب مدینہ آیا تو بنت حارث کے گھر اس نے قیام کیا، کیونکہ بنت حارث بن کریر اس کی بیوی تھی۔ یہی عبد اللہ بن عبد اللہ بن عامر کی بھی مال ہے، پھر حضور اکرم ﷺ اس کے یہاں تشریف لائے (تلبیغ کے لیے) آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماں رضوی بھی تھے۔ ثابت رضوی وہی ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے خطیب کے نام سے

٧٢ - باب قِصَّةُ الْأَسْوَدِ الْفَنْسِيِّ

٤٣٧٨ - حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ، حدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي عَبِيْدَةَ بْنَ نَشِيطٍ، وَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ أَبْنُ عَبِيْدَةَ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَتَّبَةَ قَالَ: بَلَّغْنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَابَ قَدِيمَ الْمَدِينَةِ، فَنَزَلَ فِي دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ وَكَانَ تَحْتَ بِنْتِ الْحَارِثِ بْنُ كُرَنْبَرِ، وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ، فَاتَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعْهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ بْنِ شَمَاسٍ، وَهُوَ

مشور تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ حضور ﷺ اس کے پاس آ کر ٹھہر گئے اور اس سے گفتگو کی، اسلام کی دعوت روی۔ مسیلہ نے کہا کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ آپ کے بعد مجھ کو حکومت ملے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے یہ چھڑی مانگو گے تو میں تمیں یہ بھی نہیں دے سکتا اور میں تو سمجھتا ہوں کہ تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ میں اور میری طرف سے تمہاری باقتوں کا یہی جواب دیں گے، پھر حضور ﷺ واپس تشریف لائے۔

الَّذِي يُقَالُ لَهُ خَطِيبُ رَسُولِ اللَّهِ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ قَضِيبٌ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَمَةً فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ: إِنِّي شَفِيتُ حَلِيلَتِي بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْأَمْرِ ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا بَعْدَكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ: ((لَوْ سَأَلْتَنِي هَذَا الْقَضِيبَ مَا أَغْطِيَتُكَ وَإِنِّي لِأَرَاكَ الَّذِي أَرِيْتُ فِيهِ مَا أَرِيْتُ وَهَذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ وَسَيِّجِيْكَ عَنِّي)) فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ.

[راجع: ۳۶۲۰]

(۴۷۹) عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کے اس خواب کے متعلق پوچھا جس کا ذکر آپ نے فرمایا تھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا، مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا کہ میرے ہاتھوں پر سونے کے دو لکن رکھ دیئے گئے ہیں۔ میں اس سے بت گھبرا یا اور ان لکنوں سے مجھے تشویش ہوئی، پھر مجھے حکم ہوا اور میں نے انہیں پھونک دیا تو دونوں لکن اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعجب درجھوٹوں سے لی جو خروج کرنے والے ہیں۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک اسود عنی تھا، جسے فیروز نے یہن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلہ کذاب تھا۔

۴۷۹ - قَالَ عَبْيَضُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسَ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللَّهِ الَّذِي ذَكَرَ فَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَرِيْتُ أَنَّهُ وَضَعِيفٌ فِي يَدِيِّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفَطَعْتُهُمَا وَسَكَرْتُهُمَا، فَأَذَنَ لِي فَخَفَقْتُهُمَا لَطَارًا فَأَوْتَهُمَا كَذَانِينِ يَخْرُجُانِ)) فَقَالَ عَبْيَضُ اللَّهِ: أَحَدُهُمَا الْغَسِيْبُ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزٌ بِأَيْمَنِهِ، وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَابُ. [راجع: ۳۶۲۱]

مسیلہ کذاب کی جو رو کا نام کیسہ بنت حارث بن کریز تھا۔ مسیلہ کے قتل کے بعد عبد اللہ بن عاصم نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے پیٹ سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عاصم پیدا ہوئے۔ راوی نے غلطی سے ایک عبد اللہ کا لفظ چھوڑ دیا لیکن ہم نے ترجیح میں بڑھا دیا۔ بعض شنوں میں یوں ہے کہ وہ عبد اللہ بن عاصم کی اولاد کی مان تھی۔ مسیلہ کذاب کو دھشی بیٹھنے نے قتل کیا اور اسود عنی کو یمن میں فیروز نے مار ڈالا۔ اسود کے قتل کی خبر وہی سے آنحضرت ﷺ کو وفات سے ایک رات دن پہلے ہو گئی تھی جو آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنا دی تھی۔ بعد میں اس کے آدمیوں کے ذریعہ سے یہ خبر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں آئی۔ یہ اسود صناعہ میں ظاہر ہوا تھا اور نبوت کا دعویٰ کر کے آنحضرت ﷺ کے عالی مہاجر بن عاصم پر غالب آگیا تھا۔ بعضوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے باذان وہاں کا عالی تھا تو اسود نے اس کی جور و مزبانہ سے نکاح کر لیا اور یمن کا حاکم بن بیضا۔ آخر فیروز نے اس رات میں نقب لگا کر اس کے گھر میں گھس گئے۔ دروازے پر ایک ہزار چوکیداروں کا پہرہ تھا۔ اس لیے نقب لگایا گیا۔ آخر فیروز نے اس کا سر کاٹ لیا اور باذان کی عورت کو مال و اسباب سمیت نکال لائے۔ اسی رات کو باذان کی عورت نے اس کو خوب شراب پلائی تھی اور

وہ نہ میں مدھوش تھا۔ اللہ نے اس طرح سے اسود عینی کے فتنے کو ختم کرایا (فَقَطَعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) (الانعام: ٣٥) یہ ثابت بن قیس انصاری پیر غزری ہیں۔ غزوہ احمد اور بعد کے سب غزوات میں شریک ہوئے۔ انصار کے بڑے علماء میں سے تھے۔ رسول کریم ﷺ کے خطیب تھے۔ آپ نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ سنہ ۲۰ھ میں یہاں کی جگ میں شہید ہوئے۔

باب نجران کے نصاریٰ کا قصہ

٧٣ - باب قِصَّةِ أَهْلِ نَجْرَانَ

نجران ایک بڑا شریقہ کے سات منزل وہاں نصاریٰ بہت آباد تھے۔

٤٣٨٠ - حدَثْنِي عَبَّاسُ بْنُ الْحُسْنِ، حَدَثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَلَةَ بْنِ زُفْرَ، عَنْ حَدِيفَةَ قَالَ: جَاءَ النَّعِيقُ وَالسَّيْدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِرِيدَانَ أَنْ يُلَاعِنَا فَقَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ لَا تَفْعَلْ، فَوَاللَّهِ لَنِّي كَانَ نَيْأِي فَلَعْنَاهُ لَا تُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبَنَا مِنْ بَعْدِنَا، قَالَ: إِنَّا نُعْطِيكُمْ مَا سَأَلْتُنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجْلًا أَمِينًا، وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا، فَقَالَ: ((لَا يَعْشَنَ مَعَكُمْ رَجْلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ)) فَاسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((قُمْ يَا أَبَا عَبِيدَةَ بْنَ الْجَرَاحِ)) فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا أَمِينٌ هَذِهِ الْأُمَّةُ)).

[راجح: ٣٧٤٥]

تَسْبِيحٌ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وہی قصہ اهل نجران من الفوائد ان اقرار الكافر بالنبوة فلا يدخل في الإسلام حتى يتلزم احکام الاسلام وفيها جواز مجادلة اهل الكتاب وقد تجب اذا تعیت مصلحة وفيها مشروعيۃ مباہلة المخالف اذا اصر بعد ظہور الحجۃ وقد دعا ابن عباس الى ذلك ثم الاوزاعی ووقع ذلك لجماعۃ من العلی او مما عرف بالتجربۃ ان من باهل و كان مبطلا رد تمضی عليه ستة من يوم المباہلة ووقع لی ذلك مع شخص بعض الملاحدۃ فلم یقم بعدها غير شہرین وفيها مصالحة اهل الذمۃ على ما یبراهیم الامام من اصناف المال وفيها بعث الامام الرجل العالم الامین الى اهل الذمۃ فی مصلحة الاسلام وفيها منقبة ظاهرة لابی عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ وقد ذکر ابن اسحاق ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعث علیاً اہل نجران لیاته بصدقائهم وجزیتهم وهذه القصہ غیر قصہ ابی عبیدة لان ابی عبیدة توجه معهم فقبض مال الصلح ورجع علی ارسله النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذلك یقبض منهم ما استحق عليهم من الجزیة ویأخذ من اسلم منهم ما وجہ علیه من الصدقة والله اعلم (فتح الباری)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اہل بُرَان کے قسم میں بست سے فائدہ ہیں۔ جن میں یہ کہ کافر اگر نبوت کا اقرار کرے تو یہ اس کو اسلام میں داخل نہیں کرے گا جب تک جملہ احکام اسلام کا انتظام نہ کرے اور یہ کہ اہل کتاب سے مذہبی امور میں منافقوں کو نہ جائز ہے یہکہ بعض وفہ راحب جب اس میں کوئی مصلحت مذکور ہو اور یہ کہ غالف سے مہالہ کرنے بھی مشروع ہے جب وہ دلائل کے ظہور کے بعد بھی مہالہ کا تصد کرے۔ حضرت ابن حماس ہبھٹا نے بھی اپنے ایک حربی کو مہالہ کی دعوت دی تھی اور امام اوزاعی کو بھی ایک جماعت علماء کے ساتھ مہالہ کا موقع پیش آلاتھا اور یہ تحریر کیا گیا ہے کہ مہالہ کرنے والا باطل فریق ایک سال کے اندر اندر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے اور میرے (علامہ ابن حجر کے) ساتھ بھی ایک طبقے مہالہ کیا وہ دو ماہ کے اندر ہی ہلاک ہو گیا اور یہ کہ اس سے امام کے لئے مصلحت انتیار ثابت ہوا، وہ ذی لوگوں کے اوپر مال کی تمدن میں سے حسب مصلحت جزو یہ کائنات اور یہ کہ امام زمینوں کے پاس جس آدمی کو ہماروں تھیں اور مقرر کرے دہ مالم اور امانت دار ہو اور اس میں حضرت ابو عبیدہ ابن جراح ہبھٹا کی منقبت بھی ہے اور اہن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بُرَان والوں کے ہاں تعمیلِ زکرۃ اور اموال جزیہ کے لئے حضرت ملی ہبھٹا کو بھیجا تھا۔ یہ موقع درسرا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ ہبھٹا کو ان کے ساتھ صرف صلح نامہ کے وقت میں شدہ رقم کی وصولی کے لئے بھیجا تھا، بعد میں مل ہبھٹا کو ان سے مقررہ جزیہ سالانہ وصول کرنے اور جو مسلمان ہو گئے تھے، ان سے اموال زکوٰۃ حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

یہی بُرَانی تھے جن کے لئے آنحضرت ہبھٹا نے مسجد نبوی کا آدھا حصہ ان کی اپنے مذہب کے مطابق عبادت کے لئے خال فرمادیا تھا۔ رسول کریم ہبھٹا کی اہل مذاہب کے ساتھ یہ روداری یہیش شہری شرفوں سے لکھی جاتی رہے گی، (صلی اللہ علیہ وسلم۔) صد افسوس کہ آج خود اسلامی فرقوں میں یہ روداری مفہوم ہے۔ ایک سنی شیعہ مسجد میں اجنبی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ایک وہابی کو دیکھ کر ایک بریلوی کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ فلیک علی الاصلام من کان یا کی۔

۴۳۸۱ - حدثنا محمد بن بشير، حدثنا
محمد بن جعفر، حدثنا شعبة قال:
سمعت أبا إسحاقَ عن صلة بن زقر، عن
حديقة رضي الله عنه قال: جاء أهل
نجران إلى النبي ﷺ فقالوا: أبعث لـنا
رجالاً أميناً فقال: ((إبعثْ إلينكم رجلاً
أميناً حقًّا أمين)) فاستشرفَ له الناس
فبعث أبا عبيدة بن الجراح.
[راجح: ۳۷۴۵]

لشیخ حضرت ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن جراح ہبھٹا فرمی قریشی ہیں۔ عشرہ مشروں میں سے ہیں اور اس امت کے امین کہلاتے ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعون ہبھٹا کے ساتھ اسلام لائے۔ جب شہ کی طرف دوسری مرتبہ بھرت کی۔ تمام غزوات میں حاضر رہے۔ جگہ احمد میں انہوں نے خود کی ان دو کڑیوں کو جو آنحضرت ہبھٹا کے چہرہ مبارک میں گھسن گئی تھیں کھینچا تھا جن کی وجہ سے آپ کے آگے کے دو دانت شہید ہو گئے تھے۔ یہ لے قدم والے خوبصورت چرے والے، ہلکی داڑھی والے تھے۔ طاغون عوام میں ۱۸ میں بمقام اردن انتقال ہوا اور بیسان میں دفن ہوئے۔ عمر انہوں نے سال کی تھی۔ ان کا نسب نامہ رسول کریم ہبھٹا سے فربن مالک پر مل جاتا ہے، رضی اللہ عنہ وارضاہ، آمین۔

(۳۳۸۲) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد نے ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن شٹو نے کہ نبی کرم مسیح نے فرمایا، ہر امت میں امین (امانتار) ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابو عبیدہ ابن الجراح وغیرہ ہیں۔

[راجح: ۶۷۴۴] آنحضرت ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی، سنیا پھر انہوں نے نہیں بنا آخراً آپ نے فرمایا کہ آؤ ہم تم مہبلہ کر لیں یعنی دونوں فرق مل کر اللہ سے دعا کریں کہ یا اللہ! جو ہم میں سے ہاتھ پر ہواں پر اپنا عذاب نازل کر۔ وہ مہبلہ کے لئے بھی تیار نہیں ہوئے بلکہ اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ ہزار جوڑے کپڑے رجب میں اور ہزار جوڑے صفر میں دیا کریں گے اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی بھی دیں گے۔ قرآن کی آیت ان عی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

باب عمان اور بحرین کا قصہ

(۳۳۸۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیین نے بیان کیا کہ انہوں نے محمد بن المسکدر سے نہ، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ میں تھا سے نہ، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہؓ میں تھیں اتنا اتنا تین لپ بھر کر روپیہ دوں گا، لیکن بحرین سے جس وقت روپیہ آیا تو حضور اکرم مسیح کی وفات ہو چکی تھی۔ اس لیے وہ روپیہ ابو بکر صدیق بن عثیمین کے پاس آیا اور انہوں نے اعلان کروادیا کہ اگر کسی کا حضور اکرم مسیح پر قرض یا کسی سے حضور اکرم مسیح کا کوئی وعدہ ہو تو وہ میرے پاس آئے۔ جابر بن عثیمین نے بیان کیا کہ میں ان کے یہاں آگئیا اور انہیں بتایا کہ حضور اکرم مسیح نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین سے میرے پاس روپیہ آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین لپ بھر کر دوں گا۔ جابر بن عثیمین نے بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے ملاقات کی اور ان سے اس کے متعلق کہا لیکن انہوں نے اس مرتبہ مجھے نہیں دیا۔ میں پھر ان کے یہاں گیا اس مرتبہ بھی انہوں نے نہیں دیا۔ میں تیری مرتبہ گیا، اس مرتبہ بھی انہوں نے نہیں دیا۔ اس لیے میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے یہاں ایک مرتبہ آیا۔ آپ نے نہیں دیا، پھر آیا اور آپ نے نہیں دیا۔ پھر تیری مرتبہ آیا ہوں اور آپ اس مرتبہ

۴۳۸۲ - حدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَلَّابَةَ، عَنْ أَنَسِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينٌ هَذُو الْأُمَّةُ، أَبُو عَيْشَةَ بْنُ الْجَعْرَاءَ)).

[رسانی: ۶۷۴۴]

۷۴ - باب قصَّةِ عَمَانَ وَالْبَخْرَى

عمان اور بحرین دو شہروں کے نام ہیں۔

۴۳۸۳ - حدَّثَنَا قُتَّيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفِّيَانُ سَمِعَ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ لَيْلَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْلَا قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَخْرَى لَقَدْ أَغْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثَلَاثَةً)). فَلَمْ يَقْدِمْ مَالُ الْبَخْرَى حَتَّى قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى أَبِيهِ بَكْرٍ أَمْرَ مَنَادِيَا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْعَدَهُ فَلَيْلَتِي قَالَ جَابِرٌ: فَجَنَّتْ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَوْلَا جَاءَ مَالُ الْبَخْرَى أَغْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثَلَاثَةً)) قَالَ: فَأَغْطَيْنَاهُ قَالَ جَابِرٌ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْتُهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ ثَالِثَةً، فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ قُلْتُ لَهُ قَدْ أَتَيْتُكَ لَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ لَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ لَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ لَمْ تُعْطِنِي، فَلَمَّا أَتَيْتُكَ لَمْ تُعْطِنِي وَإِمَّا

بھی نہیں دے رہے ہیں۔ اگر آپ کو مجھے دینا ہے تو دے دیجئے ورنہ صاف کہہ دیجئے کہ میرا دل دینے کو نہیں چاہتا، میں بخیل ہوں۔ اس پر ابو بکر بن عثیمین نے فرمایا تم نے کہا ہے کہ میرے معاملہ میں بکل کرو بھلا بکل سے بڑھ کر اور کیا عیب ہو سکتا ہے۔ تم مرتبتہ انہوں نے یہ جملہ دہرا دیا اور کہا میں نے تمہیں جب بھی تلاوتہ میرا ارادہ یہی تھا کہ بہرحال تمہیں دینا ہے۔ اور اسی سند سے عمرو بن دنار سے روایت ہے، ان سے محمد بن علی باقر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ بن عثیمین سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حاضر ہوا تو ابو بکر بن عثیمین نے مجھے ایک لپ بھر کر روپیہ دیا اور کہا کہ اسے گن لو۔ میں نے گناہ پانچ سو تھا۔ فرمایا کہ دو مرتبہ اتنا ہی اور لے لو۔

حضرت ابو موسیٰ اشتری اور اہل میں سے یعنی خس میں سے دینا چاہتا ہوں۔ خس خاص خلیفہ اسلام کو ملتا ہے پھر وہ مختار ہیں ہے چاہیں دیں۔

۷۵۔ باب قُدُومِ الأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ

وَقَالَ أَبُو مُوسَىٰ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هُمْ مِنِي وَأَنَا مِنْهُمْ)).

۴۳۸۴۔ حدیثی عنده اللہ بن محمد وابن سحاق بن نصر قالاً: حدثنا يحيى بن آدم حدثنا ابن أبي زيد عن أبيه، عن أبي إسحاق عن الأسود بن يزيد، عن أبي موسى، قال: قدِمتُ أنا وأخي من اليمن فمكثنا حينما نرى ابن مسعود وأهل بيته من كثرة ذخولهم ولزومهم له۔ [راجح: ۳۷۶۳]

باب قبیلہ اشعر اور اہل میں کی آمد کا بیان

(یہ لوگ بصورت وفادے میں خیر کے فتح ہونے پر حاضر خدمت ہوئے تھے) اور ابو موسیٰ اشتری بن عثیمین نے نبی کشم شیعیہ سے بیان کیا کہ اشعری لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

(۲۳۸۳) مجھ سے عبد اللہ بن محمد اور اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو سحاق عمرو بن عبد اللہ نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے ابو موسیٰ اشتری بن عثیمین نے کہ میں اور میرے بھائی ابو رہم یا ابو بردہ یہیں سے آئے تو ہم (ابتداء میں) بست دنوں تک یہ سمجھتے رہے کہ ابن مسعود بن عثیمین اور ان کی والدہ ام عبد اللہ بن عثیمین دونوں آنحضرت شیعیہ کے اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ یہ آنحضرت شیعیہ کے گھر میں رات دن بست آیا جایا کرتے تھے اور ہر وقت حضور شیعیہ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

حضرت ابو موسیٰ اشتری بن عثیمین دوسرے بیکن والوں کے ساتھ پہلے جوش پہنچ گئے تھے۔ وہاں سے جعفر بن ابی طالب بن عثیمین کے ساتھ ہو کر خدمت نبوی میں تشریف لائے۔

(۳۳۸۵) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مہد السلام بن حرب نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے نہدم نے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمان کر مٹان رضی اللہ عنہ کے مدد غلافت میں) آئے تو اس قبیلہ جرم کا انسوں نے بہت اعزاز کیا۔ نہدم کہتے ہیں ہم آپ کی خدمت میں پیشے ہوئے تھے اور وہ صرع کا ناشتہ کر رہے تھے۔ حاضرین میں ایک اور صاحب بھی پیشے ہوئے تھے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انسیں بھی کھالنے پر بلا یا تو ان صاحب نے کہا کہ جب سے میں نے مرغیوں کو کچھ (اندی) چیزیں کھاتے دیکھا ہے، اسی وقت سے مجھے اس کے گوشت سے گم آنے لگی ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج بھی میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھانتے دیکھا ہے۔ ان صاحب نے کہا لیکن میں نے اس کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھار کھی ہے۔ انہوں نے کہا تم آتو جاؤ میں تمہیں تمہاری قسم کے بارے میں بھی علاج بتاؤ گا۔ ہم قبیلہ اشعر کے چند لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے (غزوہ تبوک کے لیے) جائز رکنے کے لیے جائز رکنے کے لیے فرمایا کہ سواری نہیں ہے۔ ہم نے پھر آپ سے ماں گا تو آپ نے اس مرتبہ قسم کھائی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے لیکن ابھی کچھ زیادہ دری نہیں ہوئی تھی کہ غنیمت میں کچھ اونٹ آئے اور آنحضرت ﷺ نے ان میں سے پانچ اونٹ ہم کو دلاتے۔ جب ہم نے انہیں لے لیا تو پھر ہم نے کہا کہ یہ تو ہم نے آنحضرت ﷺ کو دھوکا دیا۔ آپ کو غلطت میں رکھا، قسم یاد نہیں دلاتی۔ ایسی حالت میں ہماری بھلائی بھی نہیں ہو گی۔ آخر میں آپ کے پاس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے پھر آپ نے سواری دے دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھیک ہے لیکن جب بھی میں کوئی قسم کھاتا ہوں اور پھر اس کے سوا دوسری صورت مجھے اس سے بہتر نظر آتی ہے تو میں وہی کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔ (اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں)

۴۳۸۵ - حدَّثَنَا أَبُو ثُقِيمَ حَدَّثَنَا عَنْهُ
السَّلَامُ عَنْ أَبِيبٍ عَنْ أَبِي قَلَبَةَ، عَنْ
زَهْدِمَ قَالَ : لَمَّا قَدِمَ أَبُو مُوسَى الْكَفُورُمْ هَذَا
الْعَنْيَ بَنْ حَزَمَ وَإِنَّا لَجَلُوسُهُ هَذِهِ، وَهُوَ
يَعْقُدُهُ ذِجَاجًا وَلِيَ الْفَوْمَ رَجْلُ جَالِسٍ
لِدَعَاهَ إِلَى الدَّاءِ، قَالَ : أَنِي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ
شَنْبَهًا لَفَدْرَتَهُ، قَالَ : هَلْمُ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ
يَأْكُلُهُ لَقَالَ : أَنِي خَلَفْتُ لَا أَكُلُهُ،
قَالَ : هَلْمُ أَغْبَرَتَهُ هُنْ يَمْبِيلُكُ، إِنَّا أَنَّهَا
النَّبِيُّ ﷺ نَفَرَ مِنَ الْأَشْعَرِيَّينَ فَاسْتَخْمَلْنَا
فَأَنَّبَيْنَا إِنْ يَخْمِلْنَا فَاسْتَخْمَلْنَا فَخَلَفَ أَنْ لَا
يَخْمِلْنَا ثُمَّ لَمْ يَلْبِسْ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ أَنِي
يَنْهَيْ بِإِبْلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسٍ ذَوْدٍ فَلَمَّا
فَصَنَشَاهَا قُلَّتْنَا تَعَفَّنَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَمْبِيَنَهُ لَا
نَفْلُحَ بَعْدَهَا فَاتَّيْنَهُ فَقُلَّتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنَّكَ خَلَفْتَ أَنْ لَا تَخْمِلْنَا وَقَدْ حَمَلْنَا
فَقَالَ : ((أَجْلٌ وَلَكِنْ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمْبِيَنَهُ
فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ
خَيْرٌ مِنْهَا)). [راجع: ۳۱۳۳]

(۴۳۸۶) بھو سے مرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو سفرہ جاسع بن شداد نے بیان کیا، ہم سے صوان بن مرزا زانی نے بیان کیا، کہا ہم سے عمران بن حسین بن حسین وہله نے بیان کیا کہ ہوتیم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا ہو تھیم! بشارت قبول کرو۔ انسوں نے کہا کہ جب آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو کوئی روپے بھی عنایت فرمائی۔ اس پر حضور ﷺ کے چہے کارگ بدل گیا، پھر ہم کے کچھ اشعاری لوگ آئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ہوتیم لے بشارت قبول نہیں کی، یمن والو! تم قبول کر لونو۔ وہ بولے کہ ہم نے قبول کی یا رسول اللہ!

یہ حدیث اپر گزر ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس میں یہ افکال پیدا ہوتا ہے کہ ہوتیم کے لوگ تو ۹۵ میں آئے تھے اور اشعری اس سے پسلے ۷۰ میں، اس کا جواب یوں دیا ہے کہ کچھ اشعاری لوگ ہوتیم کے بعد بھی آئے ہوں گے۔

(۴۳۸۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے ابو مسعود رٹھنے نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایمان تو اواصر ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے یہیں کی طرف اشارہ کیا اور بے رحمی اور سخت دلی اونٹ کی دم کے پیچھے پیچھے چلانے والوں میں ہے، جدھر سے شیطان کے دونوں سینگ نکلتے ہیں (یعنی مشرق) قبیلہ رجیعہ اور مضر کے لوگوں میں۔

طوعِ مش کے وقت سورج کی پوجا کرتے ہیں جو شیطانی فعل ہے،

(۴۳۸۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی عدری نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ذکوان نے اور ان سے ابو ہریرہ رٹھنے نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے یہاں اہل مکن آگئے ہیں، ان کے دل کے پردے باریک، دل نرم ہوتے ہیں، ایمان بھیں والوں کا ہے اور حکمت بھی بھیں کی اچھی ہے

۴۳۸۶ - حدَّثَنَا شَعْرَوْنَ إِنْ عَلَيْهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَفَّرَةَ جَامِعِ بْنِ هَذَّلَوْ، حَدَّثَنَا صَنْفُوَانَ إِنْ مُحْبِرِ الْعَالَمِيِّ؛ حَدَّثَنَا هِمَرَانَ إِنْ حُصَيْنَ، قَالَ: جَاهَتْ بَنُو نَعِيمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ شَرِّوْا نَاهِي نَعِيمَ))
لَقَالُوا: أَمَا إِذَا بَشَّرْنَاكُمْ فَأَهْفَطْنَا، لَقَعْدَرْ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَجَاهَةَ نَاهِي مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ
لَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهُمْ أَهْلُ الشَّرِّيِّ إِذَا لَمْ يَفْتَلُهُمْ بَنُو نَعِيمَ)) قَالُوا: لَذَّ فَبَلَّنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ.

[راجع: ۳۱۹۰]

۴۳۸۷ - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَعْفَنِيِّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شَعْبَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَالَدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الإِيمَانُ هُنَّا - وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْيَمَنِ - وَالْجَاهَةَ وَغَلَظُ الْقُلُوبِ فِي الْقَدَادِينَ عِنْدَ أَصْوُلِ أَذَنَابِ الْأَبْلِيِّ مِنْ حِنْثٍ يَطْلُعُ قَبَّنَا الشَّيْطَانَ، رَبِيعَةً، وَمُضِّرَّ)). [راجع: ۴۳۰۲]

حدیث میں اشارہ اسی طرف ہے۔

۴۳۸۸ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَارٍ حَدَّثَنَا أَبُنْ أَبِي عَدِيِّ، عَنْ شَعْبَةَ، عَنْ سَلِيمَانَ، عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَّكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرْقَ أَفْيَدَةً وَأَلْيَنِ قُلُوبًا، الإِيمَانُ

اور فتوح تکبر اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور اطمینان اور سولت کمی والوں میں۔ اور غندر نے بیان کیا اس حدیث کو شعبہ سے 'ان سے سلیمان نے انہوں نے ذکوان سے نا' انہوں نے ابو ہریرہ وہٹو سے اور انہوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم سے۔

غندر کی روایت کو امام احمد نے دصل کیا ہے 'اس سند کے بیان کرنے سے فرض یہ ہے کہ اعمش کا مامع ذکوان سے بھراحت معلوم ہو چکے۔'

(۳۳۸۹) ہم سے اساعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالمیڈ نے بیان کیا، ان سے ابن بلال نے 'ان سے ثور بن زید نے' ان سے ابوالغیث (سلمی) نے اور ان سے ابو ہریرہ وہٹو نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایمان یعنی کام ہے اور قنۃ (دین کی خرابی) ادھر سے ہے اور ادھر یعنی سے شیطان کے سر کا کونا نمودار ہو گا۔

(۳۳۹۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خردی، کہا ہم سے ابوالزندہ نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ وہٹو نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا، تمہارے یہاں اہل یمن آئے ہیں جو نرم دل رقت القلب ہیں، دین کی سمجھ یعنی والوں میں ہے اور حکمت بھی یہاں کی ہے۔

لشیخ اس حدیث سے یہاں کی بڑی فضیلت نکلی ہے۔ علم حدیث کا جیسا یہ میں روایت ہے ویسا دوسرے ملکوں میں نہیں ہے اور یہاں میں تقلید مختص کا تعصیب نہیں ہے، دل کا پردہ نرم اور باریک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق بات کو جلد قبول کر لیتے ہیں جو ایمان کی علامت ہے۔

(۳۳۹۱) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے 'ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم نجحی نے اور ان سے علقہ نے بیان کیا کہ ہم عبد اللہ بن مسعود وہٹو کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں خباب بن ارت وہٹو مشہور صحابی تشریف لائے اور کہا 'ابو عبدالرحمن! کیا یہ نوجوان لوگ (جو تمہارے شاگرد ہیں) اسی طرح قرآن پڑھ سکتے ہیں جیسے آپ پڑھتے ہیں؟ ابن مسعود وہٹو نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں کسی سے تلاوت کے لیے کہوں؟ انہوں نے فرمایا

یمانیۃ، وَالْفَخْرُ وَالْخِلَاءُ فِي أَصْنَابِ الْأَيْلِ،
وَالسُّكْنَى وَالْأَقْارُبُ فِي أَهْلِ الْفَتْنَمِ). وَقَالَ غَنْدَرٌ
عَنْ شَعْبَةَ، عَنْ سَلَيْمَانَ سَيْفَتَ ذَكْوَانَ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آله و سلم. [راجع: ۳۳۰۱]

غندر کی روایت کو امام احمد نے دصل کیا ہے 'اس سند کے بیان کرنے سے فرض یہ ہے کہ اعمش کا مامع ذکوان سے بھراحت معلوم ہو چکے۔'

۴۳۸۹ - حدثنا إسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي
أشعى، عنْ سَلَيْمَانَ عنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عنْ
أَبِي الْفَتْنَمِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ و آله و سلم
قَالَ: ((الإِيمَانُ يَمَانٌ، وَالْفَتْنَةُ هَمَانٌ
هَمَانٌ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)).

[راجع: ۳۳۰۱]

۴۳۹۰ - حدثنا أبو اليمان آخرنا شعيب
حدثنا أبو الزناد عن الأغرج، عن أبي
هريرة، عن النبي صلی اللہ علیہ و آله و سلم قَالَ: ((أَنَا كُمْ أَهْلُ
الْيَمَانِ أَضْعَفُ قُلُوبَهَا، وَأَرَقُّ أَفْقَادَهَا، الْفَقْةُ
يَمَانٌ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةً)). [راجع: ۳۳۰۱]

لشیخ اس حدیث سے یہاں کی بڑی فضیلت نکلی ہے۔ علم حدیث کا جیسا یہ میں روایت ہے ویسا دوسرے ملکوں میں نہیں ہے اور یہاں میں تقلید مختص کا تعصیب نہیں ہے، دل کا پردہ نرم اور باریک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق بات کو جلد قبول کر لیتے ہیں جو ایمان کی علامت ہے۔

۴۳۹۱ - حدثنا عَنْدَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ،
عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ
قَالَ: كُمْ جَلُوسًا مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ لِجَاءَهُ
خَيْبَاتٌ قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
أَيْسَتْطِيعُ هَؤُلَاءِ الشَّهَابَ. أَنْ يَقْرُؤُوا كَمَا
تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَمَا إِنْكَ لَوْ شِئْتَ أَمْرَتَ
بِعَضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: أَجَلْ. قَالَ:

کہ ضرور۔ اس پر ابن مسعود رضوی نے کہا، علیتمہ! تم پڑھو، زید بن حدیر، زید بن حدیر کے بھائی، بولے آپ علیتمہ سے تلاوت قرآن کے لئے فرماتے ہیں حالانکہ وہ ہم سب سے اچھے قاری نہیں ہیں۔ ابن مسعود رضوی نے کہا اگر تم چاہو تو میں جسمیں وہ حدیث سنادوں جو رسول اللہ ﷺ نے تمہاری قوم کے حق میں فرمائی تھی۔ خیر علیتمہ کتے ہیں کہ میں نے سورہ مریم کی پہچان آئتیں پڑھ کر سنائیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضوی نے خلب پڑھ سے پوچھا کہو کیا پڑھتا ہے؟ خلب پڑھ نے کہا بت خوب پڑھ۔ عبد اللہ بن رضوی نے کہا کہ جو آیت بھی میں جس طرح پڑھتا ہوں ملکے بھی اسی طرح پڑھتا ہے، پھر انہوں نے خلب پڑھ کو دیکھا، ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، تو کہا کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ یہ انگوٹھی پھینک دی جائے۔ خلب پڑھ نے کہا آج کے بعد آپ یہ انگوٹھی میرے ہاتھ میں نہیں دیکھیں گے۔ چنانچہ انہوں نے انگوٹھی اکار دی۔ اسی حدیث کو غدر نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔

زید بن حدیر بوسد میں بے تھے، آنحضرت ﷺ نے جیسی کو بوسد اور غلطان سے چالیا اور علیتمہ نجح قبیلے کے تھے۔ امام احمد اور بزار نے ابن مسعود رضوی سے نکلا کہ آنحضرت ﷺ نجح قبیلے کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے، اس کی تعریف کرتے یہاں تک کہ میں نے تمدنی کی کاشاں میں بھی اس قبیلے سے ہوتا۔ غدر کی روایت کو ابو حییم نے مستخرج میں وصل کیا ہے۔ شاید خلب سونا پہنچ کو مکروہ تحریکی سمجھتے ہوں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضوی کی تنبیہ پر کہ سونا پہنچا حرام ہے، انہوں نے اس انگوٹھی کو نکال پھینکا۔

۷۶۔ باب قصہ ذؤوس و الطفیل بن عمرو والذو نسی باب قبیلہ دوس اور طفیل بن عمرو و دو سی و پندرہ کا بیان

لشیخ دوس یعنی میں ایک قوم ہے۔ طفیل بن عمرو اسی قوم سے تھے۔ ان کو زوال نور بھی کہتے تھے۔ وہ آن کر مسلمان ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو ان کی قوم کی طرف مبلغ بنا کر بیسجد ان کا باب مسلمان ہو گیا لیکن باں مسلمان نہیں ہوئی اور قوم والوں نے بھی ان کا کہنا نہ مانا، صرف حضرت ابو ہریرہ رضوی نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے طفیل پڑھ کی درخواست پر دوس کی پدایت کے لیے دعا کی، وہ مسلمان ہو گئے۔ کہتے ہیں طفیل بن عمرو پڑھ نے آنحضرت ﷺ سے کچھ نشانی ہاہی۔ آپ نے دعا کیا یا اللہ! طفیل کو نور دے، ان کی دو نوں آنکھوں کے نیچے میں سے نور لکھا جو رات کو روشن ہو جاتا۔ ابن کلبی نے کہا جیب بن عمرو دوس کا حاکم تھا، اس کی عمر تین سو برس کی تھی۔ وہ ۵۷۷ آدمیوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی سب مسلمان ہو گئے۔

(۳۳۹۲) ہم سے ابو حییم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ذکوان نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن

۴۳۹۲ - حدثنا أبو نعيم حدثنا سفيان،
عن ابن ذكوان، عن عبد الرحمن

امروج نے اور ان سے ابو ہریرہ رض نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو رض نے
نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قبیلہ دوس تو
چہا ہوا۔ نافرمانی اور الکارزار کیا (اسلام قول نہیں کیا) آپ اللہ سے ان
کے لیے دعا کریجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ قبیلہ دوس کو
ہدایت کر دے اور انہیں میرے بیان لے آ۔

الأَفْرَجُ، هُنَّ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ : جَاءَ الطَّفِيلُ بْنُ عَمْرُو إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ دُوْسَنَا لَذَّ مَنْكَثَ فَعَمِّتْ
وَأَبَتْ لَذَّ أَدْعَ اللَّهَ عَلَيْهِمْ لَقَالَ : ((اللَّهُمْ
إِنِّي دُوْسَنَا وَأَبَتْ بِهِمْ)). [راجع: ۲۹۳۷]

چنانچہ ان میں آکر مسلمان ہو کر مدد آگئے۔

٤٣٩٣ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَنْ الْفَلَاءِ
حَدَّثَنَا أَبُو أَسَاطِيرَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ
قَبِيسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : لَمَّا قَدِمَتْ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتَ لِي الطَّرِيقُ
يَا لَيْلَةُ مِنْ طُولِهَا وَغَنَانِهَا
عَلَى أَنْهَا مِنْ ذَارَةِ الْكُفُرِ نَجَّتْ
وَأَبْقَى غَلَامَ لِي فِي الطَّرِيقِ فَلَمَّا قَدِمَتْ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فَيَقُولُ فَيَقُولُ
لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((يَا أبا هُرَيْرَةَ هَذَا غَلَامُكَ؟))
فَقُلْتَ : هُوَ لَوْجَهُ اللَّهِ فَأَغْنَيْتَهُ [راجع: ۲۵۳۰]

(۳۳۹۳) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا تم سے ابو اسامہ نے
بیان کیا، کہا تم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس نے
اور ان سے ابو ہریرہ رض نے بیان کیا کہ جب میں اپنے دشمن سے نبی
کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلا تو راستے میں میں
نے یہ شعر پڑھا (تجھہ) کیسی ہے تکلیف کی لمبی یہ رات خیر اس
نے کفر سے دی ہے نجات۔ اور میرا غلام راستے میں بھاگ گیا تھا پھر
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی۔
ابھی آپ کے پاس میں بیٹھا ہی ہوا تھا کہ وہ غلام دکھائی دیا۔ آپ نے
مجھ سے فرمایا ابو ہریرہ! یہ ہے تم سارا غلام! میں نے کما اللہ کے لیے میں
نے اس کو اب آزاد کر دیا۔

لَشِيرَةُ حضرت طفیل بن عمرو رض کی تبلیغ سے حضرت ابو ہریرہ رض مسلمان ہوئے۔ بعد میں اللہ نے ان کو ایسا فدائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنا کیا کہ یہ ہزاروں احادیث کے حافظ قرار پائے۔ آج کتب احادیث میں جگہ جگہ زیادہ تر ان ہی کی روایات پائی جاتی ہیں۔ تاحیات ایک دن کے لیے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دارالعلوم سے غیر حاضری نہیں کی۔ بھوکے پیاسے چوبیں کھٹھے خدمت نبوی میں موجود رہے، رضی اللہ عنہ وارضا۔

۷۷- باب قِصَّةٍ وَفِدِ طَيِّبٍ وَحَدِيثِ عَدَيِّ بْنِ حَاتِمٍ باب قِبِيلَه طَلَّ کے وَفَدٍ اور عَدَيِّ بْنِ حَاتِمٍ بَنِ عَدَيِّ بْنِ حَاتِمٍ کا قاصہ

بنی ط ایک قبیلہ ہے اس کا نام ط اس لیے ہوا کہ سب سے پہلے گول کنوں اسی نے بنوایا تھا۔

(۳۳۹۳) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا تم سے ابو عوانہ
نے بیان کیا، کہا تم سے عبد الملک ابن عمر نے بیان کیا، ان سے عمرو
بن حریث نے اور ان سے عدی بن حاتم رض نے بیان کیا کہ ہم
حضرت عمر رض کی خدمت میں (ان کے دور خلافت میں) ایک وفد کی
شکل میں آئے۔ وہ ایک ایک شخص کو نام لے لے کر بلاتے جاتے

٤٣٩٤ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُلِكَ، عَنْ
عَمْرِو بْنِ حُرَيْثَ، عَنْ عَدَيِّ بْنِ حَاتِمٍ،
قَالَ : أَتَيْنَا عَمَرَ فِي وَفَدٍ فَجَعَلَ يَذْنُو
رَجْلَهُ رَجْلًا وَيَسْمِيهِمْ قُلْتَ : أَمَا تَعْرِفُنِي